کتاب التیسیر

فی المداواۃ والتدبیر

تالیف

ابو مروان عبدالملک ابن زہر

(۱۰۹۲ — ۱۱۶۲ء)

اُردو ترجمہ

سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن

(وزارتِ صحت و خاندانی بہبود، حکومتِ ہند)

نئی دہلی

کتاب التیسیر

فی المداواۃ والتدبیر

تالیف

ابو مروان عبدالملک ابن زہر

(۱۰۹۲ — ۱۱۶۲ء)

۴۶۴ — ۵۵۷ھ

اُردو ترجمہ

لٹریری ریسرچ یونٹ (علی گڑھ)

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن

(وزارتِ صحت و خاندانی بہبود، حکومتِ ہند)

نئی دہلی

سی۔ سی۔ آر۔ یو۔ ایم اشاعت ۲۱ء

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء

تعداد اشاعت ۲۰۰۰

قیمت : ۳۵-۰ روپیہ

ناشر : سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن
۵۔ پنچ شیل شاپنگ سینٹر، نئی دہلی ۱۱۰۰۱۷
فون نمبر : ۶۴۳۶۳۹۸ ، ۶۴۳۸۴۰۱

طابع : علی کارپوریشن آف انڈیا (نیو پبلک پریس)

کتابت : بشیر احمد

پیش لفظ

سنٹرل کونسل فار ریسیرچ ان یونانی میڈیسن کے مقاصد میں قدیم طبی نوادر کی تلاش و تحقیق اور جدید زبانوں میں ان کے تراجم بھی شامل ہیں۔ اس سے قبل مشہور فلسفی طبیب ابن رشد کی کتاب الکلیات کا اردو ترجمہ کونسل کی طرف سے شائع ہوا تھا تو اس کے پیش لفظ میں تذکرہ کیا گیا تھا کہ ابن رشد کے ہمعصر اور دوست ابو مروان ابن زہر کی "کتاب التیسیر" کا اُردو ترجمہ بھی کونسل کی طرف سے جلد ہی اشاعت پذیر ہوگا۔ یہ ترجمہ اب آپ کے پیش نظر ہے۔

یونانی طب کی تاریخ میں سرزمین اندلس (اسپین) کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ابن رشد، ابن وحشیہ الغافقی، ابو العباس نباتی، ابوالقاسم زہراوی اور ابن بیطار جیسے نامور اطبا، فلسفیوں اور سائنسدانوں کا تعلق اسی سرزمین سے تھا جن کی عالمانہ تحقیقات سے طبی دنیا تقریباً ایک ہزار سال سے مستفید ہوتی آرہی ہے۔ ابن زہر (۱۰۹۰ – ۱۱۶۲ء) بھی اندلس (اسپین) ہی کی ایک مشہور اور یادگار شخصیت ہیں۔

ابن زہر کی کتاب التیسیر فی المداواۃ والتدبیر معالجات کے موضوع پر ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس اہم کتاب میں مذکورہ اہم معالجاتی نکات کے حوالے تاریخ طب کی کتابوں میں بکثرت ملتے ہیں۔ اس کتاب میں ان مریضوں کے حالات بھی، جو ابن زہر کے زیر علاج رہے، نہایت واضح ڈھنگ سے درج ہیں۔ ابن زہر نے یہ کتاب دراصل ان تجربات کی روشنی میں تالیف کی جو ان کو اپنی علاج معالجہ کی طویل عملی زندگی میں حاصل ہوتے رہے۔

برّصغیر کے اطبا کے لیے اس کتاب کا منظر عام پر لانا ضروری تھا کیونکہ ایسی مفید اور اہم کتاب سے جس قدر استفادہ یورپ والوں نے کیا ہے اس کا عشر عشیر بھی اطبائے ہند و پاک نہ کرسکے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ رہی کہ یہ کتاب صرف مخطوطہ کی صورت میں ہی دستیاب تھی۔ یورپ میں تو بہت عرصہ قبل ہی اس کا لاطینی ترجمہ کر لیا گیا تھا اور اس سے عام فائدہ اٹھایا گیا۔ چنانچہ اس کتاب کا لاطینی ترجمہ اٹھارھویں صدی تک یورپ کے مشہور طبی مراکز میں داخل نصاب رہا۔ ایک فرانسیسی مورخ لوکلیر کے مطابق کتاب التیسیر کا مقام زکریا رازی کی کتاب الحاوی اور ابن سینا کی القانون سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ فاضل مورخ کا یہ خیال اس بات کا ثبوت ہے کہ یورپ میں اس اہم کتاب کا تفصیلی طور پر مطالعہ کیا گیا۔ اگرچہ اصل کتاب کی اشاعت نہ ہو پائی تھی۔

کتاب التیسیر کی ان ہی خوبیوں کے پیش نظر، اطبا اور محققین کے عام استفادہ کی غرض سے کونسل نے اس کتاب کے اُردو ترجمہ کو ضروری سمجھا۔ آکسفورڈ میں موجود اس کتاب کے مخطوطہ کی فوٹو کاپی اجمل خاں طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی

لائبریری میں محفوظ تھی، اس کو حاصل کرکے اسی کالج میں قائم کونسل کے لٹریری ریسرچ یونٹ میں اس کے ترجمہ کا کام شروع کیا گیا۔ مخطوطہ کی عبارت قدیم ہونے کی وجہ سے مترجمین کو دشواری بھی پیش آتی رہی پھر بھی حتی الامکان اس کا ترجمہ مکمل کرلیا گیا۔ اس مخطوطہ کا ایک صفحہ بطور نمونہ اس کتاب میں شائع کیا جارہا ہے۔ جناب شبیر احمد خاں غوری، حکیم عطاالرحمٰن ندوی، حکیم محمد ظفر اللہ (مرحوم)، حکیم عبیدالاسلام قاسمی نے حکیم محمد طیب، پروجیکٹ آفیسر کی نگرانی میں یہ کام انجام دیا۔

سالِ گذشتہ مجھے عالمی صحت تنظیم کی ایک میٹنگ میں شرکت کے لیے اسکندریہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں محترم ڈاکٹر محمد ہیثم الخیاط کے ذریعہ کتاب التیسیر کی ایک مطبوعہ کاپی مل گئی جو ۱۹۸۳ء میں دمشق سے شائع ہوئی تھی۔ ہندوستان کے طبی حلقہ میں اس کی اشاعت کی کسی کو خبر نہ تھی۔ ڈاکٹر میشیلی الخوری مرحوم نے نیشنل لائبریری پیرس، برٹش میوزیم لائبریری لندن، رباط لائبریری اور بودلین لائبریری، آکسفورڈ میں محفوظ کتاب التیسیر کے چار مختلف مخطوطات کا تقابل کرکے اس کتاب کو ایڈٹ کیا ہے۔ کونسل کے صدر دفتر میں علی گڑھ میں کیے گئے ترجمہ پر نظر ثانی کی گئی تھی۔ بعد میں جب یہ مطبوعہ کتاب سامنے آئی تو اس کی روشنی میں ترجمہ پر ایک بار پھر نظر ثانی کی گئی جس سے یہ ترجمہ اور معتبر ہو گیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ کونسل کی دیگر مطبوعات کی طرح اس ترجمہ کو بھی قبولِ عام حاصل ہوگا۔

عبدالرزاق

حکیم محمد عبدالرزاق

ڈائرکٹر

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن

نئی دہلی

مقدمہ

ابومروان عبدالملک ابن زہر طب کے اس تابناک عربی دَور (بارھویں صدی عیسوی) کی ایک عظیم شخصیت ہیں جس میں علم طب کے مختلف شعبوں کی بنیادیں پڑچکی تھیں اور ان شعبوں میں نئی نئی ایجادات و اختراعات و تحقیقات کا سلسلہ جاری تھا۔ ابن زہر نے اسپین کے گہوارۂ علم و حکمت میں آنکھیں کھولیں اور طب و معالجہ کے ماحول میں پرورش پائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طب ان کے مزاج اور رگ و ریشے میں گویا رچ بس گئی تھی۔ خاندان بنو زہر کے ایک فرزند ہونے کی وجہ سے دُنیا انھیں ابن زہر کے نام سے جانتی ہے۔ یہ خاندان مختلف کارناموں کی وجہ سے تاریخ میں تقریباً تین سو سال تک ایک امتیازی مقام کا حامل رہا۔ اس خاندان میں فقہاء، علماء، ادباء اور شعراء بھی ہوئے ہیں لیکن اطباء کی تو ایک لمبی قطار نظر آتی ہے۔ اس میں چھ سات ایسے نامور اطباء گزرے ہیں جنھوں نے گیارھویں صدی عیسوی کے آخر یعنی تین سو سال تک اپنی طبی خدمات سے علمائے وقت، امراء اور عوام الناس کو فیض پہنچایا ہے۔

ابن زہر نے طب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور سلسلۂ مطب بھی ان ہی کی نگرانی میں شروع کیا۔ قدرت نے انھیں غیر معمولی فہم و ادراک کی صلاحیتوں سے نوازا تھا جس سے انھیں جلد ہی اس فن میں ماہرانہ دسترس حاصل ہوگئی اور ان کی شہرت بہت جلد شہر و مضافاتِ اندلس کے علاوہ یورپ میں بھی پھیل گئی۔ ان کو تشخیص و تجویز اور طبی صناعت میں کمال حاصل تھا۔ ادویہ کو ترتیب دے کر مختلف امراض کے لیے مرکّب دوائیں تیار کرنے کا بھی زبردست ملکہ ان کو حاصل تھا۔ کتاب التیسیر کے مطالعہ سے علاج و معالجہ میں ان کی حذاقت اور مہارت واضح ہوتی ہے۔

مورخِ طب ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں ابن زہر کا تذکرہ بڑی اہمیت کے ساتھ کیا ہے۔ ان کی طبی حذاقت اور مداوائے مرض کی طرف ان کے قوی ادراک، تدابیر اور ادویہ کے استعمال کے ان کے انوکھے انداز کو بڑی دلچسپی سے بیان کیا ہے۔ اور اس سلسلہ کے کئی واقعات بھی لوگوں کے بیان کردہ تحریر کیے ہیں جن کو پڑھ کر ان کی حذاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خاندانِ بنو زہر کے اطباء یکے بعد دیگرے شاہی طبیبِ خاص کے عہدہ پر فائز ہوتے رہے تھے۔ ابن زہر کو بھی یہ بلند عہدہ حاصل ہوا۔ اپنی جدّتِ طبعی اور طبی مہارت کی وجہ سے عرب اور مغربی ممالک میں ان کی شہرت پھیل خلیفۂ وقت عبدالمومن کے علاج کے سلسلہ میں انھوں نے ایسی مہارتِ فن کا ثبوت دیا جس سے خلیفہ کو شفائے کامل حاصل ہوئی اور نتیجہ کے طور پر ابن زہر کو انعامات و اکرامات سے نوازا گیا اور ان کے عہدہ میں بھی ترقی ہوگئی۔

چکی تھی۔

یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ابن زہر اپنے معاصرین اطباء میں سب سے زیادہ ذی علم، عالی مرتبت، قابلِ قدر اور مشاق طبیب تھے۔ ان کی شہرت کا چرچا زبانِ زدِ خلائق تھا۔ اس قدر بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود ان کے اندر سادگی، خاکساری اور خدمتِ خلق کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ عوام الناس کو ان سے استفادہ میں ذرّہ برابر دشواری نہیں اٹھانی پڑتی تھی۔

ابن رشد نے ابن زہر کو جالینوس کے بعد سب سے بڑا طبیب قرار دیا ہے۔ لوکلیر (یوروپین مورخ) نے کہا ہے کہ ابن زہر (عبدالملک) کو ابن سینا و رازی سے کم سمجھنا مناسب نہیں ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی شخصیت اس برتری کی مستحق ہے، کیونکہ انھوں نے اپنی تمام تر توجہ طب ہی کے فروغ اور اس کی خدمت پر صرف کر دی۔ ایک اور یوروپین مؤرخ جارج سارٹن نے بھی ابن زہر کو بہت سراہا ہے، اس کا کہنا ہے کہ ابن زہر مسیحی اور اسلامی دنیا کا ایک بہت بڑا طبیب تھا۔

تاریخ کی کتابوں میں کتاب التیسیر کے علاوہ ابن زہر کی دوسری مختلف کتابوں کے نام بھی ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اندر تصنیفی و تالیفی صلاحیت بھی بدرجہ اتم تھی اگرچہ ان میں سے اب کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے، اور کتاب التیسیر بھی ۸۰۰ سال سے قلمی مخطوطہ ہی کی شکل ہی میں رہی لیکن اب دمشق کے دارالفکر ادارہ کی جانب سے ۱۹۸۳ء میں اس کی پہلی بار اشاعت عمل میں آئی ہے۔

کتاب التیسیر معالجات پر لکھی جانے والی ایک ایسی جامع کتاب ہے جس سے ہر دور میں دُنیا کے مختلف ممالک میں شائقین طب نے استفادہ کیا ہے، اس کا اسلوب تحریر چونکہ تدریسی ہے لہٰذا یہ کتاب دُنیا کے مختلف طبّی اداروں کے نصاب میں بھی شامل رہی ہے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی تک دُنیائے یورپ کی تقریباً تمام طبّی درسگاہوں میں کتاب التیسیر کے لاطینی اور عبرانی ترجمے شامل نصاب رہے ہیں۔

ابن زہر نے علم الجراحت، معالجات اور علم الادویہ کے درمیان ایک دوسرے کا تعلّق قائم کر کے ان سب کو یکجا کر دیا اور بے شمار تجربات کے بعد علم المعالجات میں کئی تبدیلیاں کیں اور یہ ثابت کیا کہ بدن انسانی پر "طبیعت" ہی کارفرما رہتی ہے۔ اور کسی دوا کے بغیر یہ خود اس قابل ہوتی ہے کہ بہت سی بیماریوں کا علاج کر لے۔

قطع قصبۃ الریہ (TRACHEOTOMY) کا حوالہ سب سے پہلے ابن زہر کی کتاب "کتاب التیسیر" ہی میں ملتا ہے۔ یہ عمل جراحت دراصل عرب اطباء ہی کی دریافت ہے۔

اکثر ماہرین طب اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب التیسیر بہت ہی اہم اور اپنے موضوع پر لکھی جانے والی ایک معرکتہ الآرا کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اس کتاب میں عمومی طور پر پائے جانے والے تمام نظام جسمانی

سے متعلق سارے ہی امراض کا بخوبی احاطہ کر کے ان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور ان کے علاج و تدابیر کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ اپنی جگہ پر اہم اور مدلل ہیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی یہ کتاب معالجین کے لئے مفید اور قابل قدر ہے۔

یہ کتاب فاضل مُصنّف کے علوم ان کے ذاتی تجربات و مشاہدات اور ان کے طریقۂ علاج پر مبنی ایک عظیم شاہکار ہے، اور مُصنّف کے علم کی پختگی ان کی طبّی عظمت اور وسیع تجربات پر بھی یہ کتاب ایک ثبوت اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

جارج سارٹن نے اپنی کتاب مقدمہ تاریخ سائنس میں لکھا ہے کہ ابن زہر نے یہ کتاب ـــــ اپنے قریبی دوست و طبیب علامہ ابن رشد (۱۱۲۶ء تا ۱۱۹۸ء) کی ایما پر تصنیف کی تھی تاکہ علامہ کی تصنیف کتاب الکلیات فی الطب کی شرح کے طور پر ایک مستقل کتاب معرض وجود میں آجائے۔

کتاب کے نام "التیسیر" سے اندازہ ہوتا ہے اور مطالعہ سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب آسان زبان، ذہن نشین انداز بیان اور تدریسی اسلوب تحریر کی خصوصیت رکھتی ہے۔ اس میں بیان کردہ مسائل کو بہت ہی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مختلف مثالوں کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف نے اپنے تجربات و مشاہدات کا بھی تذکرہ کیا ہے، ان تجربات اور مثالوں کی روشنی میں ان مسائل کے سمجھنے میں بڑی آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

ایک اہم اور امتیازی خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے کہ مصنّف نے اس کتاب میں سریریاتی مشاہدات ـــــ (CLINICAL OBSERVATIONS) تحریر کئے ہیں جبکہ معالجات کی دوسری قدیم کتابوں میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ معالجات کی دوسری موجودہ کتابوں سے یہ کتاب باوجود قدیم کتاب ہونے کے جدید طرز کی تحریر کردہ کتابوں کی طرح امراض کے اسباب و علامات اور اعراض پر پوری معلومات فراہم کرتی ہے، اور طریقہ علاج کو بڑی وسعت دی گئی ہے اور اس میں درج کردہ اکثر دوائیں انتہائی نفع بخش ہیں۔ ابن زہر نے اس کتاب میں اپنے تجربات کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے مشاہدات کو بھی قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب کے مضامین پر از معلومات ہیں جن سے پورا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی طبّی اصطلاحات بھی اپنی جگہ مسلم ہیں، اسباب مرض اور مختلف انواع کے امراض کی تشخیص کا بہت آسان طریقہ بتانے کے ساتھ ہی انداز بیان بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے، اس کتاب کی تصنیف سے ابن زہر کی طبّی عبقریت ـــــ ثابت ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر یہ کتاب دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب کی ابتدا سے پہلے مصنّف نے اس زمانہ کے مروجہ طریقہ کے مطابق حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد مقدمہ تحریر کیا ہے، اور اصل کتاب کو نئے انداز

تحریر سے شروع کیا ہے، پہلا حصہ جس کو مصنف نے سفر اول قرار دیا ہے، اس کی ابتدا رحفظ صحت سے متعلق کچھ بنیادی اصولوں کے بیان سے کی ہے، پھر اشرف الاعضاء یعنی سر کے امراض کا بیان کے ساتھ سلسلہ وار امراض رقبہ، صدر وریہ، حجاب حاجز اور امراض معدہ وجگر وطحال پر پہنچ کر سفر اول کو ختم کر دیا، اور حصہ دوم جس کو سفر ثانی قرار دیا ہے، اس کی ابتدا ر امراض بطن اسفل سے کی ہے اور اس میں امراض امعاء وگردہ و مثانہ ، امراض انثیین اور امراض اعضاء تناسل ہر دو جنس الگ الگ بیان کئے ہیں۔ امراض عظام کے ساتھ ہی امراض جلد میں جدری وحصبہ اورام وبثور، برص وبہق کے علاوہ امراض وبائی میں ہیضہ وطاعون اور دوسرے عوارضات کے بعد حمیات کی ساری اقسام کو مکمل طور پر بیان کیا ہے اور سفر ثانی کی تکمیل پر کتاب کا اختتام کیا ہے۔

کچھ ترجمہ کے بارے میں

کتاب الابدال، کتاب الکلیات اور جامع المفردات کے ترجموں کی طرح کتاب التیسیر کا ترجمہ بھی آسان اور سلیس زبان میں کیا گیا ہے۔ تاکہ اس اہم کتاب سے پورا پورا استفادہ کیا جاسکے۔

کتاب التیسیر میں جہاں قدیم اوزان دیئے گئے ہیں، ترجمہ میں ان کی بجائے مساوی عشاری اوزان تحریر کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کو دشواری پیش نہ آئے۔ کتاب التیسیر میں زیادہ تر درہم، مثقال، اوقیہ اور رطل ہی کے اوزان مندرج پائے گئے۔ ترجمہ میں درہم کو ساڑھے تین گرام، مثقال کو ساڑھے چار گرام، اوقیہ کو ۳۵ گرام اور رطل کو ۴۰۰ گرام کے مساوی قرار دیا گیا ہے۔

ترجمہ کتاب التیسیر میں الگ سے مضامین کی فہرست بھی منسلک کر دی گئی ہے جو اصل کتاب میں نہ تھی۔ ذیلی عنوانات بھی اکثر جگہ عصری اصول کے مطابق ترجمہ کے دوران اضافہ کر دیئے گئے ہیں جس سے کتاب کے مطالعہ میں آسانی ہوگئی ہے۔

کتاب کے آخر میں ایک فہرست ان دواؤں کی منسلک کی گئی ہے جن کا ذکر کتاب التیسیر میں موجود ہے۔ ان دواؤں کے سائنٹیفک نام بھی محاذی لکھ دیئے گئے ہیں۔

حکیم اُمّ الفضل

ڈپٹی ڈائرکٹر

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، نئی دہلی

فہرست

السفر الاوّل (حصّہ اوّل)

السفر الثانی (حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالملک بن زہر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس کی وحدانیت اور قدرت پر انسان کے حواس گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرمائے اور ان کے آل و اصحاب سے راضی ہو۔

اپنے عزیز دوست کی ایما پر میں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں اعضائے انسانی میں مرض پیدا کرنے والے اسباب اور اس کے کم خرچ اور سہل الحصول علاج کو آسان اور مختصر پیرائے میں قلمبند کیا ہے۔

حفظِ صحت

اس کتاب میں ان باتوں کا بیان شروع کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت کی محافظ ہیں۔

تلئینِ طبیعت

اطبا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تلئینِ طبیعت دوامی صحت میں معاون ہوتی ہے۔ اس کے لیے آسان ترین نسخہ یہ ہے کہ ۵ گرام تمرہندی (املی) بقدرِ ضرورت آبِ گرم میں بھگو کر مل لیں پھر ۳ گرام ریوند تازہ کچل کر اس میں شامل کر دیں اور ۲۴ گھنٹے بعد چھان کر صاف کر لیں پھر اس میں شربتِ پوست ترنج ۳۰ ملی لٹر ملا کر حسبِ ضرورت استعمال کرائیں۔

تریاقِ فاروق کا استعمال

اطبا نے بیان کیا ہے کہ موسم سرما میں ہر دسویں دن ۵ ء ۷ ر ا گرام تریاقِ فاروق چند گھونٹ آبِ نیم گرم کے ہمراہ نہار منہ استعمال کرنا حمی عفونیہ صرع اور قولنج سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے تمام اعضا صحت مند رہتے ہیں۔ اطبا کا یہ بھی خیال ہے کہ اس کے استعمال سے بڑھاپا جلد نہیں آتا۔ اگر کوئی شخص متواتر اس کا استعمال جاری رکھے خواہ ایک سال ہی کیوں نہ ہو تو اس پر کسی زہریلے جانور کے کاٹنے اور کسی مہلک زہریلی دوا کی سمیت کا اثر نہ ہوگا۔ نیز تریاقِ فاروق کا استعمال گندے پانی سے واقع ہونے والے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا

ہے۔ جس مرد یا عورت کو کسی نقص کی وجہ سے اولاد نہ ہوتی ہو ان کو بھی اس کے استعمال سے بحکم اللہ اولاد ہو جاتی ہے۔
ولادت میں دشواری ہو تو ۵ ر ۷ ر اگرام تریاق فاروق استعمال کرانے سے ولادت میں سہولت ہو جاتی ہے۔ سن ایاس کے قریب پہنچی ہوئی عورت، جس کو حمل کا امکان نہ ہو اگر اسے ۵ ر ۷ ر اگرام تریاقِ فاروق میں برادۂ دندانِ فیل ۵ ر ۳ گرام ملاکر ایک گھونٹ آبِ تازہ کے ساتھ نہار منھ استعمال کرایا جائے تو اسے بھی حمل قرار پاجاتا ہے۔ اسی طرح قولنج ریحی یا قولنج ثفلی میں یہ دوا ۵ ر ۳ گرام کی مقدار میں ایک گھونٹ نیم گرم پانی کے ہمراہ نہار منھ استعمال کرانے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

قروح ردیہ (خراب زخم) کے لیے جن کا کوئی سبب معلوم نہ ہو اور جو ختم ہو جاتے ہوں اور پھر نمودار ہو جاتے ہوں مذکورہ دوا (تریاقِ فاروق) کا کھلانا مفید ہے۔ اگر قروح ردیہ پر اسے مقامی طور پر لیپ کیا جائے تو بھی شفا حاصل ہوتی ہے۔
اگر دوائے مسہل کے استعمال سے یا کسی سمّی خلط کے سبب کثرت سے دست آرہے ہوں تو تریاقِ فاروق کے استعمال سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح بقدر اگرام زمرد کے باریک سفوف کا استعمال نہار منھ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ کثرتِ اسہال کے لیے نفع بخش ہے۔

تریاقِ فاروق اور زمرد استعمال کرنے والے اشخاص کو تقریباً سات گھنٹے تک ماکولات اور مشروبات سے مکمل طور پر احتراز کرنا چاہیے۔

اسہال اور زلق الامعاء کے مریضوں کے لیے گردن میں زمرد کا لٹکانا باعثِ شفاء ہے۔

تریاقِ فاروق اگر تازہ تیار کیا ہوا ہو تو قرحۂ ریہ خصوصاً قرحۂ مزمن میں ایک یا دو گھونٹ عصارۂ عوسج کے ہمراہ پلانا نافع ہے۔ لیکن اس کے استعمال کے بعد جسم انسانی میں غذا اور تریاق کا اجتماع ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ تاوقتیکہ کوئی سبب قوی مثلاً سانپ کے ڈسنے یا کسی زہر کھا لینے یا دوائے مہلک کے استعمال سے پیدا نہ ہو جائے کیونکہ ایسی حالت میں غذا کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ معدہ میں غذا اور تریاق کے اجتماع سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تریاقِ فاروق میں اسبابِ مضرہ سے مخالفت کی صلاحیت پیدا کی ہے۔ ایسی صورت میں اعضائے انہضام غذا کی جانب متوجہ نہ ہوں گے اور غذا کا انہضام مشکل ہو جائے گا اور سخت تکلیف پیدا ہوگی اور اگر غذا معدہ سے دفع ہو کر خارج بھی ہو جائے تو بھی بدن انسانی اس سے کچھ بھی مستفید نہ ہو سکے گا۔ بلکہ غذا اس صورت میں مضر ثابت ہوگی اور اس کے ساتھ انسان میں کرب اور بے چینی بھی پیدا ہو جائے گی۔ جبکہ ضرورت کے وقت انسان کے لیے غذا سے احتراز آسان ہے۔

معتدل حرکاتِ جسمانی

معتدل طور پر جسمانی حرکات مثلاً چہل قدمی اور گھوڑے کی سواری صحتِ انسانی کے قائم رکھنے میں مفید ہوتی ہے۔ نیز خلوئے معدہ کی حالت میں ہر دسویں دن حسبِ ضرورت معتدل مقدار میں حمام کرنا جبکہ غذا کی شدید حاجت نہ ہو اور موسم بہت گرم نہ ہو صحت کی بقاء کے لیے مفید ہوتا ہے۔

حمام

اطباء کے نزدیک صاف اور عمدہ پانی سے نہار منہ حمام کرنا صحت کو قائم رکھتا ہے بشرطیکہ پانی حرارت و برودت میں معتدل ہو لیکن زیادہ گرم پانی کا سر پر ڈالنا اطبار کے نزدیک بہتر تصور نہیں کیا جاتا۔ البتہ قابلِ برداشت گرم پانی سر پر ڈالنا مفید بتایا گیا ہے۔

مسواک

اطبار کا قول ہے کہ اخروٹ کے درخت کے جڑ کی مسواک ہر پانچویں دن کرنے سے سر کا تنقیہ ہوجاتا ہے۔ آلاتِ حواس صاف ہوجاتے ہیں اور ذہن تیز ہوتا ہے۔

روٹی

اطبار کا خیال ہے کہ معتدل خمیر کی اچھی طرح پکی ہوئی روٹی جس کو اسی دن آٹا گوندھ کر پکایا گیا ہو اس وقت استعمال کرنا جبکہ اس کی گرمی ختم ہوجائے، بقائے صحت کے لیے مفید ہے۔ گرم روٹی کا استعمال اطبار کے نزدیک اتنا ہی غیر مناسب ہے جتنا کہ ایک دن کی باسی روٹی کھانا کیونکہ روٹی اگر گرم گرم کھائی جائے تو اس کی گرمی معدہ کی گرمی کو دبا دیتی ہے۔ جس کے نتیجے میں روٹی کا ہضم ہونا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

ہضم کے بارے میں بعض ناتجربہ کار اطبار کا یہ خیال کسی طرح درست نہیں ہے کہ ہر قسم کی حرارت ہضم میں معاون اور مددگار ہوتی ہے۔ اپنے اس خیال کی بنار پر وہ اطبار خود بھی گمراہ ہوئے اور انھوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جملہ اعضار صرف اس حرارت غریزی طبعی سے ہضم کا فعل انجام دیتے ہیں جس کو وقتِ ضرورت تمام اعضار کے لیے جگر فراہم کرتا ہے۔ باسی روٹی کا استعمال اس لیے ممنوع ہے کہ اس کا مزاج غیر معتدل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ یہ روٹی جب ٹھنڈی ہوجاتی ہے تو اس میں تغیر و فساد شروع ہوجاتا ہے اور نتیجتاً اس کا ہضم معدے کے لیے دشوار ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے استعمال سے خلط غلیظ بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لیے ایسی روٹی سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

گوشت

اطبار کے نزدیک تازہ ذبح کیے ہوئے موافق مزاج جانوروں کا نرم گوشت کھانا بہت مفید ہے۔ البتہ سخت گوشت والے پرندے مثلاً کبوتر، سارس اور آبی پرندے (برگ) کو ذبح کرنے کے بارہ گھنٹہ بعد موسمِ سرما میں اور آٹھ گھنٹہ بعد موسمِ گرما میں استعمال کرنا چاہیے۔ اگر اس کے اسباب پر روشنی ڈالوں تو یہ کتاب ضخیم ہوجائے گی۔ لہٰذا عزیز دوست کی خواہش کا لحاظ کرتے ہوئے اختصار سے کام لیا ہے۔

میوہ جات

اطبار کا خیال ہے کہ کھانے کے بعد ایسے میوہ جات چوسنا جن میں معتدل طور سے قبض کی خاصیت ہو مثلاً شیریں یا ترش انار مفید ہوتا ہے لیکن اس وقت جبکہ معدہ میں غذا فاسد ہو چکی ہو اور اس کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آنے لگی ہوں جو سڑے ہوئے انڈے کے مانند بدبودار یا دخانی ہوتی ہیں تو ایسی صورت میں ترش انار سے پرہیز کریں اور انار شیریں کا استعمال کرائیں۔

میرا تجربہ ہے کہ ہر وہ شئے جو زیادہ قابض اور اپنے جوہر میں غلیظ اور سخت ہو معدہ میں درد پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کے اندر تقویت معدہ کی صلاحیت کیوں نہ ہو لیکن شدید قابض ہونے کے باعث معدہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ البتہ جس چیز میں قبض کی کیفیت اعتدال کے ساتھ ہو اور اس کا جوہر لطیف ہو مثلاً گلاب وغیرہ، اس سے معدہ کو فائدہ ہوتا ہے نیز غلیظ جوہر والی

اشیاء جب بخوبی پکائی جاتی ہیں تو معدہ میں درد پیدا کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ البتہ باقلا کو زیادہ پکانے کے بعد بھی ایسا نہیں ہوتا۔

چند مجربات و مشاہدات

اطبا کا خیال ہے اور تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ روزانہ نہار منہ قرصعنہ کی جڑ کے اچھی طرح جوش دیے ہوئے جوشاندے میں سکنجبین بقدر حاجت ملا کر استعمال کرنا شوصہ اور اورام بطن (پیٹ کے اورام) سے محفوظ رکھتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ والدِ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا تھا کہ جن لوگوں کو قبض نہیں رہتا ان کو شوصہ اور اورام بطن کی شکایت کم ہی لاحق ہوتی ہے۔ والدِ بزرگوار اس قسم کے مجرب مسائل بیان کر کے میرے علم میں نفع بخش اضافہ فرمایا کرتے تھے۔ مذکورہ حقیقت میرے مشاہدے میں بھی آ چکی ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ زمرّد معدہ کو قوی کرتا ہے اور گردن میں لٹکانے سے صرع کے لیے مفید ہے۔ اس کو منہ میں رکھا جائے تو دانتوں اور معدہ کو قوی کر دیتا ہے۔ حمار وحشی کی آنکھوں کو دیکھنا بصارت کو قائم رکھنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور خصوصاً موتیا بند کو روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں آنکھوں کی صحت کے لیے عجیب و غریب خاصیت رکھی ہے نیز یہ امر بھی صحیح ہے کہ خرگوش کی سری کھانا رعشہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ میں نے اپنے ذاتی تجربے کے لحاظ سے خرگوش کی سری کھانا فالج اور خدر میں بھی مفید پایا ہے۔ اگرچہ اس خاصیت کا ذکر قدما میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔

اطبا کا بیان ہے کہ ہمیشہ جھاؤ کی لکڑی کے بنے ہوئے پیالے میں پانی پینے سے پینے والے کو عظم طحال اور دیگر عوارض لاحق نہیں ہوتے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ مصطگی کا جوشاندہ پینا جگر اور معدہ کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ تخم خربوزہ کا جوشاندہ پینا پتھری سے محفوظ رکھتا ہے۔ سونے کی سلائی سے سرمہ لگانا بینائی کو تیز کرتا ہے۔ سونے کے برتن میں پکایا ہوا کھانا عام طور سے جسم کو طاقت دیتا ہے۔ آنکھوں پر تازہ گلاب کی کلی کا ضماد آشوبِ چشم سے محفوظ رکھتا ہے۔ شربتِ ورد شکری بطور سرمہ آنکھوں میں لگانا جبکہ جسم فضلات سے پاک و صاف ہو مقوئ بصر ہے۔ ایک دفعہ قے بحرانی کی وجہ سے میری آنکھوں میں اچانک بہت زیادہ تکلیف (انتشار حدقین یا ضعف بصارت) پیدا ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے لیے میری آنکھیں لگ گئیں تو میں نے خواب میں ایک طبیب کو دیکھا جو مطب کرتا تھا۔ اس نے شربتِ ورد کو بطور سرمہ لگانے کا مشورہ دیا۔ میں ان ایام میں طالب علم ہی تھا اور اپنی علمی لیاقت میں اضافہ کر رہا تھا۔ ابھی مجھے کسی فن و علم میں مہارت و مشق حاصل نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس خواب کی اطلاع اپنے والدِ بزرگوار کو دی۔ انھوں نے خواب سن کر تھوڑی دیر سوچ کر پھر فرمایا خواب میں جو کچھ علاج اس مرض کے لیے بتایا گیا ہے اس کا استعمال شروع کر دو۔ میں نے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس دوا سے مجھے فائدہ حاصل ہو گیا۔ اس کتاب کی تالیف کے وقت تک متواتر اس دوا کو جو کہ مقوئ بصر ہے استعمال کرتا رہا۔

نیز میرا تجربہ ہے کہ موسم سرما میں قرنفل پیس کر روزانہ سوتے وقت پیشانی پر ملنا نزلہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح بسباسہ کو پیس کر پیشانی پر ملنا بھی ہر موسم میں مفید ہے۔ یہی اثر پودینہ بھی کرتا ہے لیکن قرنفل کا فائدہ زیادہ ہے۔ اسی طرح پوست ترنج کے مقابلہ میں بسباسہ کا فائدہ زیادہ ہے۔

اطبا کا خیال ہے کہ پشت کے مہروں پر روغنِ بادام یا روغنِ زیتون مغسول کی مالش کی جائے تو کُبڑے پن سے حفاظت ہوتی ہے۔ روغنِ بادام اس مقصد کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اس مرض میں روغنِ کنجد بھی مفید ہے۔ روغنِ بادام اس لیے زیادہ مفید ہے کہ اس کا جوہر لطیف ہوتا ہے اور اس میں قبضیت پائی جاتی ہے۔ اور اعضائے شریفہ کے لیے استعمال کی جانے والی ادویہ میں لطافت اور قبضیت ہونا زیادہ مناسب ہے۔

اطبا کا خیال ہے کہ چڑیوں (عصافیر) کے اور خصوصاً نر چڑیوں کے مغز قوتِ باہ کے لیے مفید ہیں۔ اسی طرح ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ شلجم کا تنہا یا گوشت کے ساتھ پکا کر کھانا بھی اس مرض کے لیے مفید ہے۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ شلجم پکا کر کھانے سے بصارت تیز ہوتی ہے۔ اطبا کہتے ہیں کہ گاجر کو کچا یا پکا کر کھانا بھی اس سلسلہ میں فائدہ مند ہوتا ہے۔ اسی طرح بھگوئے ہوئے چنے کا پانی پینا بھی فائدہ مند ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جنگلی کبوتر کے چوزوں کا کھانا بھی مقوی باہ ہے۔ نیز گنبدوں میں رہنے والے نر کبوتروں کا کھانا استرخا، فالج، خدر، سکتہ اور رعشہ کے لیے مفید ہے۔ ایسی ہواؤں کا سونگھنا جس میں کبوتر سانس لیتے ہوں اور ان کے جسم سے جو جوہر ہوا میں تحلیل ہوتا ہے اس میں سانس لینا بھی مذکورہ بالا امراض کے لیے انتہائی نفع بخش ہے۔ کبوتروں کے سانس اور ان کے جسمانی تحللات سے اچھی طرح فائدہ اس طرح اٹھایا جا سکتا ہے جبکہ ان کے رہائشی مقامات (گھونسلے) انسان کے مقامات سے قریب ہونے ہوں۔ البتہ ان کی بیٹ کی بدبو سے بچنا ضروری ہے۔ خصوصاً موسم گرما میں۔

اطبا کا قول ہے کہ نیم گرم صاف پانی سے استنجا کرنا بواسیر کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ چلغوزہ اور اخروٹ کا مغز انجیر کے ہمراہ استعمال کرنا معمولی زہروں کا تریاق ہے۔ اور اس سے زیادہ قوی الاثر تریاق لہسن کھانا ہے۔

خرگوش کی کھال کی پوشاک اور پوستین بوڑھوں اور جوانوں کے لیے مقوی ہے۔ بکری کے بچوں کی پوستین نوجوانوں کے لیے نفع بخش ہے۔

بلّیوں کے پاس رہنے سے اور ان کے سانس کے اثر سے لاغری، دُبلا پن اور سِل پیدا ہوتا ہے۔

کھانے میں سرکہ کا استعمال حمیات عفونیہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہی فائدہ کالی مرچ کے استعمال کا ہے۔ باسی گوشت کھانا امراض پیدا کرتا ہے۔ بوڑھوں کے لیے بدترین گوشت مچھلی ہے۔ بہت زیادہ پانی میں تھوڑی شکر ملا کر پینا پیاس کو فوراً سکون بخشتا ہے۔

ارغوان بحری کے ریشے سے اگر سانپ کا گلا گھونٹ دیا جائے اور اس کو خناق کے مریض کے گلے میں لٹکایا جائے تو مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ دائیں ہاتھ کی ورید قیفال کی متواتر فصد کرنے سے بدن کے اندرونی اورام سے نجات ملتی ہے۔ اسی طرح ورید اکحل کی فصد بھی مذکورہ بالا بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ گرم چشموں کا پانی ہمیشہ استعمال کرنا خدر سے محفوظ رکھتا ہے۔ انجرہ کو گوشت کے ساتھ یا بغیر گوشت کے کھانا پتھری سے نجات دلاتا ہے۔ مولی کھانا بحتہ الصوت میں مفید ہے۔ اور یہی تاثیر کرم کلہ کی بھی ہے۔ بہی کو بھون کر بعد طعام کھانا مفرح اور نشاط بخش ہے۔ پوست ترنج کا کھانا مقوی قلب و اعصاب ہے۔ تخمِ ترنج کا استعمال دافعِ سموم ہے۔ چھوٹے لیموں (کاغذی) کا چھلکا اور پتے بھی دافعِ سموم ہیں۔ نیز برگِ سرخس پانی میں

جوش دے کر شکر ملا کر استعمال کرانا کدو دانوں اور چرنوں کا قاتل ہے۔ کانجی کا نتھرا ہوا پانی اور سرکہ پیٹ میں کیڑے کی پیدائش کو روکتا ہے۔ روغنِ خردل کا ایک قطرہ اگر تین دن متواتر بہرے کان میں ٹپکایا جائے تو سماعت لوٹ آتی ہے۔ شفتالو کو چھلکا سمیت استعمال کرنے سے معدہ کی تبخیر دور ہو جاتی ہے۔ قرصعنہ کے استعمال سے بھی یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ نیم گرم روغنِ زیتون کی مالش کرنا جسم کے تمام دردوں کو دور کرتا ہے۔ جس شخص کو ورمِ لہاۃ (کوے کا ورم) لاحق ہو جائے اس کے گلے میں ہینگ کی پوٹلی لٹکانے سے ورم تحلیل ہو جاتا ہے۔ قرصعنہ کو پیس کر ورموں پر لگانے سے ورم تحلیل ہو جاتے ہیں۔ برک (آبی پرندے) کی چربی گرم کر کے درد کے مقام پر لگائی جائے تو درد میں سکون ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کا سبب حار ہو یا بارد۔ اطبار کا کہنا ہے کہ پنیر مایہ کا پلانا ایسے کثرتِ اسہال کے لیے مفید ہے جس کا سبب نامعلوم ہو۔ عسر البول کی شکایت ہو تو ساہی (قنفذ) کی کھال کی دھونی سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا طریقۂ علاج اُس وقت مفید ہوتا ہے جب اس مرض کا سبب رسولی (سلعہ) یا پتھری نہ ہو لیکن جب یہ مرض ان میں سے کسی سبب کے نتیجے میں عارض ہوا ہو تو ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ کھال کی دھونی دینے سے پیشاب جاری ہو جائے گا۔ میں نے صحت کو قائم رکھنے اور اسبابِ مرض کو دفع کرنے کے لیے ان ادویہ کو بیان کیا ہے جو زیادہ تر مفردات ہیں اور مذکورہ امور میں خصوصیت رکھتی ہیں۔ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے جس پر میرا ذاتی تجربہ بھی شاہد ہے۔ اب میں اسبابِ مرض دور کرنے کے لیے ایسی ادویہ کا تذکرہ کر رہا ہوں جن کی ترکیب آسان ہے۔ اور جس میں مصارف کم ہیں اور جو اکثر مقامات پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔

امراضِ راس

سر کے وہ امراض جو زیادہ تر پائے جاتے ہیں۔

سر کے زخم

سر کے زخم خاص طور سے چھوٹے بچوں میں واقع ہوتے ہیں اور بڑوں میں بہت کم عارض ہوتے ہیں۔ یہ زخم زیادہ تر خلط بلغمی کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں۔

خشک غذائیں اس میں نافع ہیں۔ مثلاً کبوتر اور چڑیاں جن کو سیخ پر یا ہانڈی میں بھون کر کانجی یا سرکہ شامل کر کے پکانے کے بعد اس کا شوربہ مریض کو استعمال کرایا جائے نیز روغنِ زیتون اور سرکہ میں قدرے نمک ڈال کر روٹی سے کھالیا جائے۔ اگر زخم تھوڑے حصے پر ہو تو اتنا کافی ہوگا کہ اس کو سرکہ سے اچھی طرح تر کر لیں اور پھر اس پر جلا ہوا کاغذ چھڑک دیں۔ اس سے زخم مندمل ہو جائے گا۔ نیز مریض کو ہلیلہ کا سفوف ایک دن کے ناغہ سے آبِ تازہ کے ہمراہ کھلائیں۔ اگر یہ زخم مشکل سے مندمل ہونے والے ہوں تو مریض کی عمر اور قوت کے اعتبار سے بقدرِ ضرورت دس روز تک ایارج فیقرا استعمال کرائیں اور زخم کے اوپر شہد لگائیں۔ اس کے بعد اس کو صاف پانی سے دھو کر اس کے اُوپر درج ذیل سفوف چھڑک دیں۔

کندر سوختہ میں دسواں حصہ تانبہ سوختہ ملا لیا جائے اور پھر اس میں سرکہ ڈال کر خوب حل کر لیا جائے اور اسے دھوپ میں خشک کر کے پیس چھان کر سفوف بنا لیا جائے اور زخموں پر چھڑکا جائے۔ مریض اگر مرطوب المزاج اور ڈھیلے گوشت کا ہو تو زخموں کو ماء العسل سے دھو کر درج ذیل قیروطی لگائی جائے۔

روغنِ گل میں موم کو اتنا پگھلائیں کہ اس کا قوام شہد کی طرح ہو جائے پھر اس میں تنور کا جما ہوا دھواں چوتھائی حصہ خوب اچھی طرح ملا کر زخم پر لگائیں۔ دوسرے روز پھر ماء العسل سے دھو دیں اور جب تک زخم اچھا نہ ہو جائے مذکورہ قیروطی کا استعمال کرتے رہیں۔

داء القرع (گنج)

بعض اوقات سر میں داء القرع (گنج) پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مرض سر کے زخم سے زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔ اس میں بلغم پیدا کرنے والی چیزوں سے مریض کو پرہیز کرانا چاہیے۔ غذا میں تنور میں پکی ہوئی خمیری روٹی، جنگلی کبوتر، چڑیاں، سرکہ اور آب کامہ (کانجی) کے ہمراہ بھون کر کھلایا جائے۔ یا خمیری روٹی روغنِ زیتون اور سرکہ میں قدرے نمک ملا کر کھلائیں۔ نیز سرکہ اور شہد قدرے گرم کر کے اس سے سر کے زخموں کو دھوئیں یا شہد میں دسواں حصہ کندر سوختہ ملا کر رات بھر سر پر لگائے رکھیں۔ اور بچوں کو اگر یہ مرض ہو تو عمر اور قوت کے اعتبار سے ہر دسویں دن ایارج فیقرا دیں۔ اگر بالغ اشخاص میں ہو تو اس دوا کی زیادہ سے زیادہ مقدار ۵ ر ۱۰ گرام تک دیں۔ لیکن اس میں ۵ ر ۳ گرام غاریقون کا سفوف ملا کر اور ایسے خیساندہ شحم حنظل کے ساتھ معجون بنائیں جس کی شکل و صورت تبدیل ہو گئی ہو اور صاف کر لیا گیا ہو، دیں۔ مریض کو غذا نہ دیں جب تک کہ ادویہ مسہلہ کے استعمال سے معتدل طور پر کئی بار دست نہ آجائیں۔ جب مادۂ مرض کم ہو جائے تو زخموں کو دھو کر تنور کا دخان، اذناب الخیل، کندر سوختہ اور حنا ہم وزن لے کر کسی قدر باریک کر کے چھڑک دیں تاکہ زخم پر پپڑی جم جائے اور اس پپڑی کے نیچے اس زخم کا اندمال ہونے لگے۔

داء الثعلب

اگر مرض لاحق کرنے والی خلط کا جوہر لطیف ہو یا کم سے کم کثیف ہو تو اس سے مرض "داء الثعلب" پیدا ہوتا ہے۔ داء القرع کے لیے جو ادویہ مسہلہ میں نے اوپر بیان کی ہیں ان ہی میں سے بعض دوائیں اس کے لیے بھی کافی ہیں۔ نیز روغنِ اخروٹ کہنہ یا روغنِ بید انجیر کی مالش سے یہ مرض زائل ہو جاتا ہے۔

غذاؤں کے سلسلے میں داء القرع کے مرض میں جن غذاؤں کا بیان کیا گیا ہے ان ہی کے استعمال پر اکتفا کیا جائے۔

داء الحیّہ

اگر خلط بہ اعتبار کمیت قلیل تر ہو اور بہ اعتبار جوہر لطیف تر ہو تو اس سے "داء الحیہ" مرض پیدا ہوتا ہے۔ درحقیقت داء الحیہ ایک ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے سر کی جلد سانپ کی کینچلی کی طرح ہو جاتی ہے اور وہاں کے بال جھڑ جاتے ہیں۔ یہ محض رقتِ جوہر کی وجہ سے نہیں بلکہ قلتِ خلط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف خلط میں رقت نہیں ہوتی۔ اور اگر صرف یہی وجہ ہوتی تو اس کی سطح ہموار ہوتی جیسا کہ اگر پانی صاف و شفاف (رقیق الجوہر) ہو تو سطح زمین پر اس کا بہاؤ آسان ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس میں غلیظ جوہر مٹی کیچڑ وغیرہ شامل ہو جائے تو اس کا بہاؤ بہت زیادہ ناہموار ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قدماء نے اس مرض کا نام داء الحیہ رکھا ہے۔

اس کا علاج داء الثعلب کے مقابلہ میں زیادہ آسان اور سہل ہے۔ یہاں تک کہ اگر اچھی غذائیں دی جائیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور روغنِ بید انجیر لگایا جائے یا روغنِ اخروٹ یا ایسے روغنِ زیتون کہنہ کی مالش کی جائے جسے تنہا تانبے کے برتن میں اسقدر

جوش دیا گیا ہو کہ روغنِ زیتون سیاہ اور سبز ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ اس علاج کے بعد پھر کسی دوسرے علاج کی ضرورت نہیں رہتی۔

داء الصلع (سر کے بال اُڑنا) کبھی نوجوانی میں بال اُڑنے لگتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ روغنِ بادام شیریں کی کثرت سے سر پر مالش کریں۔ عمر زیادہ ہو جائے تو اس کے علاج سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

تشقق شعر (بالوں کا پھٹ جانا) سر کے بال بعض اوقات خشکی کی زیادتی سے پھٹ جاتے ہیں۔ اس کے لیے سر میں روغنِ کتان لگا کر کنگھا کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ نیز ۳۵ گرام روغنِ بادام یا روغنِ زیتون شیریں میں ۷ گرام لاذن ملا کر جوش دے کر سر میں لگانا بھی مفید ہے۔ کبھی تشقق شعر کے ساتھ ہی بالوں کے سروں پر سفیدی بھی نمودار ہو جاتی ہے جو بڑھاپے جیسی نہیں ہوتی۔ جن روغنیات کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا استعمال اس صورت میں بھی نافع ہے۔

جس شخص کو اس مرض کی شکایت ہو اس کو غذا میں خمیری روٹی مرغ کے شوربے کے ساتھ دیں، یا صرف بادام شیریں کے ساتھ یا بادام اور شکر کے ساتھ کھانے کو دیں۔ جوان مینڈھے کا گوشت مصالحہ کے ساتھ پکا کر اس کا شوربہ دیں۔

السعفہ (بالخورہ) سر کی جلد میں بعض اوقات بالخورہ اس طرح پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ چہرہ پر۔ یہ مرض غیر لطیف خلط صفراوی کے باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر خلط صفراوی میں شدید لطافت ہوتی تو چپکاؤ پیدا نہ ہوتا۔ اس کے علاج کے لیے پہلے بدن کا استفراغ عام کرانا چاہیے۔ اگر جسم قوی ہو تو اولاً قیفال کی فصد کھولیں۔ پھر بدن سے خلط صفراوی کا استفراغ کریں۔ جو ادویہ صفراء کی مسہل ہیں وہ آپ کو معلوم ہی ہیں۔

اس مرض میں سب سے افضل دوا سقمونیا ہے۔ کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے والی خلط کو بذریعہ اسہال نکال دیتا ہے۔ اس کو کھا کر چھاچھ کے چند گھونٹ پیئے جائیں جس کو حاصل کرنے کے لیے دودھ میں تخم قرطم اور اس کے دوگنا درخت انجیر کا دودھ ملا کر جمایا گیا ہو۔ نیز چونکہ اس مرض کا سبب خلط صفراوی ہوتا ہے اس وجہ سے روغنیات سے اجتناب کریں اور سر پر محلل اور رادع ادویہ لگائیں۔ ان میں بہتر تازہ گلِ سرخ کا استعمال ہے۔ اگر یہ نہ مل سکے تو گلاب کے خشک پھول کو چوتھائی گلِ نرگس کے ہمراہ پیس کر اس کے ہموزن آردِ جو ملا لیں۔ اور اگر آردِ جو میسر نہ ہو تو گلِ سرخ ۷ گرام، گلِ نرگس ۵ر۷ اگرام اور گلِ بابونہ ۵ر۷ر۸ گرام اتنے پانی اور سرکہ میں بھگوئیں کہ جملہ ادویہ پورے طور پر ڈوب جائیں۔ پھر اس کو جوش دے کر مَل کر صاف کر لیں۔ اور بقدر ۷۰ ملی لٹر جوشاندہ لے کر ۳۵ ملی لٹر عصارہ خیارزہ (ککڑی) میں ملائیں بشرطیکہ وہ موجود ہو ورنہ ۵ر۷ر۸ گرام عصارۂ عوسج یا عصارۂ بارتنگ یا عصارۂ مامیثا میں اچھی طرح ملا لیں اور اس کے اندر کپڑے کا ٹکڑا اچھی طرح تر کر کے مقامِ سعفہ پر رکھیں۔ یہاں تک کہ کپڑا خشک ہو جائے تو پھر اس کو تر کر کے بار بار رکھتے رہیں۔

مریض کو عمدہ اور نفیس غذائیں دی جائیں اور جملہ شیریں اشیاء سے مکمل طور پر پرہیز کرائیں۔ خس (کاہو) کا ساگ صرف سرکہ کے ہمراہ پکا کر دیں۔ اور خرفہ کا ساگ بھی دیں۔ ہر قسم کے دودھ سے خواہ وہ تازہ ہو یا باسی، پرہیز ضروری ہے۔ اس طرح میوہ جات میں سے ترش انار اور ککڑی کے مغز سے پرہیز کریں۔ اور اگر ان کا استعمال کر بھی لیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ کیونکہ ککڑی کا مغز بذریعہ بول خارج ہوتے ہوئے اپنے ساتھ خراب خلط کو بھی خارج کر دے گا۔ نیز مریض کو روغنیات میں بھنی ہوئی اشیاء اور ہر قسم کی مچھلی اور انڈوں کے استعمال سے پرہیز کرائیں۔ یہ تمام چیزیں مختلف وجوہ کی بنا پر اس مرض میں نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ بلکہ گلِ سرخ، گلِ ریحان اور گلِ نیلوفر جو بھی میسر ہو سنگھاتے رہیں۔ نیز اس کا خیال رکھیں کہ مریض کے سر کو آفتاب کی شعاعوں کے سامنے نہ ہونے دیں۔ اس احتیاط کے ساتھ ہی جن امور کی پابندی کا ذکر علاج کے سلسلہ میں میں نے کیا ہے اس پر کاربند ہونے کی سعی کی گئی تو اس مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔

تغیر الشعر

بعض اوقات سر میں کسی جگہ کے بال سفید ہونے لگتے ہیں جسے لوگ شامہ کہتے ہیں۔ نیز بعض اوقات بالوں کے رنگ میں تغیرات پیدا ہو کر بال سرخی مائل بھورے ہو جاتے ہیں یا پھر سرخی مائل بھورے رنگ سے بھی زیادہ بدنما رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ عموماً یہ مرض پیدائشی ہوتا ہے اور کبھی بعد میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ طبیعت اس مقام پر بارد اخلاط کو دفع کر دیتی ہے۔ اور مریض کا مزاج برودت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے قویٰ میں ضعف کے اعتبار سے بالوں کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاج میں ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو اعتدال کے ساتھ حرارت اور خشکی پیدا کریں۔

غذاؤں میں جنگلی کبوتر، چڑیاں بھون کر اور نیم برشت انڈے دیے جائیں۔ غذا سے قبل مریض کو چہل قدمی اور ورزش کرائی جائے اور غذا کے بعد مکمل طور سے آرام کرایا جائے۔ بالوں کے متغیر مقام پر روغن مغز تخم شفتالو ہمراہ روغن پوست ترنج و روغن کلونجی تینوں روغنیات کو ملا کر دن میں ایک بار لگائیں۔ بالوں کی سفیدی کے لحاظ سے روغنیات کی مالش دن میں کئی بار کرنی چاہیے۔

اعوجاج الشعر

اس مرض میں ایسی صورت پیدا ہوتی ہے کہ کسی جگہ بالوں کے پیدا ہونے کی وضع دوسرے مقام کے بالوں سے مختلف ہوتی ہے۔ اور نتیجتاً اس مقام پر بال ٹیڑھے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بل دار ہو کر اوپر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک معلوم ہے اس کا خاص سبب بالوں کی جڑوں میں یبوست کا پیدا ہونا ہے۔ جس طرح بالوں کا گھنگرالے ہونا سر کی جلد کی یبوست کی وجہ سے ہوا کرتا ہے یہ کیفیت بالوں کی جڑوں کی جگہ پر ہوتی ہے۔ لہٰذا ان جگہوں پر روغن بیضۂ مرغ کی مالش ایک بار کریں۔ اور روغن بادام شیریں دوگنے روغن تخم کتاں میں ملا کر کچھ عرصہ تک مالش جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ مرض سے نجات حاصل ہو جائے اور یہ ٹیڑھے بال دوسرے بالوں کی طرح سیدھے ہو جائیں۔

ابریہ (سر کی بھوسی)

سر کی جلد کے امراض میں ایک مرض ابریہ یعنی بھوسی کا پیدا ہونا بھی ہے۔ یہ بھوسی سر کی جلد پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا سبب خلط بلغمی غلیظ ہے جو اس مقام پر موجود ہوتی ہے۔ اس خلط بلغمی غلیظ کے پیدا ہونے کے اسباب پرخوری اور مولد بلغم اسباب کو اختیار کرنا مثلاً غذا سے قبل آرام و سکون یا غذا کے بعد جسمانی حرکت کرنا وغیرہ ہیں۔ ایک اہم سبب غذا کے بعد بہت زیادہ حرکات یا حمام سے باہر ٹھنڈے یا نیم گرم پانی سے بکثرت غسل کرنا بھی ہے۔

مریض جسمانی محنت و مشقت کی عادت ڈالے۔ غذا میں کمی کرے۔ پانی میں غوطے لگائے۔ جنگلی کبوتر، چڑیاں اور قنابر سرکہ میں پکا کر کھائے جائیں۔

خالص پانی پینے سے احتراز کریں۔ پیاس لگنے پر پانی میں شہد یا کوئی مربّہ ملا کر استعمال کریں۔ ادویہ مسہلہ کا استعمال کریں۔ سب سے اچھے مسہلات ایلوا اور شحم حنظل ہیں۔

مرکب برائے آں

صبر سقوطری، تخم قرطم اور ایرسا ہر ایک ۵ر۳ گرام، مصطگی ۵ر۷ گرام، انزروت ۲۰ر۱ گرام، شحم حنظل ۵۰۰ ملی گرام۔ حنظل کو کاٹ کر باریک کر لیں۔ اور انزروت کو کوٹ لیا جائے۔ اور دونوں کے ہموزن مغز بادام شیریں اور کتیرا ملا لیں۔ پھر جملہ ادویہ کو سکنجبین میں اچھی طرح ملا کر گوندھ کر اور سقمونیا ۳۷۵ ملی گرام شامل کر کے گولیاں بنا لیں۔ پھر وہ گولی ۵ر۷ گرام صعتر اور لہسن کے جوشاندہ کے ہمراہ دیں۔ تاکہ ادویہ مسہلہ کے فوائد بھی اس سے حاصل کیے جا سکیں۔ مریض کے سر کو اس سرکہ انگوری سے دھولیں جس میں گل قیمولیا شامل ہو۔ جیسا کہ لوگوں کی عام عادت ہے۔ اگر شہد میں سرکہ ملا کر سر کو دھویا جائے تو مرض سے نجات مل جاتی ہے۔ اگر موسم سرما میں قطران رقیق کی سر پر مالش کی جائے تو سر کی بھوسی دفع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عصارۂ چقندر یا عصارۂ قنطوریون رقیق سے سر کو دھویا جائے تو اس مرض کے لیے نافع ثابت ہوتا ہے۔

جوں کی پیدائش

سر کی جلد کے امراض میں ایک مرض جوں بھی ہے۔ جالینوس کا خیال ہے کہ جوں انسان کی جلد سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے اطبا کی رائے ہے کہ جوئیں اس میل کچیل کی وجہ سے ہوتی ہیں جو سر کی جلد پر چپک جاتا ہے۔ بہر حال زیادہ رطوبت والی خلط حرارت کی جانب مستحیل ہونے اور اس میں ایک قسم کے تعفن کے پیدا ہو جانے کے باعث جوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ میرا مقصد تعفن تام سے نہیں ہے بلکہ تعفن کی ابتدائی صورت ضرور لاحق ہوتی ہے۔

ایارج فیقرا کو اسی چھاچھ میں ملا کر پلائیں جو تخم قرطم یا درخت انجیر کا دودھ ڈال کر جمائے ہوئے دودھ سے بنائی گئی ہو۔ سر پر ادویہ مجففہ لگائیں۔ موسم گرما میں سرکہ کے ہمراہ عصارۂ قنطوریون رقیق لگائیں۔ موسم سرما میں قطران کا سر پر لگانا اور مالش کرنا جوں پیدا کرنے والے مادہ کو فنا کر دیتا ہے۔ اور جوئیں موجود ہوں تو ان کو بھی مار ڈالتا ہے۔

الصواب (لیکھ)

سر کے بالوں میں لیکھ بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی پیدائش کی وجوہ کے متعلق اطبا کی مختلف رائیں ہیں۔ بہر حال اگر سر پر قنطوریون رقیق یا قطران جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے طلاء کیا جائے تو پھر یہ پیدا نہیں ہوتیں۔ حمام کرنے اور پانی سے سر کو دھوتے رہنے سے بھی یہ مرض ختم ہو جاتا ہے۔ اگر مادۂ مرض کو ختم کرنا ہو تو عمدہ غذائیں مثلاً مرغیوں کے چوزے، جنگلی کبوتر، سرکہ انگوری، کچے انگور کے سرکے اور لیموں کے رس میں پکا کر مریض کو استعمال

کرائیں۔ سر میں جو بیماریاں بغیر کسی خارجی اسباب کے پیدا ہوتی ہیں ان کا بیان ختم ہوا۔ اب ہم ان بیماریوں کا بیان شروع کرتے ہیں جو خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہیں۔

الجراحات بالحدید (لوہے سے زخم لگنا)

بعض اوقات تیز دھار دار لوہے یا پتھر یا لکڑی وغیرہ سے سر میں زخم ہو جاتا ہے۔ تیز دھار دار لوہے کے زخم سے اگر جلد میں زیادہ تفرق اتصال نہ ہوا ہو تو پیپ پڑنے کا امکان کم ہوتا ہے اور اگر پیپ پڑ بھی جائے تو مرض خفیف ہی ہوتا ہے جو معمولی علاج سے رفع ہو سکتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مقامِ زخم کو ماء العسل سے دھوئیں اور اس کے بعد سر کے بال منڈوا دیں۔ اور اس پر مرہم نخلی[1] لگائیں۔

الجراحات بالحجارہ (پتھر سے زخم لگنا)

پتھر لگ جانے سے جو زخم ہوتے ہیں ان کی صورت کچلی ہوئی ہوتی ہے اور ان میں لازماً پیپ پڑ جاتی ہے۔ اس کا علاج سابقہ بیان کردہ ہی ہے۔ الا کہ یہ پیپ کچھ دنوں تک باقی رہ جائے۔ اگر پتھر کا زخم اس جھلّی تک پہنچ جائے جو عظم قحف پر استر کیے ہوئے ہے تو اس میں درد بھی شدید ہوتا ہے اور بسا اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں دائیں ہاتھ کی قیفال میں فصد کے ذریعہ استفراغ بدن ضروری ہے۔ ہاں اگر زخم سر کے دائیں حصے میں ہو تو مخالف جانب یعنی بائیں طرف کی فصد مناسب ہے۔ لیکن ناتجربہ کار اطبا نے اشبیلیہ (اسپین) کے ایک معمر طبیب ابن فضیل نامی شخص کی اقتدار کی ہے۔ یہ شخص ادنی مخالفت پر ہی اکتفا کرتا تھا۔ اور اسی جانب کی ورید اکحل میں فصد کرتا تھا جدھر کہ زخم واقع ہوا ہے۔ اس امر کو وہ کافی سمجھتا تھا کہ مرض کا وقوع چونکہ جانبِ اعلیٰ میں ہے لہٰذا جانبِ اسفل میں فصد کے ذریعہ استفراغ بدن کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال یہ اس کی ذاتی رائے تھی۔ اور وہ اپنی اس رائے سے ہرگز نہیں ہٹتا تھا۔ میرے والدِ بزرگوار اس طریقہ مذکور کو کافی نہیں خیال فرماتے تھے اور فصد میں مختلف جہت سے مخالفت کرتے تھے۔ اور نہ اس روش پر چلنا چاہتے تھے اور یہی ہمارے دادا کا بھی خیال تھا اور یہی میرا بھی خیال ہے جس سے میں منحرف نہیں ہو سکتا اور تجربہ اس کا شاہد بھی ہے۔

اس کے بعد اُون یا روئی کی پھریری خوشبودار نیم گرم روغنِ گل میں بھگو کر اس مقام پر رکھتے ہیں یہاں تک کہ درد میں سکون اور ورم میں کمی واقع ہو جائے۔ درد اگر شدید ہو تو روغن گل کے ہمراہ اس کا نصف حصہ روغنِ بیضۂ مرغ ملا کر استعمال کرائیں۔

اس غشار (جھلّی) کی حرارت کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اس کے نتیجہ میں اعراضِ خبیثہ پیدا ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کے تورم کو دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مذکورہ طریقِ علاج اختیار کیا جائے۔ بجز اس کے کہ مقامی طور پر غشار میں یبوست نہ لاحق ہو گئی ہو۔ اگر ایسا ہو تو جفت بلوط یا اذناب الخیل جو بھی دستیاب ہو سکے ماء العسل میں جوش دے کر استعمال کرائیں۔ جب تک زخم مندمل ہو کر ختم نہ ہو جائے علاجِ سابق کو جاری رکھیں۔ اگر پتھر کی جراحت مذکورہ غشار تک پہنچ جائے تو بھی علاج میں کسی خاص اضافہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس کا علاج دشوار اور مدت طویل ہوگی۔ اگر زخم کسی

---

[1] مرہم نخلی ایک مرہم ہے جس کا ذکر جالینوس نے کیا ہے۔ اس میں پھٹکری وغیرہ پڑتی ہے اور اس کو کھجور کی شاخ سے ہلایا جاتا ہے۔

تیز دھار دار لوہے سے ہوا ہو اور ہڈی تک پہنچ گیا ہو لیکن ہڈی کے اندرونی حصہ کو مجروح نہ کیا ہو تو سابقہ علاج ہی کافی ہے۔ لہٰذا اس کو جاری رکھیں لیکن اگر زخم ہڈی کے اندر نفوذ کر گیا ہو تو ایسی صورت میں کسی ماہر جراح سے اس کا معائنہ کرانا چاہیے۔ اور ہڈی کو کھول کر زخم کے اثرات کو صاف کر لینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں "کتاب حیلۃ البرء" میں جالینوس نے جو طریقۂ علاج بیان کیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

یہ مسائل اس توقع پر بیان کیے جا رہے ہیں کہ کوئی شخص ایسا مل جائے جس کو اس فن میں حذاقت عقل و سمجھ زیادہ ہو اگرچہ اس زمانہ میں عملیاتِ جراحی میں ایسے ماہرینِ فن کی بہت کمی ہے جو قیاس، تجربہ و تکلم کے مالک ہوں بجز ایسے ماہر اطباء کے جو اس فنِ ضروری کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ لیکن ہر شخص اس فن میں اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتا الا یہ کہ کوئی شخص ایک عرصہ دراز تک کسی ماہرِ فن جراحی کے زیرِ تربیت رہ کر اس کو حاصل کرے اور پھر علیحدہ طور پر بذاتِ خود ایک طویل مدت تک اس فن کی مشق کرتا رہے۔

جب جراح ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نکال لے تو پہلے غشائے غلیظ کے اوپر کی پیپ خشک روئی سے صاف کریں۔ پھر نیم گرم روغنِ گل میں روئی بھگو کر سارے زخم پر رکھیں اور گوشت کے زخم کو روزانہ ماء العسل سے دھوتے رہیں۔ جب ورم تحلیل ہو جائے تو زخم پر مرہم نخلی لگایا جائے۔ اگر مریض ڈھیلے بدن کا ہو تو مرہم نخلی کو روغن گل سرخ میں پگھلا کر لگایا جائے اور اگر مریض سخت جسم کا کسان اور دیہاتی ہو تو حسبِ دستور مرہم نخلی کا استعمال کریں۔ لیکن اگر اس کا گوشت انتہائی سخت اور اس کی جلد پر چکنائی زیادہ ہو تو یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ مرہم نخلی کثرت سے استعمال کرایا جائے پھر معالج مریض کی موجودہ حالت پر نظر رکھے۔

اگر کسی لکڑی یا پتھر سے ہڈی ٹوٹ گئی ہو تو حالت بہت زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔ جبکہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور باریک ریزے ہو جائیں جو آنکھوں سے نظر نہ آئیں یا اس سے کچھ بڑے ہوں تو ایسی صورت میں ہڈی کے نیچے جو غشاء ہے اس میں صدمہ سے دماغ میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور دماغ جس کو عوام الناس مخ کہتے ہیں۔ اس میں ضرب و چوٹ کی وجہ سے خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر چوٹ ہلکی پہنچی ہو تو اختلاط ذہن ہوگا نیز حس و حرکت میں فتور پیدا ہوگا اگر یہ چوٹ شدید ہو تو ایسا شخص زندہ ہی نہ رہے گا۔ بہر حال ہر طرح سے یہ صورت بڑی خطرناک ہے۔ اس لیے ٹوٹی ہوئی ہڈی کے ریزوں کو نکال کر صاف کرنے میں عجلت سے کام لینا ضروری ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، روغن کو روئی میں لتھیڑ کر مذکورہ طریقہ پر استعمال کرنا چاہیے اور ماء العسل سے دھونے کے بعد لازمی طور پر دوائیں چھڑکتے رہیں یہاں تک کہ زخم کے درست ہونے کا امکان ہو جائے۔ مگر یہ بہت ہی دشوار ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایسا کوئی ماہرِ فن نہ سننے میں آیا اور نہ دیکھنے میں۔ اگر کوئی ماہرِ فن موجود ہوتا تو کسی شخص کی موت سر کی ہڈی ٹوٹنے سے واقع نہ ہوتی۔ بلاشبہ صحت کے اسباب کا تعلق تقدیرِ الٰہی سے ہے جیسا کہ ماہرینِ فن کی اس وقت کمی سے قدرت نے ایسے مریضوں کے مقدر میں اکثر ہلاکت ہی لکھ دی ہے۔

اسبابِ بادیہ (خارجی) کے باعث عظم کے نیچے غشاء غلیظ کو جو صدمات لاحق ہوتے ہیں ان کا تذکرہ فضول ہے۔ کیونکہ

باوجود اس کے کہ اس قسم کے صدمات کا علاج سہل ہے پھر بھی ایسے ماہر جراح فی زمانہ کمیاب ہیں جو مشکل صدمات کا علاج بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہوں۔ لہٰذا اس امر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ البتہ فی نفسہ دماغ پر جو غشاء رقیق محیط ہے اس پر کسی بھی نوعیت کے صدمات کے لاحق ہونے کے بعد مریض کا جانبر ہونا دشوار ہے۔

اسبابِ اوجاع راس (صداع) (سر کے دردوں کے اسبابِ بادیہ) بعض اسبابِ بادیہ (خارجی) کی وجہ سے بھی دردِ سر لاحق ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا علاج یہ ہے کہ گرم روغنِ اقحوان اور روغنِ بابونہ سے سر کی مالش کی جائے۔ خارجی سببِ بادی سخت ترین ٹھنڈک ہو تو روغنِ مذکور کے ہمراہ اس کے نصف حصہ کے بقدر روغنِ خردل (رائی کا تیل) یا روغنِ شونیز (کلونجی کا تیل) ملا کر استعمال کیا جائے یا روغن بلساں اگر دستیاب ہو تو اس کا استعمال بہت زیادہ نافع ہے۔ اگر سبب حار کی وجہ سے دردِ سر ہو رہا ہو تو روغنِ گل کنویں کے اندر ٹھنڈا کر کے کسی تنگ نلکی سے سر پر ڈالنا مفید ہوتا ہے۔ اگر اس کا سبب شدید گرمی یا موسم گرما ہو اور مریض جوان ہو تو روغنِ گل میں عصارۂ کاہو، عصارۂ کدوئے شیریں، عصارۂ خیارزہ (ککڑی کا عصارہ) مخلوط کر کے لگائیں۔ لیکن میں نے کدوئے شیریں پر اعتماد کیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی غلظت کی وجہ سے نفوذ نہیں کرتا اور دوسرے عصارہ جات کی طرح شدتِ حرارت سے مستحیل نہیں ہوتا۔ پس وہ دوسرے روغن کو بھی روکے رکھتا ہے اور اس کا اثر زیادہ دیر تک باقی رہتا ہے۔ اگر ان روغنیات میں سرکہ ملا لیا جائے تو شفایابی زیادہ ممکن ہے۔ مرض کے لحاظ سے غذا میں تعدیل کی جائے مثلاً کاہو اور کدو اُبال کر دیا جائے یا کاہو اور خرفہ کا ساگ علیحدہ علیحدہ یا سرکہ کے ہمراہ دیں۔ تازہ گل نیلوفر اور کدو کی کلیاں اگر مل جائیں تو گلِ بنفشہ تازہ سنگھائیں۔ سورج کی تمازت یا دھوئیں یا گرم ہوا سے مریض کو محفوظ رکھیں یہاں تک کہ مریض شفایاب ہو جائے۔

اسبابِ رطبہ کی وجہ سے درد لاحق نہیں ہوتا البتہ جسم میں گرانی، بدن کا ٹوٹنا، تمدد اور نیند میں خرخراہٹ کی شکایات لاحق ہو جاتی ہیں۔ تقلیل غذا اور لطیف اشیاء کے استعمال سے تکالیف مذکور رفع ہو جاتی ہیں۔ موسم گرما میں کافور اور صندل اور عرقِ گلاب سنگھائیں۔ موسم سرما میں عود کا دھواں اظفار الطیب، لاذن، سندروس ہندی میں سے کسی کی بھی دھونی مفید ہے۔ قطران کی بُو اس مرض میں سُنگھانا بہتر ہے۔

اسباب باردہ یابسہ (سرد خشک اسباب) سے دردِ سر قطعاً پیدا نہیں ہوتا ہے البتہ اگر برودت و یبوست زیادہ بڑھ جائے تو بے خوابی اور وسوسہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اچھے اور صاف میٹھے پانی والے حمام کے درمیانی کمرہ میں داخل ہو کر متعدد بار نیم گرم آبزن لینا اس کیفیتِ مرض کو دفع کرتا ہے۔ (حمام کے باہر غسل کرنا اور پانی کا سر سے بہانا بھی اس کیفیت میں مفید ہے) صرف روٹی کے ہمراہ مغز اخروٹ کا استعمال بھی اس مرض میں مفید ہے

غشاء غلیظ کا ورم سر کے ایسے امراض جو بغیر کسی سبب بادی کے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے سر کی ہڈی کے اوپر غشاء میں عارض ہونے والا ورم دیگر اورام کے مقابلے میں تکلیف کے اعتبار سے بہت خفیف ہوتا ہے اور فصد

قیفال سے رفع ہوجاتا ہے۔ مزید کسی رادع شے کے استعمال کرنے کی حاجت اس میں بہت کم پیش آتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ ورم بڑھ کر سر کی ہڈی کے نیچے کی غشائے غلیظ میں لاحق ہوجائے۔ ایسی صورت میں جو ورم غلیظ خلط کی وجہ سے ہوگا اس میں شدید درد ہوگا۔ دونوں آنکھیں سرخ ہوں گی۔ اور اس کے ساتھ بے خوابی اور اختلال ذہن ہوگا۔ اگر جسم متوسط ڈیل ڈول کا ہو، ادھیڑ عمر ہو اور موسم حرارت کی جانب مائل ہو تو فصد قیفال کے ذریعہ اخراجِ دم کرایا جائے اور کبر سنی میں جبکہ موسم مائل بہ حرارت ہو تو فصد کا خون زیادہ مقدار میں نہ خارج کیا جائے۔ تمام غذاؤں سے پرہیز کرایا جائے البتہ صرف گاڑھا ماءالشعیر یا گیہوں کی تھوڑی سی روٹی ککڑی کے مغز یا اُبلی ہوئی کاہو یا ککڑی کے شوربے کے ساتھ کھانے کی اجازت دیں۔ اور ان سب میں سرکہ ملا کر استعمال کرائیں۔ ہلیلہ زرد یا تمر ہندی اور سقمونیا میں سے جو بھی حالات کے مطابق ہو اور مریض کی قوتِ برداشت اور اس کی پسند بھی ہو تلیین کے لیے استعمال کرائیں۔ البتہ اگر مریض جوان اور بڑے ڈیل ڈول اور اُبھری ہوئی رگوں کا ہو اور موسم گرما اور موسم ربیع ہو تو دائیں ہاتھ کی ورید اکحل کی فصد کھولی جائے اور خون زیادہ مقدار میں نکال کر استفراغ کیا جائے۔ خون کی مقدار کم از کم ۳۵۰ ملی لیٹر اور زیادہ سے زیادہ مقدار ۷۰۰ ملی لیٹر ہو نیز ہلیلہ زرد، ہلیلہ ہندی، ہلیلہ کابلی اور سقمونیا سے اسہال لائے جائیں۔ مریض کو شِکم پُری سے روکا جائے۔ صرف آش جو کا استعمال اس کے لیے کافی ہے۔ دیگر قوی اغذیہ قطعاً بند کر دی جائیں۔ ککڑی کا گودہ یا فلسطینی خربوزہ کا گودہ جس کو عربی میں "دلاع" کہتے ہیں کھلایا جائے نیز کاہو اور خرفہ کا ساگ سرکہ کے ہمراہ دینا بہتر ہے۔ یہاں تک کہ ورم میں کمی پیدا ہوجائے اور عوارضِ مرض دفع ہوجائیں اور رفع امراض کے بعد گوشت یا مقوی اغذیہ دفعتاً استعمال نہ کرائی جائیں بلکہ بتدریج اس کو استعمال کرایا جائے۔ نیز مریض کی غذاؤں میں کوئی ایسی غذا بھی ضرور دی جائے جس کے اندر معتدل قبضیت ہو، مثلاً عوسج کی کونپل، تر و تازہ گل سرخ اور انگور کی کونپل۔ تاکہ ان ساگ سبزیوں کے استعمال سے فم معدہ قوی ہوجائے۔ ناشپاتی کے چوسنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر موسم بہت زیادہ گرم نہ ہو اور شدید ہیجان والا بخار بھی نہ ہو تو گلقند کا استعمال بہتر ہے۔ اگر مریض کمزور ہو اور اس کی عمر بھی زیادہ ہو چکی ہو تو ایسی حالت میں بہت کم ورم صفراوی خالص عارض ہوتا ہے اور اگر ہو جائے تو اس کا شفایاب ہونا ناممکن ہے۔

اس نوعیت کے امراض عموماً صفرائے بلغمی یا بلغم صفراوی کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں لہٰذا فصد کرانا ضروری ہے۔ البتہ فصد میں خون کی مقدار کم نکالی جائے۔ غاریقون، صبر زرد اور گلِ بنفشہ کا مسہل دیا جائے۔ اس کے بعد سکنجبین اور شربتِ بنفشہ پانی کے ہمراہ استعمال کیے جائیں۔

پتھر کی جراحت سے ورم غشائے دماغ کا علاج

اگر غشائے غلیظ میں ورم دموی پایا جائے تو زیادہ مقدار میں خون کا استفراغ کرانا چاہیے۔ اس امر کا اندازہ کہ خون کتنی مقدار میں خارج ہوا اور مزید کتنا خارج کرنا چاہیے۔ طبیب کو مریض کی نبض سے ہوسکتا ہے۔ میں اس کی علامات بیان کرتا لیکن طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتا ہوں کیونکہ کتاب کا اختصار پیشِ نظر ہے۔ مریض کو مکمل پرہیز کرائیں۔ گلِ سرخ اور

گلِ نیلوفر پر کافور چھڑک کر سنگھائیں۔ کھانے میں رقیق چیزیں سرکہ شامل کرکے دیں یا ماءالشعیر جو سرکہ کے ساتھ تیار کیا گیا ہو یا سرکہ اور آش جو دونوں ملا کر پلائیں۔ مقوی غذاؤں سے اس وقت تک مکمل طور پر اجتناب کرائیں جب تک تمام عوارض زائل نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد بھی پرہیز پابندی کے ساتھ کیا جائے اور غذا کا استعمال بتدریج کرائیں۔ اگر ورم غشا غلیظ، خلط بلغمی کے باعث ہو جو کہ بہت کم عارض ہوتا ہے کیونکہ غشا کا جوہر صلب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بہت کم ایسا ورم غشا غلیظ قبول کرتی ہے۔ پھر بھی اگر بلغم رقیق اس کا سبب ہو تو ہلکی فصد کے ذریعہ استفراغ بدن کرنا چاہیے۔ تاکہ فصد کے ذریعہ استفراغ سے جلد فائدہ حاصل ہو سکے۔ اس کے بعد خیساندہ شحم حنظل، تخم قرطم اور تخم قریض (خرنوب شامی) میں مصطگی ملا کر اتنا جوش دیں کہ ذائقہ اور بُو میں تغیر آجائے۔ اس کے بعد جوشاندہ میں سکنجبین اور قدرے شربت اذخر شامل کرکے مریض کو بطور مسہل استعمال کرائیں۔ بہرحال مادہ مرض کو ادویہ مسہلہ کے ذریعہ خارج کیا جائے۔ مغلظ غذاؤں سے پرہیز کرایا جائے۔ ان کے تغذیہ کے لیے خوب رقیق ماءالعسل پلانا کافی ہے۔ یا بجائے شہد کے سکنجبین دیا جائے۔ اگر روٹی کھلائی جائے تو سادہ روٹی (چپاتی) کو آبِ گرم سے دھو کر صرف سکنجبین کے ساتھ کھلائیں۔ روٹی کی زیادہ سے زیادہ مقدار ۷۰ گرام ہونی چاہیے۔ کبھی ورم غشائے غلیظ رقیق خلط سوداء کے سبب سے ہوتا ہے۔ سوداء غلیظ جوہر غشا میں نفوذ نہیں کرتا لہٰذا ایسی صورت میں فصد ہی کی جاتی لیکن خون کم مقدار میں نکالیں۔ اور افتیمون، بسفائج اور خربق سیاہ بطور مسہل استعمال کرائیں اس کے ساتھ اگر ممکن ہو تو سیب استعمال کرائیں۔ ورنہ کم از کم مسہلات کا خیساندہ شربت سیب شیریں کے ہمراہ پلائیں اور جب تک یہ اعراض رفع نہ ہو جائیں پرہیز لازم ہے۔ بہتر غذا بادام کا حریرہ ہے۔ اگر اس کو زمانہ دراز تک استعمال نہ کرا پائیں تو صرف روٹی ہی تھوڑی مقدار میں دیں۔

زیادہ تر ورم چاہے غشا میں ہو یا دوسرے اعضاء میں خلط کے جوہر اور قوت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ان کے جوہر اور قوت سے جو اعراض پیدا ہوتے ہیں انھیں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ خلط صفراوی کے غلبہ کی صورت میں مندرجہ ذیل اعراض لاحق ہوتے ہیں ان میں بخار کی تیزی اور حرارت، پیاس کی شدت، بے چینی، ہذیان، بیداری، درد کی شدت، آنکھوں کی سرخی یعنی آنکھوں کی سفیدی پر سرخی کا غلبہ، اضطراب، قے و اسہال، بغیر کسی وجہ کے غصہ میں آنا، نبض میں سرعت و تواتر، منشاریت کے ساتھ ہوتی ہے۔

خلط دموی میں مندرجہ ذیل اعراض لاحق ہوتے ہیں ان میں اندرونی و بیرونی طور پر آنکھوں کی سُرخی، اور پیاس صفراء کی بہ نسبت کم ہوتی ہے۔ لیکن یہ ہذیان دموی خلط صفراوی کے ہذیان سے کم نہیں ہوتا۔ البتہ مرض کی باری اور اسہال نسبتاً کم ہوتی ہے۔ لیکن قلق اور بیداری صفراء سے پیدا شدہ بیداری کے برابر ہی ہوتی ہے۔

خلط بلغمی سے مندرجہ ذیل اعراض لاحق ہوتے ہیں۔ اس میں درد اپنے ثقل کے اعتبار سے خلط دموی کے مشابہ ہوتا ہے۔ پیاس نہیں لگتی، نیند خوب آتی ہے۔ نیند کے ساتھ خراٹے چلتے ہیں جیسا کہ نشہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ مریض کو بیدار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ بخار ہلکا اور ایک ہی درجہ پر بغیر باری کے رہتا ہے۔ خلط بلغمی کی طبیعت کے سبب سے نہ تو نبض میں لینت محسوس ہوتی ہے اور نہ عضو کی طبیعت کی وجہ سے صلابت نمایاں ہوتی ہے۔ بلکہ صورتِ حال کچھ ملی جلی ہوتی ہے۔ میں بیان

کرچکا ہوں کہ محض خلط کی کیفیت اور جوہر کے سبب سے ورم بہت کم ہوتا ہے۔ البتہ یا تو دونوں خلطوں کے اجتماع سے یا دو سے زیادہ اخلاط کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایسی صورت میں خلط کی زیادتی اور اس کی قوت کی شدت کے سبب سے عوارض بھی قوی ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل وہ مقام ہے جہاں طبیب بذاتِ خود اپنے علم و فضل اور مہارت و تجربہ کی بنیاد پر عمل کرتے ہوئے طریقۂ علاج اختیار کرتا ہے۔

اعراضِ خبیثہ بعض اوقات غشاء غلیظ میں ایسے اعراض لاحق ہوتے ہیں جن کو طبیب ان اورام کا نتیجہ سمجھتا ہے جو غشاء میں یا اس غشاء سے افضل عضو میں ہوتے ہیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک قسم کا عرض ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ معدہ میں کسی خلط کی زیادتی ہو جاتی ہے اور عارضہ اس خلط سے بخارات اٹھنے کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ یہ اعراض اس خلط سے اٹھے ہوئے بخارات کے مزاج کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ اس کی پہچان اور مبنع معلوم کرنے کا طریقہ آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ معدہ کے اخلاط سے جو بخارات بنتے ہیں وہ اوپر کی طرف صعود کرتے ہیں۔ کچھ وقفہ سے یہ عمل برابر جاری رہتا ہے اور اغشیہ میں آفت لاحق ہونے کی وجہ سے یا اعضاء راس میں آفت لاحق ہونے کی وجہ سے جو اعراض ہوتے ہیں وہ ہمیشہ برقرار رہتے ہیں کبھی ورم دماغ کو احاطہ کرنے والی غشاء رقیق میں ہو جاتا ہے اگر ابتداء مرض میں داہنے ہاتھ میں قیفال کی فصد کھول دی جائے اور ایک مناسب مقدار خون کی نکال دی جائے تو بسا اوقات اس مرض سے نجات مل جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ورم پیدا کرنے والی خلط اس غشاء سے اس غشاء کی جانب دفع ہو جاتی ہے جو بلحاظ مرتبہ اس سے کم ہے یعنی غشاء غلیظ اور یہ صورت مریض کی قوت اور اس مرض سے چھٹکارہ پر دلالت کرتی ہے اور کبھی اس کے برخلاف ہوتا ہے یعنی خلط غشائے غلیظ سے غشائے رقیق کی جانب مندفع ہو جاتی ہے اور یہ صورت ضعفِ قوت اور مریض کی ہلاکت پر دلالت کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ غشائے رقیق کے اعراض سب سے زیادہ خطرناک اور شدید ہوتے ہیں۔ اس مرض میں اکثر مریض ہلاک ہو جاتے ہیں، خواہ کوئی خلط غالب ہو اور مزاج کیسا ہی ہو۔ فصد اس مرض کے علاج کا ضروری جُزء ہے نیز غذا سے پرہیز بھی بہت اہم ہے۔ مگر مریض کو کسی قدر صحت ہو چکی ہو تو غذا لطیف دی جائے۔ اگر موسم گرم ہو اور مریض جوان ہو تو مناسب یہ ہے کہ اس کو غذا کے طور پر تمر ہندی کا خیسا ندہ دیا جائے تاکہ مرض کی شدت میں سکون ہو کر ورم میں کمی ہو جائے۔

اورام دماغ کا بیان (دماغ کے اورام) بعض اوقات جوہر دماغ یعنی نفسِ دماغ کے اجزاء میں کسی خلط کے انصباب سے ورم لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جن اجزائے دماغ میں ورم ممکن ہے وہ متورم ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج بہت مشکل ہے۔ مریض ہلاک ہی ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاج میں فصد شامل ہے۔ مریض کو لطیف غذا دی جائے۔ میرا خیال ہے کہ مریض مہلک عوارضات کی وجہ سے پہلے ہی مرجائے گا۔ اور غذا کی نوبت نہ آئے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض کی حرکتِ ارادی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور جسم کا زیادہ تر حصہ بیکار ہو جاتا ہے اور استرخاء پیدا ہو جاتا ہے اور سینہ کی حرکات معدوم ہو جانے کے سبب سے مرض کے پہلے حملے میں مریض کا دم گھٹ جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے نیز میرا خیال ہے کہ مرض کے ٹھہر جانے کے بعد علاج کرنا

ناممکن ہے۔ اس بنا پر اس مرض کے اسباب و اعراض کی بحث کو طول دینا مناسب نہیں سمجھتا۔

بعض اوقات ورم کسی ایک خلط یا زائد اخلاط سے شبکیہ میں جو شبکیۃ العجیبہ کے نام سے مشہور ہے اور ام الدماغ کے نیچے واقع ہے، میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے عوارض اس طرح ہوتے ہیں جس طرح سایہ جسم کے ساتھ مانا جاتا ہے۔ اس کے عوارض میں آنکھوں کی سفیدی میں شدید سرخی کا لاحق ہونا نیز دونوں پپوٹوں کا سخت ہو جانا اور ان کی حرکتوں میں دقّت اور بوجھ کا محسوس ہونا اور شدید بخار کا لاحق ہونا شامل ہیں۔ اگر مادہ مرض بلغمیت کی طرف مائل ہو تو یہ علامات نہ پائی جائیں گی، کیونکہ اس مقام پر اس مادہ کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مرض مذکور کا علاج اولاً فصد قیفال کے ذریعہ کرنا چاہیے، اور اخراجِ دم بغیر کسی خوف و خطر کے کر دینا چاہیے۔ پھر دونوں ہاتھوں کی عروق نابضہ ظاہرہ میں سے کسی ایک میں فصد کر کے استفراغ دم کرنا مناسب ہے۔ خون کے استفراغ کی کم سے کم مقدار ۳۵ ملی لٹر اور زیادہ سے زیادہ مقدار پچاس ملی لٹر ہونی چاہیے۔ اس عمل کا اعادہ بھی کیا جائے۔ لطیف غذائیں دی جائیں جس میں تمر ہندی کا خیسانده ایک ایک گھنٹہ بعد دینا مناسب ہے۔ اگر اس عمل سے تسکین ہو جائے تو یہ علاج بہت عمدہ اور بہتر ہے۔ اس کے علاوہ ضروری ہے کہ آس، صندل، گلاب اور بھگوئے ہوئے انجبار کو سنگھایا جائے۔ جب اعراض مرض دفع ہو جائیں یا ہلکے پڑ جائیں نیز موت کے خطرات ٹل جائیں تو عصارۂ قثار (ککڑی) اور مغز خیارین استعمال کرائیں۔ اعراض رفع ہونے کے بعد غذا میں آش جو دیں۔ اور جو کو ایک خاص ترکیب سے پکا کر استعمال کرائیں جس کا طریقہ اطباء میں مشہور ہے۔ اس کے بعد روٹی پانی سے دھو کر کھلائی جائے۔ مریض کی شفایابی کا پورا یقین ہو جائے تو تنور کی خمیری روٹیاں یا توے پر پکی ہوئی روٹیاں مغز کھیرا یا اس کے پانی یا امرود کے ہمراہ کھلائیں۔ اگر مریض کو پسند ہو تو کھانے سے پہلے کالے انگور کھلائے جائیں۔ یہاں تک کہ صحت کلّی حاصل ہو جائے۔

امراضِ اذن

ورم اذن (کان کا ورم) کبھی کان میں بھی ورم لاحق ہو جاتا ہے۔ ورم شروع ہونے کے فوراً بعد فصد قیفال کرنے سے اس میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی لطیف غذائیں بھی دی جانی چاہئیں۔ روغن گل اور روغن شبت دونوں کو ملا کر وقفہ وقفہ سے اعتدال کے ساتھ کان میں ٹپکائیں۔ ماء الشعیر یا بھگوئی ہوئی روٹی تنہا یا ککڑی یا کھیرے کے گودہ یا انگور کے سرکہ کے ساتھ یا سکنجبین پانی میں ملا کر استعمال کرائیں، یہاں تک کہ اعراض رفع ہو جائیں۔ اگر ایسا نہ ہو اور ورم میں پیپ پڑ جائے تو اس سے صحت یاب ہونا آسان ہے۔ لیکن اگر درد شدید ہو جائے اور اس درد کی شدت سے یا تشنجی دوروں سے مریض کے مر جانے کی توقع ہو تو یہ ضروری ہے کہ روغن بیضہ مرغ کان میں ٹپکائیں، اس سے درد میں فوری سکون حاصل ہوگا اور جلد ہی پیپ خارج ہو جائے گی۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں جوان تھا اس وقت مجھے علی ابن یوسف غفرلہ نے قرطبہ میں بلایا تھا اس کے اندرون کان میں ورم تھا جب میں عصر کے وقت پہنچا تو اس درد میں اس قدر

شدت پیدا ہوگئی تھی کہ شدت درد سے وہ موت کا متمنی تھا، خواہ اس کو قتل ہی کیوں نہ کیا جائے۔ کیونکہ ورم کا مقام کان کے آخری حصّہ میں تھا جہاں عصب سامعہ (حس سماعت کا عصب) کا اتصال ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خفیف تشنج بھی شروع ہوگیا تھا۔ میں نے اس کے کان میں نیم گرم روغن بیضہ مُرغ بھر دیا اور بہت دیر تک اسی حال میں چھوڑ دیا نتیجتاً درد میں سکون ہوگیا۔ اور دو تین گھنٹہ کے بعد ورم پھٹ کر پیپ خارج ہوگئی۔ پھر میں نے تجویز کیا کہ ماءالعسل سے اس زخم کو دھولیا جائے، اور شہد میں پانی ملانے سے پہلے اس پانی میں جفت بلوط رقیق اور اذناب الخیل ڈال کر پکالیا جائے میں مریض کے کان کو مرغی کے پر کے نرم سرے سے بتی بناکر دھویا کرتا تھا۔ اور کان میں جو بھی پیپ ہوتی دن میں ایک یا دو مرتبہ اس کو صاف کر دیا کرتا تھا۔ اس طرح پیپ چار روز میں صاف ہوگئی۔ اور صحت حاصل ہوگئی۔

یہ واقعہ میں نے بطور مثال قروح الاذن کے بیان میں لکھا ہے۔ کان کے اورام جو ہر اذنی کے سخت ہونے کی وجہ سے رقیق و حاد خلط کے بغیر بہت کم پیدا ہوتے ہیں نیز اس کے اندر غلیظ الجوہر خلط کو قبول کرنے کی صلاحیت بہت کم ہوتی ہے۔ البتہ بعض اوقات رقیق بلغم مائی کو قبول کرلیتا ہے۔ اس امر کی تشخیص کان کے درد کی شدت سے کی جاسکتی ہے۔ جو رقیق خلط صفراوی کے سبب سے ہوتا ہے۔ اگر خلط مائی رقیق اس کا سبب ہو تو طنین (بھنبھناہٹ) پائی جائے گی۔ ثقل سماعت ہر دو اسباب میں برابر ہے۔ نیز مائیت کی صورت میں ثقل سماعت واضح ہوتا ہے۔ بعض اوقات درد گوش کا سبب خلط کے بجائے جوہر گوش میں مجتمع بخارات ہوتے ہیں۔ لہٰذا شحم برک یا شحم مرغابی یا شحم مینا جو عصفور الزیتون کے نام سے مشہور ہے، یا روغن بابونہ یا روغن شبت وغیرہ جو بھی میسّر آجائے اس کے دو تین قطرے کان میں ٹپکائے جائیں، تو یہ تکلیف رفع ہو جائے گی۔ ان سب کا سہل علاج یہ ہے کہ مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں اور گوشت سے پرہیز کرائیں۔ خصوصیت سے طنین (کان کے اندر بھنبھناہٹ) کی صورت میں ان اشیاء سے پرہیز ضروری ہے جن میں رطوبت فضلیہ ہو اور ایسی اغذیہ بالخصوص استعمال کرائی جائیں جن کا جوہر لطیف ہو اور ان میں تجفیف کی خصوصیت زیادہ ہو۔

ثقل سماعت

بسا اوقات کسی خلط غلیظ کے کان میں چپک جانے کی وجہ سے ثقل سماعت لاحق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بدن کا ایارج فیقرا سے بار بار تنقیہ کرانا اور کان میں روغنِ سوسن میں قدرے روغنِ شونیز (کلونجی) ملاکر ٹپکانا فی الفور شفا بخشتا ہے۔

بسا اوقات کان میں میل جمع ہو جانے اور پابندی سے اس کو نہ نکالنے کی وجہ سے ثقل سماعت پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا روغن بادام تلخ اگر قطرہ قطرہ کرکے کان میں ڈالا جائے تو کان کے میل کو صاف کرتا ہے۔ اور مرض سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کسی پتھر سے چوٹ لگنے کی وجہ سے بھی ثقل سماعت ہو جاتا ہے۔ ابتداء مرض میں فصد قیفال میں عجلت کرنی چاہئے۔ اور نیم گرم روغنِ گل کان میں ڈالا جائے۔ لیکن اگر کسی پرانی چوٹ کی وجہ سے ثقل سماعت پیدا ہوگیا ہو تو روغن سوسن، روغن شبت، روغنِ اقحوان، روغنِ چنبیلی یا روغنِ تخم شفتالو جو بھی میسّر آئے کان میں ڈالنا شفا بخشتا ہے۔ شرطیکہ اندرون کان سے خون نہ خارج ہو رہا ہو۔ لیکن اگر چوٹ کے بعد خون کا اخراج کان سے ہو رہا ہو تو ثقل سماعت

کے رفع ہونے کی توقع نہیں کرنی چاہیئے۔ خواہ اس کا معالج جالینوس جیسا شخص ہی کیوں نہ ہو۔
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جوش والوں کے کان میں اس کا جرم غلیظ ہونے کی وجہ سے کوئی غیر طبعی غلیظ الجوہر مادہ کان میں داخل ہو جاتا ہے اس کے علاج میں روغنِ گُل کان میں ٹپکانا اور لطیف اغذیہ استعمال کرانا انشاء اللہ مُفید ہوگا۔

امراضِ انف

بطلانِ شامہ (قوتِ شامہ کا ختم ہو جانا)

بعض اوقات مریض ناک سے کسی قسم کی بو محسوس نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عظم المصفاۃ کے سوراخ بند ہو جاتے ہیں۔ یہ سوراخ اتنے باریک اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کہ وہ نظر بھی نہیں آتے اور اُنھیں محسوس نہیں کیا جا سکتا مزاج اور عمر کی مناسبت سے شونیز (کلونجی) اور سرکہ سنگھانے سے یہ کیفیت دُور ہو جاتی ہے۔

ورمِ غشاء الانف

ناک کی غشاء بعض اوقات متورم ہو جاتی ہے۔ جس سے ناک کے سوراخ نظر نہیں آتے مگر محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ اس غشاء میں بھی جملہ دیگر اعضاء کی طرح ورم لاحق ہو جاتا ہے اور یہ غشاء نزلہ کی وجہ سے بلغمی فضلات کو جذب کر لیتی ہے اور جب عسر الشم (سونگھنے میں دشواری) عظم مصفات کے سوراخوں کے مسدود ہونے کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج آسان ہے۔ اور نزلہ و زکام ہو تو اس کا علاج معمولی ہے۔ لیکن جب پورے طور پر فضلات بلغمیہ سے غشاء پُر ہو جائے اور ورم بھی ہو تو اس وقت قوتِ شامہ قطعاً باقی نہیں رہتی۔ نتیجہ میں زکام زیادہ عرصہ تک باقی رہتا ہے۔ اس صورت میں تدابیر لطیفہ اور تلطیف اغذیہ کی حاجت زیادہ پیش آتی ہے۔ لہٰذا قاطع اور منضج ادویہ جیسے سکنجبین کا استعمال کرایا جائے۔ مرض کی ابتداء میں شدید شمومات حارہ کے سونگھنے سے احتراز کرنا ضروری ہے ایسی صورت میں شونیز، چنبیلی کی کلی یا نرگس کی کلی کا سنگھانا زیادہ بہتر ہے۔ نیز قیفال کی فصد کرنا چاہیئے۔ اس نوعیت کے زکام سے عموماً ناک سے خلط دموی کے اخراج کے بعد مرض سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ نیز ناک ایک ایسا عضو ہے جہاں مادہ کا پختہ ہو کر پیپ کی شکل اختیار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر مناسب اور بہتر علاج کیا جائے، لطیف غذائیں استعمال کرائی جائیں تو شفاء کلی حاصل ہو جاتی ہے۔

عسر الشم

بعض اوقات خلط مخاطی کے اجتماع کی وجہ سے سونگھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں نہ تو ورم ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے سوراخ بند ہوتے ہیں۔ لیکن اُوپر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز اٹک گئی ہے۔ روغنِ بادام کے چند قطرے ناک میں ٹپکانے سے یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اس خلط رقیق میں سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس خلط کو رفع کر دینے سے بدبو رفع ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی بدبو ان اشخاص میں پائی جاتی ہے جن کی ناک چپٹی ہوتی ہے۔

ناک کا اندرونی زخم کبھی ناک کے اندرونی حصّہ میں قرحہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں قنطوریون دقیق کا خیساندہ ناک میں ٹپکانا مُفید ہوتا ہے۔ نیز خیساندہ فراسیون بھی یہی عمل کرتا ہے۔

آکلتہ الانف ناک چونکہ فضلات کے اخراج کا راستہ ہے اس لئے اکثر اس میں بھی قروح آکلہ واقع ہوتے ہیں۔ یہ آکلہ صرف ناک کے لئے ہی مخصوص نہیں اس لئے میں یہاں اس بحث کو ترک کرتا ہوں۔ اس کا بیان قروح آکلہ کے ضمن میں کیا جائے گا۔

کثیر الارجل ناک کا ایک مرض جو کثیر الا رجل کہلاتا ہے، اس ورم میں ناک کے اندر سُرخ وسفید رگیں ظاہر ہوتی ہیں اس لئے اس کو کثیر ٹانگوں والا ورم کہتے ہیں۔ اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ خلط مخاطی ناک کے جوہر میں نفوذ کر کے اس میں چپک جاتی ہے۔ علاج کے لئے عرصہ تک شربتِ سکنجبین کا استعمال جاری رکھیں اور مندرجہ ذیل ادویہ کے ذریعہ استفراغ کرائیں۔

صبر سقوطری، غاریقون، تربد، نمک طعام، لہسن، ہر ایک ۵ر۳ گرام، شحم حنظل، تازہ بسفائج، افتیمون بیج نکالا ہوا، گل بنفشہ ہر ایک ایک گرام اور ان سب کے ہموزن بادام شیریں شامل کر کے سکنجبین ملا کر معجون تیار کریں۔ اور بقدر ۵ر۷ گرام درج ذیل ادویہ کے جوشاندہ کے ساتھ قدرے قدرے پلائیں۔

حاشا بقدر ضرورت سقمونیا ۵۰۰ ملی گرام مصطگی ۵۰۰ ملی گرام اگر ضرورت محسوس کی جائے تو مصطگی بجائے ۵۰۰ ملی گرام کے ۵ر۷ ملی گرام کر لی جائے آب تازہ میں رات کے وقت بھگو کر جوش دے کر صاف کر کے معجون مذکورہ کے ہمراہ پلائیں۔

غذا میں خمیری روٹی، کبوتر، چڑیا، نیم برشت انڈے، سرکہ شامل کر کے کھلائیں۔ نیز سرکہ زیادہ استعمال کرائیں۔

جوان بکرے کے گوشت میں چقندر ڈال کر روغنِ زیتون اور سادہ سرکہ ملا کر استعمال کرائیں۔ سرکہ اور شہد ملا کر اس میں فتیلہ بھگو کر ناک میں رکھیں۔ اور دوا کے استعمال اور تنقیہ بدن کے بعد عصارۂ نعمان، عصارۂ چقندر قطرہ قطرہ ناک میں ڈالتے رہیں۔ یہاں تک کہ صحت حاصل ہو جائے۔

امراضِ فم

عسر حس الذوق (ذائقہ محسوس کرنے میں دشواری) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرض پیدا کرنے والے اسباب سے مُنہ میں ایسے امراض وعوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور زبان میں ایک مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ جس سے ذائقہ محسوس کرنے میں مشکل ہوتی ہے۔ یہ مرض زیادہ تر ایسی صورت میں پیدا ہوتا ہے جبکہ شدید قسم کی نمکین، حریف تیز چرپری اور کھٹی غذائیں استعمال کی جائیں۔ ان غذاؤں کو ترک کرانے سے مرض رفع ہو جاتا ہے۔

غلظ اللسان (زبان کا غیر طبعی طور پر موٹا ہو جانا) کبھی زبان میں ورم غیر طبعی طور پر بغیر درد کے پیدا ہو جاتا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کا نام ورم رکھ دیں یا زبان کا غیر طبعی طور پر موٹا ہو جانا کہہ دیں۔ بہر حال اس صورت میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ غلظت اللسان غیر طبعی اپنی غلظت کے اعتبار سے مثل مرض کے ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ تو زبان میں کسی قسم کا درد ہوتا ہے اور نہ اس کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ لیکن مریض زبان کو حرکت دینا گوارہ نہیں کرتا۔ صرف عصارۂ بارتنگ سے یا پھر روغن گل ملا کر کُلّی کرائیں۔ لطیف اغذیہ دی جائیں۔ اس مرض کے سلسلے میں غفلت اور کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے۔

ورم لسان بعض اوقات زبان کی حس و حرکت میں دشواری پیش آجاتی ہے۔ کیوں کہ حس و حرکت کے اعصاب میں یا اعصاب کے راستہ میں کوئی آفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج استرخار و خدر کے علاج میں داخل ہے۔ البتہ زبان کے ساتھ جو علاج مخصوص ہے وہ یہ ہے کہ تخم مویزج یا عاقر قرحا نہار مُنہ چبایا جائے اور روغن پوست ترنج سے کُلّی کی جائے اس کا تفصیلی علاج آئندہ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔

خدر اللسان (زبان کا سُن ہو جانا) اگر زبان سُن ہو جاتے اور اس میں استرخار کلی پیدا ہو جائے لیکن بدن کے دیگر اعضاء اس سے محفوظ ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ صرف اسی عصب میں مرض پیدا ہو رہا ہے جو دماغ سے زبان تک آیا ہے۔

اورام لہاۃ بعض اوقات مُنہ کے اندر حلق کے کوّے (لہاۃ) میں ورم اور استرخار لاحق ہو جاتا ہے مریض کے گلے میں حلتیت لٹکانے سے یہ مرض رفع ہو جاتا ہے۔ نیز فصد قیفال کرنے سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ اور اس مقام پر خلط کے مزاج کے اعتبار سے لطیف اغذیہ استعمال کرائیں۔

بثرات الفم بعض اوقات مُنہ میں پھنسیاں نکل آتی ہیں اور اورام بھی۔ جس طرح اس کے علاوہ دیگر اعضاء میں زخم (قروح) پیدا ہو جاتے ہیں، مُنہ کے اس قسم کے امراض کے لئے رب اخروٹ اور رب شہوت مخصوص ہیں۔

دانتوں کا ہلنا کبھی دانت ہلنے لگتے ہیں ان میں سوراخ ہو جاتے ہیں اور وہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ صورت حال بلغمی اور غیر بلغمی فضلات کے نتیجہ میں عارض ہوتی ہے بالعموم بلغمی فضلات ہی اس کا سبب ہوتے ہیں۔ اس مرض میں عموماً فصد قیفال سے صحت ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے بعد خصوصاً زبان کی دونوں رگوں کی فصد بھی مفید ہوتی ہے۔ نیز بیخ علیق و بیخ ہلیون ہموزن کو پانی میں خوب جوش دیں پھر اس سے کُلّی کریں تو بہت فائدہ مند ہے۔ اگر موسم جاڑے کا ہو اور مریض بوڑھا ہو تو قطران رقیق سے کُلّیاں کرانا مُفید ہے۔ مندرجہ ذیل منجن کا استعمال جاری رکھیں۔ یہ منجن مقوی دنداں ہے۔ دانتوں کو مضبوط، چمکدار اور سفید کرتا ہے۔

نسخہ سنون: ریشِ دوم سوختہ ۰ے گرام، مازو سوختہ ۵ ر ۱۷ گرام (جسے قطران میں جلایا گیا ہو) عقیق ۵ ر ۱۷ گرام، ایرسا ۱۰ گرام، شکر بقدر ہموزن ادویہ علیحٰدہ علیحٰدہ دواؤں کو کوٹ پیس کر باریک کپڑے سے چھان لیں پھر سب کو ملادیں۔ اور صبح نہار مُنہ مسواک سے اس منجن کو استعمال کریں۔ اور آب نیم گرم سے کُلّی کرکے دانت صاف کرلئے جائیں۔

پرہیز: شدید گرم و شدید ٹھنڈی چیزوں اور کھٹی چیزوں سے دانتوں کی حفاظت کی جائے۔

امراضِ دندان کبھی ترش اور قابض چیزوں کے کھانے کی وجہ سے دانت کھٹے ہوجاتے ہیں۔ چکنی اور لیسدار چیزیں اس مرض میں مُفید ہیں۔ اس قسم کا کھٹاپن صرف دانتوں کے لئے مخصوص ہے۔ دیگر اعضاء میں ایسا نہیں ہوتا، خرفہ کا ساگ جس میں کھٹاس نہ ہو اس کے لیے خصوصیت سے مُفید ہے اور میں اسے استعمال کراتا ہوں مقوی دندان اشیاء اگر ہمیشہ استعمال کی جائیں تو یہ مرض پیدا نہیں ہوتا۔

تثقب الاسنان دانتوں میں سوراخ ہوجانے کے ازالہ کے لیے خاص دوا جیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں عقیق ہے۔ مرض کی شروعات میں اور اس کے مزمن ہونے سے قبل عقیق کو بطور سنون لگایا جائے تو مُفید ہے۔ جب دانت مضبوط ہوجائیں تو بہتر ہوگا کہ عقیق کا زیادہ استعمال ترک کردیا جائے۔

امراضِ شفتین دیگر اعضاء کی طرح ہونٹ بھی پھٹ جاتے ہیں۔ اس کا سبب یا تو خراب خلط ہے جو معدہ میں داخل ہوجاتی ہے یا وہ بلغم ہے جو پیاز کھانے سے معدہ میں پیدا ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ پیاز کا مزاج حار اور غلیظ الجوہر اور اپنی طبیعت کے اعتبار سے متعفّن ہوتا ہے۔ اس کے کھانے کے بعد معدہ سے ردی بخارات اُٹھتے ہیں۔ جس کے باعث ہونٹ پھٹ جاتے ہیں۔ اس لیے سکنجبین عنصلی کو بطور لعوق متواتر چاٹا جائے اور اس کے بعد ایارج فیقرا سے معدہ کا بار بار تنقیہ کرتے رہیں تو یہ مرض رفع ہوجاتا ہے۔ ایارج فیقرا میں قوت مسہلہ کافی قوی ہوتی ہے۔ اس لئے ایارج فیقرا کی قوت اسہال اخلاط کو معدہ کی جانب جذب کرتی ہے۔ جس سے تمام اعضاء کا اسہال معدہ کے مقابل میں زیادہ ہوتا ہے۔ معدہ میں جو چیزیں زیادہ تر وارد ہوتی ہیں وہ ان اخلاط کو دھونے اور خارج کرنے میں اپنی کثرت مقدار کی وجہ سے ادویہ مسہلہ کی قوت کو ضعیف کردیتی ہیں۔ اس لیے اطبّاء نے تنقیہ معدہ کے لیے ایارج کو اختیار کیا ہے اس مرض میں روغنِ بادام ہونٹوں پر لگاتے رہیں تو یہ مرض رفع ہوجاتا ہے۔

قلاع (مُنہ آنا) امراضِ فم میں ایک مرض قلاع بھی ہے۔ یہ مرض تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اگرچہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ روغنِ بلوط سے کُلّی کرنا مُفید ہے۔ اس سے مرض رفع ہوجاتا ہے۔ نیز ہر وہ دوا جس سے خشکی پیدا ہوتی ہے صحت بخش ہے۔ لیکن روغنِ بلوط ان میں افضل ہے۔ یہ دیگر ادویہ کے مقابلے میں بغیر سوزش کے خشکی پیدا کرتا ہے۔

تشقق اللسان (زبان کا پھٹنا) زبان کے پھٹنے اور سیاہ ہونے کا سبب مزاج کبد کی حدت اور امراض حاد ہوتے ہیں۔ امراض حادہ کے رفع ہوجانے سے یہ مرض بھی رفع ہوجاتا ہے۔ عرقِ گلاب میں

نکالے ہوئے بہیدانہ شیریں کے گاڑھے خیساندے سے کلیاں کراتے رہیں۔

نتن الفم (مُنہ کی بدبُو) کبھی مُنہ میں بدبُو پیدا ہو جاتی ہے۔ مُنہ کی بدبُو جو بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ مسواک کرنے اور عصارۂ کشنیز سے کلّیاں کرنے سے رفع ہو جاتی ہے۔

لقوہ ہونٹوں کا لقوہ فی الحقیقت اُس جانب کا استرخار ہے، جسے صحیح اور تندرست خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا علاج اعضار مسترخیہ میں داخل ہے۔ بجز اس کے کہ اس کے ہونٹوں اور اس کے متصل اعضار سے مویزج کے دانے چبوا کر اور روغنِ پوست ترنج کی کلّی کرائیں۔ اسبابِ مرض کے استیصال کا تمام جسم کے تنقیہ کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ جو استرخار و خدر، استفراغ کی کیفیت عمل، تقویت، تقطیع و تفتیح کے لیے عام ہے۔ اوا کل (آکلہ، گوشت خورہ) ہونٹوں میں اسی طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح کے تمام اعضار میں۔ اس کا بیان اوا کل کے ساتھ کیا جائے گا۔

امراضِ چشم

حول (بھینگا پن) آنکھوں میں بہت سے امراض اور تکالیف لاحق ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک حول (بھینگا پن) ہے۔ حول دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حول آنکھوں کے عضلہ لحمیہ خفیہ میں ہوتا ہے۔ اس کا سبب غیر طبعی غلاظت ہے جو اس عضلہ تک پہنچ جاتی ہے اور ایسا بخارات غلیظ کے سبب سے ہوتا ہے۔ جو اس میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس تیقن کے بعد کہ اس کا سبب غلاظت ہی ہے، روغنِ سوسن یا روغنِ شبت میں روغنِ گل ایک ثلث ملا کر آنکھوں کی تکمید کی جائے۔

شترہ یہ ایک مرض ہے جس میں آنکھ پورے طور پر بند نہیں ہوتی اس کا سبب بھی ایک غیر طبعی غلاظت ہے جو پپوٹوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور کبھی یبوست کی زیادتی سے بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ غلاظت کا علاج بیان کیا جا چکا ہے یبوست کے باعث اگر مرض عرصہ تک قائم رہے تو علاج دشوار ہو جاتا ہے۔

امراضِ ظاہر الجفن (پپوٹوں کے بیرونی حصّہ کی بیماریاں) پپوٹوں میں مسّے رسولیاں اور غیر طبعی غلاظت لاحق ہوتی ہے۔

غیر طبعی غلاظت ایک لیسدار اور شحمی جسم ہے جو بالائی پپوٹے کے بیرونی حصّے میں پیدا ہوتا ہے اس طرح پپوٹے کے اندرونی حصّہ میں بھی لاحق ہوتا ہے۔ جب آنکھوں میں ثآلیل (مسّے) نمودار ہوں تو لطیف غذائیں دیں۔ ایارج فیقرا سے بدن کا استفراغ کرائیں۔ مسّوں پر خرنوب خام باریک پیس کر لگائیں۔ روزانہ ایک بار اس کا استعمال کریں۔ مرض جاتا رہے گا۔ مسّوں کو کسی دھار دار لوہے یا بال سے کاٹنے کے بجائے یہ علاج زیادہ بہتر ہے۔ دھاگے سے آنکھوں کے مسّوں کو کاٹنا جیسے اور مقام کے مسّے کاٹے جاتے ہیں ناممکن نہیں ہے۔

دیگر اعضار کی طرح آنکھ کے پپوٹے میں رسولی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن آنکھوں کے لئے یہ صورت مرض بیحد خطرناک

کہے ۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تنقیہ بدن متواتر کریں ۔ روغنِ گل و روغنِ بادام شیریں ملا کر آنکھوں میں قطرہ قطرہ ڈالتے رہیں. اس سے افاقہ نظر نہ آئے تو بذریعہ عمل جراحی نکالنا ضروری ہے ۔ اگر کوئی جراح اس عمل کو کرے تو بہتر ہے ۔

غلظ الاجفان (پپوٹوں کا موٹا ہونا) یہ ایک ایسا نام ہے جو کسی عضو کی دبازت پر صادق آتا ہے ۔ خواہ وہ کوئی عضو ہو؛ اور اس کا کوئی سبب ہو ۔ اور یہ جفن (پپوٹوں) میں اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ دیگر اعضاء میں ۔ آنکھوں کے عضو شریف ہونے کی بنا پر لطیف القبض اور محلل اشیاء مثلاً روغنِ گل سرخ تازہ میں روغنِ بادام شیریں کا اضافہ کر کے استعمال کرایا جائے ۔ اگر اس مرض کا سبب خلط صفراوی حار ہو تو جملہ روغنیات سے احتیاط ضروری ہے ۔ جس طرح دیگر اعضاء میں اس قسم کی صورت پیدا ہو جانے سے روغنیات سے اجتناب کرنا ضروری ہے ۔

اس صورت میں گل سُرخ تازہ کا لیپ کرنا مناسب ہے ۔ اگر تازہ میسّر نہ ہو تو خشک کو پانی میں پیس کر ضماد کریں ۔ اطبّاء غلظ العین سے ایک لیسدار اور شحمی جسم مراد لیتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ غشاء کی عصبی ساخت ہونے کی وجہ سے یہ مرض جفن اعلیٰ (بالائی پپوٹے) کے بیرونی حصّے میں رونما ہوتا ہے ۔ جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج عام تنقیۂ بدن ہے ۔ ایارج فیقرا و شحم حنظل اس وقت تک استعمال کئے جائیں جب تک کہ تنقیۂ بدن مکمل نہ ہو جائے اس طرح مرض کی قوت میں کمی پیدا ہو جائے گی ۔ غذائیں مجفف لطیف الجوہر اور عمدہ قسم کی استعمال کرائیں ۔ میں غلظ العین وغیرہ کو کسی نشتر کے ذریعہ قطع کرنے سے احتراز کرتا ہوں ۔

امراضِ باطن الجفن (پپوٹے کے اندرونی حصّہ کی بیماریاں) پپوٹے کے اندرونی حصّہ میں جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان میں بردہ، جرب، التزاق اور تحجر ہیں ۔ جرب ان میں سب سے زیادہ قوی ہے اور اس سے کم پوست انجیر سے مشابہ ایک طرح کی خشکی و خشونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے التزاق عارض ہو جاتا ہے ۔ البتہ بردہ اس غلیظ رطوبت کا نام ہے جو پپوٹے میں منجمد ہو کر چپک جاتی ہے ۔

علاج : لطیف اور عمدہ غذائیں کھلائیں ۔ بہتر غذا یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی چڑیوں کو مُری (آبکامہ یا کانجی) یا سرکہ میں پکا کر شوربہ دیں اور کبوتر بھی شوربہ دار تیار کر کے دیں ۔ نیز چقندر کی سبزی متواتر استعمال کرائیں ۔ روغنِ گُل و روغنِ بادام شیریں ایک ساتھ ملا کر تدہین کرائیں ۔ اگر مرض مائل بہ زیادتی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو ابتداء میں علاج میں غفلت ہوتی ہے یا مرض بذاتہ شدید نوعیت کا ہے ۔ پس جراح کو چاہیئے کہ وہ شگاف کے ذریعہ اس کو نکال دے ۔ عمل جراحی کے لیے جراح کو علم تشریح اور منافع الاعضاء سے واقفیت ضروری ہے ۔ تاکہ اس سے غلطیاں سرزد نہ ہوں ۔

جرب العین کا علاج یہ ہے کہ تنقیہ بدن کیا جائے اور جن اخلاط کی تقطیع و تنضیج ضروری ہو ان کی تقطیع وانضاج کی طرف توجّہ دیں ۔ اس مرض میں شربت سکنجبین جو مویز منقی اور ایرسا شامل کر کے تیار کرایا گیا ہو، استعمال کرانا افضل ہے ۔ غذاؤں میں مرغیوں کے چوزے دینا بہتر ہے ۔ اگر فی نفسہ جرب کے معالجہ کی ضرورت ہو تو مقام خارش کو شکر سے اچھی طرح رگڑ کر

صاف کرلیں۔ شکر سخت دانہ دار ہونی چاہیئے۔ تاکہ اس کے کھردرے پن میں یکسانیت رہے۔ اس کے بعد عصارۂ گل سُرخ اور بہیدانہ کا لعاب شامل کرکے لگائیں۔ جرب کی شدت اور مدت مرض کے لحاظ سے صحت کی مدت میں تاخیر و سرعت ہو سکتی ہے۔

تحجر الاجفان کا سبب وہ خلط ہے جو بردہ پیدا کرنے والی خلط کے مشابہ ہے۔ جس کی مائیت تحلیل ہو جانے کی وجہ سے تحجر یعنی سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب یہ کیفیت لاحق ہو تو اس کا تحلیل ہونا دشوار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا بروقت مداوا یہ ہے کہ عمدہ قسم کی لطیف اور مجفف غذائیں دی جائیں، تنقیہ بدن کیا جائے اور اگر مریض برداشت کر سکے تو کسی سرجن سے بذریعہ عمل جراحی اس کو نکلوا دیا جائے۔

التزاق الاجفان اسے التحام الاجفان بھی کہتے ہیں۔ اس مرض میں دونوں پپوٹے ایک دوسرے سے چپک جاتے ہیں یہ مرض بھی کوئی پیچیدہ قسم کا نہیں ہے۔ اس کا علاج آسان اور سہل ہے۔ انگلیوں سے دونوں پپوٹوں کو آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے علیٰحدہ کر دیا جائے یا پپوٹوں میں سونے کی سلائی داخل کرکے نرمی کے ساتھ اس کو علیٰحدہ کیا جائے۔ پھر دونوں چپکے ہوئے پپوٹوں کے درمیان روغنِ گل بادامی اور سفیدئ بیضۂ مرغ ملا کر لگائیں۔ مذکورہ روغنِ گل بادامی کو کسی طبیب نے نہ تو استعمال کیا ہے اور نہ کسی نے اس کا ذکر ہی کیا ہے۔ صرف جالینوس نے اپنی کتاب 'القوانین' میں اس کی جانب ایک اشارہ کیا ہے۔ لیکن میں نے اپنے تجربے میں بھی اس کو درست پایا ہے۔

پپوٹوں کا شدید طور پر چپک جانا اس میں پپوٹے چپک کر ملتحمہ سے مل جاتے ہیں۔ اور اکثر یہ ناخونہ (ظفرہ) کے قطع کرنے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اور پپوٹوں کو ملتحمہ سے آہستہ آہستہ نرمی سے کھینچ کر علیٰحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اور سونے کی سلائی کو ایک طرف سے داخل کرکے اس کو آہستہ آہستہ آگے بڑھایا جائے یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ جائے کہ اس میں پپوٹے سے علیٰحدہ ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ لیکن یہ عمل بہت نرمی کے ساتھ کیا جائے اور وہ بھی تنقیۂ بدن کے بعد۔ معالج کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تنقیۂ بدن کرے اور امتلاء کو رفع کرے تنقیۂ بدن ہو جانے کے بعد مریض انصباب مواد اور ورم سے محفوظ ہو جائے گا۔ آنکھوں میں روغنِ گل بادامی ڈالتے رہیں یہاں تک کہ صحت حاصل ہو جائے۔

پر بال کا نکلنا کبھی پلکوں کے کناروں پر بال ٹیڑھے اور اپنی جڑوں کی جانب مڑے ہوئے نکلتے ہیں اس قسم کے بال آنکھوں کے لیے مضر اور اذیت رساں ہوتے ہیں۔

علاج: ایارج فیقرا سے بار بار تنقیۂ بدن کراتے رہیں۔ اگر ایارج فیقرا کا استعمال اپنی قوت اسہال کے اعتبار سے کافی نہ ہو تو اس میں شحم حنظل کا اضافہ کرائیں۔ ان بالوں کو ایک ایک کرکے اکھاڑ کر علیٰحدہ کیا جائے اور اس مقام پر چمگادڑ کا خون لگایا جائے۔ یہ علاج کافی ہے۔ بعض اطباء کہتے ہیں کہ پپوٹوں کو الٹ کر آنکھوں میں گوندھا ہوا آٹا باندھا جائے اور بالوں کی جڑ کو سونے کی سلائی سے داغ دیا جائے لیکن میں اس عمل کو پسند نہیں کرتا بلکہ ایک ایک بال کو اکھاڑنا اور

ہر بار چمگادڑ کا خون لگانا ہی کافی وشافی علاج ہے کبھی عمل جراحی کے ذریعہ پپوٹوں کی اس پتلی جلد کو کاٹ کر علیٰحدہ کر دیتے ہیں اور اس میں کسی ریشم کے باریک دھاگے سے ٹانکے لگا دیتے ہیں ۔ بعض جراحوں نے ایک اور عجیب وغریب طریقہ اختیار کیا ہے کہ پپوٹوں کی نرم و نازک جلد کو قینچی سے قطع کرکے دونوں کناروں کو کسی باریک سلائی سے علیٰحدہ کرتے ہیں اور اس میں بٹی ہوئی روئی یا بٹا ہوا اون اس طور پر داخل کرتے ہیں کہ شق کیئے ہوئے دونوں لب علیٰحدہ کھلے رہیں یہاں تک کہ بٹا ہوا اون متعفن ہوکر دُور ہو جاتا ہے اور زخم بھر جاتا ہے ۔ پلکوں کے اُوپر نشتر لگاتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے کہ نشتر غلط نہ لگے تاکہ شترہ نہ عارض ہو ۔ پپوٹوں کی جلد کے دونوں کنارے ٹوٹنے نہ پائیں اور آنکھوں کے مزاج میں برودت پیدا کرنے کی غرض سے ضروری ہے کہ عرق گلاب اور اس کے شیاف استعمال کرائیں نیز پپوٹوں پر گل سرخ کا ضماد لگایا جائے اور اس کے علاوہ لطیف غذائیں بھی استعمال کرائی جائیں ۔

انتشار الاشفار (پلکوں کا جھڑنا) گاہے آنکھوں کی پلکیں جھڑنے لگتی ہیں اس صورت میں لاجورد کو اگر دھوکر آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگایا جائے تو پلکیں دوبارہ نکل آئیں گی ۔ عمدہ غذاؤں کی طرف توجہ دینا ضروری ہے ۔

پلکوں میں جوئیں پیدا ہونے کا بیان گاہے پلکوں میں رطوبت فضلیہ سے جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ اولاً تنقیہ کرانا ضروری ہے ۔ پھر کسی خشک کرنے والے سرمہ کا استعمال متواتر جاری رکھنا چاہیئے ۔ غذائیں لطیف اور مجفف دی جائیں ، ان ادویہ کے ذریعہ تنقیہ بدن کرائیں جو اس مرض میں مفید ہوں ۔

شعیرہ (گوہانجی) یہ مرض پپوٹے کے کنارے پر ظاہر ہوتا ہے یہ دراصل ایک قسم کا مسّہ ہوتا ہے ۔ جس کا جوہر (مادہ) یابس ہوتا ہے اور ایک چھوٹا سا ابھار پپوٹوں پر نمایاں ہو جاتا ہے ۔ مسّوں کا جو علاج اُوپر ہم نے بیان کیا ہے وہی اس کا بھی علاج ہے ۔

امراض ماق العین (امراض گوشۂ چشم) گوشۂ چشم کے امراض میں غرب ، سیلان اور غدہ (رسولی) ہے ۔ غرب گوشۂ چشم اور ناک کے درمیان ایک ورم کا نام ہے ۔ اور اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ مادہ گوشۂ چشم کی طرف پھٹ جاتا ہے عموماً اس کے علاج میں لاپرواہی ہو جایا کرتی ہے اگر مادہ حار ہو تو ناک کی ہڈی کو فاسد کر دیتا ہے کبھی مادہ ناک کی طرف بہنے لگتا ہے ۔ کبھی یہ مادہ آنکھوں کی غضاریف (کریوں) کے نیچے کی جانب اپنا راستہ بنا لیتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں بعض غضاریف فاسد ہو جاتی ہیں ۔

علاج : غرب (آنکھ کے اندرونی کویہ کا ناسور) کا علاج تنقیہ بدن ہے جو فصد اور اسہال کے ذریعہ کیا جاتا ہے ۔ اسہال کے لئے ایارج فیقرا کا حسب ضرورت استعمال کافی ہے ۔ اور چونکہ آنکھ کے اندرونی کویہ کا ناسور جس کو غرب کہتے ہیں حقیقتاً ایک نہایت باریک سوراخ ہوتا ہے ۔ جس کی وجہ سے اس میں کسی فتیلہ وغیرہ کا داخل کرنا دشوار ہے لہٰذا اس میں دوا قطوراً استعمال کرائی جائے ۔ مثلاً کندر کو اتنا جلایا جائے کہ وہ سیاہ ہو جائے اس کے بعد عرق گلاب میں اچھی طرح پیس کر اور صاف

کرکے ناسور کے سوراخ میں قطرہ قطرہ ڈالیں۔ رفتہ رفتہ ناسور چشم تک ان قطرات کے پہنچنے سے شفار حاصل ہو جائے گی۔
مریض اگر بچّہ یا عورت ہو تو کندر کو بہت زیادہ نہ جلایا جائے اور اگر خوب مضبوط بدن کا ہے یا بوڑھا ہے یا دیہات کا رہنے والا ہے تو کندر کو اچھی طرح جلا کر اس میں بردی (ایک درخت کی چھال جس پر قدیم زمانہ میں مصری لکھا کرتے تھے) یا کاغذ کو جلا کر ملا لیا جائے۔ دیہاتی شخص اگر بہت زیادہ تندرست ہو تو توے پر جما ہوا دھواں ملالیں اور لگائیں۔ اور اس علاج کو جاری رکھیں یہاں تک کہ صحت حاصل ہو جائے۔ اگر مادہ مرض بہتا ہوا ناک کی طرف جائے اور یہ مریض کے حق میں بہتر ہی ہے، تو اس وقت عصارۂ قنطوریون دقیق یا عصارۂ فراسیون مریض کے نتھنوں میں ٹپکائیں اور اگر مادہ مرض آنکھوں کے نیچے بہنے لگے تو علاج بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں تنقیہ بدن کی جانب خاص توجہ کرنی چاہیے۔ نیز ایسے مریض کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ بیشتر اوقات اپنے سر کو کسی اُونچے تکیہ پر اس طرح رکھے کہ جیسا سجدہ کی حالت میں رکھا جاتا ہے اور ساتھ ہی علاج کے طور پر وہ ادویہ استعمال کرائی جائیں جن کا ذکر غرب اور امراض انف کے بیان میں کیا گیا ہے۔ نیز مریض کی دونوں آنکھیں آہستہ سے بند کرائیں تاکہ مادہ بہہ کر خارج ہو سکے۔ مقوی چشم ادویہ مثلاً گل سُرخ اور انار کی کلی کا عرق گلاب میں ضماد بنا کر آنکھوں پر لگائیں۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ شگوفۂ انار کے قوت قبض میں کمی نہ آئے جیسا کہ بہیدانہ کے استعمال سے کمی آجاتی ہے۔ قدیم اطبآر کا خیال ہے جو فی الواقع صحیح ہے کہ رسوت زرد کا آنکھوں پر لگانا غرب کے لیے مفید ہے۔

گوشۂ چشم میں لحم (گوشت) کا بڑھ جانا

بعض اوقات گوشۂ چشم کا گوشت حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے ایسی صورت میں تانبہ سوختہ جیسی مجفف اور جالی ادویہ کے سرمہ جات اس وقت تک استعمال کرائیں جب تک کہ گوشت اعتدال پر نہ آجائے۔

گوشۂ چشم کے گوشت میں کمی واقع ہو جانا

کبھی گوشۂ چشم کا گوشت سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس رطوبت کو آنکھوں کی طرف بہنے سے روک دیتا ہے۔ اور اس طرح اس رطوبت کا منخرین (نتھنوں) تک پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔
گوشۂ چشم کے گوشت میں کمی یا تو ادویہ حارہ کے ذریعہ غدۂ دمعیہ کے علاج میں غلطی کے باعث ہوتی ہے یا کٹ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔
ایک لزیقہ (مرہم) اس طرح تیار کیا جائے کہ اولاً کندر کو مُنہ میں رکھ کر اس قدر چبائیں کہ وہ ایسی شکل اختیار کرلے جو بالعموم مصطگی چبانے پر ہو جاتی ہے اس کے بعد کندر کے ساتھ ہی تھوڑی سی شکر یا بتاشہ مُنہ میں رکھ کر آہستہ آہستہ چبائیں اب یہ لزیقہ اس مقام پر رکھا جائے تو انشاراللہ شفار حاصل ہوگی۔

امراض کسرۂ چشم

آنکھوں میں بذاتہ جو امراض لاحق ہوتے ہیں وہ ان امراض کے مقابلہ میں زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہیں جن کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔ ان میں بعض مقابلتاً زیادہ سخت اور شدید ہوتے ہیں۔

آنکھوں کے اجزاء بہت زیادہ ہیں اور ہر جزء آنکھ جیسے عضو شریف کے لیے کوئی نہ کوئی منفعت ضرور رکھتا ہے۔ جن کے لیے وہ بطور خادم پیدا کئے گئے ہیں۔ اور بصارت میں معاون ہوتے ہیں اور یہ جزء خواہ آنکھ کا ہو یا عام اعضاء میں سے کسی کا ہو جالینوس کا قول ہے کہ جب اس میں کوئی آفت لاحق ہوتی ہے تو فساد کی ابتداء وہیں سے ہو جاتی ہے۔ جیساکہ قدماء نے بیان کیا ہے کہ تقدم زمانی ہوگا یا باعتبار شرافت عضو ہوگا۔ اس امر کی جانب جالینوس نے اشارہ کیا ہے لہٰذا جب کبھی اس جزء کے علاج میں کوئی غلطی واقع ہو جائے تو ایسی صورت پیدا ہو جائے گی جس کی تلافی مشکل ہوگی۔ اور آنکھ کے اجزاء مختلف اور متعدد ہیں جالینوس کے زمانہ میں آنکھ کے افعال کا علم اور ان چیزوں کا جو اس کی خادم بنائی گئی ہیں بہت ہی کم اشخاص کو تھا۔ یہاں تک کہ جالینوس نے اپنی کتاب منافع الاعضاء میں اس کے اسباب و علل کے بیان کو ترک کر دیا ہے۔

آنکھوں کی ساخت کا بیان

آنکھیں مختلف طبقات سے مرکب ہیں پہلا طبقہ جھلی کی طرح سر کی ہڈی (قحف) سے متصل ایک اور غشاء بیرونی جانب ہے جو مشیمہ کے مشابہ ہے۔ اور مشیمہ سے متصل ایک غشاء ہے جو شبکہ سے مشابہ ہے۔ ان طبقات کے علاوہ آنکھوں میں رطوبات بھی پائی جاتی ہیں جن میں شریف ترین رطوبت جلیدیہ ہے اور فی الحقیقت یہی رطوبت آلۂ بصارت ہے۔ رطوبت جلیدیہ دو رطوبتوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے پچھلی جانب رطوبت زجاجیہ ہے۔ جو جلیدیہ کو غذاء موافق فراہم کرتی ہے اور نچلی جانب رطوبت بیضیہ واقع ہے۔ جو رطوبت جلیدیہ کو تر رکھتی ہے، اس پر محیط اور اس کی محافظ ہے۔

رطوبت بیضیہ کو احاطہ کئے ہوئے ایک اور طبقہ ہے جو انگور کے مشابہ ہونے کی وجہ سے عنبیہ کہلاتا ہے جس کا رنگ سیاہ اودا ہوتا ہے۔ بالائی جانب محیط ایک اور طبقہ ہے جو مسطح سینگ کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہ پرت دار اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اس طبقہ قرنیہ کے بہت تھوڑے حصّہ کو بیرونی جانب طبقہ ملتحمہ احاطہ کرتا ہے جو پورے طور پر طبقہ قرنیہ کو محیط نہیں ہوتا ان رطوبات کے افعال و منافع میں یہاں کتاب کی طوالت کے پیش نظر بیان نہیں کر رہا ہوں اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ عاملین بالیدا اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ حس بصر (قوت بصارت) کا دار و مدار رطوبت جلیدیہ پر ہے جو کہ نور باصر سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نور باصر کا تعلق ان دو اعصاب مجوفہ سے ہوتا ہے جو دماغ سے آتے ہیں۔ ہر آنکھ میں دماغ سے دو عصب آتے ہیں یہ عصب دماغ سے نکل کر ایک مقام پر متحد ہو کر جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک آنکھ میں ایک عصب داخل ہو کر طبقہ شبکیہ سے متصل ہو جاتا ہے جس پر رطوبت زجاجیہ محیط ہے اس کے بعد یہ باریک باریک شاخوں میں تقسیم ہو کر عروق و اوردہ سے متصل ہو جاتا ہے۔ اور اسی سے طبقہ شبکیہ بنتا ہے۔ اور یہ طبقہ شبکیہ رطوبت جلیدیہ سے متصل ہو جاتا ہے۔ آنکھ کے عصب کو جو باریک دھاگوں سے بنا ہے اغشیہ ڈھانکے ہوئے رہتی ہیں۔ جو ان کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور ان کے لئے ایک سہارے کا کام دیتی ہیں۔ البتہ طبقۂ عنبیہ جو انگور کے مشابہ ہے اس میں ایک سوراخ ہے جس میں سے روشنی گذرتی ہے اس طبقۂ عنبیہ کے جوف میں رطوبت بیضیہ مع روح بصارت

ہے جو رطوبت جلیدیہ اور طبقۂ قرنیہ کے مابین واقع ہے تاکہ اس کو ضرر نہ پہنچے اور روح سے میری مراد وہ چیز ہے جس سے انسان کو بینائی ملتی ہے گو یا وہ نور ہے اور کبھی بعض مقامات پر روح سے ہر وہ چیز مراد ہوتی ہے جو لطیف ہو اور جب بھی لفظ روح کہا جائے تو اس سے وہ شئے مراد نہ لی جائے جو اصحاب علم الکلام لیا کرتے ہیں یہ تاکید میں اس لیے کر رہا ہوں کہ نام مشترک ہونے کی وجہ سے شبہات واقع نہ ہوں۔

بثور و قروح ملتحمہ طبقۂ ملتحمہ کے قروح زیادہ تر سرخ ہوتے ہیں جس طرح طبقۂ قرنیہ کے قروح سفیدی مائل ہوتے ہیں۔ جس طرح دیگر مقامات کے قروح میں پیپ مجتمع ہو جاتی ہے اسی طرح قرنیہ میں بھی پیپ جمع ہو جاتی ہے۔ اور کبھی یہ کیفیت آشوب چشم کی وجہ سے ہوتی ہے اور مختلف اسباب کی وجہ سے (پھنسیوں میں) شدت اور خفت پیدا ہوتی ہے، تیسری پرت کے نیچے جو پھنسیاں ہوتی ہیں وہ شدید تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ اور جو پہلی پرت کے نیچے ہوتی ہیں وہ کم تکلیف دہ ہوتی ہیں اگر یہ بثور طبقۂ قرنیہ کے ظاہری حصے میں حدقہ (پتلی) سے ہٹ کر نمودار ہوں تو ان کا علاج آسان ہے۔ لیکن جب یہ قرحہ طبقۂ عنبیہ میں مقام حدقہ پر پیدا ہو جائے تو یہ مانع بصر ہوگا۔ اگر قرحہ حدقہ تک پہنچ کر طبقۂ قرنیہ کو پھاڑ دے تو اس کی وجہ سے نتوءِ عنبی عارض ہو جاتا ہے۔ نتوء بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں بعض معمولی اور سہل العلاج ہوتے ہیں۔ دوسرے قسم کے تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں ان ہر دو حالتوں کے درمیان بھی درجات ہیں ان میں شدید قسم کا نتوء وہ ہوتا ہے جو پلکوں تک تجاوز کر جائے اور بظاہر کیل نما دکھائی دے۔ اس قسم کا علاج ممکن نہیں ہے۔ البتہ اگر خفیف قسم کا ہو تو اس کا علاج ممکن ہے۔ اس قسم کے نتوء، بثور چشم سے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے مابین فرق اس طرح کرتے ہیں کہ نتوء عین میں سفیدی ہوتی ہے جبکہ بثورات چشم میں سفیدی ظاہر نہیں ہوتی۔

اعوجاج الحدقہ مع القرحہ (قرحہ کے باعث پتلی میں کجی کا عارض ہو جانا) کبھی پتلی بحالت نتوء گول ہونے کے بجائے ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اگر نتوء خفیف ہو تو شیاف ورد انڈے کی سفیدی میں ملا کر آنکھ میں لگایا جائے، لطیف غذائیں دی جائیں، بدن کو ہلکا رکھا جائے اور سر کے علاج میں جن چیزوں سے تنقیہ کیا جاتا ہے اس میں سب سے افضل ایسے مریضوں کے لئے تنہا ایارج فیقرا ہے بشرطیکہ ان کے جسم ضعیف ہوں یا وقت مانع ہو لیکن اگر جسم قوی ہو تو ایارج فیقرا شحم حنظل اور مغز بادام شیریں کے ساتھ استعمال کرائیں۔ نیز رگ الکحل کی فصد کر کے خون ایک خاص مقدار میں نکال لیا جائے لیکن اگر جسم ضعیف اور وقت غیر معتدل ہو تو فصد قیفال کی جائے اور خون زیادہ مقدار میں نہ نکالا جائے۔

درج ذیل شیاف اس کے لئے نافع ہوتا ہے۔

زرورد، جفت بلوط (باریک کیا ہوا)، لحیۃ التیس ہر ایک ۲۸ گرام، رسوت زرد، زعفران ہر ایک ۷ گرام، انزروت بہیدانہ شیریں ہر ایک پوری ادویہ کا چوتھائی۔ ہر دوا علیٰحدہ علیٰحدہ صاف کر کے پیس چھان لیں۔ پھر اس میں اتنا عرق گلاب

ڈالا جائے کہ وہ ادویہ پورے طور پر غرق ہو جائیں ۔ اس کے بعد چوبیس گھنٹے تک چھوڑ دیا جاتے اور پھر معتدل طریقے سے آہستہ آہستہ ادویہ کو حرکات دی جائیں پھر اس عرق گلاب کو دواؤں کے اُوپر تیرتے ہوتے لطیف اجزا کے ساتھ ایک مٹی یا شیشے کے چھوٹے برتن میں ڈال دیا جائے اور جب وہ خیسانده جم کر سخت ہونے کے قریب ہو جائے تو ہاتھ سے اس کو گوندھ کر باجرہ یا زیادہ سے زیادہ مسور کے برابر حبوب بنائے جائیں اور ان کو سایہ میں خشک کر لیا جائے ۔ پھر بوقت ضرورت سفیدیٔ بیضۂ مرغ میں ایک گولی حل کر کے قطرہ قطرہ آنکھ میں ڈالا جائے ۔ اب ان ادویہ کو جن کے اوپر کا پانی اتار لیا گیا ہے اور رسوب بچ گیا ہے اس کو خشک کر کے پھر سے اچھی طرح پیس کر عرق گلاب میں گوندھ لیں اور آنکھوں کو بند کر کے رات میں ان پر ضماد لگائیں نیلوفر کے تر و تازہ پتے رکھ کر پٹی باندھ دیں ۔

اس امر کا خیال رکھیں کہ مریض کو پرہیز کرایا جائے اور لطیف غذائیں دی جائیں ان تدابیر پر اچھی طرح عمل کرنے سے مریض صحت یاب ہو جائے گا ۔

ہر نتور قابل علاج نہیں ہوتا علی الخصوص جبکہ وہ مسمار (کیل) کی شکل کا ہو تو اس کا علاج ناممکن ہے ۔

انساع وضیق حدقہ (پتلی کا پھیل جانا یا تنگ ہو جانا) یہ مرض اکثر بچپن میں عارض ہوتا ہے ، جس میں کبھی ثقبۂ عنبیہ پھیل جاتا ہے اور کبھی تنگ بھی ہو جاتا ہے ۔

دو کیفیتیں (پھیلنا یا تنگ ہونا) کبھی طبعی بھی ہوتی ہیں اگر تنگی طبعی ہو تو یہ صورت بہتر ہے کیونکہ اس میں روح باصرہ نہایت تیزی اور قوت کے ساتھ ثقبۂ عنبیہ میں نفوذ کرتی ہے ۔

انساع کا سبب صدمہ ، ضرب یا جسم سے خون کا بہت زیادہ اخراج بھی ہو سکتا ہے مثلاً نفاس کی حالت میں ۔

انساع طبعی میں مرض کی تلافی کے لئے طبیب کو شیافات اور سرمہ جات کا استعمال کرانا چاہیئے ۔ بچوں اور عورتوں میں شیافات اور جوان اور کہول (بوڑھوں) کے علاج میں خشک کرنے والے سرمہ جات استعمال کرائے جائیں تو بہتر ہے ۔

شیاف جو اس مرض کے لیے مفید ہے ۔ عصارۂ پوست انار شیریں ۲۵ ملی لٹر ، رسوت زرد ۴ ۱ گرام ، شگوفۂ بابونہ اور تخم کتاں ہر ایک ۵ر۱۰ گرام ، زعفران ۵ ۷ر۴ گرام ، بہیدانہ شیریں ۵ ر۲ گرام ، اسپغول مسلم ایک گرام ۔

جملہ ادویہ کو کوٹ پیس کر کسی باریک کپڑے سے چھان لیں پھر عصارۂ پوست انار کو ۵ ۷ ۱ ملی لٹر ، عرق گلاب کے ہمراہ دواؤں کے سفوف میں شامل کر لیں اور اس کو صاف کر لیں ۔ بعد ازاں گل مامیثا پیس اور چھان کر ۵ ۳ گرام اس میں شامل کر لیں ۔ پھر نرم آگ پر رکھ کر گاڑھا کر لیں ۔ جب قوام بستہ ہو جائے تو دانہ مسور کے برابر حبوب بنا لیں اور سایہ میں خشک کر لیں ۔ اور بوقت ضرورت ایک حب کو تازہ نتھارے ہوئے تھوڑے سے دودھ میں حل کر کے روزانہ آنکھوں میں قطور کریں ۔

اگر آنکھوں میں ورم پایا جائے تو ابتداً فصد اور اس کے بعد مسہلات سے تنقیہ کریں ۔ اگر مریض قوی و توانا ہو اور وقت بھی موافق ہو تو ورید قیفال کی فصد کے ذریعہ استفراغ کرائیں ۔

جوان، بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے لوگوں کے لیے ایک مفید سرمۂ اثمد (سنگ سرمہ) مغسول، توتیا، زرورد ہر ایک ۲۵ گرام، رسوت زرد، لاجورد محلول اور شگوفۂ انار شیریں ہر ایک ۵ء۷ اگرام۔

جملہ ادویہ علیٰحدہ علیٰحدہ سفوف کرکے باریک کپڑے سے چھان کر یکجا کرلیں۔ پھر ۵۶ گرام گل آس اور بہیدانہ، زعفران تخم خطمی ہر ایک ۱۴ گرام میتھی اور گل بنفشہ ہر ایک ۷ گرام، ان تمام ادویہ کو کوٹ کر ایک لٹر پانی میں ملاکر نرم آنچ پر رکھیں یہاں تک کہ نصف پانی رہ جائے اس کے بعد دوسرے کپڑے سے چھان کر صاف کرلیں۔ پھر اس جوشاندہ میں سفوف کی ہوئی ادویہ گوندھ لیں اور خشک کرلیں۔ یہ عمل دس بار کریں یعنی باہم ملاتے اور خشک کرتے رہیں پھر اس کو پیس کر موٹے کپڑے سے چھان کر مٹی یا شیشہ کے ظرف میں محفوظ کرلیں اور روزانہ صبح و شام بطور سرمہ آنکھوں میں لگائیں۔ یہ سرمہ دونوں ہی صورتوں میں نافع ہے خواہ مرض طبعی ہو یا بعد میں عارض ہوا ہو۔ اگر وہاں ورم بھی ہو تو پہلے فصد کے ذریعہ بدن کا تنقیہ کرلیں جس کا تذکرہ میں کرچکا ہوں۔ پھر ادویہ مسہلہ استعمال کرائی جائیں اور آنکھ پر تازہ گل سرخ کا ضماد لگائیں۔ لیکن کوئی عذر ہو تو نیم گرم معطر عرق گلاب میں نئی روئی کا پھایا بھگوکر تکمید کریں جب ورم جاتا رہے تو اس کے بعد وہ مریض جن کے لیے میں نے شیاف کا تذکرہ کیا ہے وہ شیاف استعمال کریں اور جن اشخاص کے لیے سرمہ تجویز کیا گیا ہے وہ اس کا استعمال کریں۔ یہاں تک کہ وہ صحت پا جائیں۔

یہ مرض یعنی حدقہ کا کشادہ ہو جانا بالعموم انتشار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بہرحال جوں ہی یہ مرض پیدا ہو فوری طور پر علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ورنہ اگر تاخیر کی گئی تو نزول الماء (موتیا بند) کی شکل پیدا ہو جائے گی۔

انتشار علامات نزول الماء میں سے ایک علامت انتشار ہے۔ اور مریض آنکھوں کے سامنے مکھیاں، مچھر اور پسّو اڑتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔ یہ کیفیت خلو معدہ اور امتلاء معدہ دونوں ہی صورتوں میں ہو سکتی ہے۔ اس کیفیت اور نزول الماء کے درمیان صورت یہ ہوتی ہے کہ بخارات صعود کرکے جمتے رہتے ہیں۔ اور پھر ان کا نزول شروع ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جیسا کہ حمام کی دیگ سے بخارات صعود کرکے چھت پر جم جاتے ہیں۔ پھر قطرات کی شکل میں نیچے گرنے لگتے ہیں۔ لہٰذا نزول الماء پیدا ہونے سے پہلے ہی ادویہ مسہلہ کے ذریعہ تنقیہ میں عجلت کی جائے اور صرف ایک ایارج فیقرا پر ہی انحصار نہ کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ شحم حنظل، لہسن، بسفائج اور نمک طعام کا اضافہ کیا جائے اور یہ نسخہ مصطگی سے خالی نہ رکھا جائے کیونکہ مصطگی مقوی فم معدہ ہے۔ اگر مریض میں قوت برداشت ہو اور وقت بھی سازگار ہو تو اولاً فصد کی جائے اور اس کے بعد اسہال کے ذریعہ استفراغ کرایا جائے۔ اس موقعہ پر ایک مشورہ دیتا ہوں جو اس قابل ہے کہ تمام عمر اس کو یاد رکھا جائے اور وہ یہ ہے کہ اس مرض میں ہرگز فصد نہ کریں خواہ مریض کی حالت اس امر پر آمادہ کر رہی ہو اور ہو سکتا ہے کہ مریض کو سخت جان دیکھ کر اس پر آمادہ ہو جاؤ۔ لہٰذا اگر تم نے میرا یہ مشورہ فراموش کردیا تو اس کے نتیجہ میں مریض مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہو جائے گا۔ لہٰذا اولاً تلیین طبع کی جائے اور ملینات میں سے خواہ کسی قسم کا ملین منتخب کرلیں۔ اب رہا میرا قول تلیین طبیعت تو اس سے میری مراد وہ نہیں ہے جو میں تلیین اعضاء کہہ کر مراد لیتا ہوں، کیوں کہ تلیین ایک مشترک لفظ ہے۔ اسی طرح طبیب کو اس حقیقت سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کہ ملین طبیعت مسہل نہیں ہے جیسا کہ بعض اطباء کا خیال ہے۔ یہ اطباء مسہل اور ملین بیان کرکے ایک

ہی نوع مراد لیتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیوں کہ تلئین طبیعت سے مراد یہ ہے کہ فضلۂ امعاء کو نرم کر کے یا اسکو پھسلا کے بدن سے خارج کر دے۔ مثلاً روغنِ زیتون اور ملوخیہ (بستانی خبازی) کبھی جالی، قاطع اور مفتح سدد ادویہ استعمال کرائی جاتی ہیں مثلاً مُری اور کبھی سادہ قسم کی قاطع اخلاط دوا۔ مثلاً سرکہ کا استعمال کافی ہوتا ہے۔ بسا اوقات فضلات کو پگھلا دینے والی ادویہ کا استعمال بھی کراتے ہیں۔ مثلاً خردل لیکن اس میں سے کسی کو بھی اسہال سے موسوم نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ کسی مخصوص خلط کو خارج نہیں کرتے۔

ہر دو میں یہ فرق ہے کہ ادویۂ ملینہ کسی خلط معلوم کا اخراج نہیں کرتیں۔ البتہ وہ صرف فضلہ کو اور اس کے ساتھ جو بھی خلط اس کو مل جاتی ہے بدن سے نکال دیتی ہیں لیکن یہ اخراج بطور عرض ہے۔ البتہ مسہل خلط معلوم کو بذریعہ عمل جذب بدن انسانی سے خارج کرتا ہے اور اس کے لئے مخصوص ادویہ ہیں جو مخصوص خلط کو خارج کیا کرتی ہیں۔

مریض پرہیز کو لازم رکھے۔ اور غذا کو بہتر بنایا جائے مثلاً بھُنے ہوئے چوزے خمیری روٹی کے ساتھ استعمال کرائے جائیں البتہ یہ ضروری ہے کہ غذا پیٹ بھر کر نہ کھائی جائے۔ تاکہ امتلاء پیدا نہ ہو اسی طرح اگر پیٹ میں غذا پہلے سے موجود ہو تو اس پر مزید غذا استعمال نہ کی جائے اور شام کو بھی غذا نہ لی جائے۔ آنکھوں کے لئے کبھی کبھی چوزوں کا استعمال بیحد مفید ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ شلغم کے ساتھ اس کو پکا کر لیا جائے۔ اس کے علاج میں یہ بھی ضروری ہے کہ حمار وحشی (جنگلی گدھا) کی آنکھوں کو مریض دیکھتا رہے۔ بصارت میں اضافہ کے لئے اس میں عجیب و غریب خاصیت ہے۔ میں نے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر اس امر کا تذکرہ کیا ہے اطباء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حمار وحشی کا گوشت زعفران کے ساتھ پکا کر اس کے بخارات کی بھاپ مریض کی آنکھوں کو اکثر دی جائے تو ممکن ہے کہ یہ بخارات تحلیل ہو جائیں اور مریض شفا پا جائے۔

نزول الماء

نزول الماء پیدا ہونے اور اس کے استحکام کے بعد ضروری ہے کہ جب تک اس کا قوام معتدل اور پختہ نہ ہو جائے اس کو نہ چھیڑا جائے۔ اور ماہرین امراضِ چشم معائنہ کرنے کے بعد اس کی تشخیص و تمیز کر سکتے ہیں۔ پس جب نزول الماء پختہ ہو جاتے تو کحال بذریعہ آپریشن اس کو نکال دے۔ اور اس کے ساتھ تنقیۂ بدن عمومی اور تنقیۂ راس خصوصی طور پر عمل میں لانا ضروری ہے لیکن کحال کے لئے حاذق اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اگر نزول الماء کا آپریشن اس طریقہ پر کیا جائے تو صحت حاصل ہو جائے گی۔

قدح (نزول الماء کی عمل جراحی)

نزول الماء غیر پختہ کا علاج عمل جراحی کے ذریعہ خطرناک ہوتا ہے اس سے احتیاط ضروری ہے ورنہ ایسی غلطی کرنے سے آنکھ میں دوبارہ پانی اتر آتا ہے۔ اس حالت میں ہم مادہ کو آنکھ سے خارج نہیں کرتے اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔ البتہ حکیم عمار اور ان کے علاوہ دیگر اطباء اس عمل کو ممکن خیال کرتے ہیں۔ آپریشن کے بعد مریض محنت مشقت اور شدید حرکت سے احتیاط برتے تو بسا اوقات شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

پتلی کا طبعی طور پر تنگ ہونا

جیسا کہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر ثقبۂ عنبیہ کی تنگی طبعی ہو تو یہ بہتر و نفع بخش ہے کیونکہ بصارت کی قوت اور تیزی کے لئے یہ مفید و معین ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ عرضی ہو تو اس

ے دو اسباب ہیں ایک فلیبز یبوست اور دوسرا یہ کہ تقبۂ عنبیہ اپنی رطوبت جوہری کو جذب کرلے اور مسترخی ہو جائے جیساکہ ہم جلد کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو اس میں اگر سوراخ ہوتے ہیں تو یہ خشکی کی وجہ سے تنگ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر رطوبت کو جذب کرلیں تو بھی تنگ ہو جاتے ہیں۔ یبوست خواہ آنکھ میں ہو یا عمومی طور پر تمام اعضاء میں یبس طبعی بمشکل علاج کو قبول کرتا ہے کیونکہ یہ امر بہت بعید ہے کہ ثقبۂ عنبیہ (حدقہ چشم) اپنے جوہر اور ساخت میں ترطیب کو قبول کرلے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ امر ممتنع ہو۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی شخص بوڑھا اور ادھیڑ عمر نہ ہوتا۔ لیکن قدرت نے امتناع کو ہمارے بڑھاپے کا سبب بنادیا ہے۔ بہرحال طبیب کو چاہیئے کہ وہ ترطیب کی کوشش کرے تاکہ اس ترطیب سے ماباقی رطوبت طبعی کی حفاظت ہوسکے۔

شیاف جو اس کے لئے مفید ہے

گل بنفشہ، گل گاؤ زباں ہر ایک ۳۵ گرام، گل نیلوفر ۱۲ گرام جملہ ادویہ کو آب باراں یا آب چشمۂ شیریں میں اچھی طرح بھگو کر کسی موٹے برتن میں رکھیں اور ہلکی آگ پر اتنا گرم کریں کہ پانی کے اوصاف بدل جائیں اور آگ پر اتنی دیر رکھیں کہ اس کا پانی اس قدر جل جائے کہ یہ مجموعہ گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جائے۔ اس کو ہاون دستہ میں یا اوکھلی میں رکھ کر متواتر اچھی طرح کوٹ لیں۔ اس کے بعد کسی باریک سوراخ کی چھلنی سے چھان لیں۔ اس چھنی ہوئی دوا کو لے کر باجرہ کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور خشک ہونے کے بعد بوقت حاجت ایک گولی انڈے کی سفیدی میں حل کرکے مریض کی آنکھ میں صبح و شام لگائیں۔

یہ شیاف جس طرح عورت اور بچے کو مفید ہے اسی طرح نوجوانوں اور بوڑھوں کے لئے بھی کارآمد ہے۔ مگر ترطیب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مشکل ہے۔ البتہ عضو کو تر رکھا جائے تاکہ اس کی رطوبت کی حفاظت کی جاسکے۔ جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کردی ہے کہ پلے ہوئے کبوتروں کے انڈوں کی سفیدی مفید ہے۔ اور لعاب بردی بھی اس میں مفید ہے۔ جبکہ آنکھوں میں بطور قطور اس کا استعمال کیا جائے۔

ضعف بصر

کبھی روح باصرہ کی مقدار کم ہونے سے ضعف بصر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ معمر اشخاص اور وہ جو کثرت سے جماع کے عادی ہیں اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سورج کی طرف اور تیز روشنی کو دیکھنا بھی اس کا سبب ہوسکتا ہے۔

علاج: ان سب کا مجموعی علاج یہ ہے کہ کبوتر کے انڈے شلجم کے ساتھ پکا کر مستقل کھائے جائیں یا زردی بیضۂ نیم برشت تھوڑے پسے ہوئے نمک کے ساتھ استعمال کریں۔ اور پلے ہوئے کبوتروں کے چوزے سر اور گردن کے بغیر شلجم کے ساتھ پکا کر کھائیں۔ موسم گرما اور خریف میں مرغیوں کو بغیر سر اور گردن کے شلجم کے ساتھ پکایا جائے تو مفید ہے۔ کیونکہ اطبّاء کے خیال میں مرغیوں کے سر استعمال کرنے سے عشاء (رتوندی) پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ مرض ہے کہ مریض بعد غروب آفتاب کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا۔ ان کا خیال یہ بھی ہے کہ مرغیوں کے بھیجے (دماغ) عقل انسانی میں اضافہ کرتے ہیں، اور ضروری ہے کہ

ان کے شوربہ جات استعمال کئے جائیں۔ کیونکہ یہ ایک مُفید علاج ہے۔ مغز صنوبر کو دھوکر سیب کے عرق میں بھگو کر کھانا اور چڑیوں (عصافیر) کے بھیجے سیب اور بادام کے ساتھ پکاکر استعمال کرنا اس کے لئے نہایت مُفید ہے۔ اور خوشبودار سیب کی خوشبو اکثر سونگھتے رہنا مفید علاج ہے۔

عصب مجوفہ کی تنگی

کبھی عصب مجوفہ کے مجری (نالی) میں جو آنکھ سے متصل ہوتا ہے کسی خلط غلیظ کے سدّہ کی وجہ سے یا خارجی طور پر کسی قریبی عضو کے دباؤ اور مزاحمت کے سبب سے تنگی لاحق ہو جاتی ہے۔ تنگی خفیف ہونے کی صورت میں ضعف بصارت پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ مجری پورے طور پر مسدود ہو جائے تو بینائی مکمل ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کی تشخیص اس طرح کی جاسکتی ہے کہ دونوں آنکھوں میں سے ایک کو بند کیا جائے تو دوسری آنکھ کا ثقبۂ عنبیہ مانع بصارت نہ ہوگا۔ بسااوقات دونوں آنکھوں کے اعصاب کے ملنے (تقاطع) کے مقام پر سدّہ کے عارض ہونے سے بصارت قطعاً زائل ہوجاتی ہے۔ اس مسئلے پر بعض طبیبوں نے بحث کی ہے اور اظہار تعجب کیا ہے کہ بیک وقت آنکھوں کے دونوں اعصاب میں سدّہ کیسے واقع ہوسکتا ہے۔ لیکن جس طرح انھوں نے خیال ظاہر کیا ہے صورت حال ایسی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو عصب علیحدہ علیحدہ آنکھوں کی جانب آکر ایک مقام پر باہم مل جاتے ہیں اور ہر ایک آنکھ میں پہنچ کر ان کا جزء بن جاتے ہیں۔ اگر اس مقام اجتماع (تقاطع صلیبی) میں سدّہ لاحق ہو جائے تو نتیجتاً دونوں آنکھیں بصارت سے محروم ہو جاتی ہیں یہ صورت لاعلاج ہے عصب مجوفہ کے مسدود ہو جانے سے عدم بصارت کے لاحق ہونے کے علاج سے جالینوس بھی مایوس ہوگیا تھا۔ ایسی صورت میں ایک ہی راستہ ہے کہ صحت کی توقع ہی ختم کردی جائے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر مریض کی فصد قیفال کی جائے اور اس کے بعد اسہال لائے جائیں نیز روغن گل، روغنِ سوسن اور روغنِ شبت ان تینوں کو نیم گرم ایک روئی کے پھائے میں لے کر سر پر لیپ کیا جائے تو اس کا اثر ہوگا اور اگر ان تینوں روغنیات کو ایک تنگ نلکی میں بھر کر سر کے مقدم حصّے پر ڈالا جائے تو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ ابتداء مرض میں اگر روغن ورد مکرر کا استعمال سالہاسال کیا جائے تو نافع ہے۔ اسی طرح مریض کی غذا لطیف اور ملین ہو۔ بہر حال کوشش جاری رکھنے سے ہوسکتا ہے کہ ان چیزوں سے فائدہ حاصل ہو جائے۔ جالینوس کی رائے یہ ہے کہ کبھی سدّہ کمزور ہوتا ہے یا اس کا سبب ورم ہوتا ہے تو جب ورم تحلیل ہو جاتا ہے تو نفع ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ صورت اس وقت ہے جبکہ مرض قائم نہ ہو جائے اور قوت بصر باقی رہے خواہ کسی قدر باقی ہو۔ لیکن پورے طور پر بصارت معدوم ہونے کے بعد اس کا لوٹنا مشکل ہے۔ بہر حال علاج کا دارومدار اس امر پر ہے کہ غذاؤں کے ذریعہ بصارت کا تحفّظ کیا جائے بلکہ بدن انسانی میں جو آفات رونما ہوں ان کے لئے بھی یہی طریقہ کار یعنی تحفّظ بالاغذیہ اختیار کیا جائے، جب یہ تحفّظ عمومی ورم کے آفات میں ضروری ہے تو اس کا التزام آنکھوں کے آفات و امراض میں سب سے زیادہ ضروری ہے۔

چرپری (حریف) چیزیں امتلاء راس پیدا کرتی ہیں مثلاً لہسن اور پیاز نیز ان کی ہم جنس اشیاء۔ صرف یہی نہیں کہ صرف لہسن اور پیاز آنکھوں کے لیے مضر ہیں بلکہ ہر دو بصارت کو معدوم کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔

امراض رطوبات چشم

رطوبات چشم کے قوام یا ان کی کمیت میں اور کبھی دونوں میں ایک ہی ساتھ خلل لاحق ہو جانے کی وجہ سے بصارت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ کبھی یہ رطوبات اپنی حالت طبعی کے اعتبار سے رقیق ہو جاتی ہیں اور کبھی غلیظ یا اس کی مقدار عارضی رطوبت کی وجہ سے کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور ایسی صورت میں بصارت میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اب رہا میرا قول غلظت اور رقت کی کمی اور زیادتی تو ان الفاظ سے میری منشاء اور مراد یہ ہے کہ رطوبات ان حالتوں میں حال طبعی سے پورے طور سے تجاوز نہ کریں یا بصورت حدوث یہ حالت کم سے کم ہو۔ لیکن جب حالات حالت طبعی سے تجاوز کر جائیں اور مرض قائم ہو جائے تو اس کا علاج مشکل ہے۔ اور ایسی صورت میں جو مرض پیدا ہوگا وہ شدید نوعیت کا ہوگا بس ان باتوں کے درمیان کہ کسی ایک شئے میں غلظت ہونی شروع ہو چکی ہے اور یہ کہ غلیظ ہو چکی ہے، فرق ظاہر اور بین ہے۔ اور طبیب فی نفسہ محتاج ہے کہ لاحق ہونے والے عوارض سے اس کی تشخیص کر دے۔ لیکن طبیب اپنی کوشش جاری رکھے کہ یہ رطوبات طبعی حالت پر عود کر آئیں اور جو کیفیت عارض ہو گئی ہے اس کا استیصال یا اختتام ہو جائے۔ اس کلام کے مخاطب صرف وہ حضرات ہیں جو اس کتاب کو باقاعدہ طور پر مطالعہ کرنا چاہتے ہوں یا وہ لوگ جو علاج معالجہ کرتے ہوں یا وہ اشخاص جنھوں نے منطق اور طبیعت انسانی اور ہمارے پاس کے تمام موجودات پر نظر ڈالی ہو ایسے اشخاص کو اس کتاب سے مدد مل سکتی ہے اور ان کے لئے یہ کتاب بطور نصیحت و ہدایت کے ہے۔ اور میں نے اس کتاب کے طویل ہو جانے کے خوف سے اختصار سے کام لیا ہے۔ اب رہا عملی طریقہ تو میں اس سے ناواقف ہوں، میں نے کبھی آپریشن نہیں کیا اور نہ ہی آپریشن کے لحاظ سے کبھی آنکھ کا تشریحی معائنہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی طبیعت کا رحجان اس طرف محسوس کیا یہی وجہ ہے کہ جب کسی زخم و جراحت کو میں دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل بیٹھنے لگتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں بیہوش ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب کبھی میں نے پیپ وغیرہ کو دیکھا ہے تو معاً مجھے متلی محسوس ہوئی اور بسا اوقات قئے بھی ہو گئی۔

اورام طبقۂ ملتحمہ

کبھی آنکھوں کے طبقۂ ملتحمہ میں اورام پیدا ہو جاتے ہیں ان میں کثیر الوقوع رمد (آشوب چشم) اور انتفاخ (ملتحمہ کا پھول جانا) ہیں رمد وہ ورم ہے جو ملتحمہ میں پیدا ہوتا ہے جس طرح تمام جسم میں اورام لاحق ہوتے ہیں۔ لہٰذا ابتداء مرض میں اگر فصد کی جائے تو ورم رفع ہو جاتا ہے نیز اس میں اسہال بھی مفید ہے۔ لطیف غذائیں استعمال کرائی جائیں۔ رسوت زرد کا خیساندہ آنکھوں میں بطور قطور ڈالیں اور عرق گلاب میں نکالے ہوئے لعاب بہیدانہ شیریں میں ہموزن سفیدی بیضۂ مرغ ملا کر بطور قطور آنکھوں میں ڈالیں۔

بغیر ورم کے طبقۂ ملتحمہ کا پھول جانا

کبھی طبقۂ ملتحمہ بغیر ورم کے پھول جاتا ہے زیادہ تر بوڑھے اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں شہد کی مکھی یا بھڑ کے کانٹے کی وجہ سے بھی ملتحمہ میں نفخ عارض ہو جاتا ہے۔

بوڑھے اشخاص میں اس کا سبب ضعف حرارت ہے لہٰذا جب کبھی بڑھاپے میں کوئی ایسی چیز عارض ہو جو تحلل کو روک دے چاہے وہ ٹھنڈا پانی ہو یا اس کے علاوہ کوئی ٹھنڈی شئے تو ملتحمہ میں نفخ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ گل بابونہ اور تخم کتاں ہر ایک ۳ر۵ گرام، ۲۵ ملی لٹر پانی میں رات کو بھگو دیں اور صبح ہلکی آنچ پر رکھ کر پکائیں۔ یہاں تک کہ اس کا چوتھائی حصہ جل جائے پھر اسے صاف کر لیا جائے اور ۷ گرام سفیدی بیضۂ مرغ کا اضافہ کرکے آنکھوں میں بطور قطور ڈالیں۔ اور گل بابونہ اور عرق گلاب کے خیساندے سے آنکھوں کی تکمید کریں۔

طرفہ (آنکھوں میں خون کا نقطہ بن کر جم جانا)

کبھی آنکھوں کے طبقۂ ملتحمہ میں طرفہ عارض ہو جاتا ہے اور اس کا سبب آنکھ میں کسی کپڑے وغیرہ سے چوٹ یا صدمہ پہنچنا ہے۔ اگر مریض کی قوت برداشت اجازت دے تو فصد قیفال کرکے علاج کریں۔ نیز مریض کی آنکھوں کے مقابل کبوتر یا کبوتر کے چوزے اس طریقہ سے ذبح کریں کہ خون کے قطرات براہ راست مریض کی آنکھ میں پڑ جائیں۔ اس تدبیر سے صحت ہو جائے گی۔

طبقۂ ملتحمہ پر بشرہ کا پیدا ہونا

کبھی طبقۂ ملتحمہ میں بشرہ اس طرح پیدا ہو جاتی ہیں جس طرح کہ اکلیل (آنکھ کی سفیدی و سیاہی کی حد مشترک) کے مقام پر پیدا ہوتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ ابتداء مرض میں فصد قیفال اور ایارج فیقرا سے تنقیۂ بدن کیا جائے اس کے بعد بہیدانہ شیریں کو عرق گلاب میں بھگو کر خیساندہ تیار کرلیں اور پھر چار پانچ یوم کے بعد اس خیساندے میں بقدر ضرورت زعفران اور رسوت کا اضافہ کرکے آنکھوں میں بطور قطور ڈالیں لیکن اس کی مقدار حسب ضرورت کم و بیش کی جاسکتی ہے البتہ ان دونوں کی کم سے کم مقدار ۳ر۵ گرام اور زیادہ سے زیادہ مقدار ۲ر۵ گرام ہونی چاہئے۔ اگر مرض میں اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس میں تھوڑی مرمکی ملا دی جائے۔ اور اندمال زخم کے بعد ایسی ادویہ استعمال کی جائیں جو بغیر لذع کے جلاء پیدا کریں۔ سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ باریک موتیوں کو اچھی طرح پیسنے کے بعد باریک کپڑے سے چھان لیا جائے اور بطور سرمہ استعمال کیا جائے تقویت بصر کے لئے یہ ایک مخصوص دوا ہے اگر مرض زیادہ بڑھ جائے تو درج ذیل سرمہ استعمال کریں۔

مروارید محلول ۳ ۵ گرام، سمندر جھاگ، تانبہ سوختہ ہر ایک ۷ر۵ اگرام زرورد اور انار دانہ شیریں (عمدہ قسم کا) ہر ایک ۷ گرام جملہ ادویہ کو علیٰحدہ علیٰحدہ باریک پیس کر چھان لیں پھر سرکہ انگوری میں ملا کر گوندھیں لیکن اس میں تیل نہ ملائیں اس کے بعد خشک کرکے دوبارہ باریک پیس کر عصارۂ رازیانج میں گوندھ لیں پھر خشک کرکے پیس کر عرق گلاب معطر میں ملا کر گوندھ لیں۔ اس طرح پانچ مرتبہ عرق گلاب میں بھگوئیں اور خشک کریں اور پیسیں آخری بار کسی موٹے کپڑے سے چھان لیں۔ اس سرمہ کو شیشہ یا مٹی کے چھوٹے برتن میں محفوظ کرلیں اور روزانہ آنکھ میں بطور سرمہ لگائیں۔

سبل (جالا)

کبھی آنکھوں کے طبقۂ ملتحمہ پر عروق کی باریک سرخ رنگ کی جالدار ایک ساخت پیدا ہو جاتی ہے جس کو سبل (جالا) کہتے ہیں۔ عروق کا لفظ اس سلسلہ میں ورید کبدی اور شرائین کبدی کے عام معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ ایسی چیز ہے جو عروق کبدی کے مشابہ تو ہوتی ہے مگر اس نوعیت کی نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ عروق آنکھوں کی سفیدی پر پھیل جاتی ہیں اور کبھی تو اکلیل پر بھی چھا جاتی ہیں۔ اس کا تدارک استفراغ بدن اور ان جالی سرموں سے کیا جائے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ نیز لطیف غذاؤں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ لیکن اگر تدبیر میں غلطی ہو جائے اور یہ جالا غلیظ و سخت

ہو جا۔ یہاں تک کہ بصارت میں دشواری ہونے لگے تو ایسی حالت میں سرجن سے رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے سرجن کو بالعموم لاقط السبل (جالا نکالنے والا) کہا جاتا ہے۔

طبقۂ ملتحمہ میں بغیر ورم کے امتلاء کا پیدا ہو جانا

طبقۂ ملتحمہ میں ورم یا اس کے مشابہ دوسری کیفیت مثلاً تمدد عروق، یا سرخی سفیدیٔ چشم، غلظ الاجفان (پپوٹوں کا موٹا ہونا) سیلان الدمع (آنسو بہنا) جیسے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں یا مریض کی آنکھیں چکا چوند ہونے لگتی ہیں۔ فصد اس مرض میں بہت مفید ہوتی ہے۔ نیز قطورات کا ڈالنا یا صرف عرق گلاب سے تکمید کرنا اور بعد میں عرق گلاب میں قدرے رسوت زرد حل کر کے آنکھوں میں بتواتر تکمید کرنا یا شیاف مامیثا سفیدیٔ بیضۂ مرغ میں حل کر کے آنکھوں میں قطور کرنا مفید ہے۔

روح باصرہ کی لطافت و غلظت کا بیان

بیماریاں اعضاء انسانی کے تمام اعضاء کے علاوہ ان چیزوں میں بھی عارض ہوتی ہیں جن کو اعضاء اٹھائے ہوتے ہیں۔ مثلاً روح باصرہ۔ چنانچہ جب یہ رقیق و لطیف ہوتی ہے تو مریض قریب کی اشیاء کو دیکھتا ہے اور اسی طرح جب روح باصرہ غلیظ ہوتی ہے تو دور کی اشیاء کو دیکھتا ہے لیکن اپنے قریب کی اشیاء کو نہیں دیکھ پاتا۔ لہٰذا ان ہر دو صورتوں میں ہر ایک کا مخصوص علاج یہی ہے کہ حالت طبعی کی جانب عود کیا جائے اور یہی صورت حال بدن انسانی کے تمام اعضاء اور ان کے محمولات (قویٰ و ارواح) کی ہے۔

آنکھ و دیگر اعضاء میں کسی خارجی شئے کے گرنے کا بیان

آنکھ میں کوئی خارجی شئے مثلاً باریک تنکا اور بہت ہی چھوٹی کنکری وغیرہ پڑ جانے کی صورت میں اگر فوری توجہ کے ساتھ اس کو نکال دیا جائے تو اس وقت یہ عارضہ خفیف ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ کنکری آنکھ میں داخل ہو کر ایک مقام پر قائم ہو جائے تو ایسی حالت میں آنکھ اس کنکری کو جو ابھی تک آنکھ میں ضم نہیں ہوئی ہے اور اس کی غشاء میں متصل ہو کر چپک نہیں گئی ہے گردش دیتی رہتی ہے۔ جسم کے دیگر اعضاء میں مثلاً کان میں خارجی شئے داخل ہو جایا کرتی ہے وہ تخم کی قسم سے ہوتی ہے یا پتھر کی قسم سے مثلاً گندم اور جو جیسی اشیاء۔ ایسی صورت میں عضو کی رطوبت مائیہ کو جس سے اس کا تغذیہ ہوتا ہے جذب کرنا شروع کر دیتی ہے اور عضو کی حرارت کی وجہ سے عمل تعفین شروع ہو جاتا ہے اس کے بعد اس تخم کا حجم تغذیہ کی وجہ سے پھول جاتا ہے۔ مزاج میں سخونت پیدا ہو جاتی ہے جو اس مقام کی حرارت عفونیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کی ابتدائی محرک حرارت بدن ہے۔ پس تبعیتاً عوارض خبیثہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ عضو کے شریف ہونے قوت حاسہ اوّل (یعنی روح نفسانی) کے قریب ہونے سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد درد شدت اختیار کر لیتا ہے۔ مزاج میں سخونت پیدا ہو جاتی ہے۔ قشعریرہ عارض ہو جاتا ہے اور حمی غیر لازم واقع ہو جاتا ہے۔ اور یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ اس کے اخراج میں غفلت برتی جائے۔

کبھی کان میں پانی داخل ہو کر بھر جاتا ہے۔ اگرچہ پانی لطیف الجوہر ہے پھر بھی خراب اعراض پیدا ہوتے لگتے ہیں خصوصاً جبکہ جاڑوں کا زمانہ ہو اور پانی کسی غلیظ الجوہر مکدر چشمہ وغیرہ کا ہو تو مجاورت کی وجہ سے دماغ کا مزاج بھی غیر معتدل

ہوجائے

کان میں پانی پڑجانے اور زکام کے عوارضات کا بیان

کان میں بسا اوقات پانی داخل ہوجانے اور زکام کے باعث درد ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حالت طبعی کو واپس لانے اور غیر طبعی حالت کے ازالہ کی کوشش کی جائے خواہ یہ غیر طبعی حالت مزاج میں پیدا ہوئی ہو یا عضو میں، اور حالت طبعی سے اس کا تغیر کسی بھی جہت میں ہوسکتا ہے۔ مثلاً مزاج میں ہو یا مقدار میں یا وضع میں یا کسی اور شئے میں۔

آنکھ میں کسی چیز کا پڑجانا

آنکھ میں اگر کوئی چیز پڑگئی ہو تو ایسی صورت میں اولاً سلائی کے سرے سے یا باریک کپڑے کی بتی بناکر اس چیز کو آنکھ سے نکال دینا آسان ہوتا ہے۔ البتہ اگر اس سے آنکھ میں تکلیف بھی ہوجائے تو اس کی تسکین کے لئے سفیدی بیضۂ مرغ بطور قطور آنکھ میں ڈالی جائے لیکن اگر یہ شئے ٹھہر جائے تو وہ ادویہ جن کا تذکرہ میں نے سبل اور ظفرہ کے لئے کیا ہے استعمال کرائی جائیں۔ یا پھر کسی ماہر چشم سرجن سے رجوع کریں جو سبل اور ظفرہ کی طرح اسے بھی اپنی مہارت کے ذریعہ دور کرسکتا ہے۔

کان میں کسی چیز کا پڑجانا

کان میں اگر کوئی خارجی شئے داخل ہوجائے تو شروع میں نیم گرم روغن کنجد کان میں ڈالیں۔ پھر اس تیل کو کان سے باہر نکال دیا جائے اور چھینک لانے والی تدابیر اختیار کریں۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے کان میں داخل شدہ شئے باہر آجائے گی۔ اگر مدت زیادہ گذر گئی اور کان کے اندر داخل ہونے والی شئے کوئی بیج وغیرہ ہو اور وہ پھول کر اپنی ہیئت تبدیل کرچکی ہو تو چھینک لانے سے بچنا چاہئے خصوصاً جبکہ کان میں تمدد اور تورم ہو۔ اور چونکہ کان ایک ذکی الحس عضو ہے اس لئے شدت درد کا پایا جانا لازمی ہے۔ ایسی صورت میں چھینک لانا خطرناک ہوتا ہے اس لئے پہلے مریض کو راحت و آرام پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ جس کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ فصد قیفال کھولی جائے اور اسہال لائے جائیں۔ نیز روغن گل کان میں بطور قطور ڈالا جائے۔ جس میں ایک تہائی حصہ روغن شبت ملالیا جائے اور ورم میں سکون پیدا ہوجانے کے بعد چھینک لانے کی تدبیر کی جائے۔ اسی طرح مختلف قسم کے تخم ناک میں بھی داخل ہوجاتے ہیں اس کا علاج اسی طرح کریں۔

دراصل کان کے اعراض بہت شدید ہوتے ہیں گاہے کان میں کیڑے داخل ہوجاتے ہیں۔ اور اس سے بڑی تکلیف اور بے بسی ہوجاتی ہے۔ اگر وہ بہت چھوٹے ہوں جیسے مچھر تو کان میں نیم گرم تیل بھردیں۔ اور پھر تیل نکال دیں۔ اس تدبیر سے مچھر نہایت آسانی سے مردہ شکل میں باہر آجائے گا۔ اور اگر یہ کیڑا بڑا ہو اور اس کو کان میں ہی ختم کردیں تو وہ کان میں باقی رہ کر فساد کا موجب ہوگا۔ اور نقصان دہ ثابت ہوگا۔ خصوصاً اس وقت جبکہ مریض کے مزاج میں بھی تبدیلی واقع ہوچکی ہو۔ ایسی صورت میں کان میں نیم گرم پانی ڈالا جائے یا برگ آڑو کا عصارہ پانی میں ملاکر کان میں بھردیں۔ اس ترکیب سے یہ کیڑا خود بخود کان سے خارج ہوجائے گا۔ اور اس طرح کیڑے کے کان سے نکل جانے کے بعد پانی کو کان سے خارج کردیا جائے۔ اس کے بعد روغن شبت بطور قطور ڈالا جائے اور اس کو بھی باہر نکال دیا جائے۔ تاکہ باقی پانی بھی کان سے خارج ہوجائے اور اگر خشک گیہوں کی ایک

چھوٹی بالی کو کان میں رکھ دیا جائے تو کان کے آخری حصہ تک سے بھی پانی جذب ہو جاتا ہے۔ بس اس طرح بقیہ پانی بھی خارج ہو جائے گا۔ اس تدبیر کو یاد رکھئے اور ناک سے پانی جذب کرنے کے لئے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔

ناک میں کسی چیز کا پڑ جانا ناک میں کیڑے بہت کم داخل ہوتے ہیں۔ اگر ایسا پانی پیا جائے جس میں جونک موجود ہو تو یہ مُنہ میں پہنچ کر نتھنوں کی جانب چڑھ جاتی ہے۔ اور وہاں ٹھہر جاتی ہے۔ چھینک لاتے والی دوا اس کو متحرک کر کے خارج کر دیتی ہے۔ اگر یہ دکھائی دیتی ہو تو اس کو چمٹی سے پکڑ کر نکال سکتے ہیں۔ نیز جونک کو مارنے والی بھی بہت سی ادویہ ہیں۔ مثلاً سُرخ چاول کی بھوسی یا عصارۂ فراسیون یا عصارۂ قنطوریون ان میں سے کسی ایک دوا کو سرکہ انگوری میں ملا کر ناک کے نتھنوں سے صعود کرائیں۔ عکوب (خرشف) کی دھونی سے بھی جونک مر جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی دوائیں جونک کو مارنے کے لئے مستعمل ہیں جن کا ذکر گردن اور اس میں لاحق ہونے والے عوارضات کے بیان میں کیا جائے گا۔ اس مقام پر جتنا کچھ بیان کیا گیا ہے وہی کافی ہے۔ اگر نتھنوں کے اندر جونک موجود ہو تو ناک میں فراسیون کی دھونی اس کو مارنے کے لئے مُفید ہوتی ہے۔

امراضِ دماغ

اب ہم دماغ میں واقع ہونے والے عوارضات کا تذکرہ شروع کرتے ہیں۔

دماغ کے جزرِ مقدم کا سوءِ مزاج دماغ کے جزرِ مقدم میں حرارت، برودت، رطوبت، یبوست یا ان چاروں کے باہمی اختلاط و امتزاج سے (جن کا امتزاج ممکن ہے) سوءِ مزاج عارض ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہذیان، فسادِ التخیل وغیرہ جس کے باعث مریض وہم میں مبتلا ہو کر کسی چیز کو اس کی حقیقت کے خلاف سمجھنے لگتا ہے۔ چنانچہ ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ ایسا شخص اپنے محبوب ترین اور بہی خواہ دوستوں کے بارے میں جو اس کے سامنے موجود ہوں یہ خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ اس کے قتل کے درپے ہیں۔ اور یہ قوت تخیلہ میں فساد واقع ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا شخص میں یہ مرض پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا سر دھوپ کی گرمی سے متاثر ہوا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حرارت کی وجہ سے یبوست بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ مذکورہ مریض حمی یوم میں بھی مبتلا ہوا تھا۔ چنانچہ جب اس مریض کے مقدم دماغ پر عرقِ گلاب اور سرکہ و کدو کے چھلکوں کا عصارہ تھوڑا روغنِ زیتون ٹھنڈا کیا ہوا راس پر ڈالا گیا تو یہ عوارضات رفع ہو گئے لیکن جن کے مقدم راس میں سوءِ مزاج بارد عارض ہو جاتا ہے ان میں اکثر کی قوت متخیلہ ضعیف اور ناقص ہو جاتی ہے۔ وہ ایسی چیزوں کا تخیل نہیں کر سکتے جن میں دقّتِ نظر کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ سوئے رہتے ہیں مگر آنکھیں بند نہیں ہوتیں۔

دماغ کے جزرِ مقدم کا سوءِ مزاج رطب اگر دماغ کے جزرِ مقدم میں بہت زیادہ رطوبت عارض ہو جائے جس کا وقوع شاذ و نادر ہی ہوتا ہے تو اس حالت میں مریض کی آنکھیں بوجھل

معلوم ہوتی ہیں اور وہ بیندیں مستغرق ہوتا ہے۔ نیز برودت مزاج کے باعث نزلہ وزکام بھی بسااوقات ہو جاتا ہے۔ لہٰذا روغن بان، روغنِ ناردین اس کا بہترین علاج ہے۔ یہ اعتدال کے ساتھ تسخین پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے کہ جملہ اعضاء بالخصوص اعضائے شریفہ کے علاج کے لئے ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن میں قبض اور لطافت پیدا کرنے کی صلاحیت ہو مذکورہ بیماریاں تسخین کی مقتضی ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ مستعملہ ادویہ لطیف قبضیت سے خالی نہ ہوں تاکہ دماغ کی طبعی قوت محفوظ رہ سکے۔ خوشبودار اشیاء اپنی خصوصیت کے اعتبار سے دماغ کے لئے مقوی ہوتی ہیں اور اعضاء کو ایسی چیزوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جو ان کی قوت کی حفاظت کی ضامن ہوں۔ اگر برودت اور رطوبت باہم پائی جائے تو صرف روغنِ بان اور روغنِ ناردین کا تجفیف کی غرض سے استعمال کرانا کافی ہے۔

دماغ کے جزء اوسط کے امراض کا بیان

وسط دماغ ہی فی الحقیقت دماغ ہے اس میں سوءِ مزاج کی وہ تمام ہی قسمیں واقع ہوتی ہیں جن کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔ دماغ کے اس حصہ میں لاحق ہونے والے اعراض بھی شدید تر ہوتے ہیں لہٰذا جب بھی کوئی معمولی سادہ کیفیت اس میں لاحق ہوتی ہے تو اضطراب فکر اور اختلال دماغی عارض ہو جاتے ہیں۔ اور استقرارِ فکر نہیں ہوتا۔ اور ذہن صحیح نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا بلکہ اکثر الجھن ہونے لگتی ہے۔ اس موقعہ پر ایک اہم بات یہ ہے کہ دماغ کا جزء اوسط اس قوت کی دواؤں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا جو جزء مقدم کے لئے استعمال ہوتی ہیں چہ جائیکہ وہ دوائیں جو جزء موخر کے لئے مستعمل ہیں۔ کیونکہ وسط دماغ کے اوپر کی ہڈیاں زیادہ سخت نہیں ہوتیں نیز ان کی درزوں کا جوڑ بہت معمولی ہوتا ہے۔ لہٰذا عظم القحف کے اندرونی جانب ادویہ جذب کرنے کی قوت نہایت تیز ہوتی ہے ان کا مزاج اور جوہر رطب ولین ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بہت جلد اثر قبول کر لیتا ہے۔ دراصل اوسط دماغ مقدم وموخر دماغ کے مابین ایک منبع ہے جس کی نوعیت دونوں کے لئے ایک جڑ کی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مقدم دماغ کے سلسلہ میں جو ادویہ ہم نے بیان کی ہیں وسط دماغ کے اعراض میں نسبتاً اس سے کم قوت کی ادویہ استعمال کرائی جائیں خصوصاً بارد القوی ادویہ۔

دماغ کے بطن اوسط کا سوءِ مزاج بارد

اگر دماغ کے بطن اوسط میں سوءِ مزاج بارد ہو تو مریض کی قوت غور وفکر میں بطور (سستی) عارض ہوتا ہے۔ نیز فکر کا تسلسل قائم نہیں رہتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مسخن دوائیں دی جائیں کیونکہ دماغ قوت باردہ کے مقابل میں ضرورت پڑنے پر قوت مسخنہ کو برداشت کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر مریض کے دماغ میں رطوبت کا غلبہ ہو گیا ہو جو کم ہی ہوتا ہے تو روغن اقحوان کا استعمال کریں۔ لیکن اس کے ساتھ سوءِ مزاج بارد بھی ہو تو روغن پوست ترنج لگائیں یا پوست ترنج تازہ یا بسباسہ کو آب شیریں میں پیس کر دماغ پر ضماد لگائیں۔ اگر دماغ کے اس جزء پر یبوست کا غلبہ ہو جائے تو ایسی صورت میں دماغ میں خلل واقع ہوگا۔ لیکن یہ خلل بظاہر محسوس نہ ہوگا۔ البتہ مریض سے ایسے افعال صادر ہوں گے جو عقلمند اور ذی ہوش انسان کے شایان شان نہیں ہوتے بہرحال اعضا میں یبوست پیدا ہونے کا علاج دشوار ضرور ہے کیونکہ جب تم شدید مرطب القوی ادویہ سے اس کا علاج کرو گے بغیر اس کا لحاظ کئے ہوئے کہ اس میں ایسی ادویہ بھی شامل کر لی جائیں جن میں معمولی قبضیت اور عطریت

بھی ہو تو اس سے مریض کو استرخار عارض ہو جائے گا۔ لہٰذا علاج و معالجہ کے وقت اس کلیہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ نیز یہ امر بھی تحقیق شدہ ہے کہ دماغ کے تینوں حصّوں خصوصاً وسط دماغ میں شدید بارد ادویہ و اشیاء کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

دماغ کے جزء موخر کا بیان

دماغ کا جزء موخر جملہ قوی ادویہ کو سب سے زیادہ برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ جزء موخر کی ہڈیاں سخت ہوتی ہیں اور اس کے مسامات تقریباً مسدود ہوتے ہیں۔ اس کا جرم سخت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں قوی ادویہ کا نفوذ بھی بمشکل سے ہوتا ہے۔ موخر دماغ میں ہر دو حصّہ دماغ کے مقابلہ میں جوہری اعتبار سے صلابت زیادہ ہوتی ہے۔ اور اپنے دونوں حصّوں کے مقابلے میں قوت برداشت بھی زیادہ رکھتا ہے۔ لہٰذا دماغ کے دونوں حصّوں کے علاج کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس جزء موخر کے علاج میں بھی اس پر اعتماد کیا جائے جب کہ یہ معلوم ہو چکا کہ موخر دماغ قوی ادویہ کو بہت زیادہ برداشت کر لیتا ہے، اور اس کے جزء موخر کی یہ خصوصیت ہے کہ جب اس پر برودت کا غلبہ ہوتا ہے تو قوت حافظہ ماؤف ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں زیادتی ہو جائے تو قوت حافظہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہم ایسے شخص کی قوت حافظہ کو واپس لانے کے لئے مسخن ضمادات اور مناسب غذاؤں نیز خوشبو کا استعمال کرا سکتے ہیں کتاب کے ابتدائی حصّہ میں مفردات کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے کہ خرگوش کا دماغ تقویت دماغ کی غرض سے مریض کو کھلانا مفید ہوتا ہے۔ اور جند بیدستر کا استعمال قوت حافظہ کے لئے مخصوص ہے۔ چاہے اس کا تیل استعمال کریں یا اس کو کھلایا جائے یا سنگھایا جائے۔ اور دماغ کا یہ حصّہ قوت حافظہ کے لئے مختص ہے۔ جیسے کہ درمیانی حصّہ میں قوت فکر اور مقدم حصّہ میں قوت تخیل پائی جاتی ہے۔

ان اعراض و امراض کا بیان جو مزاج دماغ میں خلل کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں

مزاج دماغ میں خلل کے باعث لاحق ہونے والے عوارضات مادی بھی ہوتے ہیں اور غیر مادی بھی۔ یہ دونوں ہی قسمیں افعال سیاسیہ اور مدبرہ میں خلل انداز ہوتی ہیں۔ مزاج دماغ میں ذاتی طور پر یا دوسرے اعضاء کی مشارکت سے خلل ہونے کی وجہ سے مرگی کا مرض لاحق ہوتا ہے۔ مرگی در اصل تشنج ہے، اور تشنج عضلات کا اپنے اصل کی جانب کھنچنا ہے۔ تشنج کا فعل اگر بالارادہ ہو تو اعضاء سے نقل و حرکت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ اور اگر بغیر ارادہ ہو تو اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں مثلاً یبوست جس کے نتیجے میں دماغ میں وہی کیفیت عارض ہوتی ہے جو نسوں اور خون میں ہوتی جبکہ یبوست کی وجہ سے وہ سکڑ جاتے ہیں۔ یا مثلاً رطوبت اس کا سبب ہو تو اس صورت میں امتلاء پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ صورت غیر طبعی خلط کی وجہ سے عارض ہوتی ہے۔ اس کا سبب غلیظ بخارات ہوتے ہیں جو کہ جوہر مائی سے تحلیل ہو کر عروق میں سما نہیں پاتے۔ جیسا کہ تم مشکوں اور مٹکوں میں دیکھتے ہو کہ جب ان میں بھری ہوئی شراب میں جوش و غلیان پیدا ہو جائے تو ایسی حالت میں وہ ان ظروف میں سما نہیں سکتی جیسا کہ اس سے قبل سمائی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ اس کے جوہر کے حجم میں اضافہ اور تخلخل ہوتا ہے۔ جبکہ غلیان سے قبل یہ صورت حال نہ تھی۔ جس وقت یہ بخارات رطوبت کی شکل میں تھے۔ بہر حال ان

تمام صورتوں میں تمدد لاحق ہوتا ہے۔ اور تمدد کسی بھی صورت میں ہو خاص طور سے جب ان عصبی اجسام میں عارض ہوتا ہے۔ جو دماغ سے آتے ہیں تو تشنج ان عضلات میں لاحق ہوتا ہے جن کی یہ عصبی پرورش کرتے ہیں۔ اگر یہ خلل اصل اور مبدار میں عارض ہو جائے تو سارے بدن میں تشنج واقع ہو جاتا ہے۔ الغرض تشنج ان ہی اسباب سے عارض ہوتا ہے جو ہم نے ذکر کئے ہیں۔

یبوست کے اسباب بالعموم مسلسل روزے رکھنا، مسلسل تھکاوٹ، بیداری اور کثرت جماع اور خشکی پیدا کرنے والے استفراغات ہوتے ہیں۔ اور خشکی اکثر حرارت کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں مرض شدید اور عوارض بھی خراب ہوں گے۔ لیکن جب یہ یبوست سادہ ہوتی ہے تو اگرچہ اس کا علاج مشکل ہے تاہم آہستہ آہستہ اور کافی عرصہ تک علاج کرنے سے بتدریج صحت ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس کا سبب رطوبت ہو تو رطوبت ایک مشترک لفظ ہے رطوبت کا اطلاق کیفیت پر ہوتا ہے مثلاً اصل السوس (بمقابلہ گیہوں کی بھوسی کے جو مجفف ہے) مرطب ہے۔ رطوبت سے مراد مائع شئے ہے چاہے وہ مجفف ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صفرا اور سرکہ کے لئے ہم رطوبت کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ طبعی اعتبار سے یہ دونوں مجفف ہیں۔ تشنج کے باب میں رطوبت کا لفظ میں نے اس معنی میں لیا ہے کہ وہ ایک جوہر مائع ہے۔ جس کے مزاج میں چاہے رطوبت ہو یا یبوست پس عصب جب مائع کو اپنے جوہر میں جذب کر لیتا ہے تو لمبائی میں سکڑ جاتا ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز کے غلیظ ہو جانے کی صورت میں اس کے عرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن لمبائی میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس لئے عصب کی چوڑائی میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے جب طول میں کمی پڑ جائے تو تشنج واقع ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں قدم کے کسی عصب میں تشنج ہو جائے تو عصب میں سوئی جیسی چبھن محسوس ہونے لگتی ہے۔ ذکی الحس ہونے کی وجہ سے چبھن کا مقام متورم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جوہر عصب تورم کو قبول نہیں کرتا تشنج لاحق ہو جاتا ہے۔ پس اگر طبیب ابتدار چبھن کی حالت میں ہی کما حقہ اس کا علاج شروع کر دے تو تشنج واقع نہ ہو گا۔

عصب کے چبھن کا علاج

چبھن کے علاج کے سلسلے میں ایسی ادویہ عصب پر لگانی چاہیئے جو مزاجاً حار لطیف الجوہر اور ناری ہوں مثلاً گندھک اور فربیون۔ جالینوس کہتا ہے کہ اس علاج سے شفار حاصل ہو جاتی ہے میں نے جوانی کے زمانہ میں خیال کیا تھا کہ بجائے گندھک کے کوئی دوسری خوشبودار چیز استعمال کراؤں لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ اور مریض کو نفع حاصل نہیں ہوا۔ لہٰذا جالینوس کے قول پر عمل کرتے ہوئے میں نے روغنِ زیتون میں گندھک ملا کر چبھن کے مقام پر لگایا جس سے فوراً شفار حاصل ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ عصب میں چبھن کا اس سے بہتر علاج نہیں ہے۔ بہر حال جب رطبی کیفیت عصب میں سرائت کر جائے اور اس میں زیادتی ہو جائے تو تشنج واقع نہ ہو گا البتہ جب حد سے زیادہ رطوبت متجاوز ہو جاتی ہے تو استرخار عصب اور ضعف جلد لاحق ہو جاتے ہیں۔ عصب ذاتی طور پر مرطوب المزاج ہوتا ہے اس لئے رطوبت کو وہ دیگر اعضار کے مقابلے میں زیادہ برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور تشنج جب اعضار میں عام ہوتا ہے تو اس کا سبب دماغ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور اعضار میں علیٰحدہ علیٰحدہ بھی تشنج عارض ہوتا ہے تو اس کا سبب اس عصب کی خرابی ہوتی ہے جو اس عضو سے گذرتا ہے۔ دماغ یا عصب کی بے اعتدالی کا تدارک نہ کرنے کے نتیجہ میں بھی تشنج عارض ہوتا ہے۔ عام تشنج کے بیان کے بعد اب اس کی ایک قسم جو صرع کے نام سے موسوم ہے اس کا ذکر کروں گا۔

صرع (مرگی)

جب روح نفسانی کے منافذ میں کسی خلط غلیظ کا انصباب ہوتا ہے خواہ خلط غلیظ بلغمی ہو یا سوداوی ہو ساعد روح مسدود ہو جاتے ہیں۔ اس کے دفعیہ کے لئے دماغ طاقت صرف کرتا ہے۔ تاکہ اس خلط کو اپنی ذات سے رفع کرے۔ پس تمام بدن میں تشنج ہونے لگتا ہے اور عام اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور حلق میں خرّاٹوں کی وجہ یہ ہے کہ مصروع (یعنی صرع کے مریض) کی حرکت ارادی کو متحرک کرنے والی قوت ضعیف ہوتی ہے اس لئے سینے کی حرکت کسی قدر کم ہونے لگتی ہے۔ یا اس کا دوسرا سبب اختلاط عقل ہے جس کی وجہ سے مریض گویا سانس لینا بھول جاتا ہے اور اس کا گلا گھٹنے لگتا ہے۔ پس مریض جلدی سانس لینے کی کوشش کرتا ہے تاکہ تنفس کی تلافی کر دے۔ اس کوشش کے نتیجہ میں خراٹے پیدا ہوتے ہیں۔ نیز بے ہوش اشخاص میں خرّاٹوں کا سبب رطوبت دماغی کا انصباب ہوتا ہے۔ یہ صورت نیند کی حالت میں بھی ہوتی ہے۔ تندرست اشخاص میں نیند کی حالت میں خرّاٹوں کا سبب ایک تو یہی ہے جس کا اُوپر ذکر کیا گیا یعنی انصباب رطوبت دماغی اور دوسرا سبب یہ ہے کہ فک اعلیٰ اور فک اسفل کے باہم مل جانے سے مجاری بند ہو جاتے ہیں۔ بہرحال جب یہ خلط حائل رفع ہو جاتی ہے۔ تو تشنج کی یہ قسم جس کو صرع کہا جاتا ہے بھی مندفع ہو جاتی ہے۔ خلط کے غلیظ اور رقیق ہونے کے اعتبار سے تشنج بھی مختلف ہوتا ہے۔ تشنج صرف خلط ہی سے نہیں ہوتا بلکہ خراب خلطوں سے صعود کرنے والے بخارات سے بھی ہوتا ہے اور صرع کے دورے ایام کے شمار کے حساب سے واقع ہوتے ہیں۔ جس طرح بخاروں کی باریاں ایک معلوم وقت میں واقع ہوتی ہیں اور صرع کے دوروں کی باریوں کی ترتیب افعال قویٰ میں حمیات کی باریوں کے ساتھ مشترک ہوتے ہیں۔ یہ مرض (صرع) چاند کے اثرات کے تحت بھی واقع ہوتا ہے۔ جو موجودات عالم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کدو اور کھیروں میں چاند کے اثرات کے خواص سے عوام بھی بخوبی واقف ہیں۔ اسی طرح چاند تمام عالم میں موثر ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ لہٰذا بقراط کے مسلک کے مطابق حمیات کی باریوں اور بحران کا تعلّق جس طرح چاند سے ہے اسی طرح صرع کی باریاں بھی چاند سے تعلّق رکھتی ہیں اگرچہ بذاتہٖ اس بحث کا تعلّق طب سے نہیں ہے لیکن ایک طبیب بحیثیت طبیب کے اس سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ جو صرع بحالت بیداری پیدا ہو اس کا علاج مشکل ہے۔ اور اس کی مختلف قسمیں ہیں۔

حالتِ خواب کا صرع جس کو کابوس کہتے ہیں

حالتِ خواب کا صرع جس کو کابوس کہتے ہیں اس کا علاج سہل ہوتا ہے خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں عارض ہونے والے صرع کا علاج مشترک ہے۔ البتہ اس کا علاج شدت وقوت اور دوام مرض کے اعتبار سے قدرے مختلف ہے۔ چنانچہ طبیب کو چاہیئے کہ چوزۂ مرغ کا شوربہ خمیری روٹی کے ہمراہ مریض کو کھلانے کا مشورہ دے۔ مصروعین کے لئے یہ عمدہ اور افضل غذا ہے۔ نیز ایرسا اور پرسیاؤشاں واسقولوقندوریون٭ کا جوشاندہ شہد خالص کے ہمراہ نہار منہ پلائیں۔ نیز ان ادویہ کی شدت اور خشکی کو ختم کرنے کے لئے

٭ فارسی میں گیاہ بالینوس اور زنگی دارو کہتے ہیں بعض اطباء کے نزدیک پرسیاؤشاں کے مانند ایک بوٹی ہے بعض پیاز کی قسم اور بعض ایک نبات کی جڑ کہتے ہیں۔ غرض یہ کہ ایک مجہول الماہیت دوا ہے۔ آج کل اس کا استعمال متروک ہے۔

اصل السوس نیمکوب۔ اس کے ہمراہ استعمال کرانا بہترین تدبیر ہے۔ مرض پیدا کرنے والی خلط کو متعدد بار بذریعہ اسہال خارج کرائیں۔ مسہلات کا استعمال ان ایام میں کرنا بہتر ہے۔ جن میں چاند گھٹ رہا ہو۔ نیز ان ادویہ مسہلہ میں غفلت سے ایسی چیزیں شامل نہ کریں جو بجانب راس صعود کرتی ہو۔ البتہ لہسن جیسی چیز کو نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ اس قسم کے امراض کے علاج میں یہ ایک اچھی دوا ہے۔

دوا مرکب جو اس مرض کے لئے مفید ہے | صبر سقوطری، غاریقون، تربد مجوف بسفائج (جو تازہ اور اوسط درجہ کا ہو) افتیمون تازہ تخم برآوردہ ہر ایک ۵ر۳ گرام۔ حجر لاجورد، رب السوس، بنفشہ، نمک طعام ہر ایک ۵ر۷ر۲ گرام۔ شحم حنظل، ورق حنظل، اسطوخودوس ہر ایک ۵ ۷ ۸ ملی گرام ورق حنظل کو قینچی سے خوب باریک کاٹ کر تانبے کے میل کے پانی اور ہموزن عصارۂ سیب شیریں میں ڈال دیا جائے۔ اور دھوپ میں کئی بار رکھا جائے یہاں تک کہ وہ ۱۲ گرام اس میں جذب ہو جائے۔ اس کے بعد شحم حنظل میں ۵ر۳ گرام مغز بادام شیریں باریک پیس کر شامل کیا جائے اور شحم حنظل کے مساوی پسا ہوا کتیرا ملالیا جائے اور سب کو شربت مصطگی میں ملا کر معجون تیار کیا جائے۔ اور اس میں سے ۵ر۷ ا گرام کے بقدر چھاچھ کے ساتھ یا ایسے پانی کے ساتھ استعمال کرائیں جس میں تین روز پہلے دس عدد انگور ڈالے گئے ہوں۔ اگر مریض کی قوت ضعیف ہو تو بقیہ دوا کو وقت سن ومزاج کا خیال کرتے ہوئے کئی بار استعمال کرایا جائے۔ اور اسی طرح ادویہ مسہلہ کے چھوڑنے کا جو طریقہ مقرر ہے اس طریقہ سے اس دوا کا استعمال ترک کیا جائے عمدہ اور بہترین غذا دی جائے ادویہ مسہلہ کا ضرور اعادہ کریں۔ کیونکہ یہ خلط مذموم وقت واحد میں خارج ہونے کے لئے آمادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ متعدد بار اس کا استفراغ کیا جائے نیز مریض کی گردن میں عود صلیب لٹکائی جائے اگر وہ دستیاب نہ ہو سکے تو زمرد اصلی ایک پوٹلی میں رکھ کر گلے میں لٹکا دیا جائے۔ یہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ یہ مرض پیدا کرنے والی خلط بلغمی یا سوداوی ہوتی ہے۔ اور اس بات کا پتہ مریض کی عمر سے معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ سن کہولت سوداوی اور شیخوخت بلغمی کی عمر ہے۔ مریض کے جلد کی رنگت، بالوں کی کثرت اور ان کی سیاہی سودار کی زیادتی کی علامت ہوتی ہے۔ بر خلاف اس کے بالوں کی کمی، گوشت کا ڈھیلا پن زیادتی بلغم کی دلیل ہے۔ اسی طرح تھکاوٹ اور بھوک کی کمی زیادتی سودا ہے نیز عیش، سستی، کاہلی اور آرام وراحت کی خواہش بلغم کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

ادویہ مخرج سودار | افتیمون، حجر لاجورد، خربق سیاہ اور بسفائج۔ اخراج سودار کے لیے مخصوص ادویہ ہیں۔

ادویہ مخرج بلغم | شحم حنظل، صبر زرد، تخم قرطم، مقل اور تخم انجرہ۔ اخراج بلغم کے لیے مخصوص ادویہ ہیں۔

اگر کیفیت خلل پذیر ہو یعنی بلغم بہت زیادہ غلیظ ہو اور وہ سوداوی کے مقابل ہو جائے۔ تو اس صورت میں ایسی مسہل ادویہ استعمال کرانا چاہیئے جن سے دونوں خلطوں (بلغم وسودار) کا بیک وقت اخراج ہو جائے لہٰذا اس نوعیت کی

منضج ادویہ کو استفراغ خلط کرانے سے چند یوم پیشتر ملالیا جائے اور ان ادویہ کے ملانے میں خشک ادویہ پر ہی اکتفا نہ کی جائے بلکہ اس میں رطوبت کا اضافہ بھی کرلیا جائے تاکہ اس طرح ان ادویہ کی قوتیں باہم مجتمع ہوجائیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ خشک ادویہ کو پانی میں ڈالا جائے اور ایک روز کے لئے یوں ہی چھوڑ دیا جائے تاکہ ان ادویہ کے اجزاء ایک دوسرے میں داخل ہوجائیں اور نفوذ کر جائیں اور ان کا خمیر بن جائے پھر دوبارہ دھوپ میں خشک کرکے بوقت ضرورت اس کا استعمال کریں۔ دواؤں کے جوہر اور ان کے قوی کا حصول ان کے اجزاء کے باہم ملنے سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس بارے میں اطباء اور فلاسفہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ لیکن میرے نزدیک جو طریقہ عمل ہے میں نے اس کی صراحت کردی ہے۔

حالت بیداری کا صرع

حالت بیداری میں واقع ہونے والا صرع سخت اور دیرپا ہوتا ہے۔ اس سے صحت پانا مشکل ہے۔ خصوصاً جبکہ مرض پرانا ہوچکا ہو۔ لیکن میں نے جن تدابیر کا ذکر کیا ہے ان پر عمل کرنے سے مرض میں تخفیف اور صرع کی نوبتوں میں وقفہ واقع ہوتا ہے۔

دماغ کے مشارک اعضاء کی وجہ سے ہونے والا صرع

سر کے مشارک یعنی قریبی اعضاء کے سبب سے ہونے والے صرع میں صورت یہ ہوتی ہے کہ خراب خلط کے بخارات سر کی جانب صعود کرکے روح نفسانی میں وہی کیفیت پیدا کردیتے ہیں جو دھوئیں کی وجہ سے دھوپ میں عارض ہوتی ہے چنانچہ روح نفسانی کے مزاج میں تغیر اور خلل واقع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا دماغ ایسی صورت میں یکسو ہوکر اس غیر طبعی کیفیت کو دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجہ میں تشنج عارض ہوجاتا ہے۔ اور اس کا نام صرع ہے۔ پس اگر عضو ماؤف ہاتھ یا پاؤں ہو تو باری سے قبل اس کو باندھ دینا چاہیئے۔ اس طرح دوروں کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ تنقیۂ بدن کرانے کی فوری کوشش کی جائے۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں بہترین غذا استعمال کرائی جائے۔ اور ماؤف مقام پر ایسی چیزیں استعمال کرانا بھی مفید ہیں جو اس کے مزاج پر غالب ہوں۔ لیکن ایسا استفراغ کے بعد کیا جائے اس کے علاوہ عضو ماؤف کو ہاتھوں اور کھردرے کپڑے سے نہار منہ ملا جائے۔ نیز اس پر گرم اور لطیف ادویہ چھڑکی جائیں۔ جیسے گندھک۔ اگر بدن نرم اور ملائم ہو تو گندھک کے ساتھ روغن شبت یا اس کے مشابہ کسی اور روغن کو شامل کرلیا جائے۔ مریض کو ماء اللحم پلایا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پانی میں شہد ملاکر دیا جائے تمام غلیظ غذاؤں سے پرہیز لازمی ہے۔ بسا اوقات اس علاج سے صحت کلی بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اعضاء میں سے کسی عضو مثلاً پنڈلی سے کسی شیٔ کے صعود کرنے کی وجہ سے صرع ہوتا ہے۔ یہ صعود کرنے والی شیٔ خواہ کیفیت ہو یا جوہر۔ لہٰذا صعود کرنے والی شیٔ پر اچھی طرح غور کرلینا چاہیئے۔ خاص طور سے وہ شیٔ جو معدہ سے صعود کرتی ہے اُسے عوارضات کی شدت سے ہی پہچانا جاسکتا ہے۔ صرع اور جملہ دماغی عوارض میں مریض کو لہسن، پیاز جیسی چیزوں سے پرہیز کرانا چاہیئے۔ لوبیا جیسی چیزوں کے استعمال سے بھی احتراز کرائیں۔ کیونکہ یہ بھی ذہن کو خراب کرتی ہے۔

دماغ اور معدہ کے درمیان اشتراک عظیم پایا جاتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ جب کسی شخص کے معدہ میں التہاب پیدا

کرنے والا تیز صفرا ہوتا ہے تو اس کا ذہن مختل ہوکر ہذیان ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح جب غشائے دماغ میں کوئی بڑی آفت لاحق ہوتی ہے تو مریض اکثر صفراوی قئے کرنے لگتا ہے۔ اور اس کے معدہ میں سوزش اور لذع پیدا ہو جاتی ہے۔ جس نوعیت کے تشنج کو صرع کہتے ہیں وہ عموماً وسواس سوداوی کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ اور وسواس سوداوی صرع کی شکل اختیار کرسکتا ہے اور ایسا اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ بیماری پیدا کرنے والی خلط جس طرف چاہے مائل ہوسکتی ہے اور ہر صرع وسواس سوداوی کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر وسواس سوداوی صرع کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا جبکہ اس کا سبب غلیظ خلط سوداوی ہو۔ اور جب یہ وسواس خلط حار صفراوی محترق سے پیدا ہوتے ہیں تو صرع کے بجائے ایسے جنون کا باعث ہوتے ہیں جس میں تشدد اور ظلم و زیادتی کا رجحان ہوتا ہے۔

اقسام صرع | صرع کی تین قسمیں ہیں :۔

(۱) جس کا سبب خلط سوداوی ہو۔

(۲) جس کا سبب خلط بلغمی ہو۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے جو کسی عضو انسانی سے خراب خلط کے صعود کرنے والے ابخرات سے عارض ہوتی ہے۔

وسواس سوداوی | وسواس سوداوی کی تین قسمیں ہوتی ہیں :۔

(۱) خلط ان عروق میں پھیلی ہوئی ہو جو دماغ کے قریب ہیں۔

(۲) مرض پیدا کرنے والی خلط فی نفسہ دماغ کے اندر موجود ہو۔

(۳) اس کا سبب معدہ کا کوئی مرض ہو۔

مثلاً مالیخولیا مراقی ان میں سے بعض وسواس شدید اور بعض خفیف ہوتے ہیں۔ اور دماغ کے قریبی عروق میں خلط سوداوی کے سبب سے جو وسواس پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج عمل کئی (داغنا) ہے۔ الا یہ کہ خلط مذموم تمام بدن پر غالب ہو جائے۔ بعض اوقات دماغ کے مجاور عروق میں خلط مذموم کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ مجاورات بھی اس نوع کی ہوتی ہیں کہ بالکل متصل ہوتی ہیں۔ اس وقت صورت حال خفیف ہوتی ہے اور علاج بھی سہل ہوتا ہے۔ البتہ جب یہ آفت دماغ کے بالکل قریب واقع ہوتی ہے تو اعراض شدید ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں سر پر روغن بادام بطور طلاء استعمال کرائیں۔ اور سیب کی خوشبو ہمیشہ سنگھاتے رہیں۔ اور بادام شیریں کو ایک رات میٹھے پانی میں بھگو کر صبح اس کو دھولیں اور چھلکا اتار کر استعمال کرایا جائے خاص طور سے جوان مرغ مصالحہ ڈال کر بازوؤں سمیت پکا کر بطور غذا دیئے جائیں۔ اگر چاہیں تو جوان مرغیاں بھی کھائی جاسکتی ہیں۔ مریض کا بستر نرم ہو اور محنت و مشقت اور تکان سے پرہیز کرائیں۔ اور اس کو خوش رکھیں۔ اور اس کو ہر قسم کے افکار سے بچانے کی پوری کوشش کی جائے۔ نیز مریض کو ایسا شیریں پانی پلایا جائے جس میں اصل السوس مقشر نیمکوب ڈالا گیا ہو۔ اور میدہ کی روٹی دی جائے۔

ممکن ہے کہ دوا مسہل کے استعمال کے بغیر ہی مریض تندرست ہو جائے۔ اگر تم دیکھو کہ خلط کی رسائی دماغ تک ہوگئی ہے اور یہ بات شدت اعراض و وسواس سے معلوم ہوسکتی ہے۔ ایسی حالت میں یقین کرلو کہ علاج مشکل اور مدت مرض طویل ہوگی اور اس کا علاج بھی یہی ہے جس کا تذکرہ ابھی ہوا۔ اگر خلط سوداوی پورے جسم پر شدید طور سے غالب ہوگئی ہو تو اس کی شناخت خون کے سیاہ رنگ سے ہوسکتی ہے۔ جبکہ اکحل کی فصد کے ذریعہ خون نکالا جائے۔ اگر ایسا ہو تو مریض کے سن، قوت، مزاج، موسم اور وقت کے لحاظ سے استفراغ کیا جائے اگر فصد کے ذریعہ نکلنے والا خون سرخ چمکدار ہو تو استفراغ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر خون سوداوی ہو تو سب سے پہلے استفراغ کرایا جائے۔ عام طور سے بدن کی ترطیب عمل میں لائی جائے۔ اور ترطیب بدن کے ساتھ ساتھ اخلاط کو تلطیف کیا جائے اور اس غرض کے لئے ایک شربت مرکب القوی استعمال کرایا جائے۔

اصل السوس، مویز منقی، عناب، گل گاؤزباں، اور ایسی ادویہ بھی شامل کرلی جائیں جو عمومی اور خصوصی طور پر مقوی ہوں۔ مثلاً مصطگی اور ایسی ادویہ بھی شامل کی جائیں جو بغیر حرارت اور تجفیف کے بدن میں لطافت پیدا کرتی ہیں ملطف ہوں مثلاً پرسیاؤشاں، غافث اور ایسی چیزیں نہ چھوڑی جائیں جو روح نفسانی کی تقویت کا باعث ہوں۔ مثلاً سیب، سیب کے استعمال سے پرسیاؤشاں کی قوت مجففہ بھی ختم ہوجائے گی۔ جو اس کے استعمال سے پیدا ہوجاتی ہے۔ تجفیف کے علاوہ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے ایک طبیب کو بچنا ضروری ہے۔ مذکورہ صورتیں پرسیاؤشاں، غافث جیسی ادویہ کا استعمال محض ان کی تاثیر تلطیف کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

اجزاء و ترکیب تیاری

اصل السوس مقشر پیس کر مویز منقی ۳۵ گرام، عناب گل گاؤزباں ہر ایک ۳۵ گرام، پرسیاؤشاں، غافث ہر ایک ۲۵ گرام مصطگی ۱/۲ ۷ گرام۔ ان ادویہ کو علیحدہ علیحدہ اچھی طرح کوٹ لیا جائے اور سب کو سات لٹر پانی میں رات کو بھگو دیا جائے اور صبح نرم آگ پر رکھ کر پکائیں اور پھر اس کو چھان لیں۔ اس کے بعد اس میں سیب شیریں کا رس ایک کلو ۴۴۰ گرام اضافہ کرلیں۔ پھر آگ پر رکھیں اور ۴ کلو ۴۰۰ گرام شکر اس میں ملا دیں۔ یہاں تک کہ شربت بن جائے یہ شربت نہار منہ روزانہ ۷۰ ملی لٹر ۲۱۰ ملی لٹر پانی کے ساتھ پلایا جائے اور جب پیاس محسوس ہو تو اسے پانی میں اتنا ملا لیا جائے کہ وہ خوش ذائقہ ہو جائے۔ اور فوری طور پر پانی میں ملاتے ہی پلا دیا جائے یہ تدبیر اس صورت میں زیادہ مفید ہوتی ہے جبکہ خلط مرض تمام بدن پر غالب ہو جائے۔

شربت مذکور اور مذکورہ غذائیں کم از کم پندرہ یوم تک مریض کو استعمال کرائیں اس کے بعد بذریعہ فصد استفراغ دم کریں اور فصد کے بعد کم از کم دس روز تک مذکورہ بالا تدبیر عمل میں لائیں نیز مسہل دوا پلائیں لیکن خلط مذموم کا اخراج صرف ایک بار یا دو بار ہی نہ کریں۔ بلکہ مسہل ادویہ متعدد بار پلا کر اخراج خلط کریں اور اس مسہل میں ہر بار ایسی ادویہ دوگنی مقدار میں داخل کریں جو خلط مذموم کی محرک ہوں خاص طور سے ان ادویہ کا انتخاب کیا جائے جو مخرج خلط سوداوی ہوں۔ ان کے ساتھ ان ادویہ کو بھی شامل کرلینا چاہئے جو اسہال کے لئے سریع العمل اور سریع الحرکت ہوں ان کی شمولیت سے دوسری خلطیں بھی خارج ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

دیگر مرکب نسخہ

بسفائج تازہ، افتیمون تخم دور کردہ، حجر لاجورد ہر ایک ۷ گرام، خربق سیاہ گل بنفشہ ہر ایک ۳ ۱/۲ گرام شحم حنظل عمدہ، برگ حنظل، نمک زنجبیل، لہسن ہر ایک ۱۷۵ ملی گرام، حنظل کو باریک کاٹ لیا جائے پھر اسی وزن میں مغز بادام شیریں اور کتیرا لے کر تمام دواؤں کو جوارش تفاح شکری میں ملالیں اور اس میں سے ۲۸ گرام کے بقدر مختلف خوراکوں میں نیم گرم پانی کے ہمراہ پلائیں۔

اگر اتنی مقدارِ خوراک ناکافی ہو تو دوا میں مزید ۱ر۷۵ گرام کا اضافہ کر دیا جائے۔ علاج ختم ہونے کے بعد مریض کو خمیری روٹی مرغوں کے گوشت کو مصالحہ کے ساتھ پکا کر شوربہ کے ساتھ دیں لیکن اس سے پہلے کاہو کی سبزی یا وہ نہ مل سکے تو برگ کاسنی روغن بادام شیریں میں پکا کر کھلائیں اور طبیعت میں نرمی پیدا کریں۔ اور جب طبیعت نرم ہو جائے تو دوائے مسہل استعمال کرائیں۔ ساتھ ہی غلیظ غذاؤں اور میووں سے پرہیز ضروری ہے۔ البتہ خشک انگور بیج نکال کر کھلا سکتے ہیں۔ اگر مریض سیب شیریں کا استعمال کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ شربت مذکور کا استعمال روزانہ نہار مُنہ ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ بیان کر چکا ہوں اور اگر پیاس محسوس ہو تو غذا کے ساتھ بھی یہ شربت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کھانا پکاتے وقت چند عدد دینار ایک پوٹلی میں باندھ کر دیگچی میں ڈال دیں اور جب تک کھانا پکتا رہے دینار کی پوٹلی دیگچی میں رہنے دیں۔ پکاتے کے بعد پوٹلی نکال لی جائے اور مریض کو یہ کھانا استعمال کرایا جائے۔ اب میں ان وساوس کا ذکر کروں گا جو معدہ یا اس کے قریبی بطن اسفل کے اعضا کی علت کے نتیجہ میں یا پھر کسی عضو شریف میں حرارت ناریہ کے سبب عارض ہوتے ہیں۔

علت مراقیہ

معدہ کے کسی مرض کی وجہ سے لاحق ہونے والے وسواس کو مراق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک یہ معدہ کی حرارت ناریہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض کے خیال میں آنت کے اس حصہ کا ورم ہوتا ہے جو فم معدہ سے متصل ہے جس کی وجہ سے ضعف ہضم قراقر اور کرب (جیسی علامات) اس وقت تک برقرار رہتی ہیں جب تک معدہ میں موجود غذا ہضم نہ ہو جائے۔ کبھی غذا خام حالت میں بذریعہ قئے خارج بھی ہو جاتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ساتھ ساتھ حرارت عرضی بھی عارض ہو جاتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ حرارت عرضیہ حرارت طبعیہ کو ہضم سے باز رکھتی ہے اور جوہر اخلاط سے جس میں جوش وغلیان پیدا ہو گیا ہے کوئی چیز مثلاً بخارات تحلیل ہو کر دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ حرارت طبعیہ عمل ہضم و نضج انجام دیتی ہے اور حرارت عرضیہ احتراق وغلیان کا۔ اس عمل سے جو بخارات پیدا ہوتے ہیں وہ ان بخارات کے مشابہ ہوں گے جو اس وقت پیدا ہوتے ہیں جبکہ خلط معدہ کے قریب و نزدیک ہوتی ہے۔ ان بخارات کے نتیجہ میں وساوس سوداوی عارض ہوتے ہیں نیز ان بخارات کی ممکن خصوصیات مثلاً غلظت، لطافت اور دخانیہ حارہ یا بخاریہ سے یا ایسے دخانات ثابت جس میں حدت کی کمی کے اعتبار سے عوارض بھی مختلف ہو جائیں کہ چنانچہ بعض لوگ پانی کی معمولی مقدار سے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں ڈوب کر مر نہ جائیں۔ جبکہ بعض لوگ موت کے مشتاق اور متمنی ہوتے ہیں میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے انھوں نے وہم کی وجہ سے گلا گھونٹ کر خودکشی کر لی اس لئے بعض نے اپنے آپ کو بوجھل اور وزنی محسوس کیا اور پانی میں گر گیا۔ میں نے ایسے اشخاص بھی دیکھے ہیں جن میں یہ صورت حال تو نہ تھی البتہ وہ فاسد خیالات میں مبتلا ہو گئے تھے مثلاً ایک شخص نے خیال کیا کہ وہ کنویں میں

بیٹھ کر حریرہ تیار کرے۔ وہ بازار کی طرف چلا تاکہ آٹے کی بوری تلاش کرے۔ وہ اس چیز کو مشکل بھی خیال نہیں کرتا تھا۔ اس نے حمالوں (باربرداروں، قلیوں) کو اپنے گھر بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ آٹے کو کنویں میں ڈال دیں اور پھر کہا کہ تم اس کنویں کی تہہ میں اترو لیکن حمالوں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ یہ شخص فوجی تھا اس نے ہتھیاروں سے حمالوں کو دھمکی دی لہٰذا انھوں نے حسب الحکم اس آٹے کو کنویں میں ڈال دیا البتہ خود اترنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ مایوس ہوکر وہ خود کنویں میں اتر گیا۔ اور اس کی تہہ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد حمالوں نے راہ فرار اختیار کی۔ اور لوگوں کو تمام حالات سے مطلع کر دیا۔ پھر وہ شخص بالکل برہنہ حالت میں کنویں سے نکلا اور ہمسایوں و جان پہچان والوں کو گھر میں بلایا تاکہ حریرہ ان کو پلاتے وہ اس طرح ان لوگوں کی ضیافت کرنا چاہتا تھا جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو انہیں اس پر ترس آگیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اس شخص کو کوئی اہم عارضہ لاحق ہوگیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ فکرمند ہوئے اور اس کو لے کر میرے والد صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والد مرحوم پہلے سے اس سے واقف تھے۔ چنانچہ انھوں نے مجھے بتایا کہ اس سے پہلے بھی میں اس کی رائے اور کام کاج میں خلل دیکھ چکا ہوں اور اب یہ عارضہ اور زیادہ ہوگیا ہے۔ والد مرحوم نے یہ بھی بتایا کہ یہ شخص شہر شنتمریہ* میں ابن رزین کے زیر علاج تھا اور بعد میں اس نے علاج چھوڑ دیا۔

میں نے وسواس کے مریضوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی چیزوں کے متعلق باتیں کرتے ہیں جن کو انھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور خیال کرتے ہیں کہ انھوں نے ان چیزوں کو دیکھا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نوجوان تھا اور علاج معالجہ اپنے والد مرحوم کے ساتھ ہی ان کی رائے و مشورے سے انجام دیتا تھا۔ ایک دن سنگ دل علی کے بھائی تمیم نے جو اشبیلیہ کا حاکم تھا مجھے بلایا میں نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اسے موت آگئی ہے، اور اس میں بولنے کی قوت بھی نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کوئی نقل و حرکت کرے۔ حالانکہ اس کی نبض سے ایسی کوئی خاص بات ظاہر نہ تھی۔ البتہ صرف سوء مزاج حار یا معدہ میں کسی خلط حار کی موجودگی کا پتہ چلتا تھا۔ تو میں نے اس کو عرق گلاب اور عصارۂ سیب تھوڑے سے پودینہ کے رس کے ساتھ پلایا جس پر تھوڑا سا صندل اور مصطگی پیس کر چھڑک لیا تھا۔ لیکن اس کے حال میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی۔ سوائے اس کے کہ معدہ میں مزاج حار یا خلط حار کی علامت ظاہر ہو رہی تھی۔ اور اس کی حالت میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔ پھر دوسرے دن اپنے والد صاحب کے ساتھ ان کے پاس حاضر ہوا اس کا تو ہم علی حالہٖ قائم تھا۔ میں نے اس کے یہاں رات میں قیام کیا اس کی مرضی حالت کبھی خفیف ہوتی اور کبھی شدید۔ اچانک میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ اس کا سبب کوئی اندرونی چیز ہے جو باہر سے جسم میں داخل ہوئی ہے۔ اس پر یقین نہیں تھا۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ یہ کون سی چیز ہے۔ حتیٰ کہ میں نے پینے کے لئے پانی مانگا تو مجھے اسی برتن میں پانی پلایا گیا جس میں تمیم پانی پیا کرتا تھا۔ مجھے اس پانی میں کچھ ناگوار مزہ محسوس ہوا اور میں نے فوراً کلّی کر دی اگرچہ اس پانی میں خوشبو، بدبو پر غالب تھی پھر بھی میں نے وہ پانی نہیں پیا۔ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں نے کہا کہ اس کو صحت ہو تو کیسے ہو جبکہ تم اس کو ایسی چیز

---

* شنتمریہ:۔ اندلس کا ایک شہر ہے (Santamania)

پلا رہے ہو جس میں موت مضمر ہے ۔ اور وہ یہ پانی ہے ۔ ایک غلام نے مجھے اگرچہ نصیحت کی لیکن میرے نفس نے گوارہ نہ کیا کہ میں خاموش رہ جاؤں اور الٹے پاؤں واپس چلا جاؤں ۔ چنانچہ اس کی بیوی حوا اور اس کے خدام مجھ پر غصہ ہوئے اور مجھ پر حملہ کے لئے دوڑے اور میرے بعض ساتھیوں نے بھی خاموش رہنے اور الٹے پاؤں واپس ہونے کا ارادہ کیا لیکن ان تمام باتوں نے مجھے حقیقت کے اظہار سے باز نہیں رکھا ۔ میں نے سوچا کہ یہ تو ایک قسم کی تلبیس ہے ۔ چنانچہ بعد میں یہ راز کھلا کہ اس کو جو پانی پلایا جاتا تھا اس میں خشک گوشت پڑا ہوا تھا ۔ جو بہت زیادہ متعفن ہو چکا تھا جسے سکھانے کے بعد سفوف بنا کر اس میں شامل کیا گیا تھا یہی پانی اس برتن میں ڈال کر پلاتے رہے تھے ۔ جب طبیب نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ غلیظ ، متعفن اور خشک گوشت اس کا سبب ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تعفن کی وجہ سے کیڑے پیدا ہو گئے ہیں اور اس شخص کے معدہ اور اس کے اطراف میں اس سے خراب بخارات دماغ کی جانب صعود کرتے رہے ۔ اور وساوس پیدا کرتے رہے جس کا علاج ہمیشہ ہوتا رہا ، اس کو شہر کے تمام اطبّاء نے صحت یاب کرنے کی کوشش کی مگر وہ صحت یاب نہ ہو سکا ۔ یہاں تک کہ اس کے سنگ دل بھائی نے اس کو معزول کر دیا اور مال و دولت کے حصول کی توقع ہی ختم ہو گئی ۔ اس کے مال کی طمع ختم ہو جانے سے خراب مرض بلاشک زائل ہو گیا ۔ اس کے بعد میں نے اس کو مراکش میں دیکھا ، جب اس کے بھائی نے مجھے قید کر دیا تھا وہ شخص کمزور تھا لیکن اسے وسوسہ کی شکایت نہیں تھی اس شخص کا ذکر میں نے بطور مثال کیا ہے کہ معدہ میں کسی سبب سے پیدا ہو جانے سے وساوس کس طرح عارض ہو جاتے ہیں ۔ جس طرح اس شخص کو سبب بادی خارجی سے یہ مرض لاحق ہوا اسی طرح اس سبب سے بھی ہو سکتا ہے ، جو بدن میں یا رطوبات بدن میں اور معدہ میں عام ہے ۔

اسی طرح دوسرے تمام اعضاء جب ــــ ان میں خراب خلط قائم ہو جاتی ہے تو اعضاء کی اندرونی طبقات کی خرابی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے ۔ اور عضو میں سوءِ مزاج ثبات اختیار کر لیتا ہے اس سوءِ مزاج میں اگر ردآت بڑھ جائے تو اس مقام پر ورم پیدا ہو جاتا ہے ۔ جہاں سوءِ مزاج زمانۂ دراز سے موجود ہے اور خراب بخارات پیدا ہونے لگتے ہیں اور عضو میں ایسے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں جو اس سوءِ مزاج کے تابع ہیں ۔ عضو کے مزاج کی یہ خرابی بمشکل اور بعد مدّت کے دور ہوتی ہے اس مثال کے ذکر سے اس بحث کی تکمیل کر دی ہے ۔ اب میں وسواس مراقی کے علاج کی طرف توجہ کر رہا ہوں جس کی بحث میں کر رہا تھا ۔ ایسے مریض کو معتدل طور پر سرد اشیاء استعمال کرائی جائیں جو مزاجاً مرطوب ہوں ۔ البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے قوام میں بھی مرطوب ہوں ، لیکن اس میں یہ بات ضروری ہے کہ ہلکے اور معتدل قبض سے خالی نہ ہوں کیوں کہ قبض معتدل اعضاء کے لئے عمومی اور معدہ کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔

اس مرض کے لئے مرکب دواء

۱۰۵ گرام اصل السوس مقشر باریک کوٹ کر ۵ر۲ لٹر پانی میں ایک رات بھگونے کے بعد صبح کو آگ پر رکھ کر پکائیں جب نصف پانی رہ جائے تو مل کر صاف کر کے عصارۂ سیب ایک لٹر ، عصارۂ انار شیریں ۲۰ر۱ لٹر ، عصارۂ مرزنجوش صاف شدہ ۵۰۰ ملی لٹر اس کو کسی موٹے کپڑے سے چھان کر صاف کر کے رس حاصل کر لیں ، عصارۂ ناشپاتی ۴۰۰ ملی لٹر مصطگی اور عود ہندی ہر ایک ۷ گرام لے کر عود ہندی کو کوٹ لیں اور

۳ کلو گرام شکر ملا کر جملہ ادویہ کو دھیمی آنچ پر اتنی دیر تک رکھیں کہ قوام بندھ جائے اس کے جھاگ کو کفگیر سے نکالتے جائیں، اس شربت کو ۷۰ ملی لٹر لیکر ۲۴۵ ملی لٹر پانی کے ہمراہ مریض کو نہار مُنہ پلایا جائے۔ اور اسی مقدار میں روزانہ پلاتے رہیں، اور مریض کو جب بھی پیاس معلوم ہو سادہ میٹھے پانی میں تھوڑا سا شربت ملا کر پلایا جائے، اور مریض کی غذاؤں کی تعدیل کے لئے جوان مرغیاں بغیر مصالحہ کے استعمال کرائی جائیں۔ انار شیریں اور سیب سے نکالا ہوا رس استعمال کرایا جائے۔ مرغیوں کا گوشت پانی اور عرق گلاب کی برابر مقدار میں پکا کر اس کا شوربہ پلایا جائے، تمام مصالحوں سے پرہیز ضروری ہے سوائے کشنیز (دھنیا) کے تمام غلیظ الجوہر، نمکین، کھاری اور زیادہ میٹھی چیزوں سے بھی پرہیز ضروری ہے۔

اگر میوہ جات کی ضرورت ہو تو حسب ذیل میوہ جات کے استعمال کی تاکید کریں۔

میٹھے انار کے دانے مُنہ میں رکھ کر چوسیں تھوڑی سی ناشپاتی کا بعد غذا چوسنا بھی مضر نہیں ہے۔ اگر تمہیں یقین ہو کہ معدہ میں خلط مذموم و حار موجود ہے خواہ جوف معدہ میں ہو یا اس کی ساخت میں یا ایسے عضو میں جو معدہ کے فم اسفل سے متصل ہو تو مریض کو صبر مغسول ۷ گرام اور اگر قوت برداشت ہو تو ۱۰ر۵ گرام تک مصطگی ۸۰ ملی گرام اور سقمونیا ۸۰ ملی گرام کو سفوف کر کے چند گھونٹ چھاچھ اور عصارۂ سیب دو چند ملا کر پلائیں۔

واضح رہے کہ جب مرض کی علامات شدید ہوں تو ضروری ہے کہ مسہل دوا ر کی طرف پیش قدمی نہ کی جائے کیونکہ دوار مسہل کی خواہ کتنی ہی تعدیل کرلی جائے لیکن اس کی حدت اور تحریک سے تورم کی حرارت میں تحریک ضرور ہوتی ہے۔ جو کسی خراب خلط یا دوار کی خرابی سے لاحق ہوا ہے۔ تورم سے مراد غیر طبعی غلظت ہے جو عضو میں عارض ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہاتھوں کی وہ غلظت جو ان لوگوں میں ہوتی ہے جو کشتی کا چپو بغیر عادت کے چلاتے ہیں۔ یا وہ غلظت جو خردل اور ثافسیا* لگانے والوں کے عضو میں مقامی طور پر ہو جاتی ہے۔ جب بھی لفظ ورم کہا گیا ہے اس کا مطلب مادہ کا بدن کے کسی مقام پر بند ہو جانا ہے۔ جو اس مقام پر دباؤ ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ نبضی تنفس (ترویح) اس طرح جاری نہیں رہتی جیسا کہ اس سے قبل ہوا کرتا تھا۔ لہٰذا ہر ورم پر تورم کا اطلاق ہوگا۔ لیکن ہر تورم ورم نہیں کہلائے گا۔

جب تورم کی شدت میں سکون پیدا ہو جائے تو میری ذکر کردہ ادویہ پلائی جائیں۔ یہ بات واضح رہے کہ جب تورم مدّت دراز تک باقی رہے تو سرخی کے موجود رہنے کے باوجود حدت میں کسی قدر سکون واقع ہوتا ہے اس لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کے بعد مزمن سرخی (پرانی سرخی) ہلکی پڑ جاتی ہے۔ ایسا صرف تورم کی حالت پر باقی رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر یہ ورم میں تبدیل ہو جائے تو حرارت غریزی سے نضج پا کر پھٹ جاتا ہے۔ اگر مرض پیدا کرنے والی خلط کے ساتھ عارضی حرارت بھی شامل ہو جائے تو پیپ بن جاتی ہے اور اگر حرارت غریزی اپنے فعل میں منفرد (تنہا) ہو (عارضی حرارت شامل نہ ہو) تو پیپ نہیں بننے پاتی۔

---

* ثافسیا ایک قسم کا گوند ہے جو ثافس میں پہلے دستیاب ہوا یونانی میں گراس کہتے ہیں۔ یہ صمغ سداب جبلی کہلاتا ہے۔ شیخ کے قول کے مطابق صمغ سداب بری ہے۔

بلکہ خلط جوہر اعضاء کی غذائی خاصیت اختیار کرلیتی ہے۔ عضو کی ساخت تغذیہ کے لئے اس استحالہ کے علاوہ جوجوہر عضو میں بذات خود حرارت غریزی سے ہوتا ہے اور کسی مزید استحالہ کی محتاج نہیں ہوتی۔ اگر حرارت عرضیہ اپنے فعل میں تنہا ہو تو پیپ نہیں بنا سکتی بلکہ مکمل فساد کی ایک قسم واقع ہوتی ہے اور اس میں سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ جب تورم میں طبیعت بدن کا اثر واقع ہو تو اس کے بعض اثرات کو طبیعت عضو سے دفع کر دیتی ہے۔ اور بعض خلط کو تحلیل کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے حرارت کی تیزی جاتی رہتی ہے۔ اور سرخی کم ہو جاتی ہے۔ بہر حال غریزی اور حرارت غریزیہ جس کا سرچشمہ حار غریزی ہے جو ہمیشہ مصلح بدن ہوتی ہے۔ جبکہ حرارت عرضیہ اعضاء کے افعال میں خلل پیدا کرتی ہے۔ حار غریزی سے میرا مطلب وہ روح ہے جس کا سرچشمہ قلب ہے۔ یا وہ روح جو کبد میں پیدا ہوتی ہے۔ یا یہ دونوں ہی اعضاء اس کے سرچشمہ ہیں۔ حرارت عرضیہ تکان سے، اگرم اشیاء کی مجاورت سے تفکرات یا غصہ سے یا پھر اس چیز سے جو بہت زیادہ ضعف کا باعث ہو پیدا ہوتی ہے۔ اسی حرارت عارضی کی ایک دوسری قسم جو اکثر و بیشتر پیش آتی ہے یہ حمی ہے اور یہ بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔ یہی حرارت عفونیہ ہے، جیسا کہ جلد اترنے والے نوبتی بخاروں اور بآسانی نہ اترنے والے بخاروں میں، جس کی اقسام میں سونوخوس بھی شامل ہے ایک ہی باری کے مانند مریض کے شفایاب ہونے تک یا قدرت الٰہی سے مرنے تک جاری رہتا ہے۔ مردہ اجسام میں اسی حرارت کے سبب سے بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کے اعضاء کا اتصال بھی علیحدہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور اگر اس کے لئے حرارت غریزیہ سے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تو پھر کوئی متنفس بھی ہوائے نسیم نہ لے سکتا۔ جس کے نتیجہ میں ہر زندہ شخص کو بخار کی حالت میں حرارت عفونیہ کے باعث جسم کا پھٹنا اور تفرق اتصال لاحق ہوتا۔ جس طرح مردہ اجسام میں ہوتا ہے۔ لیکن قدرت نے حرارت غریزیہ کو ان امور میں مانع بنایا ہے۔

سدّوں کا بیان

اکثر کسی عضو صغیر کی جانب بہت زیادہ مادّے کے انصباب کے باعث سدّے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عضو کے نفوذ کے راستے اور مجاری بند ہو جاتے ہیں۔ اور اس صورت میں اس عضو میں حرارت غریزی کا نفوذ نہیں ہو پاتا۔ چنانچہ حرارت عفونیہ تنہا رہ جاتی ہے۔ پس وہ مقام تیزی سے سیاہ پڑنے لگتا ہے۔ اور عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اعضاء کے اتصال میں فرق واقع ہو جاتا ہے۔ (یا اعضاء میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جاتا ہے) اگر کوئی اس مقام کو چھو کر دیکھے، خصوصاً سیاہی شروع ہونے سے قبل تو وہ گرم محسوس ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جس عضو میں حرارت عرضیہ اور خصوصاً حرارت عفونیہ موجود ہے وہاں حرارت غریزیہ بھی بن رہی ہے۔ میں نے مضمون سے ہٹ کر اس بات کے سلسلے میں بیان کر دیا ہے ورنہ اس کے بیان کا یہ موقع نہیں تھا۔ حمیات اور اس کے اقسام کے تحت اس کی تفصیل انشاء اللہ بیان کی جائے گی جہاں سدّوں کے اقسام اور ان کا علاج بھی شامل ہوگا۔

سکتہ کا بیان

سکتہ عارض ہونے کی صورت یہ ہے کہ انسان کی حرکات اچانک معدوم ہو جاتی ہیں۔ جب جملہ حرکات معدوم ہو جائیں تو مریض کا دم گھٹ کر موت واقع ہو جاتی ہے اور اگر حرکت ارادی کچھ باقی ہو تو دم گھٹنے اور برودت کے غلبہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور سانس کی کچھ حرکت اس نظام سے قائم رہے گی جس طرح صحت کی حالت میں رہا کرتی ہے۔

سکتہ، غلیظ اور شدید بارد خلط کی ریزش سے لاحق ہوتا ہے۔ جس کی شدت برودت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اور شدید بارد خلط کی غلظت بطون دماغ کے اشرف و اعلیٰ حصّوں کو پُر کر دیتی ہے۔ اگر آہستہ آہستہ سکتہ واقع ہو رہا ہو اور مریض میں استرخا رکی کیفیت ہو تو علاج میں جلدی کرنی چاہیئے۔ لہٰذا روغن سوسن میں دسواں حصّہ روغن بلساں ملا کر آہستہ سے ہلا کر اس میں اون کے موٹے کپڑے کا ایک ٹکڑا یا عمدہ اور دبیز روئی کو ڈبو کر خوب اچھی طرح تر کر لیں اور مریض کے سر پر رکھیں۔ مریض کے ناک کے قریب تیز خوشبوئیں مثلاً قطران یا مشک کی خوشبو وغیرہ لا کر سنگھائیں۔ اگر قطران میں تھوڑی سی مشک مخلوط کر کے مریض کی ناک کے قریب رکھا جائے تو فائدہ کی اُمید ہوتی ہے۔ اسی طرح شونیز اور شجر مریم کی خوشبو سُنگھانا بھی فائدہ مند ہے۔ اگر مریض نگل سکتا ہو تو ۵/ ۷ گرام تریاق فاروق کہنہ خالص شہد میں حل کر کے پلانا بھی نافع ہے۔ نیز مریض کی دونوں پنڈلیوں اور قدموں کی مالش کی جائے۔ اگر مرض دوبارہ عود کر آئے تو ناک میں فتیلہ ڈال کر ایک یا دو بار چھینک لائی جائے۔ اگرچہ اس کی حالت سدھر جائے پھر بھی مرض پیدا کرنے والی خلط خارج کرنے والی مسہلات دینا نہ بھولیں۔ کیونکہ یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ خلط کو قطع کر کے پگھلانے کی قوت نہیں رکھتی۔ اس لئے اس دوا میں شدید قاطع ادویہ بھی شامل کی جائیں۔ مثلاً سرکہ، خردل، ایسی ادویہ جن کے قویٰ (جوہر) سر تک صعود کرتے ہوں مثلاً لہسن شامل کیا جائے۔

مرض مذکور کی ایک مرکب دوا جاؤشیر، تخم انجرہ، سکبینج، مقل، مویز منقی، نمک ــــ طعام، خردل، زنجبیل ہر ایک ۵/ ۳ گرام مغز تخم قرطم، تازہ بسفائج ہر ایک ۳ گرام جملہ ادویہ کو کوٹ چھان کر اس میں ۵۶/ ۱۰ گرام شحم حنظل بشرطیکہ دستیاب ہو سکے اور ماہو دانہ ۴۶ ملی گرام لے کر حنظل کو قینچی سے باریک کر کے ہموزن مغز بادام شیریں اور کتیرا کے ســاتھ ملکر بلکہ تمام ادویہ کو دو گنے شربت پوست ترنج اور شربت مصطگی میں شامل کر کے معجون تیار کریں۔ ۵/ ۷ گرام یا اس سے کم و بیش معجون استعمال کرائیں۔ اگر اتنی مقدار خوراک ناکافی ہو تو مزید ۵/ ۲ گرام معجون چند گھونٹ ایسے پانی کے ساتھ پلائیں جس میں مصطگی جوش دی گئی ہو اور اس پانی میں مصطگی کی مکمل بو شامل ہو۔ مرض سے نجات پانے کے بعد بھی جس کا اظہار ادویہ مسہلہ کو چھوڑنے کے بعد مرض کی غیر موجودگی سے ہوتا ہے۔ اس دوا کو مستقل روک دیں۔ مریض کے سر کو ہر قسم کی نمی اور تری سے محفوظ رکھا جائے ٹھنڈے پانی سے احتراز کریں۔ خالی پانی بھی نہ پلایا جائے بلکہ جب پیاس محسوس ہو تو آب نیم گرم میں شربت پوست ترنج عسلی ملا کر پلائیں۔ اس طرح توقع ہے کہ مریض کی حالت درست ہو جائے گی اور دوائے مسہل اپنا کام کر جائے گی۔ مرض میں رفتہ رفتہ تخفیف آتی جائے گی اور علاج برابر جاری رکھنے سے صحت کلی حاصل ہو جائے گی۔

سکتہ کے مریض کی سانس میں واضح اور بین فرق ہوتا ہے۔ مریض دقت سے سانس لیتا ہے اور یہ گمان ہوتا ہے کہ موت جلد واقع ہو جائے گی۔ اور معالج کو مریض کی حالت پر زیادہ غور و فکر کرنے کی مہلت نہیں ملتی۔ غذا میں برجوں میں رہنے والے کبوتر کو سر اور گردن علیٰحدہ کرنے کے بعد ہڈیوں سمیت کچل کر کے ہلکی آگ پر پکائیں۔ بعدۂ مل کر صاف کر لیں۔ اور یہی شوربہ اس کو پلائیں، اس کا عمدہ اور بہتر علاج یہی ہے۔ مریض اگر کھا سکتا ہو تو کبوتر ہی کا گوشت کھلائیں۔ یہ اس کا علاج

بھی ہے۔ چڑیوں (گوریا) کو بھون کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ خواہ اس کو سیخ میں پرو کر کباب بنائیں یا ہانڈی میں ڈال کر بریاں کر لیں۔ نیز کانجی کے ہمراہ اس کو کھلا سکتے ہیں۔ جملہ بارد اور غلیظ اغذیہ سے پرہیز کرائیں۔

جمود کا بیان جوہر دماغ میں مزاج بارد کے غلبہ کی وجہ سے جمود پیدا ہوتا ہے۔

علاج: اس کا علاج آسان ہے جو مذکورہ علاج سے ہی ماخوذ ہے۔ اور اتنا ہی کافی ہے کہ رومال سے مریض کے سر کی مالش کریں اور لونگ کو پیس کر کسی باریک کپڑے میں چھان کر سر پر ملیں۔ اگر لونگ دستیاب نہ ہو تو پودینہ کو پیس چھان کر ملیں۔ مشک، عنبر، گلِ نسرین، گلِ نرگس، سیاہ تلسی، نعناع (پودینہ) اور مرزنجوش ان میں سے جو بھی ادویہ مناسب معلوم ہوں سنگھائیں۔ مریض کے دونوں پیروں کو عنبر اور لاذن سے دھونی دیں۔ غذاؤں میں کنجشک (چڑیا) جنگلی کبوتر، ساہی٭، برک (ایک چھوٹا سفید آبی پرندہ) اور برجی (بلند اڑنے والے) کبوتر روغن میں تل کر یا سیخ پر بھون کر یا پانی میں پکا کر یا کانجی کے ساتھ پکا کر اس کا شوربہ استعمال کرائیں۔ یا روٹی پکانے کے تنور میں اس کو بھون کر کھلائیں۔ بدن کی معتدل طور پر مالش کریں۔ پینے والا پانی گرم ہو اور اگر یہ میسر نہ ہو تو آب تازہ میں شربت پوست ترنج و شربت مصطگی ممزوج کر کے پلائیں۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

سبات کا بیان جوہر دماغ میں جب رطوبت کا شدید غلبہ ہوتا ہے تو سبات حادث ہو جاتا ہے۔ جس میں برودت شامل ہوتی ہے۔ جب رطوبت کی کیفیت کے غلبہ کے ساتھ دوسری دو کیفیات یعنی حرارت و یبوست معتدل ہوں یا حرارت کی جانب میلان ہو جائے تو اس وقت سبات کا حدوث نہیں ہوتا بلکہ بہت ہی گہری نیند طاری ہوتی ہے۔ سبات میں سکتہ جیسی خرخراہٹ نہیں ہوتی کیونکہ سکتہ میں زوردار خرخراہٹ ہوتی ہے۔ البتہ سبات میں سونے والے کے مشابہ خفیف سی خرخراہٹ ہوتی ہے۔ لہٰذا خرخراہٹ سے سبات کے ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

سبات کا علاج مریض کو درخت رہبان یعنی ہنمکشت (سنبھالو) اور فیجن (سداب) کی خوشبو سنگھائی جائے۔ اور ان دونوں کا سفوف ملا کر سر پر اس طرح چھڑکا جائے کہ سر کی تمام جلد ڈھک جائے۔ روغنِ بلساں کان اور ناک میں ٹپکائیں۔ نیز ۳ گرام کی مقدار میں تنہا نہار مُنہ پلائیں۔ مریض کے پاس جھاؤ اور سندروس کی لکڑیاں جلائی جائیں اور بادیان کے خیساندہ میں روٹی بھگو کر کھلائیں۔ اگر مریض شیرینی کی خواہش کرتا ہو تو معجون انیسون استعمال کرائیں۔ اگر یہ اندازہ ہو کہ دماغ پر رطوبت کا غلبہ ہے اور یہ معدہ کی بلغمی رطوبات کے صعود کرنے کی وجہ سے ہے تو ایسی حالت میں اسہال کے لئے

٭ اصل عربی متن میں قنافذ ہی ہے جس کے معنی ساہی یا سیہ کے ہیں۔ اور قنفذ بحری اکلاً بھی مستعمل ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الحشائش مقالہ دوم۔ لیکن چونکہ پرندوں کے تسلسل میں اس غذا کا تذکرہ ہے۔ اس لئے حکیم معین الدین چھبری صاحب مرحوم کا اجتہاد یہ ہے کہ یہ قنابر ہونا چاہئے کیونکہ قنبر پرندوں کی قسم سے ہے۔ اس کی تصدیق اس نسخہ سے بھی ہوتی ہے جو دمشق میں ایڈٹ کی گئی ہے۔

تخم انجرہ غاریقوں کے ہمراہ کھلائیں۔

اس مرض کے لئے ایک نفع بخش مرکب

تخم انجرہ، غاریقون، نہر ایک ۱۴ گرام، بسباسہ ۷ گرام وشحم حنظل ۸۷۵ ملی گرام لے کر حنظل کو باریک کاٹ کر ۵ ر ۳ گرام مغز چلغوزہ میں اچھی طرح ملائیں۔ جملہ ادویہ کو عرق بادیان میں ملاکر معجون بنائیں اور اس معجون سے ۵ ر ۷ گرام کھلاکر تازہ عصارۂ بادیان چند گھونٹ پلائیں۔ اس سے اگر خاطر خواہ نفع حاصل نہ ہو تو ۵ ر ۳ گرام معجون کا اضافہ کریں۔ اور عصارۂ بادیان کے چند گھونٹ پلائیں۔ دوا کو روکنے کے لئے ادویہ مسہلہ کے استعمال کی عادت کو پیش نظر رکھیں۔ روئی کے فتیلہ کا ایک سرا ناک میں داخل کرکے اچھی طرح گدگدا کر چھینکیں لانے کی کوشش کریں۔ نتھنوں کے اندر سے دو تین بال اکھیڑ لئے جائیں۔ اور دونوں قدموں کو قطران، میعہ سائلہ یا کندر کی دھونی دیں۔

سرسام حار کا بیان

سرسام کو برسام بھی کہتے ہیں۔ بہت سے متقدمین نے یہی اصطلاح استعمال کی ہے۔ سرسام ایک عرض ہے جو دیگر امراض اور ان کے اسباب کے نتیجے میں واقع ہوتا ہے جب یہ عرض بذات خود قرار پکڑ لے تو اس کے علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے اسباب یہ ہیں کہ خلط لاذع کے بخارات معدہ سے اوپر کی جانب چڑھتے ہیں۔ یا لاذع حمیات میں تیز بخارات سر کی جانب صعود کرتے ہیں سورج کی تمازت سے یا ان اسباب سے جو شدید احتراق پیدا کرتے ہیں یہ عرض لاحق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ عرض قرار پکڑ لے اور مستقل رہنے لگے تو علاج کی حاجت پیش آتی ہے۔ اگر اس مرض کی مدت زیادہ طویل نہ ہو تو بغیر علاج کے صرف اسباب کے رفع کر دینے سے مرض بھی زائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صرف روغن گل مکرر جسے اچھی طرح کنوئیں میں رکھ کر ٹھنڈا کیا گیا ہو متواتر سر پر لگانا کافی ہوتا ہے اور اس سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ دھوپ کی شدت اس مرض کا سبب ہو۔ لیکن اگر اخلاط ناریہ یا اخلاط حارہ کے بخارات (جو معدہ سے صعود کرکے دماغ تک پہنچتے ہیں) اس کے اسباب ہوں تو علاج مذکور سے برسام کی شفا اور خاتمہ ممکن نہیں ہے، اول معدہ کی تبرید کرلی جائے۔ کیونکہ جب معدہ کی فضا میں ایسی خلط موجود ہو جس کی وجہ سے تکلیف دہ بخارات کی پیدائش ہو رہی ہو تو اس صورت میں قے کرانا ضروری ہے۔ کبھی اسباب کے رفع ہو جانے سے یا ان اسباب سے بچنے سے یہ عرض (برسام) بھی زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اترنے والے شدید حمیات میں حرارت ناریہ کے سبب سے یہ مرض حادث ہو تو تبرید مزاج ضروری ہے۔ اگر حمی عفونت کی وجہ سے لاحق ہو اور مریض کو ادویہ باردہ استعمال کرادی گئی ہوں تو اگر تم اسقلبیوس یا اس سے زیادہ فاضل ہو جاؤ تب بھی تمہارے لئے ممکن نہیں ہے کہ بخار کی شدت کو توڑ سکو۔ دوا حرارت طبعیہ سے تحلیل نہیں ہوتی بلکہ بالمادہ فعل اولیٰ سے اثر کرتی ہے۔ لیکن جب وہ کسی واسطہ مثلاً مفتحات سدد، مقطعات اخلاط، معاون نضج ادویہ کے ذریعہ سے یہ عمل ہو تو یہ ممکن ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی ادویہ کے افعال حرارت غریزیہ کو پورے طور پر محفوظ رکھتے ہیں۔ اور حرارت عفونیہ کی بیخ کنی کرکے علاج شافی کا کام دیتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ عمل بالمادہ فعل اولیٰ کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ ادویہ تفتیح سدد اور تقطیع اخلاط کی وساطت سے اثر کرتی ہیں۔ جب غیر عفونی حمیات کی حرارت عرضیہ کی دوائے مبرد کے ذریعہ اصلاح کرنا مقصود ہو تو درجہ ثانی کے آخر سے زیادہ تجاوز نہ کیا

جائے۔ یہ آخری قابلِ اعتماد بات ہے۔ بالخصوص جس سلسلۂ مرض کا ہم بیان کر رہے ہیں اس کے لئے ہمارا طریق علاج یہی ہے۔ سرکہ جب کسی دوا میں مخلوط کیا جاتا ہے تو اس کی لطافت دوا کی تاثیرات کو آخری سرے تک پہنچا دیتی ہے یعنی اس کے بغیر پہنچانا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا جو دوائیں طبعاً بارد المزاج ہیں یا جو بالفعل بارد ہیں اس قسم کے امراض میں استعمال کی جائیں اور وہ دوائیں جو فی نفسہ اپنی طبیعت کے اعتبار سے بارد نہیں ہیں ان کو جب تک کنویں میں لٹکا کر ٹھنڈا نہ کر لیا جائے اس کے مزاج پر ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔ یا ان کو ٹھنڈی ہوا میں ٹھنڈا کر لیا جائے۔ اگر سرکہ انگوری میں پوست کدوئے شیریں کا عصارہ ایک چوتھائی کی مقدار میں شامل کر لیا جائے اور پارچے کو اس میں تر کر کے مریض کے سر پر رکھا جائے تو مرض کی شدت میں نفع ہوتا ہے۔ یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ دماغ طبعی طور پر بارد المزاج ہوتا ہے۔ مزید برودت اگر اس پر طاری ہو جائے تو دیگر اعضا کے مانند اس کو تصور نہیں کرنا چاہیئے۔ جب برودت کے غلبہ سے شدید عوارض لاحق ہوں تو تبرید میں زیادتی نہ کریں۔ عصارۂ گلاب دو چند عصارۂ ککڑی کے ہمراہ سرکہ انگوری چوتھائی لے کر جَو کا ستو اس طور پر محلول کریں کہ حریرہ کی طرح ہو جائے پھر مریض کو پلایا جائے یہ مفید دوا ہے اور اچھی غذا ہے۔ اور اس میں استحالہ بھی دیر سے ہوتا ہے۔

اگر سرسام اختشار بطن کے کسی مرض کے سبب سے عارض ہوا ہے تو مذکورہ بالا طریقہ علاج سے اس کے رفع کرنے کی جدوجہد بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ جب تک اس کا سبب باقی رہتا ہے کسی نوعیت کا علاج کارگر ثابت نہیں ہوتا اگر سرسام کا مرض کسی ورم ظاہر کے سبب ہو اور ابتدائے مرض میں فصد کرنا ترک کیا گیا ہو تو مقام ورم پر فوراً ادویہ محللہ لگانی چاہئیں۔ مثلاً بابونہ، تخم کتاں اور آرد جو۔ نیز ان ادویہ محللہ کے ہمراہ گل سرخ بقدر ضرورت مخلوط کر کے مقام ورم پر لگائیں۔ اگر ورم تحلیل ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ علاج کامیاب ہو گیا۔ اگر ورم میں پیپ پیدا ہو جائے تو اس کو نشتر لگا کر اچھی طرح صاف کر لینا چاہیئے۔ اور اس کے بعد ادویہ منضجہ کے ذریعہ نضج دینا چاہیئے مثلاً علک کی ٹکیہ کو بھیڑ کی سری کے پکائے ہوئے پانی میں گوندھ کر باندھیں۔ سرسام کی شدت میں ورم کے ختم ہونے کے بعد سکون ہو جاتا ہے۔ اگر اندر کی ساختوں میں تورم ہو تو اولاً فصد کرائیں بعدہٗ ادویہ مذکورہ سے اس کے تحلیل اور ردع کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لئے پرسیاؤشاں اور بیخ قرصعنہ استعمال کرائیں۔ اطبّار بیان کرتے ہیں کہ اسطوخودوس اس مرض میں عجیب و غریب عمل کرتا ہے۔ اس کا بیان حمیات اورام ظاہرہ و باطنہ کے ابواب میں عنقریب کیا جائے گا۔ غذا میں بختہ آش جو میں چپاتی کو چور کر کے حریرہ کی صورت میں اور جَو کا ستو پانی کے ساتھ یا چپاتی کو بار بار پانی سے دھو کر استعمال کرائیں۔

سرسام بارد کا بیان

سرسام بارد سوءِ مزاج بارد یابس کی وجہ سے عقل میں خلل و فتور ہونے کا نام ہے جو دماغ میں مستحکم ہو جاتا ہے۔ جس طرح سایہ انسان کے ساتھ لازمی ہے اسی طرح لاغری سرسام بارد کے مریض میں لازمی ہے۔ روغن بادام کا سر پر لگانا سوءِ مزاج بارد یابس میں تعدیل پیدا کرتا ہے۔ اور مریض کی حالت سدھر جاتی ہے۔ نیز اگر کان اور ناک میں روغن بادام شیریں قطور کیا جائے اور آب نیم گرم شیریں سے حمام کرایا جائے، خوف سے دور رکھا جائے مکمل راحت و سکون اور پُر کیف ماحول میں رکھا جائے۔ عورتوں سے اجتناب کرایا جائے (مجامعت سے پرہیز کرنا) گل گاؤزبان

سیب اوران سے مشابہ چیزوں کی خوشبو سونگھائی جائے تو نفع ہوتا ہے۔ ان تدابیر کے علاوہ بارد و یابس خلط کا استفراغ کرائیں اور اس مقصد کے لئے بسفائج تازہ لیکر مرغ کے پتلے شوربہ میں جوش دے کر پلائیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ بوڑھے مرغ کی تمام ہڈیوں کو نکال کر اچھی طرح کوفتہ کرکے اس میں شیریں پانی اور عمدہ زیتون کا تیل اور کسی قدر نمک اور ہرا دھنیا شامل کرکے پکائیں۔ پھر مل چھان کر پتلا شوربہ حاصل کرلیں۔ اس میں ۳۵ گرام بسفائج تازہ اتنا باریک کوٹا ہوا ہو کہ اس کی قوت شوربے میں شامل ہو جائے ملادیں۔ اور اس کو نہار مُنہ پلائیں۔

اگر اس علاج سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ دوا مریض کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس صورت میں جن مسہلات کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ان کو استعمال کرکے خلط سوداوی کا اسہال کرائیں۔ امید ہے کہ مذکورہ بالا تدابیر علاج اس مرض کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

جنون کا بیان

دماغ کے سوءِ مزاج کا سبب وہ بخارات ہیں جو دماغ کی طرف چڑھتے ہیں جس کے نتیجے میں جنون اور خیالات فاسدہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا سبب سوءِ مزاج بارد بھی ہوتا ہے اور اگر اس کا سبب سوءِ مزاج حار ہو تو مریض درندگی اور لوگوں پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ حرارت کے ساتھ یبوست بھی شامل ہوئے۔ جب سارے بدن میں سوءِ مزاج حار بہت زیادہ ہوتا ہے اور غلیان خون ہوتا ہے تو جنون، سعار (دیوانگی) کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ سوءِ مزاج حار سارے بدن میں عمومی طور پر اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ جوہر قلب میں سوءِ مزاج نہ لاحق ہو جائے۔ جب اس مرض کی مدت دراز ہو جائے تو مریض پانی سے دور رہنے لگتا ہے۔ اس کے بعد موت واقع ہوتی ہے۔ یہ مرض تمام حیوانات میں لاحق ہوسکتا ہے۔ زیادہ تر اس میں درندے اور کتے مبتلا ہوتے ہیں نیز یہ مرض گھوڑے اور خچر کو بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ میرے والد رحمۃ اللہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک خچر کو یہ مرض لاحق ہوا تھا اس خچر پر ایک آدمی کو کاٹ کھانے کی فکر سوار ہوئی۔ آدمی اس سے بھاگنے لگا اور ایک تنگ اور چھوٹے کمرے میں داخل ہوگیا اس خچر نے کمرہ کا دروازہ کھول کر اس کو ٹکر ماری وہ شخص مردہ حالت میں باہر نکالا گیا۔ یہ مرض ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے دشمنی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سعار (دیوانگی) والا جب اپنے ہی نوع کے کسی فرد کو یا کسی دوسرے انواع کے حیوانات کو کاٹتا ہے تو ان میں سعار حسب استعداد مزاج کے اعتبار سے کچھ عرصہ بعد یا بہت جلد ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ مذکورہ سوءِ مزاج ان میں عارض ہو جاتا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ بانس بہ نسبت موٹی لکڑی کے جلد جل جاتا ہے۔ اور زیت بھی اپنے مزاج اور جوہر کے اعتبار سے سدا بہار پودے کے مقابلے میں آگ سے جلد مستحیل ہو جاتا ہے۔ یعنی ان میں حرارت کو قبول کرنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔ یہی حال مریض جنون کا ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ مسعور (دیوانہ) کے قارورہ میں جبکہ مرض انتہا کو پہنچ جائے تو کتّے کے پلّے کے مانند باریک اجزاء دکھائی دیتے ہیں لیکن جب ان کو کپڑے سے چھان لیا جائے تو نہ تو ان کو آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی ان کا نشان باقی رہتا ہے اور بوتل میں پانی کو دوبارہ ڈال دیا جاتا ہے تو ایک گھنٹے کے بعد واضح طور پر دوبارہ وہی شکل نظر آنے لگتی ہے۔ اس قسم کے امور ممکن تو ہیں لیکن اس کی صداقت پر کوئی دلیل نہیں ملتی۔ لہٰذا اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے کیونکہ جو شئے پس پردہ ہوتی ہے اس کی وضاحت

نہیں ہوتی اس پر یقین کرنا ضروری بھی نہیں ہے۔ اور اگر جوہر دماغ میں سادہ یبوست کے باعث سوءِ مزاج لاحق ہو تو اس وقت برے وساوس اور افکار، آہ و بکا مریض پر طاری رہتے ہیں۔

سوءِ تخیل

جوہر دماغ میں کسی قسم کا نقصان لاحق ہونے کی وجہ سے بصارت میں خرابی اور تخیلات فاسدہ عارض ہوتے ہیں ایسا اکثر بوڑھے لوگوں میں ہوتا ہے۔ یہ قدرتی طور پر واقع ہوتا ہے۔ (جس کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا) اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ جوہر دماغ میں نقص کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے تو تشنج میں سوءِ تخیل کا ہونا ضروری ہوتا۔ اور بچپن میں اس کا زیادہ تر واقع ہونا ضروری ہوتا۔ بچپن میں ذہن کی عمدگی اور بینائی کی صحت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ بہت زیادہ بوڑھے اشخاص کے ذہن ختم ہو جاتے ہیں۔ اور بچوں کے مقابلے میں ان کی بصارت دانت گرنے سے پہلے جاتی رہتی ہے۔
اور بعد میں ان کی رائے میں انتشار اور پراگندگی واقع ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جس طرح بوڑھے اشخاص کی نظروں میں قلت جوہر کے باعث خلل واقع ہوتا ہے۔ اسی طرح بچوں کے جوہر دماغ میں اختلاط کی وجہ سے اکثر بینائی تحلیل ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے جوہر دماغ استعداد رکھتا ہے کیونکہ ان کے جوہر دماغ میں چپک اور نمو ہوتا ہے۔ جیسا کہ معدہ میں غذا چپکدار بن جاتی ہے۔
اور اس حالت میں وہ عمدہ طبعی رطوبات، رطوبات فضلیہ کے افراط کے ساتھ نمو کے لئے ایک تیاری کی حالات ہوتی ہے۔ اس لئے (بچوں میں) نیند زیادہ اور لمبی ہوتی ہے۔ اور وہ بہت تھوڑے وقت کے لئے بیدار رہتے ہیں ان کی ناک میں اور سارے بدن میں بہت سارے فضلات از قسم رطوبات مجتمع ہوتے ہیں۔ بہر حال، بچہ حالت طفل سے گذر کر عاقل اور بولنے کے قابل درجات تک پہنچتا ہے اور یہ تکمیل کا درجہ ہوتا ہے اور جس طرح بچوں کے اعضا اپنی جسامت اور قد و قامت کے اعتبار سے مکمل نہیں ہوتے ان کی عقلیں کما حقہ مکمل نہیں ہوتیں ہیں۔ بلکہ بالغ و عاقل افراد کے نسبت کمزور ہوتی ہیں پھر مزاج اور عمر کے ساتھ ساتھ عقلیں پختہ ہوتی جاتی ہیں۔
سوائے چند باتوں کے کرنے یا نہ کرنے کی قابلیت سے عقل پختہ ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ عموماً ایسے اشخاص ہوتے ہیں جن میں بینائی کی تیزی تجربات اور مشق میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ بوڑھوں کے جوہر دماغ میں جب نقصان لاحق ہوتا ہے اور بطور مرض یہ خیالات فاسدہ کا باعث ہوتا ہے تو اس سے شفا ناممکن ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ مریض کو ان غذاؤں کو جاری رکھنے کی ہدایت کریں۔ بادام شیریں مقشر اور شکر کو خمیری روٹی کے ساتھ کھلائیں۔ اطبا کا خیال ہے کہ تغذیہ بخش اشیاء سے جوہر دماغ بڑھتا ہے۔ اس طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ خشک کشمش کا گودا جگر کو بھی تندرست و توانا بناتا ہے۔ اس طرح جوہر دماغ کا نقصان زیادہ تر دماغ کے جزء مقدم میں ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح بوڑھے اشخاص کے تخیلات بھی مختل ہو جایا کرتے ہیں کبھی سوچ و فکر میں خلل کی انتہا وسط دماغ میں نقصان کے باعث واقع ہوتی ہے بعض اوقات بوڑھے اشخاص کے مؤخر دماغ میں نقصان کے باعث حافظہ اور یاد داشت میں بہت زیادہ خلل واقع ہو جاتا ہے۔ بہت زیادہ بوڑھے ہونے کی صورت میں سارے جوہر دماغ میں نقصان سے یہ مرض علاج پذیر نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ بادام شیریں اور شکر استعمال کرانے کے باوجود جوہر دماغ کا نقصان زائل نہیں ہوتا۔
مریض کے سر پر روغن بادام شیریں ۱۰ حصے کو روغن مصطگی چار حصے کے ساتھ مخلوط کر کے لگائیں کیونکہ اس قسم کے اعضاء شریفہ قوت بخش اجزاء سے خالی ادویہ کے متحمل نہیں ہوتے ہیں۔ اگر چہ سبب مرض یا سبب کے تابع عرض یا دونوں ان قوت بخش ادویہ کے

استعمال میں مانع ہوں پھر بھی ان ادویہ کو ضرور شامل کر لیا جائے۔

علاج کی ابتدا سر کے اس حصے سے کرنی چاہیئے جس میں آفت شدید ہو اور اسی جانب اپنی پوری توجہ صرف کرنی چاہیئے۔ دماغ کے تینوں حصے اپنے مخصوص مزاج کے اعتبار سے جلد متاثر ہوتے ہیں کھوپڑی کی ہڈی کی کثافت کی وجہ سے ہوا جوہر دماغ تک بہت کم پہنچ پاتی ہے۔ کیونکہ کھوپڑی کی ہڈی کا جوہر غلیظ اور بہت مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کھوپڑی کی ہڈی ہلکی بھی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خشکی کے اثرات وہاں باآسانی پہنچ جاتے ہیں۔ دماغ کے جزء مقدم کے اوپر کی ہڈی ہلکی ہوتی ہے۔ اور جزء موخر کے مانند ہڈیوں کی درزیں بہت زیادہ متصل نہیں ہوتیں۔ نیز مقدم دماغ تک ہوا استنشاق (درون تنفس) کے ذریعہ تیزی سے پہنچتی ہے اور اس کے علاوہ خشکی بھی بسرعت لاحق ہوتی ہے۔

دماغ کا جزء اوسط

دماغ کا جزء اوسط با اعتبار کمیت زیادہ ہوتا ہے۔ جس طرح جزء مقدم میں ہوا داخل ہو جاتی ہے اس میں داخل نہیں ہوتی نیز اس کی مضبوطی اور کھوپڑی کے درزوں میں اتصال دماغ کے جزء موخر کے مانند نہیں ہوتا۔ لیکن اس حالت میں خشکی کا لاحق ہونا دشوار ہوتا ہے تمام دانتوں کے اندر دماغ کے اجزاء کا کوئی نہ کوئی حصہ اور بحیثیت مجموعی تمام اجزاء ہوتے ہیں۔ ان میں بھی اس قسم کا نقصان ہو سکتا ہے۔

علاج: اس کا علاج اگرچہ شیخوخت کے زمانہ میں دشوار ہوتا ہے لیکن اکثر بوڑھے لوگ بھی اچھے ہو جاتے ہیں لہٰذا دماغ کے جس جزء میں نقصان لاحق ہو اس کا علاج کریں اور جب نقصان سارے اجزائے دماغ پر حاوی ہو جائے تو اس کی جانب علاج کے سلسلے میں توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جب سر کی ہڈیوں میں کثافت پیدا ہوتی ہے تو اس جزء کے جوہر دماغ تک ادویہ کی رسائی بمشکل ہو جاتی ہے۔ بعض ادویہ کے پہنچنے اور نفوذ کرنے میں بہت تاخیر ہوتی ہے۔ اور جب اجزاء مسام دار اور پولے ہوتے ہیں تو ادویہ کی رسائی جوہر دماغ تک تیزی سے ہوتی ہے۔ ادویہ مذکورہ جو کم مقدار میں کیوں نہ ہوں اور اپنی سرعت نفوذ کے لحاظ سے اگرچہ خفیف ہی کیوں نہ ہوں بہر حال اس مرض کے لئے کافی ثابت ہوتی ہیں۔

دماغ کے بطن مقدم کے گرد رطوبت حادث ہونے کا بیان

اطباء کہتے ہیں کہ اس مقام پر رقیق رطوبت عارض ہوتی ہے۔ بالخصوص جبکہ دماغ کے گرد بطن مقدم میں بدبودار رطوبت مجتمع ہو جاتی ہے۔ اس کے باعث مریض کا ذہن مختل ہو جاتا ہے۔ سر اوپر اٹھانے میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اور کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا اگر گفتگو کی جائے تو اس اختلاط ذہن و فکر کے ساتھ بدقت جواب دیتا ہے اس کی اکثر گفتگو غیر معقول ہوتی ہے یعنی بے عقلی کی ہوتی ہے۔

ایک شخص کو میں نے اس حالت میں دیکھا ہے کہ اس کو علاج سے نفع نہیں پہنچا بالآخر وہ اس مرض سے مر گیا۔ یہ مرض زیادہ تر عام آدمیوں کو لاحق ہوتا ہے۔ عوام ایسی بکری جس کو یہ مرض لاحق ہو گیا ہو "مطوریہ" کہتے ہیں۔ اس امر کا اطباء نے تجربہ کیا ہے کہ بکری کے سر پر عمل کئی (داغنے) سے نفع ہوتا ہے۔ اس سبب سے معالج حضرات خلل دماغی کے مریضوں کو داغنے (کئی) کا

عمل کرتے ہیں۔ جس سے بیشتر لوگوں کو مضرتیں لاحق ہوتی ہیں۔ عموماً جن کو خلل دماغی حرارت یا یبوست کی وجہ سے یا ہردو سبب سے لاحق ہو یا جوہر دماغ میں نقصان لاحق ہونے سے عقل میں فتور واقع ہوتا ہے۔ بہرحال اس مرض میں عمل کئی (داغنا) بلاشبہ طبی قیاسات کے لحاظ سے دماغ کا نافع ہے۔ کیونکہ اس سے رطوبت مذمومہ خشک ہوکر تقریباً باہر کی طرف جاذب ہو جاتی ہے۔ اگر بہی کی جڑ کے عصارہ کا مریض کو سعوط کرا یا جائے تو نفع بخش ثابت ہوگا۔ نیز وہ جملہ اشیاء جن کو اطباّء بطور سعوط استعمال کراتے ہیں مثلاً عصارۂ چقندر اور عصارۂ قثاء الحمار وغیرہ جن کا تذکرہ ہو چکا ہے استعمال کریں۔ علاج کا سلسلہ کچھ دنوں تک برابر جاری رکھنے اور عمدہ اور تغذیہ بخش غذائیں استعمال کرانے سے مرض رفع ہو جاتا ہے۔ لیکن رطوبت مذمومہ خشک ہو جاتی ہے یا خارج ہو جاتی ہے۔ یا تحلیل ہو جاتی ہے۔

سدر کا بیان

اخلاط مراریہ (خلط صفراوی) کے بخارات حادہ عروق ضوارب (پھڑکنے والی رگیں یا شرائین) کے ذریعہ دماغ تک صعود کرکے اس کو بھر دیتے ہیں۔ تو نتیجہ میں سدر عارض ہو جاتا ہے۔ ان بخارات سے دماغ کے پر ہو جانے سے روح میں غیر معتدل حرکات عارض ہو جاتی ہیں۔ ایسا اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ عروق ضوارب خلقی طور پر وسیع ہوں ایسے مریضوں میں شریان خلف الاذن میں نشتر لگانے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ عروق ضوارب جو شبکیہ عجیبیہ میں پائی جاتی ہیں ان میں جب ان بخارات کا صعود ہوتا ہے تو شرائین کا کسی قدر ہی انقطاع مفید ہوتا ہے۔ (شرائین خلف الاذن کے علاوہ) تمام شرائین میں انقطاع ہوتا ہے تو قطع شریان سے کسی قدر نفع حاصل ہوتا ہے۔ معالج کو کاہو کی سبزی کے ذریعہ مزاج میں تبرید عام پیدا کرنی چاہیئے۔ یا اسی مقصد کے لئے عصارۂ انگور خام میں ستو گھول کر پلایا جائے بشرطیکہ مریض کا معدہ بہت ہی ذکی الحس نہ ہو یا صرف پانی میں ستو گھول کر پلائیں۔ یا صرف خالص پانی پلائیں۔ اگر اس میں عرق گلاب ملا کر استعمال کرائیں تو یہ بہترین علاج ثابت ہوگا۔ مریض کو لکڑی اور کھیرے کے گودے کھلائیں اس کے علاوہ دیگر میوہ جات ہرگز نہ دیں۔

بخارات صفراویہ کے معدہ سے دماغ کی جانب صعود کرنے کے باعث بھی کبھی سدر واقع ہوتا ہے۔ یا معدہ میں ایک سے زائد اخلاط کے متعفن ہو جانے کی وجہ سے بھی سدر لاحق ہوتا ہے۔ جس سے بخارات ردیہ معدہ سے صعود کرکے دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ ان اقسام سدر کا علاج سہل ہے۔ ہلیلۂ زرد، سقمونیا، گل بنفشہ کے خیسائدہ سے اخلاط حادہ کا استفراغ کرائیں۔

معدہ سے خلط صفراوی کے استفراغ کے لئے حسب ذیل مرکب دوا استعمال کرائیں

درخت انجیر کے دودھ سے جمائے ہوئے دہی کو اچھی طرح متھ کر چھاچھ (مٹھا) نکال لیں۔ ۵۰،۷ ملی لٹر مٹھے میں ہلیلۂ زرد نیم کوب ۳۵ گرام گل بنفشہ ۵ر۷ا گرام ایرسا خشک ۵ر۷ا گرام شامل کرکے شب میں بھگو دیں۔ صبح کو مل کر صاف کرکے اس کا خیسائدہ تیار کرلیں۔ اور ۵ر۸۷ ملی گرام سقمونیا خوب اچھی طرح اس میں مخلوط کرلیں۔ شربت مصطگی و شربت سیب ۵۰ ملی لٹر ملا کر نہار منہ استعمال کرائیں۔ جب تک مرض رفع نہ ہو اس کا استعمال جاری رکھیں۔ اگر اس سے خاطر خواہ نفع نہ ہو رہا ہو تو چند گھونٹ مٹھا اور ملا دیں۔ افاقۂ مرض کے بعد بھی ادویہ مسہلہ استعمال کرائیں۔ غذا میں خمیری روٹی دہی یا انگور خام کے ساتھ مرغ کے چوزے یا بکری کے بچے یا جوان مرغیاں ہلکے مصالحہ کے ساتھ پکا کر شوربہ

ے ساتھ دی جائے اس کی مونث اقسام کا استعمال اس قسم کے مریضوں کے لئے مذکر اقسام سے بہتر ہے۔ لیکن ان میں افضل اور اچھے وہ ہوتے ہیں جن کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ نیز جو کا ستو سادہ پانی کے ہمراہ بھی نفع مند ہوتا ہے۔ اگر معدہ میں اخلاط کے تعفن سے بخارات پیدا ہو جانے کی وجہ سے یہ مرض عارض ہوا ہو تو صرف ایارج فیقرا چھاچھ کے ہمراہ استعمال کرانا کافی ہے۔ اور صبر زرد بھی چھاچھ میں ملا لیا جائے تو اچھا ہے۔ اگر ان ادویہ میں غاریقون مخلوط کر کے استعمال کرائی جائے تو عمدگی بڑھ جاتی ہے۔

معدہ میں شاذ ہی اخلاط متعفن ہوتے ہیں۔ لیکن جب کبھی یہ صورت حال ہو تو اس کے نتیجہ میں مُنہ میں بدبو ہو جاتی ہے۔ اور ہونٹ پھٹ جاتے ہیں نیز کبھی جو ہر دماغ میں دفعتاً حرارت لاحق ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خوف و دہشت کے عالم میں یا ذہن جب کسی معاملہ میں دفعتاً کام کرنے لگتا ہے تو روح نفسانی میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور شدید حرکت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ اس طـــرح کی نامناسب حرکت کا صدور پہلے نہیں ہو رہا تھا اور اب شروع ہو گیا ہے نتیجہ میں سدر کا مرض عارض ہو جاتا ہے۔

عام طور سے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کسی سخت حادثے کے اچانک واقع ہونے کے معاً بعد سدر عارض ہو جاتا ہے اگر اس طرح کا سدر عارض ہو جائے تو جن مشروبات کا اُوپر ذکر کیا ہے ان کے استعمال کے ذریعہ عمومی یعنی سارے بدن کے مزاج میں تبرید پیدا کی جائے ساتھ ہی گل سرخ کثرت سے سنگھایا جائے نیز تازہ ریحان کی کلیاں جو شاخ پر لگی ہوئی ہوں اور مرکی عرق گلاب میں مخلوط کر کے سنگھائیں۔ جس سے مرض دفع ہو جائے گا۔

صداع بیضہ خوزہ کا بیان

یہ ایک شدید درد ہے۔ جس سے پہلے اکثر صداع مزمن واقع ہوتا ہے۔ یہ درد زیادہ تر دوروں کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہ دورے زیادہ دیر تک جاری نہیں رہتے۔ درد کی شدت کی وجہ سے مریض زوردار آواز کا سننا برداشت نہیں کر سکتا کان کی طرف آنے والی عصب سماعت کے سبب سے یہ کیفیت لاحق ہوتی ہے۔ اس درد کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ یہ امر باعث تعجب نہیں ہے کیونکہ جب کسی عضو میں کسی طرح کی تکلیف لاحق ہوتی ہے تو شدید آواز سننے سے درد کا احساس عضو میں زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آواز کی دھمک والی ہوا عضو ماؤف تک پہنچتی ہے۔ اور مریض عضو کو جھٹکنے لگتا ہے۔ جس سے درد زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ اس امر سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہوا بھی بذات خود اس عضو کے توسط سے یہ فعل انجام دیتی ہے۔ دوسرے ہوا خود بالقوی حسّاس ہوتی ہے۔ اور بالفعل کسی حسّاس شے کی محتاج ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ موقع جب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بالکل حسّاس ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے اس امر کی پوری وضاحت کی ہے اور اس کو بصارت کا سبب قرار دیا ہے جبکہ دوسرے اطباء نے اس خیال کی مخالفت کی ہے لیکن طبیب، بہ حیثیت ایک طبیب کے جالینوس پر اعتماد کرتا ہے۔ جس شخص کو اس نوعیت کے درد کی شکایت ہو وہ بہت تیز اور چمکدار روشنی میں آنکھیں کھول کر دیکھ نہیں پاتا اس کا سبب یہ ہے کہ جس طرح سماعت کی حس والا عصب آواز کو دماغ تک پہنچاتا ہے اسی طرح تیز اور چمکدار روشنی بھی عصب مجوفہ دماغ تک پہنچا دیتا ہے چونکہ اس وقت دماغ ماؤف ہوتا ہے اس لئے اس

میں درد ہوتا ہے۔ نتیجہ میں درد کی کیفیت دونوں آنکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اب اس امر کی جستجو باقی رہتی ہے کہ کس عضو کے سبب سے درد کا احساس ہوتا ہے۔ بلا شبہ درد کھوپڑی کی غشائے محیط میں ہوتا ہے یا دماغ کی اغشیہ میں ہوتا ہے۔ دماغ کی اغشیہ کا درد شدید تکلیف دہ ہوتا ہے۔ درد والا مریض آواز اور روشنی کو بہت کم برداشت کر پاتا ہے۔

اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ درد کی حقیقی صورت حال کیا ہے۔ تو یہ بات واضح ہے کہ حساس جسم میں کسی نوعیت کے تفرق اتصال واقع ہونے کے باعث یا ایسی حالت جس کے عرصہ تک لاحق ہونے کے باعث عضو کے احساس کو برابر اذیت پہنچتی رہی ہو، درد واقع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نقص اتصال واقع ہوتا ہے۔ اس نقص اتصال کا سبب یا تو کٹ جانا یا عضلات کا مجروح ہو جانا یا خشک ہو کر ٹوٹ جانا ہوتا ہے یا بغیر کسی سبب بادی کے صرف بدن کے داخلی سبب سے ہی درد واقع ہوتا ہے۔ بدن کے داخلی اسباب جو تفرق اتصال کا باعث ہوتے ہیں ان میں بہت زیادہ کھینچاؤ بھی ایک سبب ہے جو یا تو امتلاء کے سبب سے یا ریاحی بخارات کے سبب سے ہوتا ہے۔ بخارات کے بارد القویٰ ہونے کی صورت میں درد شدید ہو جاتا ہے۔ کیونکہ برودت کی صورت میں لطیف جوہر درد پیدا کرتا ہے یا بخارات کا جوہر جب لطیف ہو جائے تب بھی یہی صورت حال ہوتی ہے۔ لہٰذا جب دونوں حد سے زیادہ ہو جاتے ہیں تو نقص اتصال پیدا کرتے ہیں۔ جیسا کہ خارجی سبب سے ہوتا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ ہر جسم جلنے کی وجہ سے اُوپر کی جانب کھینچتا ہے تو نقص اتصال پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی جسم پر ناقابل برداشت جوہر حاد اکال کا تسلط قائم ہو تو اسی طرح کا نقص اتصال دیکھا جاتا ہے۔ جب جلد کو شدید کھٹاس والے سرکہ میں کچھ عرصہ تک تر رکھا جائے تو اس میں نقص اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور جلد پھٹ جاتی ہے جن حالات کے تحت جسم سرعت سے نقص اتصال پر آمادہ ہوتا ہے وہ مزاج ہے۔ خواہ وہ مزاج طبعی ہو یا عارضی طور پر غیر طبعی ہو گیا ہو کیونکہ جب جسم پر شدید طور پر یبوست کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ بآسانی کھینچاؤ سے پھٹ جاتا ہے اور جب رطوبت کا شدید اور قوی غلبہ ہو تو اس وقت خفیف کھینچاؤ سے نقص اتصال آسانی سے ہو جاتا ہے۔ جب برودت کا غلبہ اتنا ہو جائے کہ وہ انجماد اور صلابت پیدا کرے تو تھوڑے سے کھینچاؤ سے نقص اتصال واقع ہوتا ہے۔ اور جب حرارت کا اتنا شدید غلبہ ہو کہ جوہر میں ہلکا پن پیدا ہو جائے تو اس وقت بھی نقص اتصال آسانی سے ہو جاتا ہے۔

نقص اتصال کے اسباب دردیہ حقیقتاً شدید تمدد یا اکال اشیاء ہوتی ہیں جو ساخت ــــــ کو کھینچتی ہیں۔ مثلاً ثافسیا اور خردل دونوں کی حرارت بھی جسم میں نقص اتصال کی استعداد پیدا کرتی ہیں نیز یہی لطافت کے باعث دشواریاں پیدا کرتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تاکل واقع ہوتا ہے اور نقص اتصال ہو جاتا ہے۔ سرکہ میں باوجود اس کے کہ مزاج میں برودت غالب ہے پھر بھی تفرق اتصال کی یہی صورت حال ہم دیکھتے ہیں اور جالینوس کے قول سے اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ مشکیزہ اور طنابوں کو منقطع کر کے جو نقص اتصال کا باعث ہوتا ہے کبھی جمود سے بھی نقص اتصال میں سرعت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جمود کھینچاؤ پیدا کرنے والے سبب کا خادم ہوتا ہے۔ مثلاً شمع (موم) اور قار (قیر یا تارکول) جبکہ یہ دونوں جامد ہوں جب کبھی ہم ان کو کھینچتے ہیں اور ان کو ایک دوسرے پر مارتے ہیں تو یہ چھوٹے چھوٹے اجزاء میں آسانی سے منقطع ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ اپنی طبیعت (مزاج) پر باقی رہتے ہیں ایک مزید ٹوٹ پھوٹ کو پہلے کی طرح قبول نہیں کرتے۔ یہ درد حساس

ذکی الحس جسم میں کھینچاؤ والے امتلاء کے سبب سے قحف کے اندر استر کرنے والی غشاء میں لاحق ہو جاتا ہے۔ یا غشاء دماغ میں واقع ہوتا ہے یا ان دونوں میں سے ہر ایک میں ہوتا ہے۔ اور جب یہ حرارت بالقوی بخارات باردہ سے تعلق رکھتی ہے تو درد بہت ہی شدید ہوتا ہے اور جب بخارات لطیف ہوتے ہیں تو بھی درد شدید ہوتا ہے یہ درد وہاں پہنچنے والے تیز بخارات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بہر حال یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حار اشیاء کے سبب سے لاحق ہونے والا درد سوزش پیدا کرتا ہے اور لذع کی حدت کے احساس کو آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ الغرض باردہ کے سبب سے جو درد ہوتا ہے اس میں مریض طبعی طور پر اشیائے مسخنہ کے استعمال سے راحت کا احساس کرتا ہے اور درد کے ساتھ تاکل جیسی سوزش کا احساس مریض کو نہیں ہوتا ہے وہ درد جو بخرہ حادہ غلیظ کے ساتھ ہوتا ہے اس درد کا سبب لذع ہوتا ہے۔ علاج دو باتوں پر مشتمل ہے۔ ایک تو یہ کہ اچھی غذا دیں اور دوسرے یہ کہ مختلف اغذیہ کے ملانے سے پرہیز کریں۔

امتلاء مواد کے سبب سے ہونے والے درد میں مریض درد کے ساتھ گرانی محسوس کرتا ہے۔ اس طرح کے درد میں موسم عمر، مقام اور مزاج کے اعتبار سے فصد کرانا نافع ہے۔ جس طرح بخارات باردہ کے سبب سے ہونے والے درد میں تسخین بدن سے خصوصی طور پر نفع ہوتا ہے مثلاً شربت اسطوخودوس وغیرہ کے پلانے سے۔ اسی طرح حار بخارات کے سبب سے پیدا ہونے والے درد میں عرق گلاب دیں۔ اس کے ساتھ ہی تھوڑے سے عرق گلاب میں بقدر ضرورت اسپغول مسلم شامل کر کے لعاب کا استعمال کرانا نافع ثابت ہوتا ہے۔

اطباء اسپغول مسلم پیسنے اور سفوف کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس بحث کا یہاں موقعہ نہیں ہے کہ ان کی رائے صحیح ہے یا غلط۔

امتلاء کے سبب ہونے والے درد کا بیان اُوپر کیا جا چکا ہے۔ جب خلط دموی کے سبب سے امتلاء ہو رہا ہو تو پہلے فصد قیفال کی جائے جیسا کہ کہا جا چکا ہے نیز دونوں شریانوں میں سے کسی میں بھی فصد کرنا یا قطع کرنا مضر نہیں ہے۔ لیکن یہ امر بھی جاننا ضروری ہے کہ فصد کے لئے شگاف کرنے کے بعد اس کا بند ہونا آسان نہیں ہے۔ لہٰذا فصد کرتے وقت کوئی بھی دوا جو اس قسم کے خون کو روکے تیار رکھنا چاہیئے۔ مثلاً خرگوش کے بالوں کو سفیدی بیضۂ مرغ، کندر اور صبر زرد کے محلول میں اچھی طرح لتھیڑ کر مقام فصد پر رکھ کر باندھ دیا جائے یہاں تک کہ از خود دوا اور بتی خشک ہو کر علیٰحدہ ہو جائے۔

مرہم گل ریحاں گل ریحاں مساوی الوزن اسپغول مسلم کے ہمراہ سحق بلیغ کر کے عرق گلاب میں گوندھ کر مرہم تیار کریں اور مقام فصد پر رکھ کر باندھ دیں۔ نیز یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ شریان قطع کرنے کے بعد اس کے دونوں سروں کو ریشم کے دھاگے سے باندھ دیا جائے تاکہ نزف الدم نہ عارض ہو لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ عمل قطع نمایاں ہو۔ اگر مریض کے بدن میں خلط بلغمی کے ساتھ خون کے غلبہ کا یقین ہو تو معتدل ریاضت کرائیں۔ مجفف ادویہ جو مائل بہ حرارت ہوں دیں۔ جیسے کبوتر اور گوریاں، بغیر خمیر کی روٹی، مچھلیوں، ثرید اور سادہ پانی سے احتراز کرائیں۔ جب پانی پلانا ہو تو اس میں قدرے شہد یا شکر یا رب انگور حل کر کے نیم گرم پلائیں۔ اگر مرض کا سبب بخارات حادہ ہونے کا یقین ہو تو ظاہر ہے کہ شریان کو واضح طور پر کاٹیں۔

اور مریض کو ہر گرم چیز سے بچائیں۔ غذا میں مرغ کے مادہ چوزوں کا شوربہ کدوئے شیریں کے ہمراہ پکاکر استعمال کرائیں۔ کدوئے شیریں کو پہلے پکائیں۔ بعد میں اس کے پانی میں چوزے ملاکر اچھی طرح پکاکر پختہ کرلیں۔ پھر کدو ہی کھلائیں۔ انار شیریں یا ترش کے سرکہ میں کدوئے شیریں پکائیں اور استعمال کرائیں۔

گل ریحان، گل سرخ یا صندل کی خوشبو مریض کو سنگھائیں۔ درخت انجیر کے دودھ سے جمائے ہوئے دہی کی چھاچھ پلاکر استفراغ بدن کرائیں۔ ۵۰۰ ملی لٹر چھاچھ اور ۸۷۵ ملی گرام سقمونیا استفراغ بدن کے لئے کافی ہے کئی دن کے وقفہ کے بعد جب مریض کی تھکان ختم ہوجائے مسہل کا اعادہ کرائیں۔ درد کے مقام کے بارے میں اب بیان کیا جاتا ہے۔

اگر مریض ہڈیوں میں درد کی شکایت کرتا ہے تو ہڈیوں میں یا تو قطعی حس نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو غلیظ سی ہوتی ہے۔ دونوں صورتوں میں ہڈی میں ایسے درد کا ہونا محال ہے۔ جس میں بے چینی ہو۔ جالینوس کی رائے خصوصاً دانتوں کے بارے میں اسی طرح کی ہے اور جو بات ظاہر اور قابل یقین ہے وہ یہ ہے کہ ہڈیوں اور خصوصاً دانتوں میں حس موجود ہوتی ہے۔ اور احساس مکدر نہیں بلکہ عمدہ ہوتا ہے۔

بہرحال میرا خیال یہی ہے کہ ساری ہڈیوں میں کچھ نہ کچھ حس ضرور ہوتی ہے اور بہت سے ماہرین طب کا بھی یہی خیال ہے کہ دانت میں کسی عصب کی موجودگی ہی سے حس پائی جاتی ہے۔ جو احساس کرنے والے کے عضو میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن جن اطبا نے یہ دیکھا کہ ہڈیوں میں کوئی عصب منقسم نہیں ہوتا ہے تو وہ اس کی نفی کرتے ہیں۔ لیکن کیا صورت حال فی الواقع یہی ہے کہ عصب میں دماغ سے قوت احساس اور کبد سے قوت غاذیہ نہیں پہنچتی ؟ پس اگر ہڈیوں میں حس نہ ہو کیونکہ بالوں کی طرح اعصاب باریک ورقیق صورتوں میں منقسم ہوکر وہاں نہیں پہنچتے تو یہ امر لازم آتا کہ ہڈیوں میں نہ تو تغذیہ ہوتا ہے اور نہ نمو اور نہ اپنی ذات کے لئے غذا ہضم کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہڈیوں کے جوہر میں بالوں کی طرح وریدوں کی کوئی تقسیم نہیں ہوتی ہے۔ اور روح طبعی کی قوت روح نفسانی کی قوت سے زیادہ شدید نہیں ہوتی ہے بلکہ روح نفسانی بذات خود بہت زیادہ قوی ہوتی ہے یہ مشاہدہ ہے کہ جب تک ہڈیاں زندہ جسم میں رہتی ہیں ان کے جوہر میں کسی قسم کا تعفن عارض نہیں ہوتا ہے خواہ کریوں (غضاریف) کی شکل میں ہی کیوں نہ پائی جاتی ہوں لیکن جب رشتہ حیات منقطع ہوجاتا ہے تو کریاں اور بچوں کی ہڈیاں جلدی متعفن ہوجاتی ہیں۔ البتہ بعض اوقات متعفن نہیں بھی ہوتی ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں تعفن لاحق نہ ہونے اور محفوظ رہنے کی کیا وجہ ہے ؟ اس امر میں بہرحال کوئی شک نہیں ہے کہ رشتۂ حیات قائم رہتا ہے تو ان ہڈیوں کی حفاظت کا سبب روح حیوانی ہوتی ہے۔ اور روح حیوانی کے باعث تنفس اور نسیم کا سلسلہ تمام اعضا تک شرائین سے پہنچتا ہے۔ اور یہ وہاں پہنچ کر منقسم ہوجاتے ہیں۔ جیساکہ وریدوں کے قریب ہونے کی وجہ سے ہڈیاں قوت غاذیہ کو قبول کرتی ہیں۔ اس سے یہ بات لازم ہوگئی کہ ہڈیاں اعصاب کی مجاورت کی وجہ سے حس کو قبول کرتی ہیں اور اس میں یبوست کا بہت زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔ اور اس کی حس غلیظ اور بہت ضعیف ہوتی ہے۔

جیساکہ دیکھا جاتا ہے کہ دیہات میں رہنے والوں کے ایڑی کی جلد (کھال) حس سے بالکل خالی نہیں ہوتی۔ نیز اس کے علاوہ دوسرے حیوانات کے بعض اعضا میں بھی قوت حس پائی جاتی ہے لیکن اس میں ضعف اور تکدر رہتا ہے۔ اگر اس میں کا کچھ

حصہ کاٹا جائے تو درد نہیں ہوتا لیکن پھر بھی کاٹتے وقت لمس کا سا احساس ہوتا ہے۔ ہڈیاں بہر حال جلد کے مقابلے میں بہت زیادہ سخت اور خشک ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان میں حس بھی بہت غلیظ اور ضعیف ہوتی ہیں۔ جیسے جیسے ہڈیاں زیادہ سخت اور زیادہ خشک ہوں گی تو اس کی حس بھی زیادہ پوشیدہ اور کمزور ہوتی جائے گی۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہڈیوں میں خفیف حس کی موجودگی دوسرے اعتبارات سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کوتاہ گردن اشخاص کو عام طور سے کہتے ہیں کہ اس کی گردن ہی نہیں ہے۔ یا کم سوجھائی دینے والے اشخاص کو کہتے ہیں اس کی بینائی ختم ہے۔ حالانکہ اس قول میں صداقت کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ لیکن قیاس اور حالات کے اعتبار سے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ میرے ذاتی ادراکات ہیں۔ اس سلسلے میں جو بھی حقائق میرے سامنے آئے ہیں وہ صرف قیاسات پر ہی مبنی ہیں۔

حقیقتاً صورت حال یہ ہے کہ میں علم تشریح میں پوری طرح مہارت نہیں رکھتا ہوں لیکن پھر بھی اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے اور یہ بات مردوں کے اجسام سے حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں حس کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا البتہ زندوں میں یہ بات ممکن ہے لیکن زندوں پر یہ تجربہ انتہائی دشوار ہے، کسی ہڈی کو یہ تمیز کئے بغیر کہ وہ کون سی ہڈی ہے اس حال میں کاٹیں کہ وہ گوشت اغشیہ اور جلد سے ڈھکی ہوئی ہو کیونکہ ان ساختوں میں حس قوی ہوتی ہے تو ہڈی میں کمزور حس موجود ہوگی یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ جب دو درد ہوں تو قوی درد ضعیف درد کو مکمل طور پر چھپا دیتا ہے۔

بقراط کا بھی یہی قول ہے کہ شدید درد ساتھ والے ضعیف درد کو چھپا دیتا ہے۔ بہر حال ہڈی کی حس بہت ہی خفیف ہوتی ہے۔ پس یہ کیوں پوشیدہ نہ ہوگی جبکہ اس کے ساتھ ذکاوت حس ہڈیوں تک پہنچ ہی نہیں پاتی ہے حتیٰ کہ وہ کٹ بھی جاتی ہے بہر نوع امور مذکور بالا کا تعلق شکوک مسائل سے ہے اس وجہ سے اس سلسلہ میں جتنے دلائل بھی میں نے تحریر کئے ہیں وہ باہم متعارض واقع ہوتے ہیں۔

صداع شقیقہ کا بیان (آدھا سیسی کا درد)

شقیقہ کا لفظ عام طور سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سر کے درد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ مریض سر کے اندر گہرائی میں اس درد کا احساس کرتا ہے لہٰذا مقام درد کو تشخیص کرنے کے لئے سر کا بغور معائنہ کرنا چاہئے۔ گاہے صرف دماغ کی خارجی غشاء میں ہی درد ہوتا ہے گاہے دماغ کے اوپر لپٹی ہوئی غشاء میں درد ہوتا ہے۔

یہ مرض، مرض بیضہ خوزہ سے مختلف ہوتا ہے۔ کیونکہ خصوصی طور پر مرض شقیقہ کی ایک ہی قسم ہوتی ہے۔ بہر حال شقیقہ یا تو ریاح حار سے ہوتا ہے یا امتلاء کے سبب سے عارض ہوتا ہے۔ ریاح کی صورت میں تمدد موجود ہوتا ہے اور مرض کا حملہ اچانک ہوتا ہے بخارات جس خلط کی حدت سے تحلیل ہوتے ہیں اس کی سوزش مریض محسوس کرتا ہے اور امتلاء مواد کے سبب سے عارض ہونے والے شقیقہ میں گرانی محسوس ہوتی ہے اور بعض مریضوں کی آنکھوں اور چہرے پر سرخی بھی ہوتی ہے۔

بعض اوقات صرف معدہ کی خلط سے تیز بخارات سر کی جانب صعود کر کے شقیقہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس وقت مریض درد کے ساتھ چبھن اور سوزش بھی محسوس کرتا ہے۔

فصد کرنا اس میں نافع ہے۔ خصوصاً جب امتلاء کے سبب سے شقیقہ عارض ہو رہا ہو تو فصد کے ذریعہ بدن کی تبرید کی جائے نیز مریض کو مرغیوں کے چوزے اور انار شیریں کھلا کر مزاج میں تعدیل پیدا کریں۔ جو کا ستو اور آش جو پلایا جائے۔ ان اشیاء کے استعمال سے جن سے بخارات حارہ کی تولید ہوتی ہو مثلاً نبیذ اور پھلوں کے رُب وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ سیب شیریں اندرون بدن مستحیل ہو کر مزاج میں تبدیلی پیدا کر کے مضرت رساں ثابت ہوتا ہے۔

امتلائے مواد کی صورت میں صرف فصد کرنا کافی ہے۔ لیکن معدہ میں خلط حار کے سبب سے پیدا ہونے والے شقیقہ میں چونکہ خاص طور سے بخارات صعود کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ معدہ سے اس خلط کا اخراج کر دیا جائے۔ چاہے مسہلات کے ذریعہ کیا جائے یا بغیر مسہلات کے۔ مسہلات میں صرف ہلیلہ جات کا خیساندہ، تمر ہندی اور سقمونیا کا استعمال کرانا کافی ہے۔

اس کے لئے ایک مرکب نسخہ ہلیلۂ زرد، ہلیلۂ کابلی، ہلیلۂ ہندی، گل بنفشہ، گل نیلوفر ہر ایک ۲۵ گرام شب کو تیز گرم پانی میں اچھی طرح بھگو دیں صبح کو مل کر چھان لیں اور سقمونیا کا سفوف ۸۷۵ ملی گرام کا اضافہ کر دیں اور اس میں سکنجبین اور شربت پوست ترنج، شربت مصطگی ہر ایک ۲۵ ملی لٹر مخلوط کر کے استعمال کرائیں۔ اگر اتنی مقدار نا کافی ہو تو صاف کیا ہوا خیساندہ ۵۰ ملی لٹر اور تینوں شربت ہر ایک ۵ر۷ ملی لٹر کی مقدار میں مزید ملا کر استعمال کرائیں۔ دیگر ادویہ مسہلہ کے مانند اس کے استعمال کی مدت پوری ہونی چاہیئے۔

اس کے بعد عمدہ غذاؤں کا دائمی طور پر التزام کریں۔ جس سے معدہ کی رطوبت میں بتدریج تخفیف پیدا ہوتی ہے۔ بعد غذا پھلوں میں معتدل طور پر قابض اشیاء مثلاً ناشپاتی اور اس کے مشابہ پھل استعمال کرنے چاہئیں۔

سر اور اس کے اعضاء میں حادث ہونے والے امراض و اعراض کا ممکن حد تک اختصار کے ساتھ ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ آئندہ گردن میں حادث ہونے والے امراض کا بیان کیا جائے گا۔

امراضِ رقبہ

رقبہ (گردن) کی ترکیب مختلف اعضاء آلیہ یعنی متشابہ الاجزاء اعضاء سے ہوئی ہے۔

گردن چونکہ ایک عضو آلی ہے۔ اس لئے اس میں اعضائے آلیہ کے امراض واقع ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ متشابہ الاجزاء اعضاء پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر ایک عضو میں جو امراض ممکن ہیں مثلاً سدد، رض (کچلنا) فسخ (عضلہ کا کٹ جانا) خلع، تشنج، رعشہ اور تفرق اتصال وغیرہ اس میں واقع ہو سکتے ہیں۔

سدہ: وریدوں میں، اعصاب میں اور فی نفسہٖ نخاع میں عارض ہوتا ہے۔ سدہ کا طریقۂ علاج معلوم ہے کہ ادویہ ملطفہ کے ذریعہ تلطیف و تفتیح سدد کی جائے بدن کے تمام سددوں کے واسطے یہی علاج کافی ہے۔

گردن کے رض (کچل جانا) اور فسخ (عضلہ کا کٹ پھٹ جانا) کا علاج بھی عمومی طریقہ پر کریں۔ البتہ اگر گردن میں خلع

واقع ہو جائے تو دوسرے علاج کی جانب بھی توجہ کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اس وقت نخاع یا تو پھٹ جاتا ہے یا متورم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں پورے اسفل بدن میں یکایک استرخار لاحق ہو جاتا ہے۔ اگر استرخار کی کیفیت شدید ہوتی ہے تو فوراً موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کیفیت خفیف ہوتی ہے مثلاً مریض صرف درد کا احساس کرتا ہے تو درد کا مقام متورم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کے نصف حصے میں تورم ہوتا ہے تو بدن کے متورم جانب میں عام طور سے فالج حادث ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورت حال میں اگر مریض میں قوت برداشت ہو تو فوراً ہی فصد کرائیں اس کے بعد فوراً نیم گرم روغن گل میں صاف روئی اچھی طرح بھگو کر مقام درد کی تکمید کرائیں۔ اور اسی حالت تکمید میں ایک رات گذاریں۔ اس طریقہ علاج و تدبیر سے ورم تحلیل ہو جائے گا اور فالج جاتا رہے گا۔

فالج اور خدر کے متعلق زیادہ تر عوام اور بیشتر اطباء بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اس کا سبب صرف سوءِ مزاج بارد ہے حالانکہ حقیقت حال یہ نہیں ہے کیونکہ نہ صرف خدر بلکہ استرخار اور فالج اعتدال مزاج کے ساتھ بھی عارض ہوتا ہے ہاں البتہ انحراف حرارت بھی ہو سکتا ہے لیکن واقعی صورت حال یہ ہے کہ استرخار، خدر اور فالج میں سے ہر ایک کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ سوءِ مزاج بارد بھی ان میں سے ایک سبب ہے۔

تشنج الرقبہ (گردن کا تشنج) گردن میں تشنج کا حدوث اس طرح ہوتا ہے جس طرح جسم کے دیگر اعضاء میں ہوتا ہے۔ یہ تشنج دو طرح کا ہوتا ہے یا تو یبوست کے سبب سے ہوتا ہے یا رطوبت کے سبب سے۔ یبوست کے سبب سے واقع ہونے والا تشنج رفتہ رفتہ واقع ہوتا یا استفراغ مفرط کے نتیجہ میں اور رطوبت کے سبب سے ہونے والا تشنج اچانک واقع ہوتا ہے۔ رطوبت فضلیہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو اپنی طبعی حالت پر باقی رہتی ہے۔ اس سے اعصاب چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ دوسری رطوبت وہ ہے جو غلیظ بخارات میں تحلیل ہوتی ہے۔ اور اس سے تشنج واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مقامات جن میں بخارات پیدا ہونے سے پہلے اتساع واقع ہوتا ہے ان میں ابھی اتساع واقع ہی نہیں ہوتا کہ وہ رطوبت تحلیل ہو جاتی ہے۔

یہاں اگر کوئی اعتراض کرنے والا اعتراض کرے کہ جب رطوبت، بخارات میں تبدیل ہوتی ہے تو اس وقت درد ہونا ضروری ہے اور بغیر درد کے رطوبت تحلیل ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ جب بخارات بارد القویٰ اور متحرک نہیں ہوتے تو ان کے ساتھ درد بھی بہت کم ہی ہوا کرتا ہے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہلکی سی حار رطوبت، بہت کم درد کا باعث ہوتی ہے۔ بلکہ صرف بارد ہونے کی صورت میں درد ہوتا ہے۔ جب حار و لاذع رطوبت ہو تو اس قبیل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور مریض سوزش اور تاکل محسوس کرتا ہے۔ اگر یبوست کی وجہ سے تشنج حادث ہوا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ عام بدن اور ماؤف عضو کی خصوصیت سے ترطیب کریں۔ اگر رطوبت کی وجہ سے تشنج واقع ہوا ہو تو مسہلات مثلاً ایارجات وغیرہ کا استعمال کرائیں، روغن چنبیلی، روغن بابونہ اور روغن سوسن سے عضو ماؤف کی تدہین کرنا بہترین علاج ہے۔

اگر رطوبت تحلیل ہو کر بخارات بننے کے باعث تشنج لاحق ہو رہا ہو تو مادہ مرض کو خارج کرنے کی غرض سے مذکورہ بالا ادویہ استعمال کریں۔ پھر اوپر ذکر کیئے گئے روغنوں میں گل زوفا تازہ حل کر کے مقام ماؤف کی تدہین کریں۔

گردن کے رعشہ کا بیان

جملہ اعضائے جسم میں جس طرح رعشہ ہوتا ہے اسی طرح گردن میں بھی رعشہ ہوتا ہے۔ یہ مرض عضو کے بوجھ اور قوت کے درمیان غلبہ پانے کی کشمکش اور اپنے آپ کو باقی رکھنے کی قوت کے باعث لاحق ہوتا ہے۔ جو تمام حیوانات کے اعضاء میں پائی جاتی ہے۔ گاہے عضو کی کمیت غالب آجاتی ہے جس سے وہ نیچے کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ اور گاہے قوت غالب آتی ہے جس سے اوپر کی جانب عضو بلند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں کیفیتیں یکے بعد دیگرے واقع ہوتی ہیں۔ یا ایک ساتھ بھی ہو سکتی ہیں۔ اسی کو رعشہ کہتے ہیں۔ گردن کا حال یہ ہے کہ انسان کے سر کے بوجھ سے اگر اس کی قوت میں ذرا سا بھی خلل واقع ہوتا ہے تو اس میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ سر کا بوجھ جملہ اعضاء کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔

رعشہ یا تو کسی مرض کے بعد یا استفراغ بدن کے بعد ہوا کرتا ہے جس کا اولاً وقوع کسی سبب بادی کی بناء پر ہوتا ہے۔ وہ سبب بادی یا تو دماغ یا نخاع پر شدید برودت کی صورت میں ہوتا ہے یا سر پر کسی ضربہ (چوٹ) کی صورت میں واقع ہوتا ہے۔ نیز جب زخم اچھا ہو جاتا ہے تو بعض اوقات قوت نفسانیہ میں خلل لاحق ہو کر رعشہ واقع ہوتا ہے۔

خرگوش کی سری کا شوربہ زمانہ دراز تک (عادت ہونے تک) کھلانا ایک نفع بخش مجرب دوا ہے خرگوش کی سری کا عمل اللہ کی قدرت سے ہوتا ہے مزاج معلوم سے نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو رعشہ کی ایک قسم میں تو اس سے فائدہ ہوتا اور دوسرے اقسام میں فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا یہ عمل اس کے اسی جوہر خصوصی سے ہوتا ہے جس کو اللہ نے اس میں رکھا ہے۔ جس تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہے۔ یہی جوہر رعشہ کے تمام اقسام میں نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کے خواص سے گفتگو کی ہے۔ ان سب کا جاننا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ عقل انسانی محدود ہے فہم و ادراک مقدر ہے اس سے ہم تجاوز نہیں کر سکتے۔ جالینوس کا انداز زیادہ بہتر اور زیادہ صحیح تھا کہ جن امور کی واقفیت حاصل نہیں ہو سکی اس کے متعلق صاف طور پر اپنی عدم واقفیت کا اقرار کر لیتا تھا۔ اس سے زیادہ کون اس بارے میں کلام پر قدرت رکھتا ہے لیکن اس نے انصاف کو اختیار کرتے ہوئے اعتراف کر لیا ہے۔

اسی طرح اگر چہ پھیپھڑوں کے زخموں کی ادویہ دنیا میں موجود تھیں لیکن ہم ان سے ناواقف تھے۔ مثلاً بکریوں کے پھیپھڑوں میں جب کوئی آفت لاحق ہوتی ہے تو وہ اپنے گلے سے نکل کر باہر ایک گھاس چرنے کے لئے گشت کرنے لگتی ہیں۔ اور ان کے چرواہے باہم گفتگو کرنے لگتے ہیں کہ بکری دوائی گھاس چگ رہی ہے۔ بالآخر اس عمل سے اس کو مکمل صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ مصنف نے بکریوں کے پھیپھڑوں میں تفرق اتصال کی کیفیت کا معائنہ کیا ہے اس وقت تک اس کی کوئی دوا کسی کو معلوم نہیں تھی۔

رعشہ کے مریضوں کے لئے عمومی طور پر مقوی اعضاء اور خصوصی طور پر مقوی راس شربت تیار کر کے استعمال کرائیں۔ نیز روغنیات کی تدھین جاری رکھیں۔ اس میں ہرگز غفلت نہ برتیں۔

رعشہ کے لئے ایک مرکب شربت کا نسخہ

مجیٹھ، اسطوخودوس، پوست ترنج، باریک پوست پستہ ہر ایک ۳۵ گرام کندر ذکر، مصطگی، گل سرخ ہر ایک ۵ر۷ گرام، اصل السوس مقشر

سب ادویہ کا ایک چوتھائی (۵ر۵۶ گرام) تمام ادویہ کو نیمکوب کر کے سوائے مصطگی کے ساری ادویہ ۵ر۷ لٹر آب گرم میں ڈال کر شب کو بھگو دیں۔ صبح کو ۴۰۰ گرام خالص سونا ڈال کر خفیف آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب نصف پانی اڑ جائے تو اتار کر مل کر صاف کر کے ۵ر۲ لٹر شربت پوست ترنج شکری، ۵۰۰ گرام شہد خالص ۵ر۷ اگرام مصطگی پوٹلی بنا کر اضافہ کر کے دوبارہ آگ پر رکھ کر عمدہ شربت تیار کر لیں۔

مقدار خوراک: ۷۰ ملی لٹر شربت ۵ر۱۷ ملی لٹر پانی کے ہمراہ روزانہ پلائیں۔ ۵ر۱۷ ملی لٹر کے بجائے ۳۵۰ ملی لٹر تک بھی پانی لے سکتے ہیں۔ لوہے کی سلائی جس پر قطعاً میل کچیل نہ ہو گرم کرنے کے بعد جھاڑ کر صاف کر کے اس کو پانی میں ڈبو کر بجھائیں۔ سلائی کو نکال کر دوبارہ اسی طرح گرم کر لیں۔ اور باری باری اسی طرح پانی میں ڈال کر بجھاتے جائیں۔ جب پانی جل کر نصف مقدار یعنی ۵ر۱۷ ملی لٹر رہ جائے تو صاف کر کے شربت مذکور کے ہمراہ پلائیں۔ نیز سر کے پچھلے حصّے کی اور ساتھ میں پشت کے تمام مہروں کی خوشبودار روغن سے تدہین کریں۔ اگر یہ دستیاب نہ ہو تو روغن تج خالص میں ۵ر۳ ملی لٹر روغن بلسان ملا کر گردن پر تدہین کریں۔ اگر روغن بلسان دستیاب نہ ہو تو حسب ضرورت ۵ر۷ اگرام روغن خردل (جو اگرچہ فائدہ کے لحاظ سے کما حقہٗ اس کا بدل نہیں ہے) ملا کر تدہین کرائیں۔

معالج کو چاہیئے کہ مریض کے حالات، عمر، مزاج، موسم و مقام اور عادت کا بغور معائنہ کرے۔ لہٰذا اگر مریض جوان العمر ہو اور مزاج حار ہو یا وہ مقام مائل بہ حرارت ہو اور موسم گرما ہے۔ مریض تکان اور سفر کی حالت میں ہو تو ان جملہ حالات وعوارض کے تحت ادویۂ مذکورہ کے استعمال میں طبیب کو کمی بیشی کا اور اجزاء کی مقدار کی تبدیلی کا مکمّل اختیار حاصل ہوگا۔

یہ امر بھی اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ ان حالات میں دوا اور غذا کے احکامات جداگانہ ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم دوا کو مریض کے مزاج، سن، وقت، مقام اور اسباب مرض کے اعتبار سے منتخب کرتے ہیں۔ نیز ان ہی مذکورہ اعتبارات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم غذا کی تدبیر بھی کرتے ہیں۔ ان میں کسی جزء کو بھی بھولنا نہ چاہیئے۔ غذا جب مزاج کی شدید مخالف ہو تو مریض کے جسم سے علیحٰدہ ہو جاتی ہے۔ اور غذا مرض لاحق کرنے والے اسباب کا مقابلہ کر رہی ہو (تو قوت تغذیہ کے مدافعت میں صرف ہو جانے کے سبب سے) بدن اس سے تغذیہ حاصل نہیں کرتا۔ اور بدن کے فضلات کے ساتھ خارج ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مریض کی حالت کا بغور معائنہ کر کے اعتدالی صورت میں باقی رکھنا ضروری ہے۔ نیز مرض پیدا کرنے والی تدبیر کی بہت زیادہ مخالف غذا مریض کو نہیں دینی چاہیئے بوڑھا شخص جو طبعاً بارد المزاج اور وقت بھی ٹھنڈا ہو نیز مقام بھی سرد ہو اور ایسا شخص آرام طلب اور آسودہ حال ہو تو گرم اغذیہ دیتے رہنے سے اعضاء میں تغذیہ حاصل نہیں ہوتا۔

اگر کوئی معترض اعتراض کرتا ہے کہ شہد مزاجاً حار ہونے کے باوجود بوڑھے بارد مزاج شخص کے لئے کیونکر بہتر و افضل غذا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شہد کا مزاج حار ہے لیکن اس کی حرارت بہت زیادہ شدید نہیں ہوتی اس کی حرارت اتنی نہیں ہوتی کہ بدن کا جوہر اور اس کا مزاج اس سے متاثر ہو جاتے۔ اس کی حرارت تیسرے درجہ کی ابتداء سے تجاوز نہیں کرتی۔ اگر

شہد جلنے کے بعد تلخ ہو جائے تو بوڑھے شخص کے مزاج کے اعتبار سے نامناسب ہوگا، اور اس کے اعضاء کے لئے تغذیہ بخش بھی نہیں ہوگا، نیز چکھنے کے بعد تلخی محسوس کرے گا حالانکہ اس کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے اس کی شیرینی بالکل ہی زائل نہیں ہوتی۔ اگر جسم بڑھاپے کے باعث ایسا محسوس ہوتا ہے۔ بوڑھا شخص چونکہ جاندار ہے اس میں حرارت بالفعل ہوتی ہے اور شہد جاندار نہیں ہے اس میں حرارت بالقوہ ہوگی اس لئے بوڑھے کے اندر حرارت جاندار ہونے کی وجہ سے ظاہر ہوگی اور شہد میں جاندار نہ ہونے کی وجہ حرارت مخفی ہوگی۔ لہٰذا بوڑھے شخص کو بہت زیادہ حرارت والی اشیاء سے اچھی طرح غذائیت حاصل نہیں ہوتی اسی طرح نوجوان اشخاص جن کے اندر حرارت غایت درجہ پائی جاتی ہے۔ انہیں کاہو کے استعمال سے اعتدال پر لایا جا سکتا ہے اور اگر ان کو اس سے زیادہ مقوی دوائیں کھلانے کا ارادہ کیا جائے تو ان کے اعضاء و جسم کے منتخب حصّوں کو تغذیہ حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ مقوی غذائیں مرض پیدا کرنے والے اسباب کا مقابلہ کرنے والی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کا تجربہ اور مشاہدہ اس طرح ممکن ہے کہ اگر برگ یبروج الصنم اور اس سے مشابہ اشیاء ردی جائیں تو تغذیہ بالکل حاصل نہیں ہوتا۔ کاہو کے اندر اور بھی فوائد ہیں اور وہ یہ کہ اس کا جوہر غلیظ نہیں ہوتا۔ اگر اس کے اندر برودت شدید ہوتی ہے تو وہ جلد منفعل ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مریض کی عمر اور اعراض کے لحاظ سے ہونے والی صورت حال کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے معالج کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

گردن کے مہروں میں لاحق ہونے والے امراض

گردن کے مہروں کے مابین خلط لزج مخاطی کا جب انصباب ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں ایک مہرہ علیٰحدہ ہو کر اندر یا باہر کی جانب ہو جاتا ہے۔ جب مہرہ علیٰحدہ ہو کر بیرونی جانب ٹل جاتا ہے تو اس کی وجہ سے حرام مغز (نخاع) میں خرابی لاحق ہو کر درد واقع ہو جاتا ہے۔ اور داخلی جانب گھس جانے کی صورت میں مہلک ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تکلیف کے سبب سے مریض کو دم گھٹنے والی کیفیت لاحق ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ابتدائے مرض میں اگر طبیب اپنی توجہ صرف کرے اور اس خلط کا عمومی طور پر شحم حنظل اور مقل کے ذریعہ استفراغ کرائے تو مفید ہے۔ خلط لزج مخاطی کی تحلیل اور تخفیف کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے بسباسہ اور لونگ کو باریک سفوف کر کے مہروں پر ذرور کریں۔ مریض کو مرطوب اشیاء جن کو لوگ عادتاً استعمال کرتے ہیں نگلنے کی ہدایت کریں۔ مثلاً روٹیوں کے ٹکڑوں کو باریک کر کے لقمے بنا کر نگلا جائے۔ سر اور گردن جھکا کر مریض کو ایک دو بار چھینکیں لائی جائیں تو اس تدبیر سے مریض کو نفع حاصل ہوگا۔ بہتر علاج اس کے لئے سارے بدن سے خلط کا عمومی طور پر استفراغ کرانا اور خصوصی استفراغ کے لئے مویزج کا ایک ایک دانہ چبوائیں اور منہ میں جو رطوبت بلغمی آئے اس کو کھنکار کر تھوک دے۔ تو اس سے نفع ہوگا۔

نیز خلط کو تحلیل کرنے اور خشک کرنے کے لئے ذکر کردہ طریقے پر بسباسہ اور قرنفل استعمال کرایا جائے اور اپنے اصل مقام سے ٹلے ہوئے مہرہ کو نرمی کے ساتھ اس کے صحیح اور فطری مقام پر واپس لائیں اور ہلکی چھینک لانے والی ادویہ کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ مرض بذات خود خطرناک ہوتا ہے اور اس کے علاج کا وقت بھی بہت تنگ ہوتا ہے۔ لہٰذا علاج میں جلدی کرنا چاہیئے۔

گردن کے مہروں کا دائیں یا بائیں جانب ٹل جانا

گاہے گردن کے مہرے دائیں بائیں جانب ہٹ جاتے ہیں۔ ان حالتوں میں سے کسی بھی جانب مہروں کا ہٹ جانا شدید عوارض پیدا

کرتا ہے البتہ اگر بیرونی جانب تھوڑا سا ہٹ جاتا ہے تو بدن زیادہ ناگواری محسوس نہیں کرتا ہے لیکن اگر یہ زاویہ قائمہ کی شکل میں ہٹ جائے تو اس کے سبب سے مریض شدید تکلف محسوس کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں استرخاء ہوتا ہے۔ جس طرح کہ فقروں کی علیحدگی کی وجہ سے ذبحہ* ہوجایا کرتا ہے۔ اور کبھی اس وجہ سے تشنج بھی لاحق ہوجایا کرتا ہے۔ مہروں سے متصل کسی ضربہ، سقطہ یا تورم کی وجہ سے بھی مہروں میں انخزال واقع ہوتا ہے۔ بہرحال مہروں کے ٹل جانے کے سبب سے خراب عوارض پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مہرے ٹوٹ پھوٹ سے بالکل محفوظ ہوں تب بھی اعضاء میں صغر اور ضعف نمو پیدا ہوجاتا ہے۔ جس کی کیفیت درخت کی ایسی ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی طرح ہوجاتی ہے جو جدا نہ ہوئی ہو بلکہ مڑ کر ٹیڑھی ہوگئی ہو۔ نتیجہ میں نمو اس طرح ہوتا ہے کہ جس طرح کسی ہٹے ہوئے مہروں والے جسم کا نمو محدود ہوتا ہے۔

داخلی جانب دونوں مہروں کے ہٹ جانے کی صورت پہلے بیان کی جاچکی ہے۔ اب کسی ایک جانب انخزال کا تذکرہ باقی ہے۔ لہٰذا اس وقت جبکہ مہرہ کسی ایک جانب ٹل جائے لیکن وہ انخزال خفیف ہو تو اعضاء بہت کم ماؤف ہوتے ہیں لیکن اگر مہروں کا انخزال زیادہ ہو تو دوسری جانب تمدد لاحق ہونے کی وجہ سے اعضاء میں استرخاء پیدا ہوجاتا ہے۔ جب بھی مہروں سے تمدد پیدا ہوتا ہے تشنج لاحق ہوجاتا ہے۔ ان دونوں مذکورہ عوارض میں کسی ایک کا لاحق ہونا بذات خود مہلک ہے چہ جائیکہ دونوں عوارض ایک ساتھ پیدا ہوجائیں۔

میرا گمان ہے کہ استرخاء جب شدید ہو تو سینہ میں تنفس معدوم ہونے کی وجہ سے اختناق (دم گھٹنا) پیدا ہوکر موت واقع ہوجاتی ہے۔

جب ضربہ (چوٹ) عارض ہو تو اس کا علاج صرف یہ ہے کہ تورم کے خوف سے فصد کے ذریعہ استفراغ کرائیں۔ جس مواد کا انصباب ہوچکے اس کو تحلیل کرنا اور جن کا انصباب نہیں ہوا ہے ان کے روکنے کے لئے حفظ ماتقدم کی تدابیر اختیار کریں تاکہ مزید مواد کا انصباب نہ ہوسکے اور مقام ماؤف کو تقویت پہنچائیں۔ اس صورت میں روغن گل جس کو بار بار گل سرخ کے اضافہ کے ساتھ تیار کیا گیا ہو استعمال کرانا چاہئے۔ کیونکہ اس میں مادہ کو روکنے اور تقویت کی خصوصیات جمع ہیں۔ اگر مرض طول پکڑے تو روغن گل مکرر میں روغن سوسن یا روغن یاسمین جو بھی دستیاب ہو ملاکر اس کی قوت کو بڑھالیں۔ اگر مرض شدید ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ علاج بے حد دشوار ہے۔ اب تک گردن کے مہروں کا بیان چل رہا تھا۔ اب نخاع کا بیان آتا ہے کیونکہ نخاع بدن میں ایک لمبے تنے کے مانند ہوتا ہے جس سے تمام بدن میں حس و حرکت پہنچتی ہے اور یہ اعصاب کا منبع اور راستہ ہے۔

امراضِ نخاع

نخاع کا سوءِ مزاج بارد گاہے نخاع (حرام مغز) میں سوءِ مزاج بارد حادث ہوجاتا ہے۔ اس کا سبب یا تو طبیب کی ناواقفیت

---

* گلے کا درد یا گلا گھٹنا۔

سے کسی ٹھنڈی دوا کا غلط استعمال یا کسی بہت زیادہ برفیلے مقام پر سفر کرنے کے نتیجہ میں حرام مغز کے نچلے حصے میں خدر لاحق ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ۵ء۳ گرام روغن اخروٹ میں فرفیون ۵۰ ملی گرام حل کر کے استعمال کرانا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر روغن اخروٹ دستیاب نہ ہو تو روغن سوسن کو روغن زیتون میں ملاکر استعمال کریں۔ اور روغن بان کو روغن چنبیلی میں مخلوط کر کے استعمال کرانا بھی نافع ہے۔ اس روغن کی قوت طبعیہ میں قوت عرضیہ (حرارت) کا اضافہ کردیں تاکہ اس کے فعل میں بہتر طور پر سخونت (حرارت) پیدا ہو جائے پھر استعمال کریں۔ نخاع میں جو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں نخاع سے نکلنے والے اعصاب میں بھی یہ عوارض لاحق ہوتے ہیں یہ ممکنات میں سے ہے۔

میں نے ابوزکریا یحییٰ ابن یمور کے حکم پر انتہائی ٹھنڈے علاقوں میں سفر کیا۔ اثنائے سفر میں زوردار بارش دن بھر ہوتی رہی بارش کے ساتھ ٹھنڈی ہوائیں بھی چلتی رہیں۔ یہ ٹھنڈی ہوائیں شمال کی جانب سے آرہی تھیں۔ میرا بایاں قدم ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ پورا دن اسی حال میں گذرا دوسرے دن حس و حرکت کی تیزی جاتی رہی۔ میں اس کو واپس لوٹانے پر قدرت نہیں رکھتا تھا میں تنہا اپنی ران بھی نہیں اٹھا سکتا تھا میری حالت میں جتنی اصلاح کی کوشش کی گئی اتنی ہی حالت بگڑتی گئی مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے قدم اور رانیں سن ہو گئی ہیں۔ جب میں ابوعبداللہ بن عمر کی خدمت میں پہنچایا گیا تو حال یہ تھا کہ میں اپنے پیروں چل نہیں سکتا تھا لوگوں نے مجھے اٹھا کر ان کے پاس پہنچایا۔ نچلے مہروں سمیت ران پر روغن مجلوب کی مالش شروع کردی گئی جو میرے پاس موجود تھا۔ اس کو روغن بشام بھی کہتے ہیں۔ اتفاق سے میں نے ایک فالج کے مریض کا علاج شروع کیا تھا اس کے لئے یہ روغن بشام استعمال کیا کرتا تھا۔ ابن عمر نے بھی مذکورہ روغن کو میرے لئے مفید تجویز کیا ساتھ ہی سنکائی بھی کی گئی اللہ کا شکر ہے کہ اس تدبیر سے صبح ہونے تک خدر کی کیفیت رفع ہو گئی اور میں باہر نکلنے کے قابل ہو گیا۔ حقیقت میں اعصاب بمقابلہ نخاع کے مرض کو جلد قبول کر لیتے ہیں اس لئے کہ نخاع کے مقابلہ میں اعصاب کا جرم باریک ہوتا ہے۔ نیز نخاع کی حفاظت مہروں سے ہوتی ہے جس میں وہ بند ہوتا ہے اور محفوظ رہتا ہے۔ اگر نخاع کے اندر خلل واقع ہو تو اس کے نیچے لامحالہ تمام اعصاب میں خلل پیدا ہو جائے گا برخلاف اس کے کہ کسی ایک عصب میں یا بہت سے اعصاب میں خلل واقع ہو تو نخاع میں خلل نہیں ہوتا۔

نخاع کے متورم ہونے کا بیان

کبھی بذات خود نخاع میں اور کبھی ان غشاؤں میں تورم ہوتا ہے یہ تورم اخلاط کی چپکدار رقیق چیز سے ہوتا ہے نیز مرض پیدا کرنے والے اسباب کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہٰذا فصد کرنے میں جلدی کریں۔ اگرچہ مریض ضعیف ہی کیوں نہ ہو مریض کے ضعف کی وجہ سے خون کا اخراج کم کیا جائے۔ بعد ازاں مرض پیدا کرنے والی خلط کا ادویہ مسہلہ کے ذریعہ استفراغ کیا جائے ابتدائے مرض میں نیم گرم روغن گل کی تدہین کریں۔ اس کے بعد روغن سوسن، روغن گل یا روغن چنبیلی یا روغن اقحوان میں سے جو بھی میسر ہو ملاکر تدہین کریں۔ ان روغنیات میں کوئی قابل توجہ اختلاف نہیں ہے۔ طب ایک قیاسی اور استقرائی فن ہے جب اس میں طبیب تحقیق کرتا ہے تو صحیح باریک نکات پر پہنچتا ہے اور مریض کے ساتھ کسی قسم کی غفلت اور زیادتی نہیں ہوتی۔ طبیب بخوبی اس میں مہارت

رکھتا ہو اور اس کی عقل، علم پر حاوی ہو ور نہ کبھی اس خلل کے نتیجہ میں اس مرض سے مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

نخاع میں سدّہ حادث ہونے کا بیان

گاہے نخاع میں سدہ واقع ہو جاتا ہے۔ یہ سدّہ کسی خلط غلیظ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اگر نخاع کے کسی ایک جانب (شق) سدّہ ہو تو اس کے نتیجہ میں اس مقام کے نیچے بدن کے نصف حصّے میں استرخار ہوتا ہے۔ اگر مقام نخاع میں سدّہ ہو تو اس کے نتیجہ میں بدن کے اس پورے حصّے میں استرخار ہوتا ہے جو اس مقام سدّہ کے نیچے ہو الّا یہ کہ سدّہ کمزور جسم کا ہو تو حس حرارت میں دشواری واقع ہوتی ہے لیکن ادویہ مقطعہ و مفتحہ اور مدرات بول کے استعمال کے ذریعہ فائدہ پہنچانا طبیب کے لئے ممکن ہوتا ہے۔ مفتح و قاطع سے میری مراد وہ ادویہ معروفہ ہیں جن میں قوت جلا پائی جاتی ہے کیونکہ ہر مفتح اور قاطع دوار میں جلار موجود ہوتی ہے۔ حالانکہ ہر جالی دوار مفتح اور مقطع نہیں ہوتی ہے۔

شربت سکنجبین عنصلی جو چار گنا پانی میں تیار کیا گیا ہو عمدہ دوا ہے۔ اگر عود سوس (اصل السوس) کے پانی میں جوش دیا جائے تو سرکہ کی حدت کم ہو جاتی ہے خصوصاً اس کا جوہر بلا اثر ہو جاتا ہے۔ اور مریض کے لئے مفید ہے۔ بایں طور درج ذیل نوعیت کا اگر کوئی مرکب تیار کیا جائے جس میں ابرسا، غافث ، جعدہ اور اسارون ہر ایک ۵ر۳ گرام قنطوریون دقیق ۵ ۸۷ ملی گرام تخم خربزہ جملہ ادویہ کا نصف یعنی ۵ر۷ گرام عود سوس (اصل السوس) جملہ ادویہ کا چوتھائی ۵ ر۵ گرام شامل ہوں۔ ان ادویہ کو کوٹ کر پھر ۵۳۵ ملی لٹر پانی میں ملا کر ہلکی آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو اتار کر صاف کر لیں۔ اور شربت پوست ترنج و شربت اذخر ہر ایک ۳۵ ملی لٹر ملا کر سات یوم تا دس یوم پلائیں۔ اوّل تو یہی دوا ہی کافی ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس سے خاطر خواہ نفع نہ ہو رہا ہو تو خلط کے اخراج کی صورتیں اختیار کی جائیں۔ اس مقصد کے لئے مسہل ادویہ کا استعمال کریں مقل (گوگل) جاؤشیر سکبینج ہر ایک ۵ر۳ گرام شحم حنظل ۵ ۸۷ ملی گرام حنظل کو باریک قطع کر لیں۔ اور ۵ر۱۷ گرام مغز بادام میں ملائیں حنظل کے ہموزن کتیرا ملائیں۔ اور شربت سکنجبین میں جملہ ادویہ کو ملا کر معجون تیار کریں۔ چند گھونٹ پانی کے ساتھ ۵ر۱۷ گرام دوا استعمال کرائیں۔ اگر اتنی مقدار کم ہو تو زیادہ مقدار میں لیکر چند گھونٹ پانی کے ساتھ پلا دیں۔ اس کے استعمال کے بعد معمول کے مطابق مسہل استعمال کرائیں، اور جب افاقہ کلی حاصل ہو جائے تو روک دیں۔

پشت کے مہروں کی خصوصاً مقام ماؤف کی روغن کرسنہ (روغن مٹر) یا روغن ترمس ان میں سے جو بھی مل سکے مالش کرائیں۔ ان روغنوں کو الٹی جانب آہستہ آہستہ بہا کر لگائیں۔ اس سے سدّہ کھل جائے گا۔

سوء مزاج نخاع

نخاع جب دوسرے اعضار کے مانند طبعی مزاج سے ہٹ جاتا ہے، تو اس کو مزاج طبعی کی جانب لوٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن ایسی تدابیر کی زیادتی سے بچیں۔ ایسی ادویہ اور خصوصاً نخاع کے سوء مزاج کی ادویہ دوسرے درجہ سے تجاوز نہ کریں۔ مزاج کو لوٹاتے وقت کوشش اس بات کی ہو کہ دوسرے درجہ کی ابتدار سے لے کر تیسرے درجہ کی ابتدار کی ادویہ ہی استعمال ہوں۔ اس کے ساتھ اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ ادویہ مقوی ہوں اور اس میں خفیف قبضیت ہو۔ خوشبودار ادویہ بغیر کسی خوف و خطر کے استعمال کرائیں۔ اور اس سے احتراز نہ کریں۔ مریض کا معائنہ کرتے رہیں۔ باقی جو استعمال

ہو بہت ٹھنڈا یا زیادہ گرم نہ ہو اسی طرح ترطیب و تجفیف میں بھی اعتدال رکھیں۔

گردن میں حادث ہونے والے اورام کا بیان

گردن میں زیادہ تر سر کے قریب اورام واقع ہوتے ہیں۔ عام طور پر اس ورم کو جو مذکورہ مقام پر ہو خنازیر کہتے ہیں۔ اس کا سبب یا تو گاڑھا لیسدار بلغم ہوتا ہے یا ایسا گاڑھا بلغم ہوتا ہے جس کے مزاج میں خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ گو کہ وہ خلط سوداوی کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ ورم اسی چپکدار خلط سے جس سے وہ بنا ہے پک جاتا ہے یا مزاج کی حدت کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ بہرنوع اسی اعتبار سے اس کے تحلل میں جلدی یا دیری سرعت نضج یا تاخیر نضج سے واقع ہوتا ہے۔

بہرحال اس نوعیت کا ورم جب دکھائی دے اور اس ورم میں سرخی نمایاں نہیں ہے تو یقین کرنا چاہئے کہ اس بلغمی خلط میں حدت نہیں ہے۔ اور اگر ورم زیادہ صلب معلوم ہو تو یقین کرنا چاہئے کہ بلغم خلط سوداوی کی جانب مائل ہو رہا ہے اور جب چھونے میں وہ ورم نرم معلوم ہو تو جان لینا چاہئے کہ بلغم طبعی کی جانب اس کا زیادہ میلان ہو رہا ہے۔

پہلی صورت حال میں بابونہ، آردجو، گل سرخ، سرکہ میں گوندھ لیں سرکہ اگرچہ قاطع ہے لیکن پھر بھی وہ خلط کی مضرت کا دافع ہے کیونکہ یہ خلط حار کی تیزی اور غلیان کو روکتا ہے۔ اس لئے یہ خلط حاد کی صورت میں نافع ہے۔ اور اپنی تلطیف و تفتیح کے خواص کے ساتھ اس خلط کے لئے نافع ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا شربت سکنجبین آب اصل السوس کے ہمراہ یا جوشاندہ مویز ملا کر استعمال کرائیں۔ کیونکہ سکنجبین کی یبوست کی وجہ سے خلط کی غلظت بڑھنے سے محفوظ نہیں رہتی۔ اس کا لطیف حصہ خشک ہو جاتا ہے۔
اگر اس مادہ کو لوٹانے میں کامیابی نہ ہو تو محلل ادویہ مثلاً بابونہ، بیخ قرصعنہ، خرنوب الخنزیر، کے ضماد سے کام لیں۔ نیز دوسری بیماریوں سے نجات کے لئے حفظ ماتقدم کی تدابیر اختیار کریں۔ مدت دراز تک ضمادات لگانے کی حاجت پیش آئے تو مرطب دوائیں اس ضماد میں ملا کر استعمال کرایا جائے۔ نیز اس مقصد کے لئے گل گاؤزبان کا استعمال بہت کارآمد ہے۔ اور عصارۂ سیب بھی بہتر ہے۔ اگر ان ادویہ کا استعمال کرانے کے باوجود بھی تحلیل میں مدت درکار ہو تو مرض پیدا کرنے والی خلط باقی ہے۔ اور وہ تحلیل کو قبول نہیں کر رہی ہے۔ گویا پتھر جیسی ہو گئی ہے۔ عوام اس بات کو نہیں سمجھ پاتے جب ہم ان کو اس وقت جبکہ وہ اس حصہ میں بڑھے ہوئے فضلات کے خلط جوہر کے اخراج کا ارادہ کر رہے ہوں۔ شہد کا استعمال کریں کیونکہ وہ قاطع ہے۔ اس سخت ورم پر پانی ڈالتے رہیں۔ اسی طرح اطبّاء دوائے مرطب سے ان سخت اخلاط کو حل کرتے ہیں۔ اس مرطب کی وجہ سے جوہر ورم جو تحلیل ہوتا ہے وہ مسامات کے ذریعہ نفوذ کر کے خارج ہو جاتا ہے۔ اپنے معائنہ کے اعتبار سے مریض کو مسہل دیں۔ اور خلط غالب کا عام بدن سے استفراغ کرانے کا قصد کریں۔

اس قسم کے امراض میں فصد کرانے کی حاجت کم ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نوعیت کا ورم خلط حار اور خلط صفراء کے سبب سے کم ہوتا ہے۔ اگر ایسا کبھی ہوتا ہے جس کا اظہار بیان کی گئی علامات سے ہوتا ہے تو فصد کرائیں مریض کی قوت اور جملہ دیگر شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے استفراغ کرایا جائے۔

... مادہ کی آمد کو روکنے اور پھیرنے) میں اگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہو جس کی وجہ مریض کی عدم ملاقات

یا ایک سے زائد مرتبہ مریض نہ آئے یا کسی اور سبب سے مریض سے ربط نہ ہو سکے تو یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ ورم میں ضرور پیپ پڑ گئی ہے۔ لہٰذا ایسی تدابیر جلد از جلد اختیار کی جائیں جس سے مریض کو سکون و راحت مل سکے۔ مادۂ ورم کے اخراج میں کی تدابیر کریں۔ اگر مریض کا مزاج مرطوب ہے تو آٹے کے خمیر میں مکھن ملا کر ضماد تیار کر کے مقام ورم پر لگائیں۔ اگر مزاج میں رطوبت کم ہے تو گندم کی خمیری روٹی میں بھیڑ کی سری کا شوربا ملا کر ضماد تیار کر کے لگائیں۔ اگر چھونے سے ورم رطب محسوس ہو اور طبیب علم تشریح کا ماہر ہو تو اس ورم کے نچلے حصّے میں کسی لوہے کے نشتر سے اس طرح شگاف لگائیں کہ شریان یا رگ یا عصب کے کٹنے سے دائمی نقصان نہ ہو۔

لیکن اگر طبیب علم تشریح سے ناواقف ہو یا کم علم ہے تو حقیقت حال کا صحیح طور پر سمجھنا مشکل ہوگا خصوصاً چھوٹے اعضاء کا تشریحی علم ضروری ہے۔ لہٰذا کسی لوہے کے آلہ سے چھو کر ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

جس مقام پر ورم زیادہ ہو درج ذیل چیزیں لگائی جائیں۔ کبوتر کی بیٹ کو پائے کے پتلے شوربے میں ملا کر مرہم کی مانند تیار کر کے لگائیں، جبکہ مریض مرطوب المزاج اور کم سن ہو اور اگر مریض دیہاتی ادھیڑ عمر کا یا بوڑھا ہو تو کبوتر کی بیٹ کو صابن میں گوندھ کر لگائیں۔ اگر ان دونوں کے درمیان ہو یعنی ابھی ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کے درمیان تو کبوتر کی بیٹ کو پرانے گھی میں ملا کر لگائیں اس سے ورم پک کر پھٹ جائے گا۔ لطیف غذائیں دی جائیں۔ نیز مرغیوں کے چھوٹے چوزوں کا شوربہ بادام شیریں کے ہمراہ پکا کر گاڑھا کر کے روٹی، روغن زیتون اور قدرے نمک کے ہمراہ شروع ہی سے کھلائیں۔ یہ نفع بخش ہے۔ ایک کپڑے کی بتی شہد میں تر کر کے زخم کے منہ میں بھر دیں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح کی بتی مرہم نخلی میں جس کو روغن حب الصنوبر یا روغن گل میں حل کیا گیا ہو رکھیں۔ مریض کی عمر اور مزاج کے اعتبار سے اس کا استعمال کریں۔ زخم کا مُنہ جب چھوٹا اور تنگ ہوتا جائے تو اس فتیلہ کو بھی باریک اور چھوٹا کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ مکمل شفاء ہو جائے۔

گردن میں عارض ہونے والے تفرق اتصال کا بیان

دیگر اعضاء کی طرح گردن میں بھی ایک عضو کی حیثیت سے تفرق اتصال عارض ہوتا ہے۔ یہ تفرق اتصال یا تو کسی خارجی سبب سے ہوتا ہے یا ورم کے پھٹ جانے کے سبب سے۔ تفرق اتصال کے نتیجہ میں گردن میں بہت سے آفات لاحق ہوتے ہیں یہ آفت کبھی عصب راجع میں لاحق ہوتی ہے جس سے آواز میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حنجرہ اپنا فعل کما حقہٗ انجام دینے کے قابل نہیں رہتا ہے۔ نیز اس طرح نہیں کھلتا جس طرح کھلنا چاہیئے۔ نتیجتہً مریض کی آواز بیٹھ جاتی ہے جو ایک معذور شخص کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر کسی عصب کے قطع ہونے کی وجہ سے ایسا ہو جائے تو اس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر ورم کے سبب سے ہو تو ورم کے زائل ہونے کے بعد آواز بیٹھنے کی کیفیت بھی رفع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے رفع کرنے کی جو صورتیں بیان کی گئی ہیں مثلاً استفراغ بدن، ردع مواد اور تحلیل ورم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ان میں سے ہر عمل کا ایک موقع ہے۔ اگر سدّہ کی وجہ سے ہوا ہو تو استفراغ بدن کرائیں، پھر روغن شبت سے تحلیل کی کوشش کریں۔ خصوصاً تفتیح کے لئے مناسب دوا دی جائے نیز اس کے لئے جو ادویہ دی جائیں ان میں ہلکا سا قبض، عطریت اور تحلیل موجود ہونا چاہیئے۔ مثلاً روغن گل اس کو تین گنے

روغن شبت میں ملاکر سدّہ کے مقام پر تکمید کرائیں۔

اگر سبب سوءِ مزاج بارد ہو جو اعصاب میں؍ ان عضلات میں جن میں اعصاب پھیلے ہوتے ہیں واقع ہو۔ مثلاً برف یا بارش یا سرد ہوا کے ساتھ ہونے سے یا بارد دواؤں کا مقامی استعمال کیا گیا ہو تو اس کا علاج ادویہ مسخنہ کے ذریعہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا مرض پیدا کرنے والا سبب بارد ہے۔ اسی طرح جب مرض پیدا کرنے والا سبب بارد بالقوہ یا بارد بالفعل ہے تو ان دونوں وجوہات کی صورت میں مسخن دوائیں استعمال کرانی چاہئیں۔ برودت کے باعث اعصاب یا عضلات میں سختی پیدا ہو گئی ہو تو اس وقت مسخن دوائیں استعمال کرانی چاہئیں۔ مثلاً روغن شبت، روغن نرگس، شحم برک (مُرغابی کی چربی) اور اس کے ہموزن مُرغی کی چربی ملاکر گرم حالت میں ایک روئی تر کرکے سینکیں۔

یہ بات جان لینی چاہئے کہ عصب کے مانند ساختیں قدر و منزلت میں افضل ہوتی ہیں۔ اور ان کا جوہر نرم و نازک ہے یہ مرض پیدا کرنے والے اسباب سے مقاومت یعنی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرض پیدا کرنے والا سبب کافی قوت والا ہوتا ہے۔ اگر مرض کی قوت نے اپنا عمل دکھایا ہو اور مزاج کی تبدیلی باعث مرض ہو تو تعدیل مزاج کیا جائے اگر عضو کی قوت بحیثیت عضو باعث مرض ہو تو کمزوری کے سبب کو وہاں ہٹائیں یا تلف کر دیں۔

قدماء نے دانتوں کے متعلق بہت عمدہ اور بہتر رائے کا اظہار کیا ہے دانتوں کے لئے متضاد اشیاء کا یکے بعد دیگرے استعمال سب سے زیادہ مضرت رساں ہوتا ہے۔ مثلاً گرم کھانے کے فوراً بعد سخت ٹھنڈی اشیاء کا پینا یا اس کے برعکس صورت باوجود اس کے کہ دانت غلیظ جوہر کا حامل ہے۔ بمشکل سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو شک لاحق ہو گیا کہ دانتوں میں احساس بھی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ حالانکہ اس کے اندر احساس پائے جاتے ہیں کسی کو شک و شبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب یہ امر مسلّم ہو گیا کہ دانتوں میں احساس پایا جاتا ہے تو پھر رطوبت و جوہر کے نرم و نازک حصّوں میں جن میں اعصاب موجود ہیں کیوں کر احساس نہیں پایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں اطباء کا قول صحیح ہے کہ دانتوں کی تخلیق اور فطرت میں بذات خود یہ طریقہ موجود ہے تاکہ ان کے اندر حسن و چمک کے ساتھ ان کی فطری صلابت بھی قائم رہے۔

حار اغذیہ مریض کو دی جائیں۔ اور اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ اغذیہ حار بالقوہ ہونی چاہئیں۔ مثلاً گوریوں (چڑیاں) اور کبوتر وغیرہ کا شوربہ دیں۔ اگر موسم سرما ہو تو سیخ پر لگا کر اور ہانڈیوں میں ڈال کر گوشت کو بھون لیا جائے۔ یا کانجی کے خیساندہ کے ہمراہ یا اس میں پکا کر دیئے جائیں۔ یا روغن میں تل کر استعمال کرایا جائے۔ کیونکہ یہ اشیاء حار ہیں اور یہ دوا سے زیادہ غذائیت کا فعل انجام دیتے ہیں۔

انتفاخ لہاۃ (کوّے کی سُوجن) کبھی گردن کے اندرونی حصّہ او لہاۃ میں سُوجن واقع ہوتی ہے۔ ورم کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے۔ تاہم ضروری باتوں کے اعادہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دائیں ہاتھ کی ورید قیفال میں فصد کرانے کے بعد جس قدر ضرورت ہو خون کا استفراغ کرائیں۔ اگر لہاۃ شدید طور پر سرخ اور گرم محسوس ہو رہا ہو تو عرق گلاب میں بہیدانہ کا لعاب نکال کر قدرے شکر ملا کر گھونٹ گھونٹ کر پلائیں۔ اگر اس میں سرکہ اتنی مقدار میں

ملالیا جائے کہ ذائقہ میں کوئی خاص تبدیلی نہ آئے۔ تو یہ اور بھی نافع ہوگا۔ کوّے کی سرخی اگر بہت زیادہ نمایاں نہ ہو اور حرارت کی طرف میلان نہ ہو تو عرق گلاب میں قدرے رب توت ملا کر کے کلی کرائیں۔ بہتر یہ ہے کہ چھوٹے گھونٹ کے ساتھ پلائیں۔ یہ عمل مرض کے رفع ہونے تک مسلسل جاری رکھیں۔

لطیف غذائیں مثلاً مرغیوں کے چوزے کا پتلا شوربہ خمیری روٹی کے ہمراہ دیں۔ ورم کے حجم کے اعتبار سے فصد کر کے خون کا اخراج کرنا چاہیئے۔ اس مرض کی نوعیت چونکہ خطرناک ہے لہٰذا فصد کرانا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ فصد کے بعد مریض کو مضرت ہی کیوں نہ لاحق ہو۔ کیونکہ خون میں اخلاط ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کا فوری اخراج ضروری ہے۔ اس کے فصد کے نتیجے میں پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں جب عوارض نتیجتاً پیدا ہوں تو ممکن ہو تو مسہل دیں طبیب مسہل مریض کو دیکھ کر تجویز کرے۔ اس وقت مسہل سیال دیں۔ ہلیلۂ زرد، بنفشہ، تخم قرطم، تخم انجرہ اور اصل السوس ہموزن لے کر ان کا خیساندہ نکال کر پلائیں۔ خیساندہ جس پانی میں حاصل کریں اس پانی میں مصطگی کو اتنا جوش دیا گیا ہو کہ اس کی بو اس میں آنے لگے۔ بعد ازاں ان دواؤں کو دوبارہ خالص پانی میں ڈال کر اچھی طرح مل کر صاف کرلیں۔ جب اس کی بو اور ذائقہ میں کافی تبدیلی آجائے تو مل چھان کر نقوع نکال کر استعمال کرائیں۔ اس چھنے ہوئے حصّے میں شربت تمر ہندی یا شربت سکنجبین میں سے جو بھی دستیاب ہو اضافہ کریں۔ اس کا ایک حصّہ لے کر دس گنے پانی میں ملا کر استعمال کرائیں۔ مرض کے اختتام تک دواؤں کا استعمال جاری رکھیں۔

اگر لہاۃ میں سرخی زیادہ نہ دکھائی دے اور حرارت بھی واضح طور پر معلوم نہ ہو رہی ہو تو صرف نیم گرم سکنجبین میں دوچند سرکہ اور رب توت کا اضافہ کر کے چار گنے شیریں پانی میں ملا کر گھونٹ گھونٹ پلانا کافی ہے۔

مریض کے مزاج میں خشکی پیدا کی جائے چنانچہ خمیری روٹی بھنے چوزوں کے ہمراہ اور جو کے ستّو کا حریرہ جو ایک عمدہ اور صالح غذا ہے استعمال کرائیں۔

اگر لہاۃ کا رنگ بہت زیادہ بینگنی ہو اور اس کے اردگرد موٹائی محسوس ہو رہی ہو تو اختناق کے لئے یہ ایک خطرناک پیش خیمہ ہے۔ لہٰذا فصد کے ذریعہ خون کا اخراج کرائیں جس شخص کو یہ حالت پیش آئے گی۔ اس کا خون غلیظ اور سیاہ ہوگا اس صورت میں فصد کی جائے۔ اس سے اختناق پیدا کرنے والی ریح کا اخراج ہو جائے گا اس کے اخراج میں زیادتی نہ کی جائے بدن کے خلط سوداوی کے اخراج کے لئے لاجورد یا اس کا پانی۔ جتنے یوم تک اس کی موجودہ حالت کے اعتبار سے ضرورت ہو استعمال کرائیں۔ یا پھر بسفائج، افتیمون، خربق سیاہ میں ایسی ادویہ شامل کرلی جائیں جن سے ان کی یبوست ختم ہو جائے مثلاً عود سوس یعنی اصل السوس گل نیلوفر، اور گل بنفشہ، نیز مریض کی بے چینی کو رفع کرنے والی ادویہ ملالیں۔ مثلاً اسطوخودوس اگر سیب دستیاب ہو جائے تو مذکورہ دونوں مقاصد کے لئے نفع بخش دوا ہے۔

اگر خلط میں غلظت کی افراط ہے تو پھر ایسی ادویہ کا پلانا ضروری ہے جس کو شہد یا شربت سکنجبین میں شامل کر کے معجون تیار کیا گیا ہو خصوصاً جبکہ مریض ادھیڑ عمر کا ہو اور رنگ گندمی ہو رگیں وسیع ہوں، بدن پر بال بہت زیادہ ہوں حلق میں کسی چیز کے ہٹنے کا احساس اور انقباض ہو تو اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ مریض اختناق (خناق) میں مبتلا ہے۔

مریض اگر جوان العمر ہو، مزاج غیر سوداوی ہو بدن کا رنگ گورا ہو حلق کشادہ ہو تو اس وقت فتق (پھاڑنا) کی صورت اس طرح لاحق ہوتی ہے کہ مرض پیدا کرنے والی خلط بدن میں مثل عرض کے ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی غلظت میں زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ ان حالات میں ایسی ادویہ جن کے قوی جوہر مائی موجود ہوں اور مریض کی طبیعت کے اعتبار سے شہد میں ملاکر چند دن استعمال کرائیں۔

اگر مریض کے مزاج کی مقاومت مقصود ہو تو شربت سیب اور تلطیف و تقویت مقصود ہو تو شربت ـــــ ترجیح دیں۔ تجربہ و عمل اور قیاس کی بنا پر دواؤں کی یہ چند مثالیں بیان کی گئیں ہیں۔

اگر یہ امر واضح ہو جائے کہ خلط دموی ہی مرض کا اصل سبب ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں صرف فصد کرانا ہی کافی ہوگا۔ اور اس سے قبل جن مشروبات کا بیان کیا گیا ہے ان کو اس مقام پر بھی استعمال کرائیں۔

لہات جب بہت زیادہ متورم ہوتا ہے تو اختناق واقع ہوتا ہے جیسا کہ عضلات حنجرہ کے متورم ہونے کی صورت میں۔ اطبّاء حلق و حنجرہ کے ورم کو ذبحہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس صورت میں بھی مریض میں اختناق واقع ہوتا ہے۔

ذبحہ کا بیان ذبحہ ان اخلاط میں سے کسی ایک خلط کی وجہ سے یا ایک سے زیادہ اخلاط سے واقع ہوتا ہے۔ علامات کے اعتبار سے واضح ہو جاتا ہے کہ مرض کا سبب کون سی خلط ہے۔ اس وقت جب ایک سے زیادہ اخلاط سے یہ مرض لاحق ہو تو مختلف عوارض ملے ہوتے ہیں اس لئے سبب کی تفسیر دشوار ہو جاتی ہے۔ بغور معائنہ کرنے سے عوارض کے اعتبار سے ان اخلاط کا اظہار ہو جاتا ہے جو ورم پیدا کر رہی ہیں۔ مفردات کے لئے جو قانون بتایا گیا ہے اس پر ہی مرکبات کو بھی قیاس کریں۔

مرکبات کا استعمال جبکہ مرض پیدا کرنے والے اخلاط مخلوط ہوں وہ علاج و اصلاح کے لئے ضروری ہوتا ہے نیز ادویہ مسہلہ کے ذریعہ اس کے اخراج کے لئے بھی ادویہ کی آمیزش ضروری ہوتی ہے۔

بعض اوقات استرخائے لہات کی خطرناک صورت میں اور جبکہ دوا سے خاطر خواہ کامیابی نہ ہو عمل جراحی ناگزیر ہوتی ہے گو عمل جراحی کو میں نے خود نہیں اختیار کیا ہے لیکن ایک بات بتا دیتا ہوں کہ اس کے قطع کرنے میں مبالغہ نہ کریں۔ کیونکہ اس سے امراض ردیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہوا حلق سے سیدھے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس کے جھونکوں کو توڑنے والا اور مزاج میں تعدیل پیدا کرنے والا کوئی پردہ درمیان میں حائل نہیں ہوتا ایسی صورت میں قلب ضعیف ہو جاتا ہے جب قوتیں کمزور ہو جائیں اور اس کمزوری میں افراط ہو تو اچانک موت واقع ہوتی ہے۔

ورم لہات کے لئے مریض کے گلے میں حلتیت لٹکانا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ یہ علاج بسا اوقات ذبحہ میں بھی نفع مند ثابت ہوتا ہے۔

امراضِ قصبۃ الریہ

قصبۃ الریہ کے اورام قصبۃ الریہ میں بھی اسی طرح اورام ہوتے ہیں جس طرح مری میں ہوتے ہیں۔ دونوں میں درد

اور تکلیف ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ زیادہ تر چھوٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہاں ورم کے پھیلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح تمام اورام کے متعلق لکھا جا چکا ہے وہ مختلف اخلاط کے باعث پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اس مقام کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے لیکن قصبتہ الریہ اپنے جوہر کے مضبوط ہونے کی وجہ سے اس خلط کو جس میں بہت زیادہ غلظت ہو کم قبول کرتا ہے۔ نیز یہ دونوں عضو سخت مضبوط ہوتے ہیں۔

قصبتہ الریہ میں جب ورم ہوتا ہے تو اس کی اندرونی سطح حجم میں بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا سانس لینے والی نلی میں اس کے حجم میں زیادتی کی وجہ سے رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ اور ٹھسکے کی کھانسی آنے لگتی ہے۔ نتیجہ میں مرض پیدا کرنے والی ایک خلط یا زیادہ اخلاط سے تمام اعضاء یا بعض اعضاء متاثر ہو جاتے ہیں۔

امراضِ مری

ورم مری کا بیان

مری میں جب ورم ہوتا ہے تو درد اور نگلنے میں دشواری میں سے کوئی ایک یا دونوں صورتیں ہوتی ہیں۔ جب قصبتہ الریہ اور مری دونوں میں سے کسی ایک میں ورم لاحق ہونے کا یقین ہو جائے تو ان دونوں کی تنگی کی صورت میں فصد کرنے میں قطعاً تاخیر نہیں کرنی چاہیئے ورم کے اگر بڑھ جانے کی توقع ہو تو محلل اور رادع ادویہ کے استعمال پر انحصار کرنا چاہیئے مثلاً نیم گرم عرق گلاب اور جوشاندۂ قرصعنہ و گل سُرخ استعمال کرائیں۔ نیز قصبتہ الریہ کی مخصوص ادویہ سے جن میں اس کے قوی شامل ہیں استنشاق (سونگھانا) کرایا جائے۔ اگر مریض کی طبیعت میں نرمی پیدا کر کے خلط مرض کو خارج کرنے کی کوشش کی گئی تو اس سے مریض کو نفع حاصل ہوگا۔

یہاں ایک بات بتائی جاتی ہے جس کا اس ورم اور تمام اورام باطن کی صورت میں لحاظ رکھا جائے۔ عرصۂ دراز تک مریض کو نیند سے روکا جائے۔ یہاں تک مرض پیدا کرنے والی خلط میں ردع اور تحلیل کا عمل شروع ہو جائے۔ اس میں کوتاہی نہ کی جائے۔ اس مقصد کے لئے ہلکی تدابیر اختیار کی جائیں۔ جو مریض پر بوجھ نہ ہوں۔ مثلاً خوش کرنے والی گفتگو اختیار کی جائے۔ اس کے علاوہ اس میں معین و مددگار تدابیر اختیار کی جائیں۔ موسم گرما ہو اور جوانی کی عمر ہو تو کافور کی خوشبو سنگھائی جائے اس سے بغیر کسی ناگواری کے نیند کم آئے گی اور بیداری قائم رہے گی۔

اور اگر موسم سرما ہو اور بڑھاپا یا بڑھاپے سے قریب ہو تو سنبھالو کی خوشبو سنگھانا کافی ہے اس سے مریض کی نیند اُڑ جائے گی۔ مریض اگر ادھیڑ عمر کا ہو اور مزاج بھی معتدل ہو تو سنبھالو میں تھوڑی سی کافور ملا کر سنگھائیں نیز سداب بھی یہی عمل کرتا ہے جس طرح نیند تحلیل ورم اور ردع کی ابتداء میں معین ہوتی ہے اور مرض سے نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ اس طرح ورم جب عرصہ دراز تک قائم رہتا ہے تو یا تو بڑھتا رہتا ہے یا حالت توقف (ٹھہراؤ) میں ہوتا ہے ایسی صورت میں نیند ورم کو زیادہ کر دیتی ہے اور ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

یہ اورام بیان کردہ مقامات یا ان کے قرب و جوار میں ہوتے ہیں۔ ان تمام اورام کے لئے مذکورہ علاج ہی کارآمد ہے۔ یا کوئی معمولی سی تبدیلی ہی کر دیں۔ جس کے ساتھ میں نے لازم سمجھا ہے۔ اس میں کاٹ چھانٹ اور اختصار ممکن نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عارض ہونے والے اسباب پر کامل توجہ دینے کے بعد علاج شروع کیا جائے۔ جیسا کہ ذبحۂ مفرط کی صورت میں قصبتہ الریہ میں نتھنے کے برابر شگاف لگانے کے بارے میں اطبّاء کا مشورہ ہے۔ یہ کام فی نفسہ بہت دشوار ہے۔ اس لئے اس علاج کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔ ان اعراض کا علاج بعد میں بیان کیا جائے گا کیونکہ میرے مشاہدے میں ایسا کوئی شخص نہیں آیا جبکہ ذبحہ کا علاج اس طرح کیا گیا ہو مگر یہ کہ دقّت طلب ہے۔ متاخرین نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

وہ جب یہ بیان کرتے ہیں کہ جالینوس نے اس کا علاج بیان نہیں کیا ہے تو ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جالینوس نے کہا ہے کہ اکثر شرب (پردہ) کو کاٹا جاتا ہے اور قصبہ میں شگاف لگایا جاتا ہے اور قدماء کی عادت رہی کہ مطلق قصبہ سے مراد قصبتہ الریہ لیا کرتے ہیں۔ شروع میں جبکہ اس قسم کے اقوال مصنّف نے پڑھے تھے پہلی بار عنبیہ قصبتہ الریہ کے اوپر کی جلد اور غشاء کو علیٰحدہ کرنے کے بعد جوہر قصبہ کو قطع کیا۔ جو میرے اندازہ سے بڑا ہو گیا۔ بعد ازاں زخم کو پانی اور شہد سے پابندی سے دھویا گیا۔ یہاں تک کہ زخم مندمل ہو گیا۔ اور افاقہ حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد مدّت دراز تک زندہ رہا۔ زخم کے اندمال اور سکڑ کر خشک ہونے کے دوران سرو کے پھل کو پیس کر سفوف کر کے افاقہ ہونے تک چھڑکا گیا۔

لہٰذا میں بھی اس کا ذکر (بحیثیت علاج کے) نہیں کر رہا ہوں۔

قصبتہ الریہ میں عارض ہونے والے دیگر امراض کا بیان

بثور قصبتہ الریہ چیخنے اور چلّانے کے سبب سے تکان لاحق ہو کر قصبتہ الریہ کی قوت ضعیف ہو جاتی ہے۔ اور نتیجتاً اس میں بثور نکل آتے ہیں۔ ایسی صورت میں عرق گلاب گھونٹ گھونٹ کر پلایا جائے اس سے انشاء اللہ شفاء حاصل ہو جائے گی۔

بحتہ الصّوت چیخنے اور چلّانے کی وجہ سے قصبتہ الریہ کی غشاء میں عفونت ہو جاتی ہے جس کے سبب بلغمی رطوبت کا انصباب ہونے لگتا ہے۔ پھر وہاں کی غشاء اس کو جذب کر کے تر ہو جاتی ہے۔ اور بحتہ الصوت لاحق ہو جاتا ہے۔

بحتہ الصوت کا علاج یہ ہے کہ تنہا یا شکر کے ہمراہ مولی یا کرنب ان میں سے جو دستیاب ہو استعمال کرایا جائے کرم کلّہ کی سبزی کھانا بھی نافع ہے۔

سعال و خشونت قصبتہ الریہ کبھی خشونت قصبتہ الریہ کے سبب سے کھانسی ہو جاتی ہے مغز بادام صاف کر کے اگر استعمال کرائیں تو صرف اس کے استعمال سے مرض رفع ہو جاتا ہے۔ یا اگر ضرورت ہو تو رب السوس کے ہمراہ استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ دونوں مذکورہ دوائیں مرض کو رفع کریں گی۔

بحتہ الصوت کے دیگر اسباب اس سلسلۂ بیان میں بحتہ الصوت کا ذکر کیا جا چکا ہے یہ مرض قصبتہ الریہ میں بلغمی رطوبت کے انصباب کی وجہ سے عارض ہو جاتا ہے۔ جس طرح نزلہ میں اس کا انصباب ہوتا ہے نہ صرف اطبّاء بلکہ عوام اور جاہل اشخاص کو بھی اس کا علم بخوبی ہے کہ نزلہ کے اسباب کیا ہوتے ہیں۔ لہٰذا اب اس بحتہ الصوت کا ذکر کیا

جاتا ہے جو عصب راجع میں کسی آفت کے لاحق ہونے سے مثلاً پھانسی سے یا لوہے کے آلہ سے گردن کٹ جانے سے واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی بیرونی سبب کے بغیر بھی عصب راجع میں سدّوں کے وجہ سے بھی یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ ممکن تو ہے لیکن بہت کم ایسا ہوتا ہے۔

جب بحتہ الصوت کا سبب عصب راجع کا کمزور ہو کر ساختوں میں دب جانا یا کٹ جانا ہو تو اس کا علاج ممکن نہیں بمقام اذیت پر محلل روغن لگانے چاہئے۔ مثلاً روغن اخروٹ کہنہ، روغن نرگس، روغن چنبیلی اور اونٹ کی چربی۔

اس مرض میں برک (آبی پرندہ) کی چربی اور مینا کی چربی جس کا رنگ زیتونی ہو مفید اور کامیاب ہے۔ مگر یہ اس وقت مفید ہے جب کہ خناق کہنہ ہو لیکن اگر تازہ اور فوری طور پر گلا گھٹنا واقع ہوا ہو تو اس کے لئے صرف روغن گلاب ہی کافی ہے۔

پس جب اس مرض کو لاحق ہوئے بیس یوم یا اس سے زائد ہو جائے تو مذکورہ روغنوں کو ملا کر استعمال کرائیں۔ غذائیں قلیل مقدار میں دیں اگر ان مذکورہ تدابیر اور علاج پر پوری طرح عمل کیا گیا تو آواز دوبارہ لوٹ آئے گی۔

اگر گردن کہیں سے معمولی کٹی ہوئی ہو تو اس وقت بھی شفا ممکن ہے لیکن جب عروق کے راستے اور گذرگاہ کٹ گئے ہوں تو ان کے صحیح اور تندرست ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ الاّیہ کہ عصب راجع کے کٹنے سے پوری طرح محفوظ ہوں صرف ورم وانصباب مواد سے ماؤف ہو۔ اگر عصب راجع کٹنے سے محفوظ ہو تو مذکورہ ادویہ سے مصنّف نے علاج کیا ہے۔ اور مریض شفایاب ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف روغنوں کا ذکر بھی گزرا ہے۔ اس کا استعمال غور وفکر کے بعد کیا جائے کیونکہ کوئی بھی دوا ر جب مفرداً داخل بدن یا خارج بدن استعمال کی جائے تو اس کی ہر قوت واثرات جسم میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ پھر اس دوا ر کو دوسری دوا ر کے ساتھ جس کا مزاج پہلی دوا ر کے مانند ہو اگر استعمال کیا جائے تو یہ بات تم پر واضح ہو گی کہ اس کا مزاج ایک ہی رہتا ہے۔ جب دوسرے درجہ کی ابتدا ر کی دوا ر کو دوسری دوا ر جس کا مزاج اسی کے مزاج کے مانند ہو اضافہ کر کے دی جائے تو دوا ر درجہ دوم کی ابتدا ر میں ہی قائم رہے گی۔ میں نے ان کے مجموعہ میں ۵ ر۳ گرام یا ۵ ۳ گرام کی کمی سے ہی تاثیر میں کھلی کمی پائی ہے (یعنی اوزان کی کمی وبیشی) جو کہ اس وزن میں ان میں سے ہر ایک پر مفرداً استعمال سے ظاہر ہو گی یہ اصول صرف درجہ اوّل کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ بعد کے تمام درجوں کے لئے بھی ہمیشہ یہی ترتیب ہوتی ہے۔

یہ ممکن ہے کہ عصب راجع کسی سبب سے متاثر ہو جائے اور آواز نہ بیٹھے۔ یہ عصب کسی بیرونی سبب کے بغیر بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ آنکھوں کے دونوں اعصاب مجوفہ میں نور واصل کے ذریعہ سدّہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے جب ایک آنکھ بند کی جاتی ہے تو دوسری آنکھ کا ڈھیلا نہیں پھیلتا۔ اس نوعیت کے مرض کے علاج سے اطبّار مایوس ہیں۔ اس کتاب کے آنکھوں کے باب میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں قطعی طور پر نہ تو اثبات کیا جا سکتا ہے اور نہ صریحاً انکار کا پہلو اختیار جا سکتا ہے۔

بایں طور پر جب عصب راجع کو بغیر کسی سبب بادی کے سدے لاحق ہوں تو دواؤں کے کارگر ہونے میں مجھے اس میں ناامیدی نہیں ہے۔ جن مخلوط روغنیات کا ذکر کیا گیا ہے اگر حاجت ہو تو اس کو اس وقت استعمال کرایا جائے نیز تنقیۂ بدن سے عمومی طور پر اور تنقیۂ رأس سے خصوصی طور پر غفلت نہ برتی جائے۔

جان لینا چاہیے کہ سر سے اخلاط اس وقت خارج ہوتے ہیں جب اخلاط کو خارج کرنے والی ادویہ کے اثرات سر میں پہنچ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کی مخصوص دوائیں ضرور استعمال کی جائیں۔ اس کے لیے خواہ اس کے ہمراہ شہد و پانی مخلوط کرکے پلایا جائے۔ یا اس کو اتنی دیر تک چھوڑ دیا جائے کہ اس میں خمیر پیدا ہوجائے، پھر استعمال کرایا جائے۔ اس کا واحد طریقہ علاج صرف یہی ہے۔ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریقہ علاج کو خود دریافت کیا تھا اور ان کی وفات کے بعد میں نے لہسن اس دوا کے ساتھ استعمال کرایا تھا۔ یہ بہتر ثابت ہوا۔ والدِ بزرگوار اب حیات نہیں ہیں کہ ان کے بارے میں گفتگو کی جائے بہرحال دوائی علاج سے قطعاً نا امید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بہت ساری ادویہ ایسی ہوتی ہیں جن کی شروع میں تاثیر ظاہر نہیں ہوتی ہے پھر دفعتاً اس کے اثرات ظاہر ہوجاتے ہیں۔

قروحِ مری

تیز اغذیہ کے استعمال کے سبب سے مری میں قروح ہوجاتے ہیں۔ مثلاً خردل اور وہ ادویہ جن کو اطباء جونک مارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں نتیجتاً مری مختلف مقامات پر کٹ جاتی ہے۔ اور اس کے جوہر میں خشونت واقع ہوجاتی ہے۔ عود سوس ہمراہ عرق گلاب اور لعاب بہیدانہ اس کے لیے کافی ہے۔

ان اعضاء (قصبۃ الریہ، مری) میں جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ وبائی امراض کی شدید لہر کی صورت میں تمام اعضائے بدن میں واقع ہوتا ہے جس سے بدن کے بیشتر اعضاء متعفن ہوجاتے ہیں۔ اور منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔ بہرحال یہ کیفیت وبائے عظیم ہوتی ہے۔ اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قدموں کے عضلات بھی وبائی امراض میں اپنی صلابت کے باوجود متعفن ہوجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے قدموں کی کھال بھی اُدھڑنے لگتی ہے۔

وبائی امراض اور اس کے تعلق سے لاحق ہونے والے دیگر امراض اور اس کے تابع اعراض کا جس مقام پر ذکر کیا جائے گا وہاں اس کا بھی ذکر ہوگا۔

عضلاتِ مری کا خدر و استرخاء

مری کے ان عضلات میں جن سے نگلا جاتا ہے کبھی خدر اور استرخاء کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ عضلات میں پہنچنے والی عصب کی حرکت کی آفت سے ایسا ہوتا ہے۔ جس سے اس مقام کے اعضاء میں خدر لاحق ہوتا ہے۔ لیکن عمومی طور پر (سارے بدن میں) خدر کا وقوع کمتر ہوتا ہے۔ بلکہ اس (مری) کے عضلہ میں خدر اور استرخاء خصوصی طور پر واقع ہوتے ہیں۔

عضلات میں برودت مزاج خدر کا باعث ہوتی ہے اور اس کے وقوع کی استعداد پیدا کرتی ہے۔ برودت بالقوہ بارد دواؤں سے لاحق ہوتی ہے۔ اور زیادہ تر یہ بہت ٹھنڈا پانی پینے کے سبب سے بھی ہوتی ہے، خصوصاً ان اشخاص میں جو اس نوعیت کے پانی پینے کے عادی نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ کیفیت گاہے رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے۔ اور گاہے ٹھنڈا پانی اچانک پینے سے بھی نمودار ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ پیدا ہونے والی صورت میں پہلے نگلنے میں درد اور دقت ہوتی ہے لیکن یہ درد شدید نہیں ہوتا ہے۔ جب نگلنے کے دوران دشواری بڑھتی ہے تو درد میں زیادتی ہوجاتی ہے۔ پھر یہ کچھ عرصہ تک باقی رہتا یا بتدریج رفع ہوجاتا ہے۔ نگلنے میں رکاوٹ باقی رہتی ہے۔ یہ مرض شدید قسم کا ہوتا ہے کیونکہ نہ تو نگل سکتا ہے اور نہ اپنے

معدہ میں کوئی شے داخل کر سکتا ہے۔ پھر کسی دوا سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ نہ غذا ہی استعمال کر سکتا ہے۔ گاہے از خود تندرست ہو جاتا ہے یا پھر لاغر ہو کر سقوط قوت کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ مریض دوسرے ذرائع سے لطیف غذائیں استعمال کر کے کچھ عرصہ تک زندہ رہ سکتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو مریض کے گلے میں چاندی یا سخت رانگے کی نلکی آہستہ آہستہ داخل کی جائے۔ نلکی کا آخری سرا خوب پھیلا ہوا ہونا چاہیے۔ تاکہ دونوں ہاتھوں سے اندرونی حصہ کو محسوس کیا جا سکے۔ پہلی بار نلکی داخل کرنے سے طبعی طور پر معدہ میں قے اور متلی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ معدہ میں باہر سے کوئی شے داخل کر کے گدگدایا جائے۔ اس طرح معدہ اور حلق سے کچھ نہ کچھ ضرور خارج ہوگا اور پھر سکون حاصل ہو جائے گا۔ پھر دوبارہ اس عمل کو کیا جائے اس طرح اعضاء مانوس ہو جائیں گے اور کسی خارجی شے سے کراہت باقی نہ رہے گی۔ بعد ازاں ایک کشادہ برتن میں تازہ دودھ یا حریرہ جس کی بھی مریض رغبت رکھتا ہو ڈال کر مریض کے معدہ میں تغذیہ بخشنے کی غرض سے پہنچائیں یا روغنِ زیتون بھی دے سکتے ہیں جس سے مرض پیدا کرنے والا سبب بھی رفع ہوگا۔ اور یہ شکایت زائل ہو جائے گی۔ سوائے اس کے کہ اس سے حلق کے اعضاء کی قوت تحلیل ہو جائے یا مزید کوئی تکلیف ہو جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دودھ یا حریرہ کے بھرے ہوئے ٹب میں مریض کو بٹھائیں تاکہ مسامات کے ذریعہ اس کو غذا پہنچے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے۔ موزوں طریقۂ علاج جس کا ہم مشورہ دیتے ہیں اور بلاشک معدہ اس سے تغذیہ بھی حاصل کرتا ہے یہ ہے کہ دودھ یا حریرہ کو بکری کے مثانہ میں یا کسی دوسرے جانور کے مثانہ میں رکھ کر اس کے منہ پر چاندی کی ایک نلکی باندھ دی جائے۔ اور نلکی کے سرے کو آہستہ سے مقعد میں داخل کر کے مثانہ کو زور سے دبایا جائے تاکہ جو اس میں ہے معاء مستقیم میں اچھی طرح پہنچ جائے۔ اس سے معدہ بھی کچھ تغذیہ حاصل کرے گا۔ اور غذا کو چوس لے گا۔ بالائی امعاء کو بھی اس سے تغذیہ حاصل ہوگا۔ ان کی حاجتیں بھی کسی حد تک پوری ہو سکیں گی۔ حتیٰ کہ فم معدہ اسفل میں تغذیہ پہنچتا ہے۔ بسا اوقات معدہ اس کو فوراً چوس لیتا ہے۔ اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور ہضم بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہو تو بعض لوگوں کا قول کہ اس طرح تغذیہ ناممکن ہے غلط ہے۔ جس کے بارے میں جالینوس نے کہا ہے کہ حقنہ سے (غذا) معدہ تک نہیں پہنچتی۔ جالینوس نے حقنے کے متعلق جو کچھ کہا ہے (حقیقت یہ ہے کہ) وہی صحیح ہے۔ کیونکہ حیوان ناطق وغیرہ اور نباتات اور بیجوں میں پھیلی ہوئی قوت جاذبہ سے غذا کو جذب کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن حقنہ جذب کرنے کے لیے معین نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس میں اعضاء کو بہت زیادہ تحریک پہنچانے کی اور جذب کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ یعنی یہ کہ اعضاء میں اتنی استعداد پیدا نہیں ہوتیں کہ ان کو بخوبی چوس کر ایک آنت سے دوسری اوپر کی آنت تک دفع کریں۔ اور معدہ تک کما حقہ اس طرح پہنچ جائے کہ جس طرح لذاع خلط صفراوی کو (معدہ اوپر کی جانب) جذب کرتا ہے۔ جالینوس یہی کہتا ہے کہ معدہ تک تیز صفراوی خلط دفع کی جاتی ہے۔ اس وقت انسان بازار میں یا اپنے دستر خوان پر ہونے کی وجہ سے اس کا استفراغ بذریعہ قے نہیں کر پاتا۔ لہٰذا امعاء اس کو اپنے سے دفع کرنا چاہتی ہیں۔

یہاں تک کہ اس کو انسان دوبارہ جذب کرلیتا ہے۔ اعضاء کے کسی بھی شئے کے وصول کرنے کا راستہ یا تو جذب (کھینچنے) کا ہوسکتا ہے یا اعضاء کے دفع کرنے سے ہوسکتا ہے۔ یا استفراغ کے نتیجے میں واقع ہوسکتا ہے۔

معدہ میں دودھ اور حریرہ کے پہنچنے کا تصور صرف عمل جذب سے قائم ہوسکتا ہے۔ اس امر سے بہرحال انکار نہیں ہے کہ دودھ یا حریرہ کو معدہ بذاتِ خود جذب کرتا ہے۔ اور تمام امعاء بھی اس کی معین ہوتی ہیں۔ کیونکہ آنتیں اپنے لیے جذب کرتی ہیں اور جذب کرنے کے بعد جذب و امساک سے رک جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بالائی حصہ جذب کرنے لگتا ہے۔ جس طرح بچوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے اِرد گرد کے پانی کو جذب کرلیتے ہیں۔ اگرچہ پانی گرم اجسام مثلاً لوہے کا برادہ یا چھوٹی صندوقچی کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔

لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ اس مرض کی مذکورہ قسم زیادہ سہل اور ممکن العلاج ہے۔ مریض کی اغذیہ میں تلطیف پیدا کرنے کے طریقے پہلے ذکر کردیے گئے ہیں۔ اب صرف علاج کے طریقے کا ذکر کرنا باقی ہے۔

خارجی طور پر حلق کو خوشبودار لطیف الجوہر روغنوں سے جن میں شدید حرارت نہ ہو مالش کرائیں۔ مثلاً روغنِ سوسن، روغنِ نرگس اور روغنِ چنبیلی۔ روغنِ بادام تلخ کے استعمال کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مریض کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد طبیب کسی ایک روغن کو مفرد طور پر یا ان روغنوں کو ایک ساتھ ملا کر استعمال کرسکتا ہے۔

مریض کی غذا میں چڑیاں (عصافیر) جنگلی کبوتر اور بڑے برجوں میں رہنے والے کبوتر کے گوشت کا پتلا شوربہ دیں۔ خصوصاً ان کے نر کو استعمال کرائیں۔

دودھ اور حریرہ کا ذکر اس وجہ سے خاص طور پر کیا گیا کہ مشروبات میں زمانۂ دراز سے عوام میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن بہتر مذکورہ گوشت کے ماء اللحم ہیں۔ ان کے اندر دونوں باتیں جمع ہیں یعنی وہ غذا بھی ہیں اور منفعت بخش علاج بھی۔ ان مشروبات کو نیم گرم پلایا جائے۔ بہت ٹھنڈا پلانے سے قطعی طور پر احتراز کریں۔ بالکل اسی طرح جس طرح بہت زیادہ گرم پلانے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حار ادویہ اور اغذیہ کی حرارت بالکل قوی ہونے کی صورت میں حرارتِ غریزی سے خالی نہیں ہوتی ہے۔ حار اغذیہ حرارتِ غریزی کے آلہ کا کام کرتی ہے۔

سر پر مسخن روغنیات جن میں لطیف عطریت ہو اور حرارت زیادہ قوی نہ ہو اس کے لیے سب سے افضل روغنِ بلسان ہے۔ یہ اگر دستیاب نہ ہو تو روغنِ حب البشام[1] لگائیں۔ لیکن اس وقت یہ قطعاً ناپید ہے۔ روغنِ حب الصنوبر (روغنِ چلغوزہ) کا روغنِ اقحوان کے ہمراہ استعمال کرنا بھی غیر مناسب نہیں ہے۔ اگر ان دونوں روغنوں کے ۳۵ گرام میں ۵ر۳ گرام عنبر خالص حل کرکے استعمال کرایا جائے تو ان کے اثرات بہت نفع بخش ثابت ہوں گے۔ اب تک گردن اور اس کے قرب کے اعضاء میں واقع ہونے والے امراض آفات وغیرہ کا بیان کیا گیا۔ اور اب امراضِ ریہ کا بیان شروع کیا جائے گا۔

---

[1] بشام، پیپو یا بلسان کی قسم۔ (محیط اعظم)

امراضِ ریہ

جیساکہ ہمیں معلوم ہے کہ پھیپھڑہ ایک سخیف (باریک، جوہری) متخلخل پولا عضو ہے۔ اس کی ہوائی نالیوں کے حلقے کی ساخت قصبۃ الریہ کے جوہر کی مانند ہوتی ہے۔ ہوا اس میں گزرتی ہوئی اس کے تمام اجزا میں نفوذ کرتی ہے۔ جیساکہ کسی جانور کو ذبح کرکے اس کے ریہ میں ہوا بھرنے کے بعد ہمارے مشاہدے میں آتی رہتی ہے۔ اور ریہ کا قصبۃ الریہ سے ملا ہونا بھی مشاہدہ میں آتا ہے۔ قصبۃ الریہ سے ہوا (نسیم) خارج ہونے کے بعد اس میں انقباض لاحق ہو جاتا ہے۔ تمام اعضاء کے مانند ریہ میں بھی آفات لاحق ہوتی ہیں۔

نزلاتِ ریہ سر سے نزلات اور انصباب مواد کے باعث عروق خشنہ اور جرم میں رطوبت بھر جاتی ہے۔ اس حالت میں سعال اور ضیق النفس واقع ہوتا ہے۔

علاج بدن سے خلط بلغمی کا حنظل اور اس کے مشابہ ادویہ سے استفراغ کرائیں۔ حار اور مجفف اور معطر ادویہ مثلاً قرنفل گلدار دارچینی اور بسباسہ وغیرہ سے سر کو تقویت پہنچائیں۔ عام طور سے اطباء اس کا ضماد استعمال کراتے ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنے تجربے کی بنیاد پر ذروراً استعمال زیادہ بہتر پایا ہے۔ میرے والد بھی مرنے تک اس رائے پر قائم رہے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوا ربالمادہ اثر کرتی ہے۔ اگرچہ اس کو خوب باریک پیس لیا جائے۔ ان عصارات میں سے کسی ایک عصارہ میں یا پانی میں جو بھی موجودہ حالات کا تقاضہ ہو معجون کرلیں۔ مثلاً عصارۂ نعناع، مرزنجوش و فرنجمشک میں مذکورہ ادویہ کو گوندھ لیں۔

جب کبھی ہوا گرم ہو یا مریض کا مزاج گرم ہو تو اس دوا کو پانی میں یا عرق گلاب میں بھی گوندھا جائے۔ پھر اس کو خشک کرکے پیس لیا جائے اور استعمال کرا جائے اس سے ان کے مزاج میں فعل انفعال بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر بھی عمدہ ہوتا ہے۔

مریض کے مزاج کو مجفف اغذیہ کے ذریعہ خشکی کی جانب منتقل کرنا چاہیے۔ مثلاً گوریاں اور جنگلی کبوتر کو سیخ میں یا ہانڈی میں بھون کر دیں۔

جب پھیپھڑوں سے خلط خارج نہ ہو رہی ہو خواہ اس کی وجہ خلط کی رقت ہو جس میں ہوائے نسیم اس کو لے کر گزر نہیں پاتی اور نتیجہ میں اس کو وہاں سے علیحدہ نہیں کرتی حالانکہ یہ اس کو خارج کر سکتی تھی کیونکہ ہوا اس کو الگ الگ کرتی ہے اور باریک اجزاء میں تقسیم کرتی ہے۔ سعال کی وجہ سے پیدا ہونے والی ہوا اس خلط کو اس مقام پر جلا دیتی ہے۔ کبھی خلط چپکدار ہونے کی وجہ سے پھیپھڑے میں چپک جاتی ہے۔ اور اپنے مقام سے اکھڑ کر علیحدہ نہیں ہوتی بلکہ وہیں چپکی رہتی ہے۔ اگر مادہ کے رقیق ہونے کا تعین حاصل ہو تو اس میں غلظت پیدا کرنے کے لیے گوند ببول اور کتیرا کو شربتِ عناب میں گوندھ کر حبوب تیار کریں۔ اور ہمیشہ منہ میں رکھ کر چوستے رہیں۔ یہ حبوب اس رقیق مادہ کو وہاں سے خارج کرنے میں نفع مند ثابت ہوتی ہیں اور اس وقت قصبۃ الریہ میں کوئی شے آتی ہوئی محسوس ہوگی۔ لیکن اگر تشخیص میں مادہ غلیظ چپکا ہوا ثابت ہو تو مغز بادام شیریں، رب السوس اور پرسیاؤشاں کو علیحدہ علیحدہ باریک کرنے کے بعد صاف کرکے چھان کر شربتِ پوست ترنج میں ملا کر حبوب تیار کریں۔ اور زبان کے نیچے ایک ایک حب کو رکھ کر چوستے رہیں۔ اگر خلط کے بہت زیادہ غلیظ ہونے کا تعین حاصل ہو تو ادویہ مذکورہ کو پختہ شربتِ قنطوریون رقیق میں گوندھ کر استعمال کرائیں۔

مریض کو بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز کرائیں۔ سوائے چلغوزہ یا جن پھلوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی پھل نہ دیں۔

بادام شیریں، اخروٹ اور فندق کھلا سکتے ہیں۔ بتائی ہوئی غذاؤں کو چھوڑ کر باقی تمام غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔

ورم ریہ

ریہ یعنی پھیپھڑے میں دیگر اعضاء کی طرح ورم واقع ہوتا ہے۔ یہ ورم یا تو کسی ایک غلیظ خلط کے سبب سے لاحق ہوتا ہے۔ یا ایک سے زائد باعتبار جوہر غلیظ خلط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خلط غلیظ بلغمی کے سبب سے ورم کا نہ ہونا اس لیے ضروری ہے کہ پھیپھڑوں کو بلغم سے مناسبت ہے۔ رہا خلط صفراوی تو یہ پھیپھڑوں کے جوہر میں کم ہی رکتی ہے۔ جبکہ پھیپھڑوں کے پولے اور مسامدار ہونے کے سبب سے وہ جلد نفوذ کر جاتی ہے۔ اور خلط دموی ہی کا تمام اخلاط کے مقابلہ میں ورم کا باعث ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ غلظت بھی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پھیپھڑے اس کو جمع نہیں رکھ سکتے۔ جس طرح خلط بلغمی پھیپھڑوں سے مناسبت کی وجہ سے جمع تو ہو جاتی ہے لیکن پھیپھڑوں کا اس سے متورم ہونا بعید ہے۔

پھیپھڑوں میں حس نہیں ہوتی ہے اور اگر اس کے اندر حس ہوتی بھی ہے تو پوشیدہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کی غشاء اپنی طرف پہنچنے والی عصب کی وجہ سے احساس کی حامل ہوتی ہے۔ اگرچہ اعصاب انتہائی باریک شاخوں کی صورت میں کیوں نہ پہنچتے ہوں۔ البتہ اعصاب حرکیہ نہ تو پھیپھڑوں تک پہنچ پاتے ہیں اور نہ اس کی غشاء تک ہی ان کی کوئی شاخ پہنچتی ہے۔ پس تحقیق کہ پھیپھڑے بذاتِ خود حرکت نہیں کرتے بلکہ سینہ کی حرکت کی وجہ سے متحرک ہوتے ہیں۔ اگر ان کے اندر حس تیز ہوتی تو ان کے مسلسل حرکت کی وجہ سے ان کو تکان بھی ضرور لاحق ہو جاتی اور حیوانات کی زندگی کا دار و مدار سانس لینے پر ہی ہے۔ اطباء نے یہی توجیہہ بیان کی ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کی باتیں قابلِ سماعت نہیں ہیں۔

سینہ بذاتِ خود ایک ذکی الحس عضو ہے۔ اس میں بڑے اعصاب بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔ اس کی حرکت سے پھیپھڑوں کی حرکت ہوتی ہے۔

علامات ورم ریہ

جب پھیپھڑے متورم ہوتے ہیں تو لازمی طور پر شدید تنگی تنفس بھی ہوتی ہے نیز قلب کے قریب ہی پھیپھڑوں کے واقع ہونے کی وجہ سے حمی حار لاحق ہو جاتا ہے۔ نفث بلغم کی کوشش کے ساتھ سعال، چہرہ کا سرخ ہونا، تنفس میں حرارت کا ہونا، تنفس کا سریع و متواتر ہونا اس کی خاص علامات ہیں۔ تنفس کا عظم متوسط درجہ کا ہوتا ہے۔ الا یہ کہ اس کے واقع ہونے کی حد میں کوئی اثر اس کا تقابل نہ کر رہا ہو۔ تو پھر تنفس کے عظیم ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا۔ نبض سریع اور متواتر ہوتی ہے اس میں قرع کا قوی طور پر لاحق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس طرح نبض میں صلابت کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ البتہ ورم ہونے کے لحاظ سے نبض کو نرمی کی جانب مائل کرتے ہیں۔ ان کے اندر اعصاب نہیں ہوتے ہیں اس وجہ سے ورم کا حکم صادق نہیں آتا ہے۔ لہٰذا ورم جرم ریہ کا اثر نبض کی صلابت پر نہیں ہوتا ہے۔ جس طرح اس کی کیفیت پر اثر نہیں ہوتا ہے ورم ریہ کا اثر نبض کی صلابت و کیفیت پر نہیں ہوتا ہے خصوصاً جبکہ پھیپھڑوں کے لحمی جوہر میں ورم کا اثر ہو تو اس وقت بھی قدرے صلابت کی جانب مائل ہوتی ہے۔

پھیپھڑوں کے درد کا پتہ نہ مشاہدہ سے چلتا ہے اور نہ کسی مثال سے جب تیز بخار (حمی حادہ) اور نفث کی کوشش کے

ساتھ سعال ہو اور سعال کے ذریعہ کچھ خارج نہ ہو رہا ہو تو جان لینا چاہیے کہ پھیپھڑوں میں ورم کا کچھ اثر ہے لیکن یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ ورم بلغمی اس میں نہیں ہو سکتا اور خالص صفرا کے باعث ورم صفراوی بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صرف دموی اورام ہی اس میں ہوتے ہیں۔ بسا اوقات دم میں صفرا کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔ لیکن ورم سوداوی کا ہونا بعید از امکان ہے۔ کیونکہ اس کی غلظت اس کو طبعاً پھیپھڑوں سے دور رکھتی ہے۔ نیز اگر پھیپھڑوں پر سودا پھیل جائے تو سرکہ کی طرح اس میں ترشی واقع ہو جائے گی۔ پھیپھڑوں کی غذا تو عمدہ چمکدار سرخ خون کا صرف رقیق جُزء ہوتا ہے۔

علاج علاماتِ مذکورہ اگر ظاہر ہوں تو مریض کے سن، مزاج، وقت، مُلک اور موسم کے لحاظ سے فصد کرائیں۔ بہر حال فصد ہر حال میں کرنا چاہیے۔ البتہ فصد کی کمی و بیشی اور نفع و ضرر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کریں۔ ورید باسلیق میں فصد کریں یا اگر ممکن ہو تو ورید صافن میں فصد کریں۔ اگر مریض بارد القوی ہو، اس میں فصد اس طرح کریں کہ اس کے اثرات پھیپھڑوں تک پہنچیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مریض کو تقویت پہنچانے والی، قبض کو بڑھانے والی اور معطر ادویہ مثلاً گلاب اور درخت آس کی سبز ٹہنیاں اس میں نافع ہیں۔ لطیف اور ہلکی غذائیں دی جائیں۔ صرف پختہ آش جو کو ٹھنڈا کر کے استعمال کرانا کافی ہے۔ اگر مریض ضعیف و ناتواں ہو تب بھی اس کا استعمال جاری رکھیں۔ اس کے ساتھ روٹی کے ٹکڑوں کا حریرہ دینے کی کوشش ہرگز نہ کریں اور گوشت سے تو قطعی طور پر احتراز کرائیں۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے کہ اس تدبیر علاج سے پھیپھڑوں کا ورم رفع ہو جائے گا۔ چونکہ پھیپھڑوں کی ساخت پولی اور مسامدار ہوتی ہے لہٰذا اس میں جو کچھ بلغم وغیرہ چپکا ہوا ہو اس کو اچھی طرح بذریعہ اسہال صاف کرنا چاہیے۔

نیز یہ معلوم ہے کہ قلب بہ حیثیت قلب کے زندہ اجسام کی حفاظت کرنے والی روح اور قوتِ حیوانی کا سرچشمہ ہے اور روح حیوانی تنفس سے خدمت حاصل کرتا ہے۔

ارسطو کا خیال ہے کہ قوی اور ارواح دونوں کے لیے قلب مثل ایک سرچشمہ کے ہے۔ بعض فلاسفہ نے اس خیال کی مخالفت کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قلب صرف روح حیوانی کا سرچشمہ ہے اور کبد روح طبعی کا۔ روح طبعی ہی سے تغذیہ اور نمو حاصل ہوتی ہے۔ اور دماغ خود روح نفسانی کا سرچشمہ ہے۔ اس سے احساس اور حرکت کی ابتدا ہوتی ہے۔ بہر حال اس قیاسی گفتگو سے علاج کے لیے کوئی منفعت نہیں ہے۔ اور نہ طبیب کو اس کا جاننا ضروری ہے۔ اس حقیقت کی واقفیت واقعی ایک سربستہ راز ہے۔ ہزاروں سال سے فلاسفہ اس کی تحقیق میں اختلاف کرتے رہے ہیں۔ البتہ جو چیز فنِ طب میں مفید واقع ہو سکتی ہے اور طبیب کو بحیثیت طبیب کے اس امر کا بہتر علم ہونا چاہیے کہ زندہ اجسام کی زندگی کے لیے قلب عظیم المنفعت روح کا سرچشمہ ہے۔ کیونکہ اگر قلب کی حرکت ساکن ہو جائے تو کوئی حیوان زندہ نہیں رہ سکتا۔

قلب سے پھیپھڑوں کی قربت کی وجہ سے ان میں ورم کی صورت میں حمی شدید لاحق ہوتا ہے۔ جوہر کی نرمی کی وجہ سے ابتدائی حالات میں تنگی ہوتی ہے اور اس وقت طبعی حرارت بڑھ جاتی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ تنفس معدوم ہونے کی صورت میں دو باتیں ضرور ہوتی ہیں۔ یا تو عمومی عفونت کی وجہ سے تنفس معدوم

ہوجاتا ہے جیساکہ وبائی اورام کے نتیجے میں واقع ہوتا ہے۔ یا مادہ کے پیپ بن جانے کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب طبیعت اس مقام سے اور مادہ سے الگ نہیں ہوتی ہے۔

ریہ جب متورم ہوتا ہے تو حمی بھی تیز ہوجاتا ہے اور ضیق النفس بھی تیز ہوجاتا ہے۔ پھر جب ورم تحلیل ہوتا ہے تو صحت حاصل ہوجاتی ہے۔ پھیپھڑوں کے پولے اور مسامدار ہونے کے باعث ردع (مواد کا واپس لوٹ جانا) کا عمل بآسانی ہو جاتا ہے۔ اور اگر ورم باقی رہتا ہے تو دو امور میں سے ایک کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ یا تو پیپ پڑ جاتی ہے جس کے باعث پھیپھڑوں میں نقص اتصال ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں حمیٰ دق شروع ہوجاتا ہے پھر سل واقع ہوتا ہے مریض کے دونوں قدم سُوج جاتے ہیں اور آخر میں موت واقع ہوجاتی ہے۔

اور جب پھیپھڑے میں پیپ بخوبی ہو اور پیپ سفید و معتدل القوام اور بدبودار نہ ہو تو مریض عرصہ دراز تک زندہ رہتا ہے۔ اور سفید و معتدل القوام نہ ہو یا خون کی رنگت اس کو جلاتی ہو یا جب پیپ کمودی (نیلگونی) رنگت اختیار کرچکی ہو تو مریض کی زندگی زیادہ لمبی نہیں ہوتی اور مریض بُرے انجام سے لامحالہ دوچار ہوتا ہے۔ اور اگر نفخ ریہ کا مادہ محمود ہو پھر بھی اس کے انجام کے بہتری کی امید کسی طرح بھی نہیں کی جاسکتی۔

پھیپھڑوں کا نقص اتصال مشکل سے ہوتا ہے۔ یہ یا تو اس کے لگاتار حرکت و مسامدار و عظیم المنفعت ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر مندمل ہوکر تندرست ہوجاتا ہے۔ لیکن جب تقیح کی صورت پیدا ہوجاتی ہے اور مادہ سیاہ یا سبز ہوتا ہے تو مریض جلد ہی زیادہ سے زیادہ بیس یوم میں مرجاتا ہے۔

لیکن جب پیپ (مِدّہ) سفید ہوتی ہے تو مریض زیادہ عرصہ اس میں مبتلا رہتا ہے۔ مرض رفع نہیں ہوتا بلکہ مریض مرضِ سل کا شکار ہوجاتا ہے۔ اور حمیٰ دق واقع ہوتا ہے جو عرصہ دراز تک باقی رہتا ہے۔

سعال میں قطعاً سکون نہیں ہوتا اس طرح اس کے جسم کا گوشت کم ہونا شروع ہوجاتا ہے اور مریض دُبلا ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کے جسم کی جلد مشکیزہ کی جلد کی مانند ہوجاتی ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں، ناک نمایاں ہوجاتی ہے، ناخن ٹیڑھے ہوجاتے ہیں۔ آخرکار (مریض اس قدر نحیف و لاغر ہوجاتا ہے) مریض اپنی آنکھوں کے پپوٹے بھی نہایت دشواری سے کھولتا ہے۔ یہ صورت نیند کے غلبہ کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ مریض ہوش و حواس سے قطعی طور پر معذور ہوجاتا ہے۔ اور اس طرح موت سے ہمکنار ہوجاتا ہے۔ زیادہ تر اس حالت میں پیپ کے اخراج کے بعد کثیر مقدار میں خون تھوکتا ہے۔ پھر خون کے اخراج کے بعد بھی پیپ تھوکتا ہے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے دونوں کیفیتیں لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ اور آخرکار مریض ہلاک ہوجاتا ہے۔ بہت کم مریض قدموں میں تہبج اور اسہال کے بعد مرتے ہیں۔ کیونکہ قوتِ مغیرہ اور قوتِ ماسکہ ضعیف ہوجاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ جلد ہی موت سے ہمکنار ہوجاتے ہیں۔ اور اگر ورم اپنی حالت پر باقی رہے یعنی مزمن ہوجائے اس کے اندر تقیح واقع نہ ہو تو فصد کرنے سے صحت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ لطیف غذائیں جو پہلے بیان کی جاچکی ہیں اس کے لیے مفید ہیں نیز محلل اور مفتح ادویہ مریض کو پلاتے رہیں۔ اس سے اورام میں نفع ہوتا ہے۔ مثلاً قصعنہ پرسیاؤشاں

وغیرہ۔ پرسیاؤشاں کی خاصیت یہ ہے کہ وہ محلل بھی ہے اور تنقیۂ مواد اچھی طرح کرتا ہے۔ کیونکہ شدید ادویہ باردہ جہاں اپنا عمل نہیں کرتی ہیں وہاں بھی یہ محلل ہونے کی وجہ سے بہتر عمل کرتا ہے۔ نیز مذکورہ ادویہ میں اصل السوس ضرور شامل ہونی چاہیے۔ اس کا پھیپھڑوں سے خصوصی تعلق ہے۔ بہت حد تک کھانسی کو سکون دیتی ہے۔ ملین ادویہ مثلاً ریوند کو ان میں شامل کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو ادویہ ابھی اس میں موجود ہیں وہ مسہل تو ہیں لیکن ملین طبیعت نہیں ہیں۔ ریوند کی خوبی یہ ہے کہ وہ طبیعت کو اسہال سے روکتی بھی ہے (یعنی مرکب القوی ہے)

اس مرض کے لیے ایک مرکب یہ ہے

اصل السوس، بیخ قرصعنہ، پرسیاؤشاں ہر ایک سات گرام، گل بنفشہ ۳ر۵ گرام ۲۲۵ ملی لٹر پانی میں بھگو کر آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو آگ پر سے اُتار کر مل کر صاف کر کے ۷۰ ملی لٹر شربت مصطگی ملائیں۔ اور ریوند ۷۵ر۱ گرام بھی اچھی طرح پیس کر شامل کرلیں۔ اور استعمال کرائیں۔ اس طرح اچھی طرح تلئین ہو جائے گی۔ اور حقیقتاً اسہال کا فعل انجام پائے گا۔ اس مسہل کو ۷۰ سے ۱۰۵ ملی لٹر تک دیں۔

اس مرض میں تبرید کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مسہل ادویہ کے بعد عموماً استعمال کرائی جاتی ہے۔

اس طرح اس وقت شدید بارد اشیاء سے بھی اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ اخلاط میں کسی نوعیت کا بھی جمود اور غلاظت پیدا نہ ہو سکے۔ اور حرارت غریزیہ میں جمود پیدا ہو کر مضرت کا باعث نہ بن جائے۔ نیز اس وقت گرم اشیاء بھی نہ دی جائیں۔ تاکہ حرارت غریزیہ اپنا فعل انجام دینا ترک نہ کر سکے۔

نیز مریض کو گہری نیند سونے سے احتراز کرایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذکورہ احتیاط و تدابیر علاج اس مرض کے سلسلے میں کافی ہوں گی اور ورم تحلیل ہو جائے گا اور مادہ کی آمد بند ہو جائے گی۔

اگر سعال میں سکون نظر آئے بخار رفع ہو گیا ہو اور تنگیٔ تنفس بھی رفع ہو چکی ہو تو جان لینا چاہیے کہ ورم تحلیل ہو گیا۔ اور مادہ کی آمد بند ہو گئی۔

اگر علاج میں ناکامی ہو اور تقیح کی صورت لاحق ہو جائے مریض سعال سے پیپ کا اخراج کرتا ہو پیپ کا رنگ سیاہی مائل یا زردی مائل یا قرفیری ہو تو مریض کی شفایابی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ لہٰذا جو اعراض لاحق ہیں اس میں تخفیف پیدا کریں۔ اور مریض کی قوت کا کماحقہ لحاظ رکھیں۔ مرض کے اعتبار سے اس کی قوت کو ذہن میں رکھ کر علاج کی جانب توجہ کی جائے۔ بخار کی باری اور منھ سے خون آنے کے دن کے لحاظ سے مرض کے سلسلہ میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ بحران کا دن ہوتا ہے۔ اس دن مریض کی موت واقع ہوگی۔ اس قسم کا نفث کمتر ہوتا ہے الّا یہ کہ مریض کے بُرے دن آگئے ہوں۔ اس مرض میں جب نیند آتی ہو تو بچنے کی توقع نہیں ہے۔

اگر تیسرے یوم نفث الدم ہوتا ہو تو چھٹا دن گزارنا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ اگر اس مریض کی قوت کام کرتی جائے تو پھر وہ آٹھویں دن تک زندہ رہتا ہے۔

اگر نفث الدم چھٹے دن ہوتا ہو تو میرا خیال ہے کہ اس قسم کا مریض دسویں دن تک بمشکل زندہ رہتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں واقع ہونے والے درجات کا بیان آئندہ بحران کے ذکر میں مختصر طور پر کیا جائے گا۔

صرف مدۂ سوداریا مدۂ بیگنی یا مدۂ فرفیری کا اخراج جریانِ خون کی صورت میں مدۂ سرخ کے مقابلہ میں موت کی کوئی قوی دلیل نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا اخراج صرف قوتِ غریزیہ کے ضعف کے سبب سے ہوتا ہے۔ لیکن جب نفث الدم جریانِ خون کی صورت میں ہوتا ہے تو باوجود قلیل ہونے کے قوت کم ہو جاتی ہے۔ چہ جائیکہ کثیر نفث الدم کی حالت طاری ہو جائے۔

اگر مدہ سفید چمکدار اور معتدل القوام ہو اور اس کے اخراج میں زیادہ دقت نہ ہو رہی ہو تو مریض کے زیادہ عرصے تک زندہ رہنے کا احتمال رہتا ہے۔ اس کے علاج میں تغذیہ بخش دوائیں دی جائیں۔ آرام و سکون کی زندگی بسر کرائی جائے۔ اور اعراض میں تخفیف پیدا کی جائے۔ اس نوعیت کی اچھی تدبیریں اختیار کی جائیں تو مریض اپنے افعال طبعی کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے زندہ رہ سکے گا۔ نیز یہ ممکن ہے کہ لاحق ہونے والے اعراض رفع ہو جائیں۔ اس قسم کے مریض کو دیکھنے کے بعد لوگوں کو اس کے بالکل صحت مند ہو جانے کا گمان ہونے لگتا ہے۔ حالانکہ صرف طبیب ہی جان سکتا ہے کہ مریض تندرست نہیں ہوا ہے۔ بہرحال یہ ایک محمود شکل ہے۔ اس سے زیادہ ممکن بھی نہیں ہے۔ اس طرح مریض اپنی طبعی موت تک زندہ رہتا ہے۔ اور اس حالت میں ہوتا ہے کہ یقینی طور پر نہ وہ صحیح و تندرست ہوتا ہے اور نہ مریض ہی تصور کیا جاتا ہے۔

جن کے پھیپھڑے پیپ سے پُر ہو گئے ہوں ان کے علاج کی واحد شکل یہ ہے کہ آزادی سے اس کی اچھی طرح جلا کی جائے۔ نیز بہت ہی قوی التجفیف ادویہ بھی دی جائیں۔ جو قاطع پیپ ہوں لیکن اس میں شدید تقطیع نہ ہو مثلاً گلِ مختوم۔ یہ پھیپھڑوں کے لیے خصوصیت سے نافع بھی ہے۔ یہ قابض ادویہ اپنی خاصیت کے اعتبار سے مقوی ہوتی ہیں۔ اور جملہ اعضاء کو نفع پہنچاتی ہیں۔ پرسیاؤشاں اس کے لیے اچھی چیز ہے۔ بسباسہ کو پانی سے متعدد بار دھو کر استعمال کرایا جائے۔ پوست ترنج بھی یہی اثر رکھتا ہے۔

مفردات کی کوئی ایک دوا انتہائی مقوی نہیں ہوتی البتہ مرکبات سے یہ منافع حاصل کیے جاسکتے ہیں لہٰذا ان ادویہ کا مرکب تیار کر کے پھیپھڑوں کے تنقیح میں استعمال کرائیں تو نافع ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مساوی اجزاء پر مشتمل شربت بعض دیگر محمود اشربہ میں مخلوط کر کے استعمال کیا جائے۔ مثلاً اصل السوس و شربتِ ورد جدید۔

اس شدید مرض میں جو اصحاب مبتلا ہوں ان کے لیے نفع بخش دوا یہ ہے کہ انجبار کو بریاں کیا جائے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو کسی بند برتن میں رکھیں جس کے ڈھکنے میں ایک سوراخ انگلی کے برابر ہونا چاہیے۔ اس سوراخ میں عرق گلاب ڈالیں۔ تاکہ اس کے بخارات صعود کر سکیں۔ اور مریض اس سوراخ کے سامنے اپنا منھ کھول کر کھڑا رہے لیکن ذرا فاصلہ پر رہے۔ تاکہ آسانی سے ان صعود کرتے ہوئے بخارات کو جن کے اندر قوتِ مجففہ اور قوتِ عطریہ موجود ہے اپنے اندر

جذب کرتا جائے۔ دن میں متعدد بار اس تدبیر علاج کو اختیار کریں۔

لطیف اور عمدہ غذائیں دی جائیں۔ افضل غذا گل قند شکری کے ہمراہ خمیری روٹی کا ملا کر کھانا ہے۔

والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ مشرقی اندلس میں ایک شخص کو اس عظیم موذی مرض کی شکایت لاحق ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کے جسم کا گوشت گھُل گیا تھا۔ اس مریض کا باپ میرے دادا بزرگوار عبدالملکؒ کے پاس بغرض علاج لایا تھا۔ انھوں نے غذائے مذکورالصفت اور خمیری روٹی مویز کے ہمراہ کھلانے کا انتظام کرایا تھا۔ مریض اس طرح ایک عرصے تک تندرست رہا اور اس کا سعال اور ہلاس[1] رفع ہوگیا۔ جسم موٹا تازہ ہوگیا پھر اس طرح وہ زندہ رہا کہ اس نوعیت کی کوئی شکایت اس کو لاحق نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ دادا کا انتقال ہوگیا۔ لیکن وہ مریض اپنے معاصرین میں ایک مدت تک زندہ رہا۔ میرا خیال ہے کہ والد بزرگوار نے فرمایا تھا کہ وہ شخص عرصہ کے بعد دوسرے مرض کے حملہ میں فوت ہوا۔

میں نے اپنے عنفوان شباب میں ایک شخص کو اس مرض میں مبتلا پایا۔ مذکورہ دوا اس کا اس طریقہ پر استعمال کرایا گیا جن غذاؤں کے لیے میں نے اوپر مشورہ دیا ہے اس کو استعمال کرتا رہا۔ جس کے نتیجہ میں اس کی کھانسی رفع ہوگئی۔ جسم تر و تازہ ہوگیا اور خوشی و مسرت کی زندگی گزارنے لگا۔ اپنے جملہ امورِ مشاغل انجام دیتا رہا۔ اس طرح سالہا سال تک وہ زندہ رہا۔ پھر کسی وبائی مرض سے شدید طور پر بخار میں مبتلا ہو کر مرگیا۔ اس وبائی مرض سے اور بھی بہت سارے لوگ موت کا شکار ہوئے تھے۔

جالینوس ذکر کرتا ہے کہ اگر اس قسم کے مریض کو تازہ تیار کی ہوئی تریاق استعمال کرائی جائے تو نفع بخش ثابت ہوتی ہے۔ نیز اس نے ذکر کیا ہے کہ گدھی کا تازہ دُوہا ہوا دودھ جس میں دُوہنے کے بعد قطعاً ہوا نہ لگی ہو معتدل مقدار میں نہار مُنھ پلانا نفع بخش ہے۔

گدھی کا دودھ چونکہ اس کے گوشت ہی کے تابع ہے اور مسلمانوں کے لیے اس کا گوشت حرام ہے لہٰذا اطبا ر نے اس قسم کے مریضوں کے لیے مزاج کی خوبی کے اعتبار سے بکری کا دودھ استعمال کرانے کا مشورہ دیا ہے۔

مندرجہ ذیل اشیاء کا استعمال بھی ضروری ہے۔ علیق (توت کے مانند ایک پھل) عوسج کی کلیوں کا عصارہ، انگور کا عصارہ اور انگور کے پتے اور مویز کا کھلانا ضروری ہے۔ نیز جو پانی پلایا جائے وہ ہر قسم کی عفونت اور مذموم کیفیات سے پاک وصاف و خالص ہو۔

جو شخص اس قسم کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوتا ہے میں اس کو گوشت کے استعمال سے قطعی طور پر اجتناب کراتا ہوں۔ نیز مریض کے معدہ میں دوسری غذاؤں میں دودھ ملا کر مخلوط کر دینا بھی قطعاً مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ البتہ مریض کی قوتِ ہضم کے لحاظ سے قلیل مقدار میں دودھ دیا جاسکتا ہے۔

---

[1] ہلاس۔ رگوں کے اندر خون کا کچا اور خراب رہنا۔ جس سے بدن پرورش نہ پاسکے اور بدن لاغر ہوجائے۔ (لغات کبیر)

جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ سرطان نہری پانی میں اسی صورت میں پکالیا جائے پھر مل کر صاف کر کے نچوڑ کر پلایا جائے تو اس مرض میں نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا استعمال نفع بخشتا ہے اور استعمال کرنے والا شخص اس کی افادیت کی شہادت بھی دے دیتا ہے تو یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ سرطان اپنے جوہر کے اعتبار سے بالخاصہ مفید ہے نہ کہ اپنے مزاجِ طبعی کے لحاظ سے۔ کیونکہ سرطان کے مزاج اور پھیپھڑے کے مزاج میں ایک گونہ مناسبت پائی جاتی ہے۔ یعنی باوجود رطوبت مزاج کے اس کے جوہر میں غلظت نہیں ہوتی ہے بلکہ بعض اعتبار سے جلاء کی کیفیت ہوتی ہے۔ بہر حال وہ اپنے تمام جوہر کے اعتبار سے اپنا فعل انجام دیتا ہے۔

جالینوس نے اس نوعیت کے ان شدید امراض میں اقراص اندر و خورون کے استعمال کی بے حد توصیف بیان کی ہے۔

کبھی ورم کے بغیر پھیپھڑوں کے اندر پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کے لوتھڑوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تقیح (پیپ پڑجانا) پھیپھڑوں میں اس وقت ہوتا ہے جب ان میں ورم ہوتا ہے۔ ورم اور تورم کا فرق واضح ہے۔ یعنی ورم اس صورت کا نام ہے جبکہ مادہ ورم عضو کی جانب مُنصب ہو کر وہیں پر چپک جائے اور عضو اس ورمی کیفیت کو ضعف کے باعث رفع نہ کر سکے۔ جس کے نتیجہ میں چپکنے والے مقام پر تنفس کی آمد و رفت قلیل ہو جائے۔ اور ریہ کے اندر پیپ (مدہ) مجتمع ہو جائے۔ اور تورم جوہر عضلہ میں غلظت کا نام ہے۔ جس سے نقص اتصال واقع ہوا ہے۔ ایسی صورت اتنی زیادہ ہو جائے کہ تفرق اتصال کے لیے عضو کو آمادہ کرے۔ جس طرح جملہ اعضاء میں امتلاء کے سبب سے نقص اتصال ہوتا ہے اسی طرح ریہ میں بھی نقص اتصال ہوا کرتا ہے۔ سعال کے وقت ریہ میں خاص طور سے تمدد ہوتا ہے۔ انقباض صدر کے وقت ریہ میں بھی انقباض ہوتا ہے۔ اور وہ ممتلی ہوتا ہے۔ جب سعال کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو مذکورہ دونوں اسباب میں سے کسی ایک کا وجود ہوتا ہے۔ جس سے اس میں تفرق اتصال ہوتا ہے۔ کیونکہ بذاتِ خود یہ فعل اولیٰ انجام دیتا ہے لیکن یہ کیفیت کسی دوسری شے کے توسط سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے ورم کے سلسلے میں ذکر کیا ہے نیز کسی خلط حار کے منصب ہونے یا حرارتِ غریزیہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے تاکل عارض ہونے والی صورت میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

تاکل و قروح ریہ

ریہ میں کسی خلط حار کے انصباب کی وجہ سے کبھی تفرق اتصال مزمن میں جبکہ علاج نہ کیا جائے قرحہ اور تاکل کی صورت پیش آجاتی ہے، یہ تفرق اتصال خلط حاد کی وجہ سے ہو یا کسی عارضی حرارتِ شدیدہ کے احتراق کے سبب سے ہو یا پھر شدید غصہ، یا شدید رنج و غم کے نتیجہ میں تاکل ہوا ہو۔ کسی مقام پر اولاً تاکل ہوتا ہے پھر قرحہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس نوعیت کے قرحہ کا علاج بھی تورم کے قروح جیسا ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتی ہیں۔ نیز لذع کو سکون بخشنے اور مزاج میں تعدیل پیدا کرنے کے لیے دوسرے قروح کے مقابلے میں تم کو مناسب ادویہ کے استعمال کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے۔ مثلاً لعاب بہیدانہ، عناب اور اصل السوس کے جوشاندہ کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اس میں سعال کی وجہ سے لاحق ہونے والے تمدد یا زور سے چیخنے کی وجہ سے قرحہ ہوتا ہے۔ بہرحال تمام صورتوں میں علاج ایک قسم کا ہے۔

نقض اتصال چیخنے سے یا سعال سے یا ناقابلِ برداشت بوجھ اٹھانے کی وجہ سے یا کسی بلند مقام پر سے گرنے کی وجہ سے یا صدر (سینہ) پر کسی شے کے گرنے کے باعث عارض ہوتا ہے۔ یہ جملہ صورتیں تمدد کی ہیں اور اس کی وجہ سے عارض ہونے والی صورتوں میں داخل ہیں۔

سبب بادی کے دریافت کے بعد اس کی علامت یہ ہے کہ بغیر شدید سعال اور شدید ضعف کے نفث الدم عارض ہوتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں حالتوں میں بین بین یہ صورت ہوتی ہے کہ خون رقیق چمکدار اور سرخ ہوتا ہے گویا کہ وہ کھولتا ہوا خون ہو۔

یغلی (جوش دیا ہو، کھولتا ہوا) سے مراد یہ ہے کہ اس خون پر تقریباً چھوٹے چھوٹے بہت سے بلبلے نمایاں ہوتے ہیں جن کو جھاگ کہتے ہیں۔ جب یہ صورت نظر آئے تو مریض کے دائیں ہاتھ کی ورید اکحل کی فصد کھولنے میں عجلت کریں۔ اور حالات کے لحاظ سے بقدرِ ضرورت استفراغ کرائیں۔ ممکن حد تک لطیف غذائیں استعمال کرائیں۔ نقل و حرکت، چیخنے چلّانے اور بلند آواز سے گفتگو کرنے سے احتراز کرائیں۔

مریض کو زور سے نہ کھانسنے کی ہدایت دیں۔ اس کو آگاہ کریں کہ زور سے کھانسنے کے سبب مرض کے علاج میں دقتیں پیش آئیں گی۔

اس کے لیے حبوبِ سعال کو مریض منھ میں رکھ کر چوستا رہے۔ اور لعاب دہن کو قدرے قدرے نگل لیا کرے۔ تاکہ سعال میں قدرے سکون ہوتا رہے۔ سعال کے علاج کے ساتھ ساتھ اطبا اس امر پر بھی متفق ہیں کہ اصل سبب کے علاج کی جانب توجہ کی جائے۔ اگر سعال کا سبب تمدد ہے تو فصد کرنا جیّد علاج ہے۔ اور اگر امتلاء مواد یا ضربہ یا سقطہ اس کا سبب ہے تو بھی سابق طرزِ علاج ہی بہتر ہے۔ نیز سر کی نیم گرم روغن سے مالش کریں۔

نزلہ یا بغیر نزلہ کے سعال ہو تو نزلہ کے سکون کے لیے تدابیر اختیار کریں۔ کیونکہ اس وقت اسبابِ سابقہ کی وجہ سے نزلہ عارض ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی ادویہ استعمال کرنی چاہئیں کہ جن کے جوہر میں لطیف قبض کی خصوصیت پائی جاتی ہو۔ تاکہ نفوذ کر کے ان سے خاطر خواہ طور پر افاقہ حاصل ہو سکے۔

فصد کے بعد کی تدابیر فصد کے بعد غذا میں لطیف اشیاء مثلاً جَو کا ستّو شیریں پانی میں گھول کر پلایا جائے۔ دونوں پنڈلیوں کو کسی عمامہ یا لمبے کپڑے سے اس قدر کس کر باندھا جائے کہ ہر ایک پنڈلی میں باندھنے کی وجہ سے خفیف سا درد محسوس ہو۔ مریض کو راحت و سکون کے ساتھ رکھا جائے۔ مقوی اور خفیف قابض و مجفف مشروب روزانہ پلائے جائیں۔ مثلاً شربتِ ورد شیریں پانی میں یا اگر کسی مشرقی مقام کے ابلتے ہوئے چشمے کا پانی ہو تو افضل ہے لیکن اس پانی میں لوہے کی جھانجھ کو دھو کر گرم کر کے اچھی طرح بجھالیں۔ یہاں تک کہ پانی کا چوتھائی حصہ جل کر خشک

ہو جائے۔ مریض کے کمرے میں برگِ انگور اچھی طرح بطور فرش کے بچھادی جائے۔ اور درخت آس کی ٹہنیاں جا بجا رکھ دی جائیں۔ امرود یا ناشپاتی اور گلاب کی خوشبوئیں سنگھائی جائیں۔ نیز خفیف خوشبوئیں مریض کے کپڑوں پر لگائی جائیں کہ اطراف بدن میں خون کی گردش برابر ہوتی رہے۔

مریض اگر سونا چاہتا ہو تو اسے منع نہ کیا جائے اور نہ اسے بلا وجہ سُلایا جائے۔ بلکہ اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ انصباب مواد سے قطع نظر جو اشیاء نفع بخش ہوں ان کو پیشانی پر لگایا جائے۔ موسم سرما ہو اور مزاج بارد رطب تو بسباسہ کو پیس کر چھان لیں۔ اور اس کے نصف مقدار میں لونگ سفوف کر لیں۔ اور دسواں حصہ فلفل سیاہ سفوف کر کے ملا کر پیشانی پر لگایا کریں۔ یہ نافع ہے۔ خصوصاً جبکہ اس مرض کا سببِ اولی ابھی نزلہ ہو۔ مقدم راس (پیشانی) کی اعتدال کے ساتھ تسخین کرنا بہر حال نافع ہے۔ اگر گرم ہواؤں کے سبب سے زکام ہو گیا ہو تو اس وقت علاج مذکورہ سے خصوصیت کے ساتھ اجتناب کرنا چاہیے۔ اور پیشانی پر حار اور بہت زیادہ خشک کر دینے والی ادویہ کا ذرور استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ صرف خفیف معتدل مجفف ادویہ جن میں عطریت موجود ہو کافی ہیں۔ اس سلسلے میں عارض ہونے والی سعال کے لیے مسکن ادویہ پر اعتماد کرنا چاہیے۔

جان لو کہ دفعتاً پینے والی یا نگلنے والی اشیاء اگر کثیر الجوہر ہوتی ہیں تو پھیپھڑوں پر دوران راہ ان کا ترشح ہوتا ہے۔ گویا کہ ان مشروبات کا پھیپھڑوں پر ایک طرح کا سایہ پڑتا ہے۔ لہٰذا ان کا اس راہ سے ہمیشہ بار بار گزرتے رہنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مریض کو ایسی حبوب کا چوستے رہنا مناسب ہے جس میں کامل تقویت قبض لطیف اور مزاج کے اعتبار سے تجفیف ہو۔ لیکن اعتدال تبرید کی جانب مائل ہو۔

نسخہ حب سعال جو پھیپھڑوں کے تفرق اتصال میں نافع ہے

گوند ببول ۳۵ گرام، گوند امرود یا ناشپاتی، زرورد ہر ایک ۵ر۷ اگرام، فضیہ ۵ر۷ر۸ گرام، گل مختوم ۷ گرام۔ ہر ایک دوا کو خوب باریک پیس کر باریک کپڑے میں چھان لیں۔ پھر شربتِ اصل السوس میں گوندھ کر بقدر باقلا گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی منھ میں رکھ کر شب و روز چوستے رہیں۔

مریض کو اس طرح کا پانی پلایا جائے جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ مریض کو سخت بستر پر سونے سے یا چیخنے چلّانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ سعال یا اس نوعیت کے دیگر اسباب کی وجہ سے پھیپھڑے پھٹ جاتے ہیں۔ اس طرح سخت مقام پر سونے کی وجہ سے ان لوگوں کے پھیپھڑے جو اس طرح سونے کے عادی نہیں ہوتے ہیں پھٹ جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عروق و شرائین جب زمین سے ملتی ہیں تو ان کا خون مغلوب ہو کر نچڑنے لگتا ہے۔ پھر داخل بدن کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ نیز پھیپھڑوں کی تخلیق میں جسم کے دوسرے حصوں کے مقابلے میں الٹا حساب ہے۔ یعنی اس کی عروق غیر ضاربہ پھڑکنے والی ہوتی ہیں۔ اور عروق ضاربہ مطلق عروق کی ہیئت میں ہوتی ہیں۔ جن سے پھیپھڑوں میں عروق ضاربہ کا فعل انجام نہیں پاتا ہے۔ جیسا کہ تمام جسم میں دیگر عروق ضاربہ اپنا فعل انجام دیا کرتی ہیں۔ اس وجہ سے اس کی عروق ضاربہ رقیق الصفات ہونے کے باعث

مطلق عروق ہی کی شکل میں ہوتی ہیں۔ ان ہی وجوہات کے باعث پھیپھڑوں کی عروق ضاربہ (شریان ریوی) بسا اوقات پھٹ جایا کرتی ہیں۔

لہٰذا اس صورتِ حال میں پھیپھڑوں میں ورم بھی کثیر مقدار میں ہوا کرتا ہے۔ اس ورم کا جوہر بہت ہی رقیق اور حرارت شدید ہوتی ہے۔ اس کے باعث اس کا صحت پانا یا تو دیر طلب ہوتا ہے یا ناممکن ہوتا ہے۔ بہرحال قبل اس کے کہ ان وجوہات و اسباب و علل کے تحت جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس سلسلے میں مشورے بھی دیے ہیں۔ اس میں تقیح پیدا ہو تو اس زخم کو مندمل کرنے کی ہر امکانی کوشش کی جائے۔

اس طرح اگر پھیپھڑوں کے پھٹے ہوئے کو مندمل کر لیا گیا تو یقیناً ایک امر عظیم کے انجام میں کامیابی ہوگی۔

بعد ازاں مریض کا تحفظ ہر ممکن طریقہ پر کرنا چاہیے۔ اور ان خدشات سے کامل طور پر احتراز کرائیں جن کا احتمال ہو۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ پھیپھڑوں کے تفرق اتصال کا اندمال ہو گیا ہے۔ جب تک کہ یہی صورتِ حال ایک عرصہ تک قائم رہے۔ کم از کم ساٹھ یوم تک علاج ضرور جاری رکھنا چاہیے۔ اگر علاج میں پیچیدگی محسوس ہو رہی ہو تو اس سے قبل علاج کی جو صورتیں بیان کی گئی ہیں ان کی جانب توجہ کرنی چاہیے۔

میرے والد فرماتے تھے کہ اندلس کے شرفاء میں سے ایک شخص ابن رزین نامی اس مرض میں مبتلا ہوا۔ اس کے علاج میں ہر ممکن طریقے اختیار کیے گئے۔ زخم بھر گیا اور اوپر گوشت آ گیا۔ حالت بھی سدھر گئی۔ مریض گمان کرنے لگا کہ وہ قطعاً تندرست ہو گیا ہے لہٰذا بعض ایسے اعمال جن سے احتراز کرایا گیا تھا کرنے لگا مثلاً عورتوں سے خلوت، مختلف غذاؤں کا استعمال، شدید قسم کی نقل و حرکت سے کلی طور پر اجتناب کرنے کی ہدایت کی تھی۔ تیز رفتار گھوڑوں کی سواری سے اجتناب کرایا تھا۔ اس بد پرہیزی کے نتیجہ میں اس کو کمزوری اور ضعف لاحق ہو گیا۔ ایک دن شام ہونے سے قبل اس نے منھ سے کثیر مقدار میں خون تھوکنا شروع کیا۔ عورتوں سے ضرر رساں اختلاط اور مذموم و مضر غذاؤں کا استعمال متعدد بار کرتا رہا۔ اس غلط طرز زندگی کے باعث اس کی زندگی کی مدت زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی۔ حالانکہ اس کے علاج کے سلسلے میں ہر نوعیت کی تدابیر برابر استعمال کی جاتی رہی تھیں۔

سوءِ مزاج کے باعث حادث ہونے والی سعال کا بیان

گاہے پھیپھڑے میں سوءِ مزاج واقع ہوتا ہے۔ خواہ یابس ہو یا بارد۔ بہرحال سب سے کھانسی ہوتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ سوءِ مزاج کو رفع کیا جائے۔ مریض کو فرحت بخش مقام پر منتقل کرایا جائے۔

ایک بادشاہ کو شدید کھانسی ہو گئی تھی۔ کھانسی سے کچھ بھی خارج نہیں ہوتا تھا۔ اس کے معالج نے جب اس کا معائنہ کیا تو گلے میں گلوبند باندھنے کی ہدایت کی۔ اس کے نتیجہ میں بہت جلد کھانسی رفع ہو گئی۔ اس قسم کی کھانسی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ٹھنڈی ہوائیں سینہ کی بیرونی جانب سے گزر کر پھیپھڑوں کے اندر پہنچتی ہیں۔ لیکن جسم کی قوتِ مدافعت ان کو دفع نہیں کر پاتی۔ میں نے بہت سے ایسے اشخاص کو دیکھا ہے جو تیرتے ہوئے جب بہت زیادہ تھک جاتے ہیں یا

کشتی کا چپو چلاتے چلاتے اپنی محنت کی وجہ سے پریشان ہو جاتے ہیں تو ان کو کھانسی آنے لگتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے پھیپھڑوں میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے نیز اس کے ساتھ سانس کی ہوائی نالیوں کے ذریعہ وہاں خشکی بھی پہنچتی ہے۔ جب یہ یکایک پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے تو سعال پیدا کر دیتی ہے۔ اس طرح کا مشاہدہ خشک خوشبوئیں سونگھنے والے اشخاص میں بھی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ سونگھنے والی دوائیں بار دہی کیوں نہ ہوں۔ جیساکہ کافور زیادہ سونگھنے سے دفعتاً کھانسی آنے لگتی ہے۔ بعض اوقات شدید حرکات کی وجہ سے بھی کھانسی آنے لگتی ہے۔ خواہ تیرنے کی وجہ سے ہو یا دوسری وجہ سے۔ جس سے سینہ کی اندرونی جانب مواد کی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔ گاہے صرف عصب ہی دو وجوہ یعنی تحفیف یا حرارت کے سبب سے سعال پیدا کرتا ہے۔ اور اخلاط اس میں تحریک پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر خلش پیدا کرنے والی شئے سے سعال میں تحریک ہوتی ہے۔ اس سبب کو رفع کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

گاہے پھیپھڑوں کے زخموں کا مریض حُسنِ تدبیر کے باعث عرصہ دراز تک زندہ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس قسم کے بعض مریض اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر فوت ہو جاتے ہیں۔

البعوض فی الریہ (پھیپھڑوں میں مچھر پیدا ہونے کا بیان)

گاہے پھیپھڑوں میں مچھر کے پیدا ہونے کے سبب سے سعال آتی ہے۔ بعض اطبا نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ سعال شدید ہوتی ہے۔ قنطوریون اور زراوند طویل کی دھونی لینے سے یہ رفع ہو جاتی ہے۔ اس نوعیت کا مرض میرے مشاہدے میں نہیں آیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا ذکر میں نے مناسب سمجھا کہ کر دوں۔

دبیلۂ احشار سے واقع ہونے والی سعال کا بیان

آنتوں (احشار) میں کسی پھوڑے کے نکل آنے کے سبب سے بھی سعال آتی ہے۔ یا رحم کی مجاور اغشیہ میں کسی پھوڑے کے سبب سے سعال آتی ہے۔ اس طرح اس کا اکثر ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ عظمِ طحال کے باعث بہت زیادہ کھانسی آیا کرتی ہے۔ جب اس کا سبب عظمِ طحال رفع ہو جاتا ہے تو سعال بھی جاتی رہتی ہے۔

سعال کے دیگر اسباب کا بیان

ورم جگر اور صلابت جگر کے باعث بھی کھانسی لازمی طور پر آتی ہے۔ ذات الجنب اور شوصہ کے سبب سے بھی کھانسی آتی ہے۔ لیکن اس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔ اسی طرح استسقار مفرط اور نفخِ معدہ کے سبب سے اٹھنے والی کھانسی کا ذکر بھی یہاں نہیں کر رہا ہوں۔ خواہ یہ انتفاخ معدہ میں ریاح مفرط کی وجہ سے ہو یا کھانے پینے کی زیادتی کی وجہ سے ہو۔ لہٰذا معدہ کے اندر کی حبس شدہ اشیار کو خارج کرنے کی جانب ہم کو توجہ کرنی پڑتی ہے۔ لیکن پورے طور پر اس کا امکان نہیں رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کہ ہم کسی ایسی انتہائی جگہ پر مقیم ہوں جہاں جسم ہر چہار جانب سے محیط ہو گیا ہو۔ اگر اس تنگ مقام میں رہ کر ہمارے لیے دفاع کرنا سہل ہوتا تو ہم مردہ کی مانند اس میں پڑے ہوئے نہیں ہوتے کہ جو جسم پر محیط ہو گیا ہے۔ اگر ہم میں اس کی استطاعت ہوتی تو قدرے قدرے اس تنگی سے علیحدہ ہونے کی کوشش ضرور کرتے۔ بالکل یہی صورتِ حال بہت زیادہ

امتلاء معدہ والے شخص کی ہوتی ہے۔ لیکن اگر قوتِ ہاضمہ بہتر ہوتی ہے تو امتلاء معدہ کے باوجود ماکول اغذیہ ہضم ہو جاتی ہیں۔ معدہ کی حالت سُدھر جاتی ہے اور اخراجِ فضلہ میں سہولت ہوتی ہے۔ اس دوران میں پھیپھڑوں سے معدہ کی مزاحمت کے سبب بعض اوقات کھانسی ہو جاتی ہے۔ بعض امتلائے معدہ کے سبب ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

سعال کے اخراج میں اندرونِ جسم کی ہوا اور بیرونِ جسم کی ہوا میں دو مختلف کیفیات پیدا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سعال پھیپھڑوں کی مضر اشیاء کو جو خصوصیت سے ضرر پہنچاتی ہیں، نکالتی ہے۔ سعال کی تحریک اس طرح ہوتی ہے جس طرح گرد و غبار حلق میں گھُس جائے تو بار بار کھانسی ہوتی رہتی ہے۔ بہر حال اس نوعیت کی سعال میں یبوست ضرور ہوتی ہے۔ امراضِ ریہ کا بیان ختم ہوا اب امراضِ قلب کا بیان شروع کرتا ہوں۔

امراضِ قلب

قلب میں کچھ امراض ابتدائی طور پر پیدا ہوتے ہیں اور کچھ دوسرے اعضاء کی مشارکت سے۔ جس طرح دیگر اعضاء میں امراضِ قلب کے نتیجے میں آفات، امراض اور اعراض پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح قلب کے متاثر ہونے کی وجہ سے دیگر اعضاء میں بھی بیماریاں اور پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قلب ایک رئیس و شریف عضو ہے۔ اس کی قوتیں بے پناہ ہوتی ہیں اور بدنِ انسانی میں اس کے آثار و اتصال اہم ہوتے ہیں۔ ارسطو اور دوسرے حکماء کی رائے یہ ہے کہ قلب کو رئیس اعظم کی حیثیت حاصل ہے۔ جالینوس اور دیگر اطباء کا مذہب یہ ہے کہ بدن کے اعضائے رئیسہ میں سے ایک عضو رئیس قلب بھی ہے۔ قلب کے بارے میں جالینوس نے وضاحت کی ہے کہ کوئی ذی حیات اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کے قلب کی حرکت بند نہ ہو جائے۔

قلب کی تخلیق اور اس کی تشکیل بہترین انداز پر ہوئی ہے۔ اس کا جوہر مضبوط اور قوی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جو جوہر مضبوط اور گٹھیلا ہوتا ہے وہ ڈھیلے عضو کے مقابلے میں افضل ہوتا ہے۔

قلب کے اندر دو بطن ہوتے ہیں۔ ان میں اشرف بایاں بطن ہے۔ کیونکہ اس کے اندر روح حیوانی کی کثیر مقدار رہتی ہے۔ قلب ہی سے شرائین نکلتی ہیں۔ قلب کی حرکات کے فائدے (افعال) معلوم ہیں۔ اس طرح نبض کے افعال و منافع واضح ہیں۔ یعنی اس سے بقائے حیات اور جذب نسیم وابستہ ہے۔ حرکتِ قلب کے اندر ایک قوت ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر وہ اپنی طبعی حرکت انجام دیتا ہے۔ اور اس حرکت سے نبض واقع ہوتی ہے۔ ہوائے نسیم کے اندر داخل ہونے کی غرض وغایت حرارتِ غریزی کی ترویح (ہوائے نسیم کا اندر پہنچنا) ہے، کیونکہ اگر نبض اور تنفس کے ذریعہ ترویح نہ ہو (ہوائے نسیم اندر نہ پہنچے) تو حرارتِ غریزی بجھ کر رہ جائے۔

ارسطو کی رائے کے مطابق جملہ حرکات خواہ ارادی ہوں یا طبعی قلب سے صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ قلب کی قوت سے جگر کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ دماغ کی قوت کے بارے میں بھی اس کا یہی خیال ہے۔ اس بناء پر ارسطو کے

نزدیک قلب رئیس مطلق ہے۔ لیکن جمہور اطبا کا یہ خیال ہے کہ ہر چند قلب ریاست اور سربراہی میں منفرد نہیں ہے۔ بلکہ وہ چار اعضائے رئیسہ میں سے ایک عضو ہے۔

اعضائے رئیسہ چار ہیں۔ دماغ، قلب، جگر اور انثیین۔ قلب ان اعضائے رئیسہ میں سے ایک ہے لیکن ان سے بلحاظ شرافت و قدر و منزلت بہت برتر و بالا ہے۔

ورم قلب قلب میں کبھی ورم پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس کے لاحق ہوتے ہی قبل اس کے کہ مرض کی کماحقہ تشخیص و تحقیق ہوسکے مریض ہلاک ہوجاتا ہے۔

اختلاج قلب قلب میں اختلاج بھی عارض ہوتا ہے۔ جملہ اعضاء کے اختلاج کا سبب وہ بخارات ہوتے ہیں جو اوپر اٹھتے ہیں اور ان کے ہمراہ کسی عضلہ یا جلد کا جزو بھی (تحلیل ہوکر) اوپر اٹھتا ہے، رہا اختلاج قلب تو یہ امتلاء کے افراط سے لاحق ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں قلب کے اندر ناگوار حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی قلب کا اختلاج ہے۔

اختلاج کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

۱۔ (مریض کی) فصد لی جائے یا دیگر ذرائع سے خون نکالا جائے۔

۲۔ پھر ان ادویہ کے ذریعہ قلب کو تقویت پہنچائی جائے جو عضلہ کو قوی کریں۔ اور اس کی قوتوں کو بڑھائیں جن میں موتی، طلائے خالص، نیز وہ ادویہ جن کے افعال ان کے مشابہ ہوں قابل ذکر ہیں۔

اختلاج قلب کے لیے ایک مجرب نسخہ مروارید ناسفتہ، ابریشم، تخم فرنجمشک، گل گاؤزبان ہر ایک ۳۵ گرام۔ پوست ترنج، ساذج ہندی، قرنفل گلدار، بسباسہ۔ ہر ایک ۵ ر۱۷ گرام، عنبر خالص ۷ گرام۔

ابریشم کے علاوہ جملہ ادویہ کو علیحدہ علیحدہ کھرل کرکے چھان لیں۔ پھر سب کو ملا کر کھرل کرکے چھان لیں۔ ابریشم کو قینچی سے خوب باریک کریں۔ پھر موتیوں کے ہمراہ خوب اچھی طرح پیس لیں۔ یہاں تک کہ دونوں یکجا ہوجائیں۔ ان کو باقی ادویہ کے ساتھ ملا دیں۔ پھر مجموعہ کے ہموزن گل سرخ کا اضافہ کریں۔ پھر ایک چکنی کھرل میں ڈال دیں۔ اور یکے بعد دیگرے سونے کا ورق کھرل کریں۔ کھرل قدرے کھردری ہونی چاہیے۔ یہاں تک کہ سونا کھرل کی سطح پر چڑھ جائے۔ اس پر تھوڑا سا عرق گلاب یا سیب کا رس ڈالتے جائیں۔ یہاں تک کہ سونا دواؤں میں نفوذ کرجائے۔ سونا کھرل کرنے کے اس عمل کو بار بار دہرائیں اور ادویہ کو اس میں ملاتے جائیں۔ یہاں تک کہ ان دونوں میں سونا ۵ ر۴ گرام یا زیادہ سے زیادہ ۹ گرام حل ہوجائے۔

ف۔ اصل عبارت میں ۔سال الدم لکھا ہے۔ جس کے معنی خون بہنچانا ہے۔

اس میں مذکورہ بالا دواؤں کے ہموزن جوارش سیب شیریں کا اضافہ کریں۔ اور پھر ان سب کو شربت گاؤزباں میں ملا کر کسی مرتبان میں محفوظ کرلیں اور ہر روز نہار منھ اس میں سے ۵ ر ۷ گرام کھایا کریں۔

خفقان | خارجی اور متفرق اسباب سے خفقان واقع ہوتا ہے۔ خفقان قلب کی حرکت طبعی میں زیادتی کا نام ہے۔

قلب میں خفقان عارض ہونے کے دو بڑے اسباب ہیں:

۱۔ خارجی سبب سے پیدا ہونے والا خفقان، مثلاً وہ خفقان جو انتہائی غصہ، شدید خوف اور حرص کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ان تمام حالات میں اس کا سبب حرارت کی غیر معمولی زیادتی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ حالت غضب میں خفقان براہِ راست عارض ہوا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف خوف کی حالت میں ہمارے بدن کی حرارت قوی نہیں ہوتی بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے۔ لیکن خوف کے وقت خون دوسرے اخلاط کے ساتھ قلب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب کوئی بھاگنے والا دشمن سے ڈر کر بھاگ نکلے اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ لوگ خاص کر بہادر لوگ خطرہ کے وقت دارالسلطنت کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ تاکہ اس کی حفاظت کریں اور خود بھی اس میں محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ اس طرح خوف کی حالت میں اخلاط بالعموم خون کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اس سے قلب کے مزاج میں حرارت بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا وہ تیزی سے دھڑکنے لگتا ہے۔ رہی حرص، فرحت، شادمانی اور افراطِ لذت کی حالت میں خفقان پیدا ہونے کی وجہ آگے آئے گی۔ حرص کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(الف) انتقام کی حرص (کینہ) یہ قسم غضب کے تحت آتی ہے۔ اور خفقان پیدا کرتی ہے۔

(ب) حرص کی دوسری قسم، دنیوی مال و متاع اور خواہشِ نفسانی کے حصول کا لالچ، نفس میں انبساط اور فرحت پیدا کرتی ہے۔ انبساطِ نفس کے نتیجہ میں اخلاط باہر کی طرف مائل ہو کر حرکت کرنے لگتے ہیں جس سے حرارت میں ہیجان اور اشتعال ہوتا ہے۔

۲۔ کبھی خفقان قوتِ بدنی کے انتہائی ضعف کے نتیجہ میں بھی لاحق ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان معمولی سی حرکت کرنا چاہتا ہے تو اسے خفقان ہونے لگتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ حرکت تیزی پیدا کرتی ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ زیادہ سریع ہو۔ چونکہ قوت کی کمی کی وجہ سے اور کمزور شخص کے کمزور ہونے کی وجہ سے جملہ حرکات شدید ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس کا مزاج مشتعل ہو جاتا ہے جس کی اشتعال پذیری خفقان کی موجب ہوتی ہے۔

تدابیر و علاج | ماکول و مشروب نیز مشمومات باردہ (سرد خلخلوں) کے ذریعہ مزاج کی تعدیل کی جائے۔ مشمومات باردہ ایسے ہونے چاہئیں جو اعضاء و ارواح دونوں کو تقویت بخشیں جیسے ریحان، جو اپنے مزاج سے بھی قوت پہنچاتی ہے۔

اور اپنی عطریت سے بھی تقویت دیتی ہے۔ اسی طرح گلِ سرخ، صندل اور نیلوفر، شربتِ صندل بہموزن عرق گلاب اور آبِ شیریں کے ہمراہ پلایا جائے۔ کیونکہ یہ اشیاء اپنے مزاج کی بناء پر نفع بخشتی ہیں اور اپنی عطریت، اپنے جملہ جوہر نیز ایک کیفیت مجہولہ سے قلب کو تقویت دیتی ہیں۔ اگرچہ ہم اس کیفیت مجہولہ کی حقیقت سے ابھی تک ناواقف ہیں۔ مگر تجربہ نے اس کی افادیت ثابت کر دی ہے۔

خفقان کے دیگر اسباب خفقان کا ایک دوسرا سبب احتراق دم ہے۔ کیونکہ طبیعت محترقہ اور خون کی حدت کی وجہ سے خفقان عارض ہوجاتا ہے۔

خفقان معدی۔ گاہے خفقان فمِ معدہ کی مشارکت سے بھی عارض ہوجاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب فم معدہ میں کسی دوا یا کسی خلط لاذع سے چبھن عارض ہوجائے تو اس صورت میں معدہ کی مشارکت سے قلب میں خفقان عارض ہوجاتا ہے اس لیے قدماء نے معدہ کا نام فواد بھی رکھا ہے۔

علاج ۱۔ جو خفقان خلط سوداوی کی وجہ سے ہو اس کے ازالہ کے لیے ان مقوی قلب ادویہ کو استعمال کرایا جائے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بالخصوص مروارید اس مرض میں بہت مفید ہے۔

۲۔ جو خفقان معدہ کی وجہ سے ہو اس کے لیے استفراغ قے و اسہال کے ذریعہ کرائیں، یہ شکایت رفع ہوجائے گی۔

قلب میں رطوبتِ مائیہ قلب میں رطوبتِ مائیہ لاحق ہوتی ہے۔ اور وہ (رطوبت) پیشاب کی طرح ہوتی ہے۔ جو غشاء قلب میں محصور ہوتی ہے۔

بہر حال اگر اس کا کوئی علاج ہے تو ایسی ادویہ ہی سے ممکن ہے جو تلطیف پیدا کریں اور ساتھ ساتھ محلل اور مجفف بھی ہوں نیز خوشبودار ہوں۔ تاکہ وہ بسرعت غشاء القلب تک پہنچ سکیں۔ مثلاً عصارۂ بادیان اور اس کے مشابہ دیگر ادویہ۔

قلب کا ورمِ صلب قلب کو ایک اور مرض بھی لاحق ہوجاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اندرونی جھلی پر ورم صلب لاحق ہوجاتا ہے۔ گویا دوسری جھلی اوپر چڑھ گئی ہے۔ یا بہت سی جھلیاں ہیں جو ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی ہیں

اس کے لیے بھی سابق اطباء میں سے کسی نے کوئی علاج تجویز نہیں کیا اور نہ ہی میں اپنے ذہن میں اس کا کوئی علاج پاتا ہوں۔ جس پر کار بند ہو کر علاج کروں۔ ممکن ہے کہ اس کے مریض کو کسی لطیف الجوہر خوشبودار دوا سے فائدہ ہو

جس کے اندر تحلیل و ترطیب موجود ہے۔

حمی دق حمی دق کا سبب وہ سوءِ مزاج ہے جو یا تو جوہر (جرم) قلب میں ہوتا ہے یا اس کے قریب الانعقاد رطوبت ہوتی ہے۔ بہرحال جب تک مرض ابتدائی حالت (درجہ اولیٰ) میں ہے اور اس کا سبب صرف سادہ یبوست ہو تو علاج میں مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

۱۔ مرطبات استعمال کرائیں۔ جیسے سیب کی خوشبو سنگھائیں۔ نوجوان بکری کا دودھ دُوہنے کے فوراً بعد پلائیں۔

۲۔ نیم گرم شیریں پانی میں آبزن کرائیں۔ اگرچہ کچھ زیادہ ہی تیز گرم ہو۔

۳۔ گلِ نیلوفر نیز گلِ بنفشہ کا سنگھانا سب سے زیادہ مفید ہے۔ ہم اس کی تفصیل حمی دق ذبول اور ان کے درجات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

ورم غشاء القلب

کبھی غشاء القلب میں ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی یہ ورم حار بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر طبیب فوری توجہ دے اور کسی قسم کی سستی نہ کرے اور بغیر وقت ضائع کیے مریض کی فصد کر کے زیادہ مقدار میں خون خارج کیا جائے تو مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ فصد کے ساتھ مزاجِ قلب کی تبرید اور جرم قلب کی تقویت پر بھی فوری توجہ دی جائے مثلاً مریض کو شربتِ ریحاں اور شربتِ صندل، چار گُنا آب سرد کے ہمراہ پلائیں۔ اور اسے تازہ ریحاں اور نیلوفر کی خوشبوئیں سنگھاتے رہنے کا مشورہ دیں۔ لیکن اس میں طبیب سے ذرا سی بھی لاپروائی یا سستی ہو گئی تو مریض مر جائے گا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ غشاء القلب اعضائے رئیسہ میں سے ہے بلکہ اس لیے کہ یہ غشاء قلب سے قریب اور اس سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔

قلب کے بارے میں جو اساتذہ کا نظریہ ہے اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے یعنی یہ کہ قلب کا مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی حالتِ صحت پر عرصہ تک برقرار رہتا ہے۔ اگر ایسی صورت واقع ہو تو مریض کے احوال میں سستی، کسلمندی اور کمزوری لاحق ہو جائے گی۔ اس طرح میرا خیال ہے کہ قلبِ انسانی کو جس قدر خشک ہو جانا چاہیے اگر کچھ زیادہ یبوست اسے لاحق ہو جائے تو چستی اور نشاط اور بڑھ جائے گی۔ اگر خشکی اس حد سے بھی زیادہ بڑھ جائے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کی شدت سے مریض کو کوئی فتور لاحق ہو جائے گا۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ مریض کو ذبول ہو جائے گا۔

اس صورتِ حال کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ مریض انتہائی ذبول اور لاغری کے عالم میں تھا مگر اس کے اندر نشاط اور چستی بہت زیادہ تھی اور اس کی حرکات میں اس سے زیادہ تیزی تھی جتنی کہ اس کی حالت کا تقاضہ ہو سکتا تھا۔ مریض عرصہ دراز تک اس حالت میں زندہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کی موت کی وجہ یہ ہوئی کہ مریض کو گرم حمام میں جانے کی خواہش ہوئی۔ مگر یہ خواہش اس کے لیے انتہائی خطرناک تھی۔ چنانچہ منع کرنے کے باوجود وہ وہاں داخل

ہوگیا اور جوں ہی وہ باہر نکلا فوراً مرگیا۔

امراضِ کبد

کبد (جگر) بھی اعضائے رئیسہ میں سے ہے۔ ارسطو فلسفی کی رائے یہ ہے کہ جگر کی حرارت طبعی قلب سے ماخوذ ہے۔ دیگر اطبا کی رائے یہ ہے کہ جگر بذاتِ خود اعضائے رئیسہ میں سے ہے۔ اس کے اثرات عظیم ہوتے ہیں۔ اور اس سے بڑے افعال صادر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بقراط کہتا ہے کہ ہماری بیشتر زندگی ہمارے جگر پر منحصر ہے۔ اور جگر قوتِ طبعیہ کا منبع ہے۔ جہاں ہضم، نضج، جذب و دفع کا فعل انجام پاتا ہے۔ اور انھیں قوتوں کی وجہ سے جگر کو فضیلت حاصل ہے۔ بالخصوص سارے جسم کی قوتِ محللہ سے اور انھیں مذکورہ بالا قوتوں سے اعضاء میں غذا ہضم ہوتی ہے۔ اور اس میں جذب تمسک کے بعد تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ یہ ساری قوتیں کبد سے ہی شروع ہوتی ہیں۔ لہٰذا جب کبھی اس کی قوت مغیرہ میں ضعف لاحق ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں سارے جسم میں مختلف آفات واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً استسقاء۔

استسقاء استسقاء کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ استسقاء لحمی۔ ۲۔ استسقاء طبلی۔ ۳۔ استسقاء زقی۔

استسقاء زقی گردوں کے ضعف سے بھی لاحق ہوتا ہے۔ اس کو وضاحت سے آئندہ بیان کروں گا۔

استسقاء لحمی قوتِ ہاضمہ کے فعل کے مکمل نہ ہونے کے سبب اور اس کے اندر ضعف واقع ہونے کی وجہ سے استسقاء لحمی لاحق ہوتا ہے۔ نتیجتاً کیموس کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ اس سے خلط دموی پورے طور پر نہیں بنتی بلکہ اس کا میلان زیادہ تر بلغم بننے کی طرف ہوتا ہے۔ اور جب جگر اپنے استحالہ سے قاصر ہوتا ہے تو لامحالہ اس کا اثر اعضاء کے استحالہ پر پڑتا ہے۔ حالانکہ اعضاء کے لیے استحالہ مخصوص ہے۔ یعنی عضو کا بحیثیت عضو ہونے کے اس کے اندر استحالہ ناگزیر ہے۔ کیونکہ کیموس ہی سے اعضاء غذا حاصل کرتے ہیں۔ (اس ناقص کیموس کی وجہ سے) جوہر کبد اور جوہر اعضاء کی مکمل ترین مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ اس صورت میں استسقاء لحمی پیدا ہو جاتا ہے۔

استسقاء طبلی جگر میں کیلوس کا استحالہ ابتداء میں مکمل نہیں ہو پاتا۔ اور اس کے اجزاء بھی باہم مخلوط نہیں ہوتے اور استحالہ میں روز بروز ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ تو وہ (کیلوس) بخارات غلیظ بن جاتے ہیں۔ نتیجہ میں بخارات، مراق بطن کی طرف چڑھتے ہیں اور اس کے اندر نفخ پیدا کرتے ہیں۔ یہ نفخ عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ جب اس کیلوس کے استحالہ میں کسی طرح کا نقص واقع ہوتا ہے تو دیگر غذاؤں پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ضعف کبد کی صورت میں حرارت کی وجہ سے غذاؤں میں تغیرات واقع ہوتے ہیں نہ کہ جگر کے مخصوص مزاج کی وجہ سے

جس میں ہمارے لیے کسی نوعیت کا تغیر ممکن نہیں ہے جملہ حرارت خواہ طبعی ہو یا عرضی، خارجی ہو یا داخلی بہرحال جوہر مائی کی طرف تحلیل ہو کر بخارات میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد اگر لطافت باقی نہیں رہتی تو آہستہ آہستہ بخارات بن کر بدن میں نفوذ کرتی جاتی ہے اور بخارات غلیظ رہ جاتے ہیں۔

جگر غذا کے جوہر کے اندر تغیرات پیدا کرنے کا فعل انجام دیتا ہے اور اس کے تغیر و تبدل کے بعد اپنے مشابہ بناتا ہے لیکن جب حرارت جگر کا فعل ضعیف ہوتا ہے تو پھر بکثرت بخارات بننے لگتے ہیں۔ وہ بخارات غلیظہ مراق بطن کے گرد محصور ہو جاتے ہیں۔

استسقاء طبلی کا وقوع کمتر ہوتا ہے۔ یہ صرف طحال بڑھنے کی صورت میں واقع ہوتا ہے کیونکہ اس کا وقوع کبد کے اپنے افعال جوہر غذا میں جس کے لیے وہ مخصوص ہے۔ پورے طور پر انجام نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نتیجہ میں اپنی قوت حارہ کو کیلوس کی جانب پورے طور پر جذب کرکے اس کے اندر احتراقی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اور طحال کی جانب بہت زیادہ مقدار میں دفع کر دیتا ہے۔ نتیجہ کار عظم طحال واقع ہو جاتا ہے۔ استسقاء طبلی میں ایسے مریض کم ہوتے ہیں جن میں طحال نہ بڑھی ہو۔

استسقاء زقی

اس کا وقوع اس وقت ہوتا ہے جب گردے مائیت دم کو جذب کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ میں وہ (مائیت دم) خون میں منتشر رہتی ہے۔ جسے اعضاء چوستے ہیں اور مراق بطن کی جانب دفع کرتے رہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں استسقاء زقی واقع ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ابتدائی طور پر ضعف کبد کے سبب استسقاء زقی کا وقوع ہوتا ہو۔ بلکہ جب گردہ کی قوت میں کسی نوعیت کی کمی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی قوت جاذبہ جو کبد سے گردے تک پہنچتی ہے کم ہو جاتی ہے اور نتیجتاً ضعف جگر ثانوی طور پر لاحق ہو جاتا ہے۔ اور اگر گردوں میں ضعف بذات خود اس کے اوپر کسی عرض کے طاری ہو جانے کی وجہ سے لاحق ہو تو اس وقت ضعف کبد کی وجہ سے استسقاء زقی میں کسی نوعیت کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔

ضعف جگر، جگر میں سوء مزاج واقع ہونے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ سوء مزاج آٹھ قسم کے ہوتے ہیں۔ ان میں چار بسیط و مفرد ہیں اور چار مرکب۔ ہر ضعف کسی نہ کسی سوء مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سوء مزاج کے دفع ہونے کی صورت یہ ہے کہ جگر کے مزاج میں ایک خاص قسم کا اعتدال پیدا کیا جائے۔

ضعف جگر، جگر میں کسی عرض کے ظاہر ہونے سے مثلاً سدہ یا ورم کے باعث بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ورم اعضائے آلیہ کے امراض میں سے ایک مرض ہے نیز اعضاء میں متشابہہ امراض پیدا ہونے والے اجزاء میں سے بھی ایک جزء ہے۔ لہٰذا اگر سدہ کے سبب سے وہ مرض لاحق ہوا ہے تو تفتیح سدد کرکے اور اگر ورم کے سبب سے لاحق ہوا ہے تو ورم کو دفع کرکے اس کا علاج کیا جائے۔

اگر کوئی چیز جگر میں عارض ہو مثلاً صلابت جگر جو آب بارد کے کثرت استعمال سے واقع ہوتا ہے یا ضعف جگر جو کہ

سرکہ نوشی کی وجہ سے عارض ہو جو صلابت جگر آب بارد کے کثرتِ استعمال کے سبب سے لاحق ہونے کی صورت میں اُس کا علاج مسخن ادویہ کے ذریعہ ہی کرنا چاہیے تاکہ اس کے اجزا میں قابلِ لحاظ حصہ تک گرمی پیدا ہو سکے۔

وہ اشیاء جن میں حرارت پہنچانے کی بہت زیادہ قوت ہوتی ہے وہ قابض، معتدل اور خوشبودار ادویہ ہوتی ہیں۔ مثلاً بابونہ کا استعمال گلِ سرخ کے ہمراہ نافع ہے۔

دراصل جملہ انواع استسقاء حمیات کی طرح تدابیر چاہتے ہیں۔ جب طبیب اپنی وسعتِ نظر کی بنیاد پر جملہ اقسام کو نگاہ میں رکھ کر غور و فکر کرتا ہے۔ اور اپنی حذاقت کا ثبوت دیتا ہے تو اس کی تمام تدابیر کا بخوبی علم حاصل کر لیتا ہے۔ اور اپنی نظر کی بنیاد پر کما حقہ اس کا علاج کرتا ہے۔

استسقاء کے لیے ایک مرکب دوا لک مغسول، گلِ بابونہ، گلِ سرخ، دارچینی، مصطگی، قرنفل، گلنار، اسطوخودوس ہر ایک ۳۵ گرام، تخم کتاں بریاں، گلِ عافث، سقولوقندریون ہر ایک ۵ر۷ اگرام۔ ہر دوا علیحدہ علیحدہ پیس لی جائے۔ پھر باریک کپڑے میں الگ الگ چھان لی جائے اور ان کو اچھی طرح ملا لیا جائے۔ پھر جملہ ادویہ کو شربتِ قرصعنہ میں اچھی طرح معجون بنائیں۔ بوقت حاجت روزانہ صبح ۵ر۷ اگرام یا حالات و موسم کے لحاظ سے کم و بیش استعمال کرائیں۔

جگر کے مقام پر روغنِ اقحوان، روغنِ یاسمین ہموزن آردِ حب الفہرو ملا کر مالش کی جائے۔

غذا میں کبوتر، چڑیاں (عصافیر) یا نوجوان سفید یا سبز چکور کے چوزے کے شوربے کے ہمراہ خمیری روٹی کھلائی جائے۔

اگر جگر کا مرض سرکہ کے کثرتِ استعمال کے باعث ہوا ہے تو اس کا علاج جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے اس کے مطابق کیا جائے۔ وہ یہ ہے کہ مویز منقیٰ (بیج نکال کر) اصل السوس صاف کیا ہوا ہر ایک ۲۵۰ گرام قرصعنہ اور غافث ہر ایک ۱۲۵ اگرام، مصطگی ۳۵ گرام۔ جملہ ادویہ کو علیحدہ علیحدہ کوٹ چھان کر آبِ گرم میں پورے طور پر بھگو دیا جائے۔ اور صبح کو ہلکی آنچ پر رکھ کر اس کو اتنا پکائیں کہ نصف پانی جل جائے۔ بعد ازاں صاف کر کے تقریباً ۵ کلوگرام شکر اور تقریباً ڈھائی کلوگرام شہد ملا کر اتنا پکائیں کہ عمدہ شربت کا قوام تیار ہو جائے۔ ۷۰ ملی لیٹر شربت مذکور ۵ر۷ اگرام دبید الورد کے ہمراہ کھلا کر ۲۱۰ ملی لیٹر نیم گرم پانی پلائیں۔

خارجی طور پر روغن حب الفہرو[۱] اور روغنِ بابونہ مساوی الوزن ملا کر جگر پر مالش کرائیں۔

ورم جگر گاہے جگر میں ورم بھی لاحق ہوتا ہے۔ اگر جوہر جگر میں کسی نوعیت کی پیپ پڑ جائے تو اس کی شفایابی کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ جوہر جگر ہی جملہ قوتوں کا منبع ہے۔ لہٰذا اس کے مریض ہونے کی وجہ سے وہ قوتیں مختل ہو جاتی ہیں۔ نتیجتاً جلد ہی موت کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔

---

[۱] بلوط کے مانند ایک درخت۔

سُدّہ جگر | لگ جاتا ہے جگر میں سُدّہ لاحق ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں درج ذیل ادویہ کے جوشاندہ سے تفتیح سدد کرائیں۔ گل غافث، پرسیاؤشاں، سقولوقندریون اور اس کے مثل دیگر دوائیں شیرۂ بادیان وغیرہ استعمال کرائیں۔ اس کے اثرات بہتر ثابت ہوتے ہیں۔

تمدد غشائے جگر | لگ جاتا ہے جگر کی جھلیوں میں تمدد لاحق ہوتا ہے۔ جس طرح ریاح کی وجہ سے دوسرے اعضاء میں تمدد لاحق ہو جاتا ہے۔ مریض جگر میں ایسا درد محسوس کرتا ہے جو بعض اوقات ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ یہ جھلیاں ذکی الحس ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ اعصاب سے جتنی شاخیں آتی ہیں وہ سب کی سب جگر کی جھلیوں میں جا کر مل جاتی ہیں۔ اور وہ چھوٹی ضرور ہوتی ہیں لیکن ان کے اندر حس تیز ہوتی ہے۔ اس نوعیت کا درد اکثر علی ابن یوسف کو ہو جایا کرتا تھا۔ میں نے اس کا علاج ایسے روغنیات سے کیا جس کو میں نے زردی بیضۂ مرغ اور بطخ کی چربی سے تیار کیا تھا اور خصوصی طور سے اسی کے لیے تیار کیا تھا۔ نتیجہ میں اس کو فی الفور شفا حاصل ہوگئی لیکن وہ (علی ابن یوسف) اس نوعیت کے درد کے بعد اکثر مرض یرقانِ اصفر میں مبتلا ہو جایا کرتا تھا۔ یرقان کا بیان عنقریب آئے گا۔

امراضِ طحال

طحال ایک ایسا عضو ہے جس کی جانب سوداوی فضلات دفع ہوتے رہتے ہیں۔ وہ ان کو جذب کرتا رہتا ہے۔ اور جس قدر بھی ممکن ہوتا ہے اس کے لطیف اجزاء سے تغذیہ حاصل کرتا رہتا ہے۔

وہ لطیف اجزاء دیگر اعضاء کی مانند اس میں بھی جذب ہوتے رہتے ہیں۔ طحال کا شمار اعضائے رئیسہ میں نہیں ہے۔ ان لطیف اجزاء سے جسم کو کسی نوعیت کی قوت حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ بدن سے خارج ہونے والے غلیظ فضلات کو طحال قبول کر لیتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح دونوں گردے رقیق فضلات کو جذب کر لیتے ہیں۔ اس سے طحال کا حجم بڑھتا رہتا ہے۔ اس میں سختی آجاتی ہے۔ امراضِ جگر میں جو علاج لکھا گیا ہے وہی اس کا بھی علاج ہے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ طحال، ادویہ کی قوت کو جوہر کبد کی بہ نسبت برداشت کرنے کی قوت زیادہ رکھتی ہے۔

طحال کے لیے نفع بخش دوائیں دینے سے پہلے یہ لحاظ رکھیں کہ اس میں ترشی کی آمیزش ضرور ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ عضو اس نوعیت کی غذاؤں سے تغذیہ حاصل کر کے ان کو جذب کرتا ہے۔ اور وہ نفع بخش ترش آمیز ادویہ بسرعت طحال تک پہنچ جاتی ہیں۔

صلابت طحال | یہ بات ظاہر ہے کہ اگر طحال کا ورم اتنا سخت ہو گیا ہو کہ خون کے ثفل کو قبول کرنا ممکن نہ ہو اور خون کا ثفل سارے بدن میں

پھیلا ہوا ہو تو اس حال میں جگر کی بھی اصلاح کرنے کی کوشش ناگزیر ہے کیونکہ طحال کے سخت ہو جانے کی وجہ سے ضعفِ جگر لاحق ہوتا ہے اور اس ضعفِ جگر سے استسقاء ہوتا ہے۔ خواہ استسقاء ایک قسم کا ہو یا ایک سے زیادہ قسمیں لاحق ہو گئی ہوں۔

استسقاء اور اس کی تینوں قسموں کو مختصر طور پر میں نے بیان کر دیا۔ اس کی مزید تفصیلات بعد میں بیان کی جائیں گی۔

مرکب برائے صلابت طحال

بابونہ، ریشہ بیخ جھاؤ، غافث، اسطوخودوس، جعدہ، پرسیاؤشاں، سقولوقندریون[1]، اساروں ہر ایک ۳۵ گرام، مجیٹھ ۵ر۷ گرام، بیخ برنج، ریشہ بیخ بادیان، ریشہ بیخ کبر۔ ہر ایک ۵ر۷ گرام، مصطگی ۵ر۱۰ گرام، زعفران ۵ر۳ گرام اور اصل السوس جملہ دواؤں کا نصف۔ ہر ایک دوا کو علیحدہ علیحدہ اچھی طرح کوٹ چھان کر تقریباً ۱۰ لٹر گرم پانی میں اچھی طرح شب میں بھگو دیں اور صبح مَل چھان کر صاف کر لیں اور ۴ کلو گرام شہد مصفّٰی جس کا جھاگ نکال دیا گیا ہو اور ایک کلو شکر ملا کر ہلکی آنچ پر رکھ کر پکائیں۔ جب شربت پختہ ہونے لگے تو ایک کلو سرکہ انگوری ملا کر عمدہ شربت تیار کر کے کسی شیشے کے برتن میں یا مٹی کی پرانی ٹھلیہ میں رکھ کر محفوظ کر لیں۔

صبح کو اس شربت میں سے ۵۲ تا ۷۰ ملی لٹر تین گُنے شیریں پانی میں ملا کر ۷ گرام معجون صبریہ (از قسم عشق پیچاں) اول کھلا کر پلائیں۔ اگر ضعفِ کبد لاحق ہو تو بجائے معجون، ۵ر۱۰ گرام دبید الورد عشاری کھلا کر شربتِ مذکور پلائیں۔

غذائیں لطیف ترین دی جائیں۔ اگر گوشت دیں تو صرف مرغی کے چوزوں کا گوشت یا جنگلی کبوتر یا بگلے کے چوزے استعمال کرائیں۔ ایک دن بیچ مرغیوں کا گوشت دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اس طرح مریض کے صحت یاب ہونے تک غذائیں استعمال کراتے رہیں۔ بمقامِ طحال پر یہ ضماد لگائیں۔

نسخہ ضماد طحال

بیخ جھاؤ، گلِ بابونہ، گلِ نرگس، گلِ یاسمین۔ ہر ایک ایک جُزء۔ بیخ کبر چوتھائی جُزء۔ جملہ ادویہ کے نصف آردِ جَو یا آردِ شیلم (گندم دیوانہ) ملائیں۔ پھر ہموزن پانی اور سرکہ ملا کر ضماد تیار کر لیں۔ اور طحال کے اوپر اس کا ضماد لگا کر برگِ انگور سبز رکھ کر پٹی باندھ دیں۔

مریض کو پہلے غذا میں کبر کے دانے جو سرکہ اور قلیل نمک سے ملا کر تیار کیے گئے ہوں دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس مرض میں کبر کا استعمال اس کی مخصوص دواؤں میں سے ہے۔ خصوصاً جبکہ خلوئے معدہ کی صورت میں استعمال کیا جائے۔

اسی طرح شب میں بھی ضماد لگائیں۔ اور دن کو روغن سوسن، روغن گل میں ہموزن سرکہ اچھی طرح ملا کر مالش کرائیں۔ نیز ان جملہ دواؤں کی دن میں دو بار مالش کرائیں۔ اور شب میں ضماد لگائیں۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ طحال اس تلچھٹ کو قبول نہیں کرتی کیونکہ وہ بدن میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے آخر کار بدن کی

[1] آج کل اس کا استعمال متروک ہے۔

قوت اس تلچھٹ کو کسی ایک جانب دفع کر دیتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ اس طرح دفع ہوتی ہے جیسا کہ اطبار نے کہا ہے کہ مقعد سے بہت ہی گہرا سیاہ خون جاری ہونے لگتا ہے جبکہ خروج کے اثر سے طحال کی غلظت تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس کا راقم نے بھی بذات خود مشاہدہ کیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ طحال کے فضلات جلد کی جانب دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جلد میں بنفشہ کی طرح سیاہی نمودار ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے اثر سے طحال کی غلظت تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس کا راقم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے۔

اسی طرح یرقانِ اصفر کا بھی راقم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ جو صفراوی فضلات کے جلد کی جانب دفع ہونے کی وجہ سے عارض ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ فضلات کسی وقت جب دبر کی جانب دفع ہوتے ہیں تو اس وقت کوئی توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ طبیعت کی لینت یا اسہالی کیفیت پر اس کو محمول کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا دفع کرنا بدن کی جلد کی طرف ہوتا ہے تو عوام اس کو خوفناک علامات سمجھتے ہیں اور اطبار کے پاس جلد بھاگے چلے آتے ہیں۔

یرقانِ اصفر

یہ خلط صفراوی کی وجہ سے اس وقت ہوتا ہے جب جسم کی جلد کی جانب صفرا دفع ہو کر پوست ترنج کی طرح رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اسی طرح سفیدیٔ چشم بھی رنگت اختیار کر لیتی ہے۔

لہٰذا جب یہ صورت پیش آئے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس خلط کے طاری ہونے سے قبل مریض کو حمیات حادہ کی اقسام میں سے کوئی قسم لاحق ہو چکی ہے یا نہیں۔ اور یہ حمی خلط کے دفع ہونے کے بعد بھی خفیف ہو گیا ہے یا اپنے حال پر اسی طرح باقی ہے۔ یا وہ خلط دفع ہو گئی ہے اور قطعاً حمی نہیں ہے یا اس خلط کے دفع ہونے کے معاً بعد پھر حمی طاری ہو گیا ہے۔ یا مسلسل حمی باقی ہے اور خلط حمی کے بعد دفع ہو گئی ہے۔

اس بات کا پتہ چلائیں کہ یہ حالات ساتویں دن پیش آئے ہیں یا ساتویں دن کے بعد۔ اگر ساتویں دن یا ساتویں دن کے قریب میں پیش آئے ہوں تو کلی بہتری کی توقع ہے۔ کیونکہ اس وقت نضج پانے کے بعد جلد دفع ہو جاتی ہے۔ اگر حمی کے طاری ہونے کے بعد خلط دفع ہوئی ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اورام حارہ میں سے کسی نوعیت کا ورم کبد میں یا اس کی غشاؤں میں یقیناً موجود ہے۔ کیونکہ جب ورم کبد کی غشاؤں میں عارض ہوتا ہے تو جتنی حد تک وہ پھیلا ہوا ہوتا ہے اسی نوعیت کی خلط کی طرف تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اور بدن پر اس کا ظہور صرف بحران کے طریقہ پر نہیں ہوتا۔ بلکہ سارے بدن میں عمومی طور پر اس کی علامات موجود ہوتی ہیں۔

یہ واضح ہو جانے پر کہ جگر اور اس کی غشاؤں میں ورم ہے مریض کو ایسی کوئی شے کھلانے میں سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ جس میں گرمی یا مٹھاس ہو۔ یا جس میں روغن زیتون یا کسی اور نوعیت کا روغن ڈالا گیا ہو۔ اگر مذکورہ قسم کی غذائیں مریض کو استعمال کرائیں تو پھر وہ ہلاکت سے دوچار ہو جائے گا۔ لہٰذا آب تربوز پلائیں یا شلجم کا شوربہ روٹی کے ساتھ کھلائیں۔ بغیر اس کے کہ اس میں روغن زیتون اور مصالحہ شامل کیا گیا ہو البتہ اس میں کشنیز خشک کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ تربوز کا گودا مریض کو کھلائیں۔ اور لوکی کا گودا پانی اور خفیف نمک کے ہمراہ پکا کر برف یا کنوئیں میں ٹھنڈا کر کے کھلانا نفع بخش ہے۔

لیکن اگر جگر میں ورم نہیں ہے تو پھر دوسرے اسباب و علل کی تلاش کرنا چاہیے۔ مثلاً ممکن ہے کہ مرارہ (پتہ) کے مجرائے صفراویہ میں کوئی سدّہ عارض ہو گیا ہو اس راستے میں سدّہ، تورم کی وجہ سے ہو یا پھر بغیر ورم کے یا مسّے یا دوسری شے ہو اور اعضاء اسے جذب کر رہے ہوں اور ضعیف ترین اعضاء کی طرف وہ خلط صفراء دفع ہو جاتی ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ قدرت نے جلد کی تخلیق بدن کی حفاظت کے لیے کی ہے۔ اس وجہ سے خلط صفراء جلد کی جانب دفع ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اوپر بیان کردہ اصولوں کے تحت مریض کی غذاؤں میں اعتدال پیدا کریں۔

اس بات کی تلاش کریں کہ مجرائے مرارہ میں سدّہ کس وجہ سے لاحق ہوا ہے۔ اگر اس کا علاج ممکن ہو تو قطعاً کوتاہی نہ کریں۔ اور اگر حالات کے لحاظ سے علاج ناممکن ہو حتیٰ کہ اس میں نضج آجائے تو دیکھیں کہ اس مجری میں ورم ہے یا نہیں یا اس میں مسّے ہیں کیونکہ اس مقام پر صفراء کی حدت پہنچتی ہے۔ جس کے سبب سے مسدود کرنے والی کوئی خلط اس مقام پر بہت ہی کم رہتی ہے۔ بہرحال حدتِ صفراء کی وجہ سے اس ورم میں نضج جلد پیدا ہوتا ہے اور مسّے بھی اس خلط کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

اگر مرارہ کی شمولیت اور عام سبب سے یرقان عارض ہو رہا ہو یا اس کا سبب شہد کا کثرتِ استعمال ہو یا کوئی اور سبب ہو تو اس کا صحت یاب ہونا سہل ہوگا۔ آبِ تربوز اور گلاب یا آبِ ککڑی و کھیرا کو کنوئیں میں رکھ کر ٹھنڈا کر کے بدن کی حرارت اور حدت توڑنے کے لیے استعمال کیا جائے۔

مریض کو غذا میں آبِ تربوز اور سرکہ کو مسور مسلّم میں پکا کر دیا جائے کیونکہ یہ اس کے لیے نفع مند ہے۔

گاہے کسی ردی شے کے استعمال کرنے سے بھی اس نوعیت کا یرقان انسان کو عارض ہوتا ہے۔ چنانچہ جب میں اشبیلیہ گیا تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی آنکھیں اور اس کا سارا جسم پوست ترنج کے رنگ کی طرح زرد ہے۔ اس کے کھانے کی خواہش قطعاً ختم ہو گئی ہے۔ میں نے اصولاً اس کی حالت اور مرض پر غور و فکر کیا لیکن اس کو نہ سمجھ سکا اور اس کا علاج کرنا مجھے دشوار نظر آیا۔ پھر میں نے اپنے ذہن و فکر کو اس مرض کی جانب متوجہ کیا لیکن پھر بھی اس کے متعلق کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی کیونکہ اس کے کھانے کی خواہش یکایک ختم ہو گئی تھی۔ لہٰذا مجھے خوف محسوس ہوا کہ ایسی کوئی شے اگر پلائی جائے جو اس کے بدن میں تحلیل کا عمل شروع کر دے تاکہ اس کی مزاجی کیفیت اور اس کے جملہ جوہریہ عمل شروع کر دیں۔ لہٰذا میں نے بقدر تین رتّی مجبر باز ہر (فادزہر معدنی) ۷۵ ملی لٹر آبِ تربوز کے ہمراہ اس کو پلایا۔ آبِ تربوز کا استعمال مریض کے مزاج اور اس کے خلط کی تعدیل کرنے کے لیے میں نے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح مجبر باز ہر کو اس کے جملہ اور اخلاط میں تحلیل پیدا کر کے مقاومت کی طاقت پیدا کرنے کی غرض سے استعمال کرایا۔ اس طرح ایک مزاج کا دوسرے مزاج سے مقابلہ کیا نیز جملہ جوہر کا دوسرے جملہ جوہر سے مقابلہ کیا۔ اس کے نتیجہ میں مریض کامل طور پر شفایاب ہو گیا۔

اس سلسلے میں مجھے کافی تشویش تھی۔ کیونکہ جب کبھی کسی نوعیت کی آفت یا بلائیں اور بادِ سموم کے جھونکے اپنے بُرے

اثرات پھیلاتے ہیں اور اس کے بعد اس کے جو حالات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس کو سابق اطبار نے یرقان کے مرض کا سبب اولی قرار دینے میں تکلف کیا ہے۔ جب تک اس میں نضج حاصل نہ ہو جائے اور اس حقیقت سے بھی کہ یرقان سریع الحرکت خلط حار کے فعل اور انفعال کے سبب سے ہوتا ہے۔

درجۂ ثانی میں نضج کا نہ ہونا پریشان کن نہیں ہے۔ چوتھے درجہ میں خصوصاً سنِ شباب، موسم گرما، گرم ممالک اور مشرقی مقامات میں جلد نضج پانا برا نہیں ہے۔ اس لیے بحران کا جلد وقوع بھی غیر مناسب نہیں ہے۔

یرقان کے سلسلے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کافی ہے۔

فتق مراق

گاہے مراق میں فتق ہوتا ہے۔ خواہ امتلاء بطن کے وقت لکڑی یا پتھر کی چوٹ کی وجہ سے ہو یا بہت اونچائی سے کودنے کی وجہ سے ہو خصوصاً شکم پُری کی حالت میں اونچائی سے کودنے سے ایسا ہوتا ہے۔ فتق کبھی سعال شدید کے عرصہ دراز تک قائم رہنے کی وجہ سے بھی عارض ہوتا ہے یا کسی بھاری بوجھ اٹھانے سے اس قِسم کے اور بھی بہت سے اسباب سے ایسا ہوتا ہے۔ مراق میں جب یہ صورتیں عارض ہوتی ہیں اور انسان بچہ ہوتا ہے تو یہ عوارض بڑھتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ شدید ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جب امعاء سے براز خارج ہوتا ہے تو اس میں صرف بطن کی جلد ہی ہوتی ہے۔ اور امعاء میں قراقر اور بطن میں درد ہوتا ہے۔ مریض کا حال مراق بطن کے پھٹنے کی وجہ سے برا ہوتا ہے۔ خصوصاً جب مریض محنت مشقّت زیادہ کرتا ہے خواہ دوڑ بھاگ کی ہو یا گھوڑ سواری کی ہو یا دوسرے مختلف کام کرتا ہو۔

تدابیر و پرہیز

مریض کو آرام و سکون کے ساتھ رکھا جائے۔ چلنا پھرنا کم کر دیا جائے۔ اس کو پُشت کے بَل آرام کے ساتھ لٹایا جائے۔ چیخنے چلّانے سے پرہیز کرایا جائے، کھانسنے سے احتراز کرایا جائے۔ امعاء کو اوپر چڑھایا جائے۔ اور بطن کے اوپر قابض ضماد (ممکن حد تک غلیظ الجوہر نہ ہو) کا ہمیشہ باندھنا بعض اوقات نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔

مراق ایک جوہرِ صلب ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے اندر اندمال دشوار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ بدن کی حرکت کی وجہ سے اس میں بھی حرکت ہوتی رہتی ہے۔

میں نے اپنے ایک دوست کو دیکھا کہ وہ مرض فتق میں مبتلا تھا اور عرصہ تک اس مرض میں مبتلا رہا۔ اس وقت میں نوجوان تھا۔ موصوف کو شدید درد ہوتا تھا۔ مجھے بہرحال کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ درد کثرت سے سیب اور انگور کھانے سے ہوا تھا جس سے سارا جسم متاثر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حرکت بھی کرنے سے قاصر تھا۔ اس کے درد کا میں نے علاج کیا اور جملہ غذائیں بالکل بند کر دیں، سوائے تھوڑی سی خمیری روٹی چڑیوں کے شوربے کے ساتھ کھلانے کی ہدایت کی۔ دو مہینے تک وہ چت لیٹا رہا اور صرف اشاروں سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس طرح وہ بہت دنوں تک زندہ رہا۔ اس کے بعد درد رفع ہو گیا۔ اس مرض کا مادہ جو نفوذ

کر گیا تھا، جاتا رہا۔ وہ مکمل طور سے صحت یاب ہو گیا۔ مرض سے افاقہ کے بعد وہ اچھی طرح سے چلنے پھرنے لگا فتق سے پہلے جو شکایات لاحق تھیں اس سے شفا پا گیا۔ جب وہ آرام و سکون سے رہنے لگا اور اس کو مرض سے افاقہ ہو گیا جس کا سبب پُشت کے بَل سونا تھا۔ نتیجہ کار امعاء اپنے مقام پر لوٹ کر متمکن ہو گئیں۔ اس کی غذا لطیف تھی جس کی وجہ سے اس کا پیٹ پچکا رہتا تھا۔ اس طرح فتق کا کوئی خاص علاج کیے بغیر تدابیر مذکور کے باعث وہ صحت یاب ہو گیا۔ اس دوست کا واقعہ اس لیے بیان کیا ہے کہ جو شخص اس کتاب کو پڑھے وہ اسے مثال کے طور پر یاد رکھ سکے۔

جراحتِ بطن | گاہے بطن میں جراحت واقع ہو جاتی ہے۔ یا کوئی تیز یا دھار دار لوہا جو بطن اور مراق کی جلد دونوں کو شق کر دے اور ثرب باہر نکل آئے۔ جب وہ باہر نکل آئے تو جرّاح کو چاہیے کہ اسے واپس لوٹلائے۔ اگر اس میں غبار یا لکڑی کا بُرادہ لگ جائے تو اسے نیم گرم پانی سے دھو کر نرمی کے ساتھ لوٹا دینا چاہیے۔ اگر اس کا کوئی حصہ کٹ پھٹ گیا ہو یا سیاہ ہو گیا ہو تو دانشمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ جتنا کچھ کٹ پھٹ گیا ہو یا فاسد ہو گیا ہو اسے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے۔ پھر اسے بطن کے اندر لوٹا کر ریشم کے دھاگے سے ٹانکے لگا دیئے جائیں۔ جرّاح اس عمل کو انجام دینے کا ذمہ دار ہے۔ میں نے علمی حیثیت سے اس کو بیان کر دیا ہے۔ عملاً خود بھی اس سے نابلد ہوں۔ زخم کے ٹانکوں پر معینِ اندمال اشیاء کا استعمال کیا جائے اور زخم کے باعث ممکن حد تک انتہائی لطیف غذائیں دی جائیں۔ تاکہ مواد کا اخراج کم سے کم ہو۔ اگر خون زیادہ خارج نہ ہوا ہو تو اکحل کی رگ سے مزید خون نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ تمام عمل جرّاحوں کے کرنے کا ہے تاکہ انصباب مواد کم سے کم ہوتا رہے۔ بسا اوقات اس قسم کے زخموں میں آنت سے کوئی چیز خارج ہوتی ہے۔ لہٰذا خارج ہونے کے بعد اگر آنت صحیح ہو جس کو کوئی بڑی یا چھوٹی آفت لاحق نہ ہو لیکن وہ باہر سے نظر آ رہی ہو تو فوری اس کو لوٹا دینا ضروری ہے۔ تاکہ اس میں کسی قسم کا نفخ عارض نہ ہو۔ اور وہ باہر نکلی ہوئی نہ رہے۔ اگر (واپس لوٹا دینے میں) کچھ تاخیر ہو جائے اور آنت میں نفخ پیدا ہو جائے تو اس وقت اس کے اوپر نیم گرم شیریں پانی کا تریڑا (نطول) ضروری ہے۔ نیم گرم پانی کی شناخت یہ ہے کہ اپنے رخساروں پر رکھ کر جانچ کرے۔ اس نفخ شدہ آنت پر اس نیم گرم پانی کا متواتر نطول کرتے رہیں تاکہ نفخ رفع ہو جائے۔ جب نفخ ختم ہو جائے تو فوری اس کو اپنے مقام پر لوٹا دینا چاہیے۔ پھر ریشم کے دھاگے سے جلد اور مراق کے کٹے ہوئے مقام پر ٹانکے لگائے جائیں۔

مریض کو آرام و سکون کے ساتھ رکھا جائے۔ بلند آواز سے وہ نہ بولے۔ حرکت نہ کرے۔ شکم سیر ہو کر خورد و نوش نہ کرے۔ اس کو ایسی غذائیں دی جائیں جو کمیت کے اعتبار سے قلیل کثیر التغذیہ ہوں مثلاً مرغ کے خصیے (بیک وقت) ایک مرغ کے دو خصیے اس کے لیے کافی ہیں۔ زخم سے مواد صاف کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ زخم کے ارد گرد انتہائی عمدہ خوشبودار روغنِ گل لگایا جائے۔ تا وقتیکہ وہ کٹا ہوا زخم مندمل نہ ہو جائے۔ مریض کو چاہیے کہ ہرگز نقل و حرکت نہ کرے۔

اگر اس تیز دھار دار لوہے سے چھوٹی آنت میں کسی قسم کا زخم واقع ہو اور اس کا وقوع ہوتا رہتا ہے تو مجھے اس کے علاج کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر وہ بڑی آنت ہو تو مریض بسا اوقات زندہ رہتا ہے۔ اگر بڑی آنت کے کسی ایک طبقہ میں انشقاق ہو تو اس کے اچھے ہونے کا امکان باقی ہے۔ لیکن جب اس کے دونوں طبقے کٹ جائیں خصوصاً جب اچھا خاصہ کٹ جائے تو اس کا شفایاب ہونا انتہائی دشوار ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس حالت پر انسان کچھ عرصہ تک زندہ رہے۔ اطبا نے اس کا مشاہدہ انسان اور حیوان دونوں پر کیا ہے۔

میں نے بذاتِ خود ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس قسم کے زخم میں مبتلا تھا اور بیچارہ پریشان تھا۔ اس طرح یہ ایک عرصہ تک زندہ رہا۔ وہ رزق کی تلاش میں بہت زیادہ مارا مارا پھرتا تھا۔ اس کی عمر طویل ہوئی لیکن بدحال زندگی تھی۔ ان اعضاء کے بعد اب معدہ کا ذکر کروں گا۔

امراضِ معدہ

ہلاس معدہ گاہے معدہ میں قلت دم کے باعث لاغری (ہلاس) اور ضعف اس حد تک لاحق ہو جاتا ہے کہ جرم معدہ سکڑ ہو کر مثل بوسیدہ کپڑے کے ہو جاتا ہے اور کوئی شئے ہضم نہیں کر پاتا۔ اس مرض کا بیان پہلے کر دینا اس لئے ضروری تھا کہ عام طور سے لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب یہ صورتِ حال ہو تو تقویتِ معدہ کی غرض سے قابض اور مجفف مشروب و ادویہ سے احتراز کرایا جائے اور بعض اوقات مسخن ادویہ سے بھی پرہیز کرایا جائے۔

اس آفت کی علامت یہ ہے کہ مریض معدہ میں اُبکائی محسوس نہیں کرتا۔ اور نہ بوقت خواب اس کے منھ سے تھوک خارج ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو بہت زیادہ ضعفِ اشتہا لاحق ہونے کے ساتھ شدید ضعفِ ہضم کی شکایت رہتی ہے جس کے نتیجہ میں مریض کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کا فضلہ غیر منہضم خارج ہوتا ہے۔ براز میں قدرے بدبو ہوتی ہے۔ چبائی ہوئی اشیاء کی طرح کا رنگ ہوتا ہے۔ ڈکاریں نہیں آتیں۔ کبھی ڈکار آتی ہے تو ہلکی آتی ہے۔ ہچکیاں بار بار آتی ہیں۔ مجفف کھانے خواہ حار ہوں یا بارد ان سے مضرت پہنچتی ہے۔ اس کی نبض ضعیف، صلب غیر مختلف اور مائل بصغر ہوتی ہے۔ جب یہ علامات نظر آئیں تو ہوشیار ہو جانا چاہیے کہ جوہرِ معدہ میں ہلاس اور لاغری کی وجہ سے یہ آفت لاحق ہوئی ہے۔ ان علامات کے ساتھ اگر مریض کے معدہ کا باہر سے اس حال میں معائنہ کیا جائے جبکہ وہ بالکل چت لیٹا ہو تو اس کا معدہ ایک چھوٹا سا گڑھا نظر آئے گا۔ ساتھ میں اگر معالج ذکی الحس ہے تو اس کے معدے کے مقام پر دباؤ ڈال کر بھی معائنہ کرے۔ اگرچہ مریض کو کچھ درد محسوس نہ ہوگا لیکن معالج کو اس کے معدے کے اندر نبض جیسی حرکت محسوس ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تشخیص بالکل صحیح ہے۔ یعنی معدہ میں ہلاس ہے۔ اور یہ نبض جیسی حرکت درحقیقت پُشت کے اندرونی جانب گزرنے والی ایک شریانی سلسلہ کی ہے۔ لہٰذا یہ امر ظاہر ہوگیا کہ وہ نبض کی حرکت، اگر معدہ میں ہلاس نہ ہوتا تو محسوس نہ ہوتی۔ لہٰذا روغنِ بادام شیریں کے ہمراہ قدرے روغنِ حب الصنوبر شامل کر کے اچھی طرح

مخلوط کرلیں۔ پھر جملہ ادویہ کا دسواں حصہ آبِ نیم گرم بخوبی ملا کر یک ذات کرکے اوپر سے معدے پر لگائیں۔
مریض کو فربہ، جوان اور صحتمند مرغی کا گوشت دیا جائے۔ جس کو روغنِ بادام، مصالحے اور قدرے مصطگی بھی ملا کر تیار کیا گیا ہو۔ معدہ پر خارجی طور سے موٹا کھردرا کپڑا جس کے اوپر روغنِ زفت روغنِ بادام کے ہمراہ ہلکے طور پر لگایا گیا ہو، رکھا جائے۔ معدہ پر یہ عمل ایک خاص انداز سے خاص عرصہ تک جاری رکھنا چاہیے۔ کیونکہ بہت زیادہ عرصہ تک جاری رکھنے سے مریض کو ضرر پہنچنے کا احتمال ہے۔ لہٰذا معدہ پر جو زفت آلود پارچہ لگایا جائے وہ نصف گھنٹہ یا اس سے کچھ عرصہ زیادہ دیر تک رکھا جائے۔ پھر اس پارچہ کو ہٹا کر معدہ پر روغنِ بادام شیریں اور روغنِ گل ملا کر لگائیں۔ اس میں روغنِ بادام شیریں حتی الامکان تازہ استعمال کرنا چاہیے۔

بکری کا تازہ دودھ فوراً دوہ کر ہوا لگنے سے قبل معتدل مقدار میں ۷۰ تا ۱۰۰ ملی لٹر ممکن حد تک مریض کو پلائیں۔ غذا میں مرغیاں دیں۔ اور مرغ کے خصیے مرغ کے گوشت سے بہتر ہیں۔ لیکن غذاؤں کے اوقات مقرر کرکے متعدد بار غذا دی جائے جو سریع الہضم ہو۔

خشک غذاؤں سے خواہ حار ہوں یا بارد ممکن طور پر اجتناب کرائیں۔ حار سے اس وجہ سے کہ اس سے بہت زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ بذاتِ خود رطب ہی کیوں نہ ہو جس سے تحلل کمتر ہو رہا ہو اور عارضی طور پر تجفیف حاصل ہو رہی ہو۔ لہٰذا اگر وہ طبعی طور پر رطب ہے مثلاً آبِ گرم اگرچہ طبعی طور پر مرطوب ہوتا ہے اور اس کی ترطیب بھی ظاہر ہوتی ہے لیکن اس کی حرارت سے جوہر میں تحلل واقع ہوتا ہے۔ اور ہر وہ شئے جو جوہرِ عضو میں تحلل کا عمل کرتی ہو اس سے قطعی احتراز ضروری ہے۔ لہٰذا تم کو اپنی سعی اس امر پر مرکوز کردینی چاہیے کہ غذائیں اچھی اور مرطوب ہوں تاکہ غذائے اول کے انہضام سے قبل اس میں دوسری غذا جاکر چپک نہ جائے۔

معدہ اس حیثیت سے عضوِ رئیس ہے کہ اس کا فم اعلیٰ دماغ سے مشارکت رکھتا ہے۔ کیونکہ معدہ اور دماغ کے درمیان کثرت سے اعصاب ہوتے ہیں۔ جو دماغ کی قوتوں کی ممکن طور پر حفاظت کا فعل انجام دیتے ہیں۔ اس کے لیے دوائیں ایسی ہوں جن میں قبض لطیف اور عطریت پائی جائے اور اس میں قدرے تلخی بھی ہو مثلاً شگفتہ گلاب کی تلخی کہ اس سے معدہ کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ مریض کو اس قسم کے کھانے دیے جائیں جو چوزے کے گوشت اور مرغ کے خصیوں پر مشتمل ہوں مگر ان کو بخوبی پکا لینا بھی ضروری ہے۔ نیز روٹی نہایت اچھے خمیر کی ہو جس میں نمک اعتدال کے ساتھ شامل کیا گیا ہو اور روٹی کا آٹا عمدہ گیہوں کا ہو۔ نیز پیسنے سے قبل اس کو بھگو لیا گیا ہو۔ اور آٹا گوندھنے سے قبل اس کو ایک کھرل میں رکھ کر عرصہ تک خوب گھسا جائے۔ یہاں تک کہ وہ تمام بھوسیوں سے پاک وصاف ہوجائے۔ پھر آبِ گرم ملا کر اچھی طرح گوندھ لیا جائے۔ کھانے میں روغنِ بادام شیریں یا روغنِ کنجد دیا جائے۔ یہ جاننا چاہیے کہ روغنِ بادام روغنِ کنجد سے بہت افضل ہے۔ روغنِ کنجد کا مسلسل استعمال اعضا میں خلل ڈالتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں قبض نہیں ہے اور اس کی ایک مذموم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اور منہ میں بدبو جن اشیاء سے ہوتی ہے ان سے امراض و عوارض ردیہ پیدا ہوتے ہیں۔ البتہ کو لھوے

بھگانے کے معاً بعد تازہ تازہ ایک دو بار اس کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

روغنِ زیتون شیریں کو تین پانی سے بخوبی دھوکر استعمال کرنا اس قسم کے امراض میں مفید ہے۔ اور عمدہ ماء الشعیر بھی جبکہ خفیف مقدار میں استعمال کیا جائے بہتر ہے۔ اس مرض کے سلسلے میں جن امور کا تذکرہ ضروری تھا کر دیا گیا ہے۔ صرف ایک بات کا ذکر باقی رہ جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس مرض کا یہ تقاضہ ہے کہ قابض اور کڑوی اشیاء سے ممکن حد تک اجتناب کیا جائے اور نفس عضو اس حیثیت سے کہ وہ معدہ ہے اس کو معتدل قابض اور ہلکی کڑوی اشیاء نفع پہنچاتی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ اسباب و علل کے پیشِ نظر علاج میں اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ بایں طور کہ مرض اور عضو کے لحاظ سے تُرشی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اور طبقات معدہ کو قوت پہنچانے کے لیے بعض اوقات ترشی کی آمیزش ضروری ہے۔ ناشپاتی بریاں اپنی رطوبت کے لحاظ سے اس میں مفید ہے۔ کیونکہ وہ پیاس کو دفع کرتی ہے۔ اور اپنی عمدہ صلاحیت قبض اور عطریت کے اعتبار سے مقوی اور تُرشی کے لحاظ سے سریع النفوذ ہے۔ اس مرض کا ذکر جس سے بالعموم اطباء غفلت برتتے رہتے ہیں، میں نے کر دیا ہے۔

ورم معدہ گاہے معدہ میں ورم عارض ہوتا ہے۔ جس طرح کہ دیگر اعضاء میں اورام لاحق ہوتے ہیں۔ اسفل معدہ میں جو اورام ہوتے ہیں وہ اپنی ابتدائی صورت میں اعراض کے لحاظ سے خفیف ہوتے ہیں۔ ورید اکحل میں فصد کرنا ملین حقنوں سے اسہال لانا، عمدہ غذاؤں سے تلطیف اور ابتدا میں بہت زیادہ رادع دواؤں کا استعمال کرنا اس کا صحیح علاج ہے۔ نیز ان میں محللات شامل کرنا بھی بہتر ہے۔ لیکن مرض کو اگر کچھ دن گزر گئے ہوں تو اس کے برعکس طریقے پر علاج کرنا چاہیے۔ یعنی دوائیں ایسی ہوں جو اپنی پوری قوت کے ساتھ تحلیل کرنے والی ہوں نیز وہ اس قدر رادع ہوں جتنا کہ مرض کا تقاضہ ہو۔ پھر مدتِ مرض جب دراز ہو جائے تو رادع اشیاء کم قوت کی استعمال کی جائیں۔ اور قوی محللات استعمال کیے جائیں۔

رادع ادویہ میں ناشپاتی اور سفرجل ہیں۔ یہ دونوں معدہ کو غذا کے طور پر دوا کی بہ نسبت زیادہ مرغوب ہیں۔ اس میں قوتِ تحلیل اور ردع گلقند کے مثل ہوتی ہے اور اگر اس کے ساتھ بابونہ کا اضافہ کر دیا جائے تو اس کی قوتِ تحلیل گلقند سے بڑھ جاتی ہے۔ بابونہ کی خاصیت یہ ہے کہ یہ اعضاء باطنہ کو بہت زیادہ راحت و آرام پہنچاتا ہے۔

میرے خیال میں پہلے ہی مرحلے میں رادع اور محلل دوائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ مریض کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اپنا علاج جاری رکھنا چاہیے۔ یہ اس صورت میں ہے جب ورم اسفل معدہ میں ہو۔

معدہ کے اوپری حصے یا فم معدہ کے قرب میں اگر یہ ورم ہو تو اس وقت بُرے اعراض ظاہر ہوتے ہیں جب تک کہ ورم باقی رہتا ہے۔ مثلاً خفقان، اگر معاملہ سنگین ہو جائے تو غشی اور سقوط قوت بھی لاحق ہوتی ہے۔ اور حمیٰ ورم کے ساتھ ہمیشہ عارض رہتا ہے۔ اور یہ بخار عضو کی برتری و خساست نیز خلط کے اعتبار سے شدید اور خفیف ہوتا ہے۔ اگر صحیح علاج نہ کیا جائے اور اس میں مواد بڑھ جائے اور ورم معدہ کے حصہ اسفل میں ہو مدتِ مرض طویل ہو جاتی ہے۔ لیکن

قوت حیوانیہ و نفسانیہ کمزور نہیں ہوتی البتہ قوت طبعیہ ضرور مختل ہو جاتی ہے ۔ جس سے غذا اچھی طرح ہضم نہیں ہو پاتی اور اگر ہضم اول ضعیف ہو جائے تو ہضم ثانی مزید ضعیف ہو جاتا ہے نیز ورم کے اندر مواد پڑ جاتی ہے ۔ جس سے غذا میں تخمیری کیفیت لاحق ہونا شروع ہو جاتی ہے ۔ جس کی اصلاح بدقت ہی ہو پاتی ہے ۔

معدہ کے جزر اعلیٰ میں اگر ورم موجود ہو اور مریض کا ضعف اس حد تک بڑھ گیا ہو کہ اپنے مقام سے اس کی نقل و حرکت انتہائی دشوار ہو رہی ہو تو اس وقت غشی طاری ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ معدہ کے جزر اسفل میں ہضم کی قوت طبعاً قوی ہوتی ہے۔ بسا اوقات معدہ کے جزر اعلیٰ میں ورم لاحق ہونے کے بعد تشنج بھی عارض ہو جاتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ جب شفایابی میں تاخیر ہوتی ہے تو مدت مرض خفیف ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ مریض ضعف قوت کے باعث تکلیف والم محسوس کرتا رہتا ہے ۔ اور بڑے اعراض پے در پے اس پر عارض ہوتے رہتے ہیں ۔ لیکن معدہ کے جزر اسفل میں ورم ہوتا ہے تو اس کی مدت بہت طویل ہوتی ہے ۔ پھر یا تو مریض صحت یاب ہو جاتا ہے یا اس کا مرض طول پکڑ لیتا ہے ۔ اور بالآخر لاغری معدہ کے سبب مریض فوت ہو جاتا ہے ۔ ورم معدہ جب زخم میں تبدیل ہو جائے تو مریض کو نہار منہ جالی اور قاطع مدہ ادویہ جیسے ایرسا و مقوی ادویہ جیسے مصطگی استعمال کرائی جائیں معدہ کے لئے مصطگی خاص طور سے عظیم النفع ہے ۔ جس طرح کہ عود سوس درد کی تسکین کے لئے مخصوص ہے ۔ دواؤں میں عام طور سے اعراض معدہ کے اعتبار سے مٹھاس ضرور شامل ہونا چاہیئے ۔ لیکن اگر بہت زیادہ شہد بھی ملا دیا جائے تو نقصان سے خالی نہیں اور معدہ میں کچھ نہ کچھ خلل واقع ہوگا ۔ خواہ اس کا اثر تم کو نہ ظاہر ہو، لیکن معدہ میں سوزش ہوتی ہے جس کو دوا ظاہر نہیں ہونے دیتی ۔ ایسے موقع پر ہلکی قاطع ادویہ پر ہرگز انحصار نہ کریں ۔ بلکہ معتدل قاطع اور عمدہ جالی ادویہ استعمال کرائیں ۔ چنانچہ دواؤں کے ساتھ قوی مفتح ادویہ میں مثلاً قنطوریون اور قاطع ادویہ میں ایسی جو سخت کٹھی ہوں ۔ مثلاً رب انگور خام ضرور شامل کریں، عام طور سے تقویت معدہ کے لئے رب انگور خام اسی خصوصیت کا حامل ہوتا ہے اسی طرح معجون عسالیج الکرم دونوں مذکورہ دوائیں اپنی خصوصیت اور نقصانات کے لحاظ سے قاطع ادویہ میں بہرحال بہترین ادویہ ہیں ۔ لہٰذا جب مریض کو لذع کا احساس ہوتا ہے تو دواؤں کی ترشی کی وجہ سے کھنکھارنے لگتا ہے ۔ اور یہ کیفیت شروع ہی میں (یعنی دوا کے معدہ میں پہنچتے ہی) ہوتی ہے، کبھی کبھی ورم چھوٹا ہوتا ہے ۔ اور اس صورت میں علاج کامیاب ہوتا ہے ۔ اور مکمل شفایابی ہو جاتی ہے لیکن جب ورم بڑا ہوتا ہے تو شفایابی محال ہوتی ہے ۔

معدہ کے مسّے (ثالیل)

معدہ میں مسّوں کی بعض اقسام عارض ہوتی ہیں ۔ اس کا مشاہدہ میں نے ایک شخص کے اندر کیا جو قید خانہ میں میرے ساتھ تھا جبکہ (بدبخت) علی بن یوسف نے مجھے بھی جیل میں ڈال دیا تھا ۔ وہ شخص علی بن یوسف کا ہم قوم تھا ۔ جس کا نام بواذودین* تھا ۔ کسی وقت اسے سخت تکلیف ہوتی تھی ۔ اور کسی وقت افاقہ ہو جاتا تھا ۔ اور کبھی اسہال ہو جایا کرتا تھا ۔ جس میں غذا کے غیر منہضم اجزاء خارج ہوتے تھے ۔ اس کے

---

* دمشق سے شائع شدہ نسخہ میں بواذودین ہے ۔

مرض کا سبب معلوم نہیں ہوتا تھا۔ جب میں نے اس کی نبض دیکھی تو نبض منشاری محسوس ہوئی لیکن عظیم نہیں تھی (نہ سرعت تھی نہ تواتر تھا نبض کی منشاریت اس بات کی دلیل تھی کہ اس کے کسی عصبی عضو کے اندر ورم ہے میرے خیال میں اسی وجہ سے نبض عظیم نہ تھی) جبکہ اس کے ضعف اور ظاہری حال کے اعتبار سے مجھے مستوں کا گمان ہوا۔ جب میں نے اس کے بطن کو دبا کر دیکھا تو اس کے اسفل معدہ میں سیب کے برابر سخت شئے محسوس ہوئی جس سے اس کو کسی قسم کی اذیت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ پھر جب میں نے اسے ذرا زور سے دبایا تو اس نے درد محسوس کیا اور اس نے بتایا یہی اس کی حالت ہے جب اس پر کوئی دباؤ پڑتا ہے تو درد کا احساس ہوتا ہے۔ جب میں نے اس کو ٹٹول کر دیکھا تو ایک مردہ سی چیز معلوم ہوئی۔ اس کے عوارض میں سکون لانے کے لئے میں نے علاج شروع کر دیا لیکن مرض پیدا کرنے والے سبب کے سلسلے میں میں قطعاً مایوس تھا۔ کہ کس طرح میں اسے نفع پہنچا سکوں۔ اس کا ضعف بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مسّہ ایک چھوٹے سے سیب جیسا ہو گیا تھا گویا کہ وہ ایک جامد جوہر ہے جو بیخ و بن سے علیٰحدہ ہو چکا ہے جس کے نتیجے میں اسہال کے ساتھ بکثرت خون کا اخراج (نزف الدم) ہوتا رہا۔ اور اس کی یہی حالت قائم رہی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ مسّہ ایک مردہ شئے ہے لیکن اس کے متعلق مزید کچھ بیان کرنا باعث ندامت ہے۔ وہاں پہنچتے ہی اس بات کی اطلاع ملی کہ (بادشاہ وقت کی نظر میں) میں مشکوک ہوں۔ اور میرا ابھی خیال یہی تھا کہ بادشاہ وقت یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے علاج کے سلسلے میں کوئی کوشش نہیں کر رہا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں نے اس مرض کے سلسلے میں پوری کوشش کی لیکن مرض ہی ایسا تھا اور اس کی قوت اتنی ضعیف ہو چکی تھی کہ اس کی صحت یابی میرے حد امکان سے باہر تھی۔ اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس ظالم نے مجھے اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ وہ اپنے جبر و ظلم کے تحت مجھے جسمانی اذیت پہنچانے کا عزم کر چکا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی مشیت پر توکل کیا کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ بہر حال مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ مجھے نقصان پہنچانے کا پختہ ارادہ کر چکا ہے۔ لہٰذا میں اٹھ کھڑا ہوا اور مراکش کے قید خانہ کے پاس جا کر رک گیا۔ جو لوگ مجھے وہاں پکڑ کر لائے تھے وہ زعمائے قوم میں سے تھے۔ میں نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص (بادشاہ وقت) مجھے غلط طریقے سے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اور مجھے اس کو حقیقت سے باخبر کرنا اور نصیحت پہنچانا ممکن نہیں ہے کہ وہ مرض موت کے مُنہ میں ہے ممکن ہے کہ وہ (بادشاہ) معافی کی در پر لوٹ آئے۔ لیکن اس (مریض) کو تکلیف میں دیکھتے ہوئے میں ندامت محسوس کرتا ہوں لیکن جب بادشاہ وقت نے مجھ کو غلط طریقہ سے ایذا پہنچانے کا تہیہ کر ہی لیا تو میں تم لوگوں کو اس بات پر شاہد بناتے ہوئے کہتا ہوں بارہ شب و روز گذرنے نہیں پائیں گے اس کی نعش بھی مٹی میں مل جائے گی۔

مراکش کے گرجا گھر کی تعمیر کے لئے میرے پاس ۵ سو مثقال جمع تھے جس کی وجہ سے میں بوجھ محسوس کر رہا تھا اور میں اب برداشت نہ کر سکا اور یہ باتیں کہتا چلا گیا، اس نے میری بات سن لی، مجھے اس کو سنانا بھی مقصود تھا، اس کے بعد میں لوٹ کر قید خانہ چلا گیا۔ سات یوم تک مریض کی حالت بگڑتی رہی۔ اس کی زوجہ مجھ سے استدعا کرتی رہی اور بہت سے لوگ اس کی تیمار داری کرتے رہے بالآخر قید کی حالت میں میرے کہنے کے نویں ہی دن وہ موت کا شکار ہو گیا۔ اس شخص

کا واقعہ میں نے برسبیل تذکرہ بیان کیا ہے۔ اگر معدہ کی قوت قوی ہوتی تو شفا پانا خارج از امکان نہیں تھا۔

بلاشبہ یہ مسّے خلط سوداوی اور بلغم لزج سے ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ لوگ ایسی غذائیں کھاتے ہیں جن سے اس قسم کے مسّے لامحالہ نمودار ہوتے ہیں۔ مثلاً اونٹ کا سکھایا ہوا گوشت۔ مراکش جانے سے قبل میں نے ایک شخص کو دیکھا جسے ابن زہرائے کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ وہ بھی ایک قسم کے مسّوں کے مرض میں مبتلا تھا۔ گاہے اس کی تکلیف خفیف ہو جاتی تھی۔ گاہے اسے تیز دست آتے تھے اور کبھی ہلکے۔ میں نے اس کا علاج شروع کیا جس سے وہ لاغر ہوتا گیا بالآخر وہ صحت یاب ہوگیا۔ لیکن بعد میں خراب غذاؤں کے استعمال سے موت کا شکار ہوگیا۔ حالانکہ وہ اتنا زیادہ لاغر نہ ہوا تھا کہ مر جاتا۔ بلاشبہ اس کا مسّہ معدہ کے فم اعلیٰ کے قریب میں واقع تھا۔ چنانچہ قوت کے تحلیل ہو جانے کی وجہ سے جلد مر گیا۔

دبیلۂ معدہ

بعض اوقات معدہ میں ایک طرح کا ورم پیدا ہوتا ہے جسے عموماً دبیلہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو اس مرض میں مبتلا دیکھا۔ اس وقت وہ پورا جوان تھا۔ اس کی قوت اوسط درجہ کی تھی۔ اور اس کا مزاج حار یابس تھا۔ وہ بہت زیادہ کھاتا تھا اور مجامعت کا بہت زیادہ شائق تھا۔ جس کے نتیجے میں اس کے جسم میں اور اس کے گوشت میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔ اس کے باوجود جتنا پہلے کھاتا تھا کھالیا کرتا تھا۔ پھر بھی وہ بخار میں مبتلا نہیں ہوتا تھا۔ اور اس کی غذا پورے طور پر ہضم ہو جاتی تھی۔ اپنی غذاؤں کے تحفّظ اور انہضام کے سلسلے میں وہ اطبّاء کی بات نہیں مانتا تھا۔ بالآخر وہ مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اس کا چلنا پھرنا بند ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی مجھے اطلاع دی۔ میں اس سے پہلے سے ہی متعارف تھا۔ اس وجہ سے میں ایک زمانہ تک اس کا علاج کرتا رہا۔ جب تک وہ میرے مشورے پر چلتا رہا اس کی صحت بھی کسی قدر درست ہو گئی۔ لیکن جوں ہی اس نے مجامعت شروع کی اس کا حال خراب ہو گیا پھر اسے متواتر حرارت رہنے لگی۔ جو ایک طرح کا حمی دق تھا۔ ایک زمانہ تک اس حمّٰی کا دورہ باری باری رہنے لگا۔ اور بعض اوقات بغیر نوبت کے بھی بخار آجاتا تھا۔ اور جب وہ غذا لیتا تو دیر تک معدہ میں غذا باقی رہتی۔ اور اس کی نبض میں صلابت بھی آگئی۔ اس کو نہ جلد شفایابی ہوتی اور نہ بتدریج ہی شفا کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے نتیجے میں اس کے اسفل معدہ میں ورم کا ابھار ظاہر ہونے لگا۔ مجامعت شروع کرنے کے کچھ ہی دنوں بعد میں نے دیکھا کہ وہ ورم نمایاں طور پر سفرجل سے بھی بڑا معلوم ہوتا تھا۔ اسے دست آنے لگے، کچھ ہی دنوں بعد وہ ہچکیوں میں مبتلا ہو گیا۔ آخر کار شدید اعراض لاحق ہونے کی وجہ سے وہ موت کی آغوش میں جا پہنچا۔ اس قسم کے حالات یعنی انحلال قوت اور مسلسل غشی کے باوجود بھی اس کا ورم نہیں پھٹا۔ مجھے اس پر تعجب ہے کہ اس کا ورم کیونکر اس حد تک بڑھ گیا۔ اور وہ زندہ رہا۔ یقیناً یہ بات محض اس وجہ سے تھی کہ وہ ورم سوداوی تھا۔ اور ایسا سوداوی جو بلغم کی انتہائی غلظت کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلط کے موجود ہونے کے باوجود ورم میں کوئی درد نہیں تھا۔ اور نہ اس میں کسی طرح کا تعفّن تھا۔ لیکن اس کی موت اس وجہ سے ہوئی تھی کہ استحالہ کی بعض ابتدائی خراب صورتیں شروع ہو گئی تھیں۔ کیوں کہ کسی شئے کے اثرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے اندر کسی طرح کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ خواہ وہ نقل و حرکت کی ہو یا کوئی دوسری صورت۔

بہر حال دبیلہ پیدا ہو جانے کے بعد اس کے مادہ کی غلظت اور ردائت کی وجہ سے رد ع مواد یا تو قطعاً ناممکن تھا یا تقریباً ناممکن۔ لہٰذا اعضاء اپنے اندر اسے بدقت قبول کرتے ہیں پھر اس کے مادہ میں افتراق اور انتشار اور اس کی غلظت میں تحلیل بہت دشواری سے ہوتا ہے۔ اس کی اس دشواری کے باوجود طبیب اپنی جودت طبع کا اظہار کرے تو اس کے لئے اس کا علاج ممکن ہے۔ بایں طور کہ اس میں ممکن حد تک تحلل اور رنضو پیدا کرے۔ یعنی محلل اور مرخی دوائیں جن میں خصوصی طور پر رطوبت ہو یا مائل بہ رطوبت ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں صرف رطوبت ہی ہو بلکہ قوت تحلیل بھی زیادہ ہو۔ دی جائیں۔ خلط کی غلظت کی تحلیل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس میں ترطیب نہ پیدا کر لی جائے۔ اس طرح تحلیل آسان ہو جاتی ہے۔ عام طور پر طبیب دونوں قسم کے علاجوں کو خلط ملط کر دیتا ہے۔ اور دونوں طرح کی دوائیں مریض کو کسی ایک مزاج کے اعتبار سے استعمال کرانے لگتا ہے۔

دبیلہ جب اپنے عظم کے اعتبار سے بڑھ کر متقیح ہو جاتا ہے تو اس کا اچھا ہونا دشوار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کے مادہ کی ردائت فی نفسہ عضو میں اور اس کی ذکاوت حس میں نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اس کے افعال کے بہت زیادہ بڑھ جانے اور احتیاج کی زیادتی کی وجہ سے گاہے اس قسم کے امراض کی مدافعت میں اس سے مختلف امراض بھی دوسرے اعضاء میں لاحق ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کبد اور ماساریقا کا سوءِ مزاج ان کے سدے کیونکہ معدہ میں اور اس کے اطراف میں جو اشیاء پہنچتی ہیں وہ بغیر پسی ہوئی اور غیر نضج یافتہ ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کبد اپنے کامل استحالہ کو پورے طور پر انجام دینے پر قادر نہیں ہوتا۔ نتیجتاً اس سے مضرت لاحق ہوتی ہے۔ مثلاً گیہوں کو جب بغیر پیسے ہوئے نگلا جائے تو اس کا استحالہ نہیں ہو پاتا۔ ہم اسے کبد کے بیان میں ذکر کریں گے۔ فی الحال ہم اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹتے ہیں۔

معدہ میں پائی جانے والی مختلف اخلاط کا بیان

گاہے معدہ کے جسم اور طبقات میں بلغم یا خلط صفراوی حائل ہو جاتی ہیں۔ جب یہ صورت حال واقع ہوتی ہے تو مریض کا ہاضمہ ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور وہ قئے کرنا چاہتا ہے۔ لیکن قئے سے یہ خارج نہیں ہوتا۔ اس کو ڈکاریں آتی ہیں لہٰذا جب ترش ڈکاریں آئیں تو تمہیں جاننا چاہئے کہ یہ خلط بلغمی کے سبب سے ہے۔

علاج : مریض کو شربت سکنجبین اور شربت بادیان تین گنے پانی میں قدرے مصطگی کا اضافہ کرکے پلائیں۔ یہ علاج ہی کافی ہے۔ لیکن اگر کھٹی ڈکاریں آ رہی ہوں اور ساتھ میں ابکائی بھی ہو خصوصاً خلوئے معدہ کی حالت میں جبکہ معدہ میں جوہر رطب موجود ہوتا ہے یا انتہائی خشک غذائیں کھانے کے بعد تو قطعاً اس بات میں شک نہیں کرنا چاہئے کہ معدے کے طبقات میں خلط صفراوی موجود ہے۔ اگر ان امور مذکورہ پر ایسی شہادتیں پائی جا رہی ہوں جن کی تکذیب نہیں کی جا سکتی مثلاً زیریں لب کا پھڑکنا تو تمہیں اپنی تشخیص پر یقین واثق ہو جانا چاہئے۔

استفراغ کے لئے تخم قرطم اور ہلیلہ زرد کو بھگو کر دیں، اور چھاچھ کے ہمراہ سقمونیا کھلا کر بدن کا استفراغ کرائیں۔ اگرچہ جالینوس نے اس نسخہ میں ہلیلہ کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن تجربہ کی بنا پر راقم اسے درست سمجھتا ہے۔ اگر خلط صفراوی

کی تکوین جگر میں نہ ہو رہی ہو تو یا تو یہ مادہ کراثی ہو گا یا زنجاری اور اس کے اعراض بھی شدید تر ہوں گے۔ اور اس کے استفراغ کے سلسلے میں جو علاج لکھا گیا ہے یعنی مٹھا (چھاچھ) اور سقمونیا اس سے قلیل ترین استفراغ ہو گا۔ الا یہ کہ ان میں ایسے لاجورد کا خیساندہ ملایا گیا ہو جس کا خیساندہ اس مٹھے میں بھگو کر نکالا گیا ہو۔ ایسی مشہور و معروف دوائیں دی جائیں جو خلط غلیظ کے استفراغ کے لئے دی جاتی ہیں۔ مثلاً مقل اور اس کے ایک چوتھائی سقمونیا عصارۂ خیار یا مٹھے کے ہمراہ دیں کیونکہ خلط فی نفسہ یبوست کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی ایسی دوا ر نہ پلائی جائے جس میں جوہر مائی نہ ہو یا جوہر مائی پر نہ محمول ہو۔ صبر کا استعمال سقمونیا کے ہمراہ کریں۔ چونکہ دونوں رطوبت پر محمول ہیں اس لئے اس مرض میں مفید ہیں۔

اگر ڈکاریں ترش آ رہی ہوں اور مریض کے نچلے ہونٹوں میں پھڑکن نہ ہو (جو معدے کے طبقات میں خلط صفراوی یا خلط سوداوی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے) تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ خلط بلغمی ہے۔ اور فی نفسہ معدہ اسی خلط بلغمی سے بھر چکا ہے۔

علاج: مریض کو سکنجبین عنصلی آب نیم گرم کے ہمراہ پلائیں۔ اگر مریض جوان العمر ہو تو سکنجبین سادہ یا شربت بادیان کا پلانا ہی کافی ہے۔ اسے ۸ یا ۱۰ یوم تک پلائیں۔

غذا: مریض کو غذا میں خمیری روٹی مرغی کے چوزوں کے ہمراہ یا کبوتر یا گورتیے (عصافیر) کے گوشت سرکہ آمیز کے ہمراہ استعمال کرائیں۔ بعدہٗ ایسی مسہل دوائیں جو مخرج بلغم ہوں۔ مثلاً تخم قرطم، تخم قریض، مقل، سکنجبین اور جاؤشیر ہر ایک ایک جز شحم حنظل تراشیدہ جس کو کتیرا اور مغز بادام سائندہ میں بخوبی ملا کر کھرل کیا گیا ہو جملہ ادویہ کو شربت سکنجبین شکری میں معجون تیار کریں۔ مریض کی قوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس مقدار کی ضرورت ہو استعمال کرائیں۔ ۳ تا ۵ر۷ اگرام استعمال کرانا کافی ہے۔ البتہ اگر موسم گرما ہو اور مریض جوان ہو تو اس معجون کو روغن بادام شیریں میں خوب اچھی طرح ملا کر استعمال کریں۔

لیکن جب یہ یقین ہو جائے کہ مرض لاحق کرنے والی خلط سوداوی ہے تو اس وقت ہونٹوں میں پھڑکن (اختلاج) اور ابکائی ہو گی۔ اس کے ساتھ جب مریض خلوئے معدہ کی حالت میں یا شکم پری کے عالم میں سو جاتا ہے تو اس کی آنکھوں میں پریشان کن خیالات اور برے خواب عارض ہوتے رہتے ہیں۔ اسے صحیح خواب نظر نہیں آتے۔ اس مرض کی یہ مخصوص علامات ہیں۔ کیونکہ مرض پیدا کرنے والی خلط جو خلط سوداوی ہے اس وقت تلطیف پیدا کرنے کے لئے صرف سکنجبین کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دیگر ادویہ کا شمول ضروری ہے۔ بادام تلخ شربت قنطوریون اور شربت بادیان آب نیم گرم کے ہمراہ دس یوم تک استعمال کرائیں۔ بعدہٗ خربق سیاہ (جو اس مرض کی مخصوص دوا ہے) کو روغن بادام شیریں اور بسفائج تازہ میں ایک شب بھگو کر اس کا خیساندہ نکال کر بطور مسہل پلائیں ان دونوں ادویہ کی مضرت دور کرنے کے لئے اسطوخودوس کا اضافہ کریں۔ تاکہ اس مخصوص خلط کے اسہال کے لئے ان دونوں مذکورہ ادویہ کی قوت مضبوط ہو جائے۔ نیز ان دواؤں میں لاجورد کا اضافہ کرنا بھی بہتر ہے۔ خواہ ان دواؤں میں فی نفسہ لاجورد شامل کریں یا اس کا نقوع شامل کریں۔ لیکن جب موسم گرما ہو تو ان دواؤں کا خیساندہ پلانا کافی ہے۔

اس مرض کی ایک مرکب دوا: بسفائج تازہ، گل نیلوفر ہر ایک ۳۵ گرام، خربق سیاہ، افتیمون تخم برآوردہ ہر ایک ۲۵ گرام گل بنفشہ اور اصل السوس ہر ایک ۵ر۷ اگرام اور ۳۵ گرام لاجورد مغسول جس کو ہر چہار طرف سے اچھی طرح پیس لیا گیا ہو۔ جملہ ادویہ کو اچھی طرح کوٹ پیس کر آب گرم میں ایک رات بھگو دیں۔ پھر مل کر صاف کر کے چھان لیں۔ اور ۷۰ گرام شربت اصل السوس اور ۳۵ گرام شربت مصطگی شامل کر کے خیسانده کرلیں۔ اور نہار منہ روزانہ اس میں بقدر سہ رتی سقمونیا ملا کر استعمال کرائیں۔

تمام دواؤں کے استعمال کرنے کے بعد آخر میں جملہ دوا کو حسب معمول استعمال کرائیں چونکہ یہ خلط بطی الحرکت ہوتی ہے۔ اور اس کا استحالہ تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دوائیں ایک بار ہی پلانے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ناغہ کے ساتھ متعدد بار مختلف ایام میں ان دواؤں کو پلانے کا اعادہ کرنا چاہیئے۔

اس مرض کے لئے دوسرا مرکب نسخہ: حجر لاجورد، بسفائج، افتیمون، گل بنفشہ، ہر ایک ۵ر۳ گرام اور خربق سیاہ جس کو روغن بادام شیریں میں ایک شب بھگو کر نقوع نکالا گیا ہو۔ برگ حنظل ہر ایک ۸۷۵ ملی گرام، سقمونیا ۲۰۰ ملی گرام جملہ ادویہ کو سوائے برگ حنظل کے علیٰحدہ سحق بلیغ کرلیں اور برگ حنظل کو قینچی سے تراش کر باریک کرلیں۔ اس کے ہموزن لعاب کتیرہ اور شیرۂ مغز بادام شیریں لیکر شربت مصطگی کے ہمراہ جملہ ادویہ کو ملا کر معجون بنالیں اس میں سے ۱۴ گرام دوا گرم کر کے نہار منہ سکنجبین سادہ سہ چند آب گرم میں ملا کر پلائیں۔

حسب عادت مریض کے لئے ادویۂ مسہلہ دیں۔ انشاء اللہ فائدہ مند ہوگا۔

گاہے طبقات معدہ میں داخل ہونے والی خلط کے ساتھ ایک دوسری خلط بھی ہوتی ہے۔ جو یا تو فضائے معدہ کے اخلاط کی نوعیت کی ہوتی ہے یا طبقات معدہ میں داخل ہونے والی خلط کی نوعیت سے۔ لہٰذا اگر دوسری خلط طبقات معدہ میں داخل ہونے والے خلط کی نوعیت سے ہو تو اس میں وہی دوائیں فائدہ کرتی ہیں جو معدہ کے طبقات اور اس کی فضاء میں پائی جانے والی اخلاط میں فائدہ کرتی ہیں لیکن اگر یہ دوسری خلط ان اخلاط سے مزاج اور جوہر میں مختلف ہوں جو معدہ کی فضاء اور طبقات میں پائی جاتی ہیں تو یقیناً بعض اوقات علاج قدرے مشکل ہوتا ہے۔ ان مادوں کا تمیز کرنا بھی دشوار اور مشکل امر ہے ایسی صورت میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ طبقات معدہ میں بلغم داخل ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے فضائے معدہ میں خلط صفراوی یا خلط سوداوی بھی باقی رہنے لگتی ہے۔ خلط صفراوی معدہ میں آکر ٹھہرتی ہے۔ خواہ وہ حرارت کی طرف سے منحرف ہونے والی غذاؤں کی وجہ سے پیدا ہو کر خلط صفراوی کی صورت میں جمع ہوئی ہو یا مرارہ کی تھیلی سے آکر معدہ میں منصب ہوئی ہو یا طحال سے خلط سوداوی منصب ہوئی ہو اور اس فضاء معدہ میں باقی رہنے لگی ہو۔ لہٰذا طبقات معدہ میں جو چپکنے والی شئے ٹھہری ہوئی ہے وہ یقیناً بلغم لزج (چپکنے والا بلغم) ہے۔ اور معدہ میں ٹھہرنے والی شئے خلط صفراوی ہے۔ خواہ وہ معدہ میں بنی ہو یا کبد سے آئی ہو۔ بہر حال اس طرح کی جو شئے بھی ہوتی ہے اس کے اعراض مشتبہ ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ مریض کو ابکائی لازمی طور پر آیا کرتی ہے۔ اور جب ابکائی آتی ہے تو کڑوی خلط خارج ہوتی ہے۔ لیکن مریض کو کسی قسم کا اختلاج نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے طبقات معدہ کا بلغم خلط صفراوی کی حدت کو روکتا ہے۔ لیکن بہر حال پیاس مریض کو کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ خلط صفراوی اپنی طبیعت کے اعتبار سے اس پیاس میں تحریک پیدا کرتی ہے۔ طبقات معدہ کی خلط بلغمی جرم معدہ میں پانی کے نفوذ کی راہ میں حائل ہوتی ہے اور اگر کچھ تھوڑا سا پانی نفوذ کر جاتا ہے تو یا خلط صفراوی کے ساتھ مخلوط

ہوجاتا ہے یا فی نفسہ جرم معدہ کی قوت اس پانی کو داخل کرلیتی ہے ۔ مریض کی نبض کی خصوصیات پر صفراوی سوزش کے اسباب اثر انداز ہوتے ہیں ۔ کیونکہ مریض معدہ میں ایک طرح کی سوزش اور چبھن محسوس کرتا ہے ۔ اس کی نبض صلب اور صغیر ہوتی ہے ۔ لہٰذا اس کی نبض میں صلابت پائی جاتی ہے ۔ گویا کہ وہ ایک ابھار کے مانند ہے ۔

جب یہ صورت حال پیش آئے تو ماء العسل مولی کے عصارہ میں تیار کر کے مریض کو پلا کر قے کرائیں ۔ اس طرح وہ صفراء کی قے کرے گا ۔ اور طبقات معدہ میں داخل شدہ خلط بلغمی کے اندر جلا پیدا ہو جائے گی ۔ بعد ازاں جس شخص کے طبقات معدہ میں چپکدار بلغم موجود ہو اسے بیان کردہ مشروب استعمال کرائیں ۔ اور مسہلات کے لئے جن ادویہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس کے لئے موزوں ہیں ۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ خلط صفراوی خواہ معدی ہو یا کبدی بہر حال یہ معدہ میں داخل ہوتی ہے ۔ اور خلط بلغمی فضاء معدہ میں ٹھہرتی ہے تو وہ یا تو سر سے منصب ہوتی ہے یا بذات خود اس فضاء معدہ میں پیدا ہوتی ہے ۔ جو یا تو بہت لیسدار بارد رطب غذاؤں سے جن کا بکثرت استعمال کیا گیا ہو پیدا ہوتی ہے ۔ یا میوہ جات کے استعمال یا کسی دوسری چیز کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے ۔

جب یہ صورت حال ہوتی ہے تو کبھی ابکائی آتی ہے اور زیریں ہونٹ میں پھڑکن ہوتی ہے ۔ پیاس کبھی شدید ہوتی ہے خصوصاً جب بلغم بہت لیسدار اور غلیظ ہوتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اس بلغم میں ملاحت (شوربت) ہوتی ہے ۔ جو اپنی لزوجت کے اعتبار سے مائی رطوبت کے پہنچنے میں (زبردست) مانع ہوتا ہے ۔

جب طبقات معدہ میں خلط صفراوی مستقر ہو جاتی ہے تو پیاس میں طبعاً تحریک ہوتی ہے ۔ اور اختلاج میں معدہ کی طبعی حدت اور اس کی ذکاوت حس کی وجہ سے ہیجان ہوتا ہے ۔ اور بعض اجزائے معدہ میں ذکاوت حس بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ معدہ کے فم اسفل اور اس کے قریبی اجزاء میں حس بہت غلیظ اور ہضم بہت قوی ہوتا ہے ۔

جب یہ صورت حال ہو تو مریض کو عصارہ مولی سکنجبین ترش و پختہ میں مخلوط کر کے متعدد بار پلا کر قے کرائیں ۔ خلط صفراوی کے استفراغ کے لئے وہ سادہ بسیط مشروبات و مسہلات استعمال کرائیں ۔ جو اس کے علاج کے سلسلے میں بیان کئے گئے ہیں ۔ صفراء چونکہ سریع الحرکت ہوتا ہے اگر صفرائے کبدی ہو تو فشردہ مغز کھیرا اور مغز ککڑی خصوصیت کے ساتھ پلائیں ۔ جب یہ دوائیں مریض کو پلائی جاتی ہیں تو معدہ سے صفراء کی زیادہ مقدار پیشاب کے ہمراہ اور صفراء کا کچھ حصہ پسینے کے ہمراہ خارج کر کے نفع پہنچاتی ہیں ۔ اور مزاج معدہ کی تعدیل کرتا ہے ۔ اور صفراء سے معدہ میں حادث ہونے والی سوزش میں سکون بخشتا ہے ۔

لیکن اگر صفرائے معدی ہو جس کا وقوع کمتر ہوتا ہے تو فشردۂ ککڑی بہتر اثرات پیدا کرتا ہے لہٰذا جن ادویات کا ذکر اس قسم کی سادہ شکایات کے سلسلے میں کیا گیا ہے ان پر اعتماد کرتے ہوئے استفراغ کرایا جائے ۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ خلط سوداوی جب معدہ کی فضاء اور اس کے طبقات میں منصب ہوتی ہے تو مذکورہ بلغم یا صفراء کو چوس لیتی ہے ۔ جب یہ صورت حال ہو تو اگر صفراء کو معدہ چوسے تو ہونٹوں میں اختلاج بہت شدید اور بہت نمایاں ہوگا ۔ مریض کو سہر (نیند کی کمی) واقع ہو

جاتی ہے۔ اور مریض چیخ پکار مچاتا ہے۔ کھانے کی خواہش بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے لیکن جب اُس کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا ہے تو اس کا معدہ صفراء کی وجہ سے کھانے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس کا ہضم ضعیف اور اس کی نبض صلابت کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور مریض بلا کسی سبب کے کرب اور بیقراری میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

جب یہ صورتِ حال ہو تو خلط سوداوی کا معدہ سے مسہلات کے ذریعہ استفراغ کرایا جائے۔ کیونکہ خلط سوداوی غلیظ اور ارضی ہوتی ہے۔ اور اس میں حموضت اس کے اخراج میں مانع ہوتی ہے۔ اور اگر حموضت اس امر میں مانع نہ ہو تو حرکت آسانی سے پیدا نہیں ہو پاتی میرے خیال میں خلط سوداوی کی مسہلات خلط صفراوی کو بھی بہت حد تک خارج کر دیں گی جو طبقات معدہ میں گھسی ہوئی ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ خلط صفراوی کبدی ہو کیونکہ خلط سوداوی طبقات معدہ میں چپکی ہوئی ہے۔ اور خلط صفراوی باہر نکلنے کے لئے بے چین ہوتی ہے۔ خلط صفراوی کے مسہلات کو امراضِ بسیطہ کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔

لیکن جب حالات بدل جاتے ہیں تو خلط سوداوی طبقات معدہ میں اور جوفِ معدہ میں بعض دوسری اخلاط بھی جو اگرچہ بہت کم داخل ہو جاتی ہیں۔ میرے نزدیک ایسا نہیں ہوتا بلکہ خلط سوداوی ہی کو اعضا طبعاً چوستے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان میں ثقل موجود ہو تو معدے کی فضاؤں میں یہ خلط ٹھہر جاتی ہے۔ اور جرم معدہ اسے اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک کہ دفع کرنے کی قوت معدہ میں رہتی ہے۔ جب معدہ میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ اس کے لئے اس امر کا کوئی امکان رہتا ہے۔ پھر اس میں تعفّن لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی۔ مریض کو تعفّن لاحق ہو جاتا ہے اور بُخار رہنے لگتا ہے۔ اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ قبل بُخار کی کیفیات ہیں۔ لیکن حمی کی صورت میں جو حالات پیش آتے ہیں اس کا تذکرہ عنقریب حمیات کے سلسلے میں آئے گا۔ نیز اس طرح اخلاط کے سوءِ مزاج مفرد یا مرکّب کے سبب سے قلاع (مُنہ آنا) عارض ہوا کرتا ہے۔

فواق فواق (ہچکی) حرارت ناریہ اور شدید برودت یا انتہائی یبوست کے باعث لاحق ہوتی ہے لیکن صرف رطوبت ہی کی وجہ سے یہ کیفیت لاحق نہیں ہوتی ہے اور یہ رطوبت مادّے کی وجہ سے ہو تو ہچکی کے بجائے ابکائی ہوتی ہے جیسا کہ معدہ کے بلغم کے سلسلے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ہچکی کے سبب سے جو ابکائی آتی ہے۔ اس میں اسباب حارہ ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ یا تو سوءِ مزاج حار یابس کی وجہ سے یا سوءِ مزاج رطب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہچکی کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ پس جب اسباب حارہ ہیجان پیدا کرتے ہیں تو صرف آبِ سرد سے تسکین ہوتی ہے اگر مریض کا جسم ہلکا پھلکا اور اس کی قوت ضعیف ہو تو ماء العسل یا شربت عود السوس میں بر وقت جو بھی دستیاب ہو ٹھنڈے پانی میں ملا کر پلایا جائے جھاگ نکالے بغیر شہد کے استعمال سے احتراز کرایا جائے۔ کیونکہ اوّلاً عام طور سے معدہ شکر استعمال کرنے کا عادی ہوا کرتا ہے۔

مریض کو مغز ککڑی یا مغز کھیرا استعمال کرنے کو کہا جائے ۔مغز کھیرا اور مغز ککڑی تسکین حرارت کے لئے بہت نفع بخش ہیں ۔ یہ دونوں جسم میں ٹھہرتے نہیں ہیں ۔ بلکہ پیشاب کے ساتھ خارج ہوجاتے ہیں ۔ اور جو حصّہ باقی رہ جاتا ہے وہ پسینہ کے ساتھ خارج ہوجاتا ہے ۔نیز ان دونوں کے ساتھ خلط مراری بھی بہت زیادہ خارج ہوجاتی ہے ۔

مریض کو کاہو کی سبزی سادہ طور پر یا گوشت کے ہمراہ دی جائے ۔جس سے پیدا شُدہ خلط اگرچہ بدن میں باقی رہ جاتی ہے لیکن مذموم نہیں ہوتی ۔ بلکہ رقیق مائی ہونے کے باوجود اس سے ریاح نہیں پیدا ہوتی جیسا کی سیب کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا کاہو کا استعمال مریض کو لازماً کرانا چاہیئے ۔

میرے نزدیک کدّو کا استعمال فواق میں مناسب نہیں ہے ۔کیونکہ وہ طبعاً بارد ہوتا ہے اور وہ انتہائی بارد ہونے کی وجہ سے برے اثرات مرتّب کرتا ہے ۔ نیز بطی الحرکت غلیظ خلط پیدا کرتا ہے ۔اس لئے اس کے مضر اثرات سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا ۔خصوصاً جب پورے طور پر پکائے بغیر استعمال کیا جائے ۔جب فواق اسباب بارد کی وجہ سے پیدا ہو تو مریض کو عود السوس کے خیساندہ میں شربت مصطگی تیار کر کے پلائیں ۔ بلکے روغن بان سے معدہ کی تدہین کرائیں ۔اگر وہ میسّر نہ ہو تو روغن حب الضرو[1] سے بدستور تدہین کرائیں ۔فواق اگر معدہ کی شدید سادہ یبوست کے سبب سے لاحق ہو رہی ہو تو معدہ میں یقیناً ہلاس ہوگا ۔اور مریض لاغری کے دوسرے درجے میں پہنچ چکا ہوگا ۔اور بسا اوقات ہلاس مریض کی حرارت طبعی کو بھی بُجھا دیتا ہے ۔روغن بادام شیریں اس میں نافع ہے ۔شربت عود السوس پُختہ پینا اور نرم و مُلائم ہاتھ سے معدہ کے مقام پر مالش کرنا مناسب ہے ۔ تاکہ معدہ کے ابخرات اس ہلکی مالش سے خارج ہوجائیں ۔

مریض کو غذا میں مُرغ کے خصیے اور اس کی چربی دیں ۔نیز روغن بادام خالص کو جوش دے کر استعمال کرائیں ۔اگر مریض کی جسمانی قوت کمزور ہو تو اچھے نوجوان مُرغ کے بازوؤں کو اچھی طرح سے گھی کے ساتھ پکا کر خمیری روٹی کے ہمراہ کھانا مُفید ہے ۔ سماق کو اچھی طرح پکا کر پلانا بھی مُفید ہے فربہ مُرغ کا گوشت گھی کے ہمراہ کھانا بھی نفع بخش ہے ۔نہار مُنہ نوجوان بکری کا تازہ دُودھ دُوھ کر فوراً پلانا نافع ہے ۔لیکن دُودھ کم مقدار میں ہونا چاہیئے تاکہ مریض کی قوت ہاضمہ کو اچھی طرح تقویت پہنچا سکے ۔

مریض کے پانی میں اصل السوس اور مویز منقی ڈال کر تازہ بہ تازہ پلانا مُفید ہے اگر مریض کو یبوست کے ساتھ برودت لاحق نہ ہو تو ماء الشعیر جو گرمی و سردی میں معتدل ہو ۔پلانا نافع ہے ۔

مزید برآں آبزن کرانا نافع ہے ۔غم، دوڑ دھوپ، تکان اور بیداری سے مریض کو پرہیز کرانا ضروری ہے ۔حمام کرانا مناسب نہیں ہے ۔

کبھی کبھی ہچکی مرض تشنج کے جھٹکوں کی طرح ہوتی ہے اس وقت جبکہ کسی شخص کو یکایک استفراغ کرایا جائے تو تشنج

---

[1] بلوط کے مانند ایک درخت ہے (لُغت کبیر)

لاحق ہوکر ہچکی شروع ہوجاتی ہے۔ نیز کسی بہت زیادہ خوفناک اور موذی شئے کے سبب انسان پر ایسی صورت طاری ہوتی ہے جس سے تمام
اخلاط منحرف ہوکر قلب کی جانب مائل ہوجاتے ہیں۔ اور معدہ جو ہر حار سے خالی ہوجاتا ہے۔ نتیجہ کار ہچکی لاحق ہوجاتی ہے کیونکہ
معدہ پر عموماً برودت ہی کا غلبہ رہتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ معدہ طبعی طور پر بارد ہوتا ہے۔ یا اسباب باردہ کے کسی سبب
سے جزئی طور سے برودت معدہ کو پہنچ گئی ہو۔ لہٰذا انسان پر جب کوئی خوفناک امر طاری ہوتا ہے اس وقت فواق عارض ہوجاتی ہے
لیکن میں نے اس معاملے پر بہت ہی غور و فکر کیا ہے اس حال میں معدہ کی برودت ایک عرصہ تک عارض ہونے والی شئے کی
محتاج رہتی ہے۔ اور خوف پیدا کرنے والی شئے جلد ہی ظاہر ہوکر دماغ میں اپنے اثرات عارض کر دیتی ہے۔ جس سے
دماغ کے دونوں بطنوں کے درمیان حد فاصل میں حرکت کا اجتماع ہوجاتا ہے اور فصل کرنے والی شئے دُودہ کے نام سے
موسوم ہے۔ اس کی حرکت چونکہ اپنی متعین سطح پر پورے طور پر جاری نہیں رہتی اس لئے احترازی ہوئی ہے اور یہ حرکت مغلوب
ہوکر جزء فکر و دماغ کو جزء حفظ سے ہلا دیتی ہے۔ اس مریض کی حالت پراگندہ اور پریشان کن ہوتی ہے۔ ساتھ ساتھ شاید معدہ
کی مشارکت ہونے کی وجہ سے ہچکی عارض ہوجاتی ہے۔ اور بعض اوقات قئے بھی آنے لگتی ہے۔ یہ تمام
گفتگو بر بنائے اوّلیت اور افضلیت واضح انداز میں کی گئی ہے۔ اور اس کی حقیقت کا علم طب میں کچھ زیادہ پریشان کن نہیں ہے۔
بہرحال یہ باتیں طبعیات اور علم فلسفہ کے ماہرین سے مختص ہیں۔ یا ان لوگوں سے جو اس کا علاج کریں۔ میں اس طرح کے امراض کے
حقائق سے بری ہوں اسے خدائے باری تعالیٰ ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یہ عارضہ سبب کے اعتبار سے بڑھتا
رہتا ہے۔

مریض کو علاج کے سلسلے میں شربت سیب یا شربت مصطگی پلایا جائے اور تقویت اعضاء اور تقویت نفس کا ہر طرح
خیال رکھا جائے۔ سیب، مشک اور عنبر کی خوشبو وقت اور حالت، مزاج اور پچھلی عادتوں کے اعتبار سے مریض کو سُنگھاتے
رہیں۔ بہرحال مریض کو ہر طرح خوش رکھیں اور اسے اطمینان و سکون اور تسلّی و تشفی دیتے رہیں۔ جس حد تک ممکن ہو ورزش و
تفریحات میں اس کو مصروف رکھیں۔ جس سے اس کے جسم اور رُوح میں تحریک پیدا ہوتی رہے۔ مثلاً تیر اندازی وغیرہ۔ کیونکہ جب
اعضاء متحرک ہوتے ہیں تو حرارت جسمانی اور نفس (رُوح) میں بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور اس تحریک کی طلب بڑھ کر غالب
ہوجاتی ہے۔ نفس سے میری مُراد وہ قوت ہے جو نفس سے پیدا ہوتی ہے رہا نفس تو اس کا علم اس کے خالق کو ہی ہے
میں اور مجھ جیسے دیگر لوگ اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہاں اس کے آثار اس کے وجود پر شاہد ہیں۔
طبقات معدہ میں جو ہر بخارات کی وجہ سے بھی ہچکی آتی ہے۔ جب انسان معدہ کو کھانے سے پُر کر لیتا ہے تو معدہ کے
اس مقام پر جہاں بخارات ہوتے ہیں۔ انکماش (سکڑن) لاحق ہوکر ہچکی آنے لگتی ہے۔ اور اگر پورے معدہ میں انقباض
ہوتا ہے تو پھر ہچکی کے بجائے قئے آتی ہے۔
غذائے معدہ کا قئے کے ذریعہ استفراغ کرایا جائے۔ پھر محلّل اور حار ادویہ جیسے معجون پوست ترنج (جو مصطگی وغیرہ
ملا کر تیار کیا گیا ہو) دی جائیں۔ معدہ کا بیان ختم ہوا۔ اب امراض صدر شروع کرتا ہوں۔

امراضِ صدر

عسرِ حرکت صدر

صدر ایک عصبی عضو ہے۔ جس میں گوشت کم ہوتا ہے۔ اسی لئے غلیظ اخلاط کے سبب اورام بہت کم ہوتے ہیں۔ البتہ سینہ میں اس وقت عسرِ حرکت ہوتی ہے۔ جب نخاع میں یا نخاع کے عصبِ واصل میں کسی قسم کی جراحت کی وجہ سے کوئی آفت لاحق ہوتی ہے۔ یہ صورتِ حال جب پیدا ہوتی ہے تو انسان زندہ رہتا ہے اور اس کو علاج کی مُہلت میسّر رہتی ہے۔

اس کے علاج کا ذکر اعصاب میں لاحق ہونے والی بعض آفات کے سلسلے میں کیا گیا ہے اس وقت اس کا اعادہ دوبارہ کر رہا ہوں۔ موخر راس اور پشت کے مہروں کی روغن بلساں سے مالش کرنی چاہیئے۔ اگر یہ میسّر نہ ہو تو روغن بشام استعمال کریں۔ اگر یہ بھی میسّر نہ ہو تو ایسے لطیف روغنیات استعمال کئے جائیں جس میں معتدل حرارت ہو مثلاً روغنِ سوسن، یا روغنِ حب الضرو ۳۵ گرام میں عنبر ۵ ر ۳ گرام شامل کر کے لیں۔ اگر عنبر نہ ملے تو خوشبودار لاذن ملا دیں۔ لیکن بہرحال عنبر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ان روغنیات کو عصعص تک پہنچنے نہ دیا جائے۔ اس طرح مریض ایسے مرض سے شفایاب ہو جائے گا۔ کبھی نخاع میں عارض ہونے والے کسی عظیم حادثے کے باعث اچانک تنفّس رُک جاتا ہے اور اعصاب تنفس کو عمل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اور قبل اس کے کہ طبیب مریض کی اس کیفیت پر غور کرے وہ گھُٹ کر مر جاتا ہے۔

جراحات وخروق کا بیان

کبھی اسباب بادیہ کی وجہ سے صدر میں جراحات اور خروق (پھٹ جانا) عارض ہو جاتی ہیں۔ جب ایسا ہو اور غشاء صدر نہ پھٹے تو جسم میں عام جراحت کی طرح زخم ہو جاتا ہے۔ آئندہ جراحات کے ذیل میں اس کا ذکر کیا جائے گا جب غشاء صدر میں انخراق (پھٹ جانا) واقع ہو جائے تو اس وقت سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے مریض کی موت جلد واقع ہوگی۔

لہٰذا اگر طبیب مریض کی غشاء کے پھٹے ہوئے مقام کو چھُو کر دبائے تو مریض کو یکایک کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر سانس تیز ہو کر لَوٹنے لگتی ہے۔ یہ زخم قابلِ برداشت رہتا ہے۔ مریض بہرحال زندہ رہتا ہے۔ پھر یا تو صحت پا جاتا ہے یا کسی دوسری وجہ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ تمام امور جراحت کے معاملے کے بیان شامل ہیں۔ اس گفتگو کا سارا دارومدار غشاء مذکور یعنی غشائے صدر میں زخم واقع ہو جانے کی بناء پر ہے۔

شوصہ کا بیان

گاہے صدر میں اورام واقع ہوتے ہیں۔ پس اگر اضلاع پر استر کرنے والی غشاء میں ورم لاحق ہو جائے تو عام طور سے اسے اطباء شوصہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں شوصہ کسی ایک خلط یا ایک سے زائد اخلاط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ حمّی حاد بلغم کے اخراج کی کوشش کے ساتھ کھانسی اور پھیلا ہوا شدید درد لازماً ہوتا ہے۔

علاج : اوّلاً شوصہ کا علاج درد کے مخالف بازو میں فصد کے ذریعہ کرنا چاہیئے یعنی پسلی کے اگر دائیں جانب میں ورم ہو تو فصد بائیں جانب کی جائے۔ یا اس کے برعکس۔ بہرحال فصد ورید اکحل میں کھولنی چاہیئے بعض اطباء نے اس صورت میں درد کی جانب فصد کھولنے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن اس مشورے پر دوسرے اطباء نے سخت احتجاج کیا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ بعض اطباء کا یہ مشورہ مریض کے لئے یقیناً مہلک ثابت ہوگا۔

پرہیز : مریض کو گوشت کی غذاؤں سے اور گندم کی روٹی گوشت کے ساتھ دینے سے قطعاً پرہیز کرائیں۔

غذا : مریض کو غذا میں گندم کی بھوسی کا تیار شدہ حریرہ دیں، حریرہ اس طرح تیار کریں کہ بھوسی کو آب شیریں میں بھگوئیں جب پانی کا رنگ خوب اچھی طرح متغیر ہو جائے تو اس کو چھان کر خیسانده بنالیں۔ پھر جوش دے کر بہت ہی رقیق حریرہ تیار کرلیں۔ اور اس کو شروع ایام میں اعتدال کے ساتھ تھوڑا تھوڑا مریض کو پلاتے رہیں۔ شروع مرض میں مقام درد کو روغن گل اور روغن شبت ہموزن ملا کر تدہین کریں۔ جب کھانسی جاتی رہے بخار میں سکون ہو جائے اور درد قطعاً باقی نہ رہے تو اس وقت آب شیریں میں جو کا ستو گھول کر رقیق کر کے مریض کو پلائیں اس طرح کچھ دنوں تک کم از کم چار دنوں تک پلاتے رہیں۔ پھر روٹی کا ایک ٹکڑا پانی میں ملا کر تین یوم تک استعمال کرائیں۔ بعد ازاں سادہ سبزیوں جیسے چقندر اور سرپیس کے ہمراہ خمیری روٹی کھلائیں۔ لیکن ابتدائے مرض سے چالیس یوم تک چھوٹے چھوٹے چوزوں کا گوشت ہرگز نہ دیں۔ یہ احتیاط کی انتہا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ قدرے قدرے چوزوں کا استعمال کرنا چاہیئے۔ حتیٰ کہ مریض اپنی سابق غذاؤں کی عادت کے مطابق کھانے لگے۔

تقیح الصدر

لیکن اگر ورم کے پیپ آلودہ ہو کر پھوٹ جانے کی وجہ سے مریض کچھ نہ کھا سکے تو پھیپھڑوں کے پیپ آلودہ ہونے کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے استفادہ کریں یعنی پیپ آلودہ پھیپھڑوں میں اگر سفیدی اور چکناہٹ پائی جاتی ہو تو یہ اچھی علامت ہے، سیاہی یا سبزی کا پایا جانا مذموم علامت ہے۔ بائیں طور پر پھیپھڑے کی پیپ میں پھیپھڑے کے اجزاء اگر شامل ہوں تو یہ بھی مذموم علامت ہے۔

اگر پیپ کے بجائے پھیپھڑوں سے نفث الدم (خون تھوکنا) ہو رہا ہو تو مریض کی جلد موت کی پیش گوئی ہے۔ اورام ریہ کے بیان میں جن اسباب کا ذکر کیا ہے ان کو یہاں بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

پس اگر مدہ سفید نظر آئے اور محمود دنوں میں سے کسی دن مثلاً چوتھے دن اس کا اخراج ہو رہا ہو۔ جو کمتر ہی ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو یہ قوت مدافعت کی بین دلیل ہے۔ پانچویں، ساتویں، نویں، گیارہویں، چودھویں، سترہویں، اٹھیسویں، بیسویں یا اکیسویں دن نفث المدہ (پیپ) ہو تو مریض کے بچنے کی توقع کرنی چاہیئے۔

اگر پیپ فطری رنگ اور قوام کے باوجود قلیل مقدار میں خارج ہو رہی ہو تو یہ مریض کے تندرست ہونے اور مرض سے نجات کی دلیل ہے۔ لیکن جب معاملہ طول کھینچ رہا ہو تو یہ مریض کے ضعف قوت کی دلیل ہے۔ لیکن اگر پیپ محمود ہو اور ضعف انتہا کو پہنچا ہوا نہ ہو تو مریض کے بچنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اور اگر مدہ مذموم اور قوام غیر مستوی ہو تو یہ صرف ضعف قوت کی ہی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ خلط مرض کی خباثت پر دلالت کرتی ہے۔

مریض کی عُمر اور حالات کے لحاظ سے طبی مشورے دئے جائیں اگر ہوا معتدل یا حار ہو تو نضج جلد ہوگا۔ اگر ہوا بارد ہو تو نضج میں تاخیر ہوگی خصوصاً جبکہ برودت کے ساتھ یبوست بھی شامل ہو۔ فاعل کے اعتبار سے موسم ربیع میں نضج جلدی واقع ہوتا ہے۔ اور متاثر (متفعل) ہونے والے مواد میں حرکت کے اعتبار سے موسم گرما میں نضج جلد ہوتا ہے۔

مریض کی عُمر کے لحاظ سے شباب کے زمانہ میں نضج جلدی ہوتا ہے۔ کہولت میں دیر سے ہوتا ہے اور شیخوخت میں نضج حقیقی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ عہدِ طفلی میں بُڑھاپے کی نسبت کم نضج ہوتا ہے۔ بدن جتنا قوی ہوتا ہے نضج میں سرعت بڑھتی جاتی ہے۔

جن علامات محمود کا اُوپر بیان کیا گیا ہے وہ جب ظاہر ہوں تو مریض کو عمدہ غذائیں مذکورہ حریروں میں سے جن کی غذائیت میں بہت زیادہ لطافت نہ پیدا کی گئی ہو استعمال کرائی جائیں۔

قرصعنہ، گل بابونہ، عود سوس، گل غافث پر سیاؤشاں ہموزن کا جوشاندہ مریض کو خاص طور سے پلائیں۔ نیز اس جوشاندہ میں دوا کی قوت برقرار رکھنے کے لئے پانی اتنا رکھیں کہ جل کر نصف رہ جائے۔ اس میں شربت سریس اور شربت کاسنی ملاکر پلائیں مریض کو جو پانی پلایا جاتے۔ اس میں تھوڑا جوشاندہ اصل السوس ضرور شامل کرلیا جائے' اور حریرہ مغز بادام شیریں کا چٹانا اس مرض میں نفع بخش ہے۔ یہ بسہولت اخراج بلغم کرتا ہے۔ اور بقیہ مرض کے نضج میں معین ہوتا ہے۔ لہذا یہ سکون بخشتا ہے۔ اور بہتر خواب آور ہے۔ انفجار مدہ کے بعد مریض کے سونے میں کوئی مضائقہ میرے نزدیک نہیں ہے۔

جب مدہ خارج ہونے لگے۔ درد، کھانسی اور حمی میں تخفیف ہونے لگے علاج جاری رکھنا چاہئے۔ اور کسی قسم کے تغیّر و تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یکایک مرض میں سکون ہوجائے جس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ اس کے اسباب بالکل رفع ہوجائیں اور کسی قسم کا اثر مریض میں باقی نہ رہے۔ اس کے لئے چالیس یوم کی مدّت لگے گی چالیس یوم کے بعد بھی مریض کو غذاؤں کی قطعی آزادی نہ دی جائے۔ زیادہ سے زیادہ اس کی غذاؤں میں چھوٹے چوزوں کے دونوں بازو بخوبی پکاکر ہلکی خمیری روٹی کے ساتھ کچھ دنوں تک دیا جائے۔ پھر بتدریج عادت کے مطابق اس کو غذائیں استعمال کرائی جائیں۔

ذات الجنب گاہے صدر کی پسلیوں کے درمیان گوشت میں ورم عارض ہوجاتا ہے۔ اس صورت کو ذات الجنب کہتے ہیں۔

اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ پہلے مریض کے جانب مخالف میں فصد لگائی جائے۔ مریض کی غذاؤں اور دواؤں میں اس طریقے کو اختیار کیا جائے جس کا میں نے شوصہ کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ مریض صحت یاب ہوجائے۔ ذات الجنب اور شوصہ میں فرق یہ ہے کہ شوصہ کا درد ممتد ہوتا ہے۔ مریض کی نبض زیادہ صلب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نبض منشاری سے مشابہ ہوجاتی ہے۔ بُخار بہت تیز ہوتا ہے۔ شوصہ میں مقام الم کے قلب سے قریب ہونے اور مریض کی حس بڑھ جانے کی وجہ سے خطرات زیادہ شدید ہوتے ہیں۔ اگرچہ ذات الجنب میں لحم متورم کا احساس قوی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی شدّت احساس اس قدر نہیں ہوتی ہے جتنی کہ غشاء متورم کی ہوتی ہے البتہ مقام مرض چونکہ سخت ہڈیوں سے محتوی ہوتا ہے اس لئے اس میں ہلکا ورم بھی شدید

درد کا موجب ہوتا ہے۔ ذات الجنب کا ورم عموماً کمتر ہوتا ہے۔ جب تک مریض یا معالج کسی طرح کی غلطی نہ ہو جائے۔ لہٰذا مرض کی پہلی تشخیص میں اگر مریض کو اس میں مبتلا پاؤ تو شوصہ کے بیان میں فصد، دواؤں اور غذاؤں کی تدابیر کے سلسلے میں جن اصولوں کا ذکر کیا ہے انھیں بروئے کار لاؤ۔ اور حتی الامکان پرہیز کراؤ۔

مَیں نے اپنے والد بزرگوار کو دیکھا کہ ایک بار وہ خود اس مرض میں مبتلا ہو گئے انھوں نے اپنے علاج کے سلسلے میں واضح طور پر ان طریقوں کو استعمال کیا۔ نتیجہ کار ورم بہت ہی کم رہ گیا والد نے مختلف لطیف تدابیر اختیار کیں۔ یہاں تک کہ مادۂ مرض کو بیرونی جانب منتقل کرنے کی صورتیں بھی اختیار کیں جس کی وجہ سے ورم جلد کی طرف سے ظاہر ہو کر پھوٹ گیا اور ان کو شفاء کلی حاصل ہو گئی۔

اس قسم کے شوصہ کے علاج کے سلسلے میں بیان کردہ طریقوں کو اگر ابتدائے مرض ہی میں اختیار کیا گیا تو مریض کو شفاء لازماً ہو جائے گی۔ الاّ یہ کہ اس کے مرض میں تقیح واقع ہو گیا ہو لیکن اگر مریض کو اس حال میں پاؤ کہ اس کے ورم میں تقیح شروع ہو چکا ہو تو لطیف غذائیں اعتدال کے ساتھ دی جائیں مشروبات رادعہ اورام ریہ میں بیان کردہ طریقہ پر استعمال کرائیں۔ بایں طور پر مقام ماؤف کی روغن گل و روغن شبت ہموزن سے مریض کے تندرست ہونے تک تدہین کراتے رہیں۔ اورام ریہ کے بیان میں جن اشیاء کے استعمال سے احتراز کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اس مقام پر اس سے احتراز کریں۔

پسلیوں کا ٹوٹنا دیگر اعضاء کی طرح صدر کی پسلیوں میں بھی کسر واقع ہوتا ہے۔ آئندہ جب ہم کسر و جبر کا ذکر کریں گے تو اس کو بیان کریں گے۔

سینہ کی اندرونی عروق کا پھٹ جانا گا ہے صدر کے داخلی جانب رگیں پھٹ جاتی ہیں۔ اگر یہ پھڑکنے والی رگیں ہوں تو مریض کو شدید نفث الدم اور قوت کے زائل ہونے کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں نیز اس نفث اور اس نفث میں جو ریہ کی حمرت اور رقت کے شدید ہونے کی وجہ سے عارض ہوتا ہے التباس ہوتا ہے، ان دونوں کے درمیان اس طرح فرق کیا جائے کہ صدر کے جس مقام کو چھونے سے ہمیشہ درد محسوس ہوتا ہے وہی مقام مرض ہے۔ جب یہ صورت حال نظر آئے تو مقام درد کے جانب مخالف میں فصد کرائیں۔ مرض کے لحاظ سے کثرت سے استفراغ ضروری ہے لیکن استفراغ کی جملہ شرائط کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اور کسی حال میں بھی اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

مریض کو بارد مشروبات پلائیں۔ مثلاً گرد سماق اور فصتہ ہموزن گلاب میں جوش دیں۔ جب اس کے اوصاف میں تغیر واقع ہو جائے تو قابض مشروبات میں بارتنگ اور شربت ورد وغیرہ ملا کر دیں۔ لیکن شربت ریحان چونکہ غلیظ ترین جوہر پر مشتمل ہوتا ہے لہٰذا مقام ماؤف تک اس کی قوت بہ دقت پہنچتی ہے۔ الاّ یہ کہ وہ شربت ریحان برگ اور کلی کے بجائے صرف پھولوں سے تیار کر کے استعمال کرایا جائے۔ اگر مریض کی عمر اور وقت مساعد ہوں اور اس کی قوت مزاج مخالف ہو تو اس میں قدرے کافور ڈال کر پلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ نفع عظیم کا حامل ہے۔ مریض کی دونوں پنڈلیوں کو کسی ملائم کپڑے سے باندھیں مریض کو صندل، کافور، عرق گلاب یا تنہا گلاب کی خوشبوئیں کثرت سے سنگھائیں۔ الاّ یہ کہ مریض سہر میں

مُبتلا ہو تو صرف گل نیلوفر اور بنفشہ کی خوشبو پر اکتفا کیا جائے اور قدرے گل مختوم کسی شربت کے ساتھ ملا کر مریض کو دیں۔

غذا میں چھوٹے چھوٹے چوزوں کا گوشت پکا کر کنوئیں میں ٹھنڈا کر کے ٹھنڈی خمیری روٹی کے ہمراہ دیا جائے۔ جس طرح غذا کو کنوئیں میں لٹکا کر ٹھنڈا کیا گیا ہے اسی طرح مشروبات مذکورہ کو بھی ٹھنڈا کیا جائے۔ مریض کو تکان اور بلند آواز سے بولنے سے قطعاً پرہیز کرایا جائے۔ اس طرح بعض اوقات مریض کے صدر کا پھٹنا بغیر زحمت و پریشانی کے دُرست ہو جاتا ہے۔

اگر عروق ضاربہ میں انبثاق ہوا ہو تو انتہائی جد و جہد کے بعد بھی اس کا مندمل ہونا دُشوار ہوتا ہے۔ اگر عروق ضاربہ میں انبثاق ہو تو اس کی تدبیر آسان ہے اس سِلسلے میں بیان کردہ بعض قسم کے علاج ہی کافی ہوتے ہیں۔ اگر خون آنا بند ہو جائے اور مقام ماؤف پر قرحہ پیدا ہو کر سُوراخ ہو جائے جس سے مدہ خارج ہونے لگے تو یہ بات عین ممکن ہے کہ وہ رُگ جلد مندمل ہو جائے اور مریض پورے طور پر شفایاب ہو جائے۔ اگر مدہ کا اخراج زیادہ دنوں تک ہوتا رہے اور اس طریقے کی بات عموماً اس قسم کے امراض میں متوقع ہوتی ہے جس طرح شوصہ اور ذات الجنب وغیرہ میں ہوا کرتا ہے۔ تو پھیپھڑے کی راہ سے مدہ گزرنے کی وجہ سے پھیپھڑوں پر قرحہ پیدا ہو جاتا ہے پس زیادہ دنوں تک مدہ خارج ہونے کے باعث مرض اوّل سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ اور بعد کو عارض ہونے والا قرحہ پھیپھڑے میں باقی رہ جاتا ہے۔

صدر کی رگوں کا انبثاق فی نفسہ مامون و محفوظ ہوتا ہے۔ اگر وہ عظیم عروق ضاربہ میں ہے تو اس بات کی عین توقع ہے کہ مریض نزف الدم کے ساتھ انتقال کر جائے۔ اور اگر مُنہ سے خون آنا بند ہو جائے تو اس بات کا کامل یقین ہے کہ مریض کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ یا اس کا انجام صدر کی عروق کے انبثاق کی وجہ سے برا نہ ہو۔

گاہے صدر کو تقسیم کرنے والی غشاء میں بھی ورم لاحق ہو جاتا ہے لیکن اس کا ورم عموماً خلط رقیق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور وہ ورم اورام حارہ میں سے ہوتا ہے۔ اس عضو کے ورم کے نتیجے میں نمکین فضلہ کے ساتھ کھانسی ہوتی ہے۔ اور عموماً سینہ کے بالائی حِصّہ تک درد پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ مریض اختلاط ذہنی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور تیز بخار ہوتا ہے۔ نبض بذات خود منشاری ہوتی ہے مقام ورم کے تعلّق سے اس نبض منشاری میں قدرے اختلاف بھی ہوتا ہے۔ اس عضو کے قلب سے قریب ہونے کی وجہ سے مرض بڑا بھی ہوتا ہے۔ اور مریض سوزش اور سخت پیاس میں مُبتلا ہوتا ہے۔ ٹھنڈی ہواؤں میں سانس لینے ٹھنڈا پانی پینے میں زیادہ تسکین مِلتی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ مریض کا تنفّس صغیر متواتر اور شدید الحرارت ہوتا ہے۔ اس قسم کے ورم میں فصد کرنا لازم ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ بازو کے دونوں جانب میں کسی جانب فصد لینا زیادہ مناسب ہے۔ البتہ ورید الکحل میں فصد لی جائے۔ اور مقام جِگر کی نسبت دائیں ہاتھ میں لی جائے۔

مریض کے حالات جس قدر اجازت دیں استفراغ دم کرایا جائے۔ اس کی عُمر، مزاج، وقت، زمانہ اور شہر کی شرائط کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے استفراغ میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔ مریض کو غلیظ ادویہ سے پرہیز کرائیں۔ ملین طبع اشیاء استعمال کرائیں۔ بہرحال ملین و مسہل کے درمیان جو فرق بیان کیا گیا ہے اسے ملحوظ رکھا جائے اس کے باوجود جب مرض اپنی انتہا کو پہنچ جائے تو خلط کی حدت یا اس کے مزاج کے دفعیہ کے لئے مریض کی طبیعت کے لحاظ سے مسہلات استعمال کرائی جائیں۔ یہ ضروری

ہے کہ اس صورت میں مرض پیدا کرنے والی خلط صرف صفراوی مائل بہ دقت ہوگی۔ درخت انجیر کے دُودھ سے جمایا ہوا دہی میٹھا بنا کر اس میں ریوند چینی اور ہلیلۂ زرد کو بھگو کر خیسانده حاصل کیا جائے اور اسے پلائیں۔ پھر اس بات میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اس خیسانده میں گل بنفشہ، گل نیلوفر، اصل السوس اور قدرے ہلیلۂ ہندی ملاکر دوبارہ خیسانده نکال لیں تاکہ مرض پیدا کرنے والی خلط میں کسی طرح سے بھی کوئی احتراقی کیفیت نہ رہے۔ دواؤں میں سقمونیا ضرور شامل ہونی چاہئے۔ اور ایسی دوائیں جو ادویہ کے نقصانات کی دافع ہوں اور اعضاء کے لئے عموماً اور معدہ کے لئے خصوصاً مقوی ہوں جیسے مصطگی، اسطوخودوس وغیرہ ضرور استعمال کرائیں۔

دوائے مرکب ۵۰۰ ملی لیٹر بکری کے دُودھ کے میٹھے (جو درخت انجیر کا دُودھ ڈال کر بنایا گیا ہو) میں ہلیلۂ زرد، اصل السوس، گل بنفشہ، گل نیلوفر ہر ایک ۲۰ گرام ہلیلۂ ہندی ۱۰ گرام ریوند چینی تازہ اور اسطوخودوس ہر ایک ۵ ر۷ گرام جملہ ادویہ کو کوٹ پیس کر ایک شب بھگو دیں۔ صبح کو مل کر صاف کرکے اس کا خیسانده نکال لیں۔ اور اس میں ۵ ر۶۲ ملی لیٹر شربت مصطگی اور ۵۰۰ ملی گرام سقمونیا کا اضافہ کریں۔ اس شربت کو استعمال کرنے سے قبل مریض کی طبیعت میں لینت پیدا کرنے کے لئے مغز خیار شنبر اور سوسن سفید خشک یا مرزنجوش ہموزن صاف پانی میں بھگو کر مل کر صاف کرکے شربت ورد مکرر شکری بقدر حاجت ملاکر اوّلاً پلائیں۔ اگر موسم میں یبوست ہو تو بجائے شربت ورد مکرر شکری کے شربت بنفشہ ملائیں۔ مریض کو نہار مُنہ انگور کھلائیں کھانا نہ دیں بلکہ خالص پانی میں روٹی کو اتنا بھگوئیں کہ پھول جائے۔ پھر اسے نکال لیں پانی کو نتھار کر محفوظ کرلیں اور کنوئیں میں رکھ کر ٹھنڈا کرلیں۔ جب مریض پانی طلب کرے تو اس میں سے پلائیں۔ جب کسی قدر بخار اور کھانسی میں سکون ہو جائے اور درد میں بھی قدرے کمی آجائے تو خوش فہمی کا شکار ہوئے بغیر لطیف اغذیہ پر ہی اکتفا کریں۔ مریض کی جب یہ جملہ شکایات رفع ہو جائیں تو پھر پختہ صاف شدہ ماء الشعیر پلائیں۔ جالینوسؒ نے ماء الشعیر سے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے اس سے بیشتر اطباء نے انحراف کرتے ہوئے اس کو جوش دینے اور پکانے کا مشورہ دیا ہے۔ پھر بھی وہ صحیح طریقہ سے بھٹک گئے ہیں کیونکہ ہر بیج میں بلاشبہ حیات موجود ہیں اس لئے صرف اس کے استعمال سے کسی مضرت کا اندیشہ نہیں ہے۔ تو جو اپنے جوہر کے تخلخل کی وجہ سے جلد ہی پانی پورے طور پر جذب کرلیتی ہے۔ پھر آگ پر رکھتے ہیں جس سے اس کے جوہر میں مزید تخلخل اور اجزاء میں انبساط ہوتا ہے اور اس کے کشادہ راستوں میں آگ اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔ اور بیج ہونے کی کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن کوفتہ شعیر جو بمنزلہ مردہ کے ہوتی ہے اگر ہم کہیں کہ وہ مریض کی طرح ہوتی ہے تو اس کے اجزاء نہ تو منبسط ہوتے ہیں اور نہ پانی کو اپنی طبعی قوّت کی بناء پر جذب کرلیتے ہیں۔ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ کوفتہ جو مردہ یا مثل مردہ کے ہوتی ہے تو اس وقت اپنی کوفتگی کے لحاظ سے پانی کو قطعاً نہ جذب کرنا اس کے لئے زیادہ مناسب ہے لہٰذا جالینوس نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بہتر ہے۔ جالینوسؒ کا قول ہے کہ اگر چھلکوں کے ساتھ پکایا جائے تو اس میں جلاء بہت زیادہ ہوتی ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ صاف ستھری عمدہ جَو ڈیڑھ کلوگرام لیکر ۲۰ لیٹر پانی میں دو گھنٹہ کے لئے بھگو دیں اس کے بعد آگ پر رکھ کر اتنا پکائیں کہ جَو پھٹ جائیں اور سرخی مائل ہو جائیں۔ پھر آگ پر سے اُتار کر صاف کرکے کنوئیں میں رکھ کر خوب اچھی طرح ٹھنڈا کرلیا جائے۔ اس کے بعد مریض کو پلایا جائے۔ اس قسم کے مریض کے لئے اس کو چند دنوں تک ٹھنڈا کرنا، پھر جَو کے عمدہ ستو میں ملاکر مزید ٹھنڈا کرکے

جس میں آگ کی گرمی قطعاً نہ لگے۔ پلانا مفید ہے۔

جب یقین واثق ہو جائے کہ جملہ امراض بالکل رفع ہو چکے ہیں تو اس وقت رفتہ رفتہ مریض کو خمیری روٹی کے ٹکڑے دیئے جائیں۔ مرغ کے خصیے جب تک کہ تمہیں پوری حالت کا اطمینان نہ ہو جائے ہرگز نہ دیئے جائیں۔ اطمینان کے بعد مُرغ کے خصیے اور بازو خمیری روٹی کے ہمراہ بخوبی پکا کر کھلائیں جب تک ابتدائے مرض سے چالیس یوم نہ گذر جائیں۔ مریض کی عادت کے مطابق غذائیں نہ دی جائیں۔ بعد ازاں تدریجی طور پر غذا کی مقدار اور نوعیت میں تبدیلیاں کرتے جائیں۔ بہر حال اگر مریض کے حالات کے مشاہدے میں کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے یا مرض پیدا کرنے والی خلط اپنے اثرات کے لحاظ سے انتہا کو پہنچی ہوئی ہو اور مریض کی قوت مدافعت پورے طور پر مستحکم ہو جس کے باعث تمہیں اس کے حالات کے مشاہدے کا موقع نہ ملا ہو الآیہ کہ جن اسباب کا ذکر کیا گیا ہے انھیں کے مطابق ورم میں تقیح ہو جائے اور نفس مقام مرض کے قلب اور مرکز حرارت سے قریب ہونے کی وجہ سے ورم میں تقیح جلدی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ مَیں خود جوانی کے عالم میں اس شدید مرض میں مبتلا ہو گیا تھا حقیقتاً ہمارے لئے یہ سخت آزمائش تھی۔ والد نے اس کے مکمل علاج کی طرف پوری توجہ دی۔ لیکن پھر بھی مجھے غیر معمولی طور پر تکلیف ہوتی رہی۔ اور مَیں چلنے پھرنے سے قطعاً قاصر تھا۔ جب مَیں سونے کا ارادہ کرتا تھا تو سینہ میں طولاً درد محسوس ہوتا تھا۔ مرض اس قدر بڑھ گیا تھا کہ مَیں کسی کروٹ لیٹ نہیں سکتا تھا۔ کھانسی بہت شدید ہو گئی تھی۔ میری نبض شدید صلب تھی۔ اس پر مزید یہ کہ حمی حاد کی سوزش بڑھی ہوئی تھی۔ مَیں نے اپنے تیمار دار سے آخری عشاء کی نماز پڑھنے کی اجازت چاہی۔ پھر بقدر ایک رطل (۳۰۰ م ل) خون کا استفراغ کیا۔ مَیں اس وقت اس حال میں تھا کہ شدید بخار میں مبتلا تھا اور کھانسی آ رہی تھی۔ پھر صبح ہو گئی۔ مَیں نے اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونے پر اصرار کیا۔ زخم اور تکلیف کے ساتھ کھڑا ہوا اور جہاں میں جا رہا تھا وہاں پہنچتے ہی چت لیٹ گیا۔ سابقہ تکان اور سہر کی وجہ سے مَیں سو گیا میرے اس بازو سے خون بہت زیادہ جاری رہا اسی حالت میں سوتا رہا۔ مَیں بیدار نہیں ہوا جب مجھے اپنی قوت میں شدید ضعف محسوس ہوا خون بہت زیادہ خارج ہو چکا تھا مَیں اُٹھ گیا۔ اپنا ہاتھ خون خارج ہونے والے مقام پر رکھا جو شخص وہاں موجود تھا۔ اس نے اس مقام پر پٹی باندھ دی۔ اسی طرح ایک دن مَیں پڑا رہا۔ یہ اعراض میرے ساتھ لاحق رہے۔ البتہ اس میں زیادتی نہیں ہوئی۔ دوسرے روز مَیں نے جو پیپ تھوکی وہ قوام و رنگ کے اعتبار سے بہتر تھی۔ لیکن معاً بعد مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اس نے میری تکلیف میں مزید اضافہ کر دیا۔ نتیجۂ کار میری عقل مختل ہو گئی۔ مَیں کوئی بات سمجھنے کے قابل نہ رہا۔ اس حالت میں پڑا رہا۔ کچھ سوچ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ نہ مَیں کوئی غذا لے سکتا تھا بلکہ صرف وہ پانی استعمال کرتا تھا جس کو مَیں نے ابتدائے مرض میں خاص طور سے تیار کر کے رکھا تھا۔ اس کو مَیں پیا کرتا تھا۔ کیونکہ پیاس بہت شدید تھی۔ اس طرح سات یوم تک ذہنی پریشانی میں مُبتلا رہا اور مجھے قطعاً معلوم نہ تھا۔ کہ مَیں خود کس حالت میں ہوں۔ اس کے بعد مجھے قدرے ہوش آیا۔ پھر مَیں سوچنے لگا کہ میرے گھر والوں میں سے کسی نے مجھے اس مرض میں مُبتلا کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ میری والدہ تھیں۔ مَیں اسی حالت میں پڑا رہا۔ کچھ دنوں بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا تو مجھے یہ واقعہ یاد آیا اس کو مَیں نے اپنے والد اور لڑکے سے بیان کر کے پوچھا کہ مجھے ایسا کیوں ہو گیا تھا صبح کے وقت ان دونوں نے بتایا مجھے سُن کر

بہت افسوس ہوا اور میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اس تکلیف سے جو میرے صدر میں ہوئی تھی اور جو چوٹیں مجھے پہنچی تھیں اس سے تو میں مر بھی جاتا کیونکہ میں اپنا سر اٹھانے کے قابل ہی نہیں تھا۔ یہ تکلیف مجھ پر اس قدر غالب تھی کہ مجھے اپنی موت کا اندیشہ تھا۔ پھر میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ ان حالات سے کسی کو باخبر نہ کیا جائے۔ میں اب تک زندہ ہوں۔ طویل مدت کی جدوجہد کے بعد یہ اختلال کی کیفیت مجھ سے رفع ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے صدر میں جو مرض لاحق ہوا تھا اس کے حار بخارات میرے سر تک پہنچتے تھے۔ باوجودیکہ مسلسل فکری اضطراب و پریشانیاں مجھے لاحق ہوتی تھیں۔ جس سے دماغ کی غشاء میں سے ایک غشاء میں ورم حار ہو گیا تھا۔ اس کے متورم ہونے کے بعد میری عقل مختل ہو گئی تھی اور میں قطعاً کچھ سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ اس سے پہلے بھی مجھ پر ہذیانی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جس کا دوبارہ اعادہ ہوا۔ اور میرے سر میں ورم لاحق ہو گیا۔ میں اپنے صدر و راس سے مدہ تھوکنے لگا۔ وہ مدہ جس طرح نزلہ کی حالت میں نزلہ خارج ہوتا ہے نکلا کرتی لیکن میں لاپرواہی برت رہا تھا۔

میرے ذہنی اختلال کے رفع ہونے کے بعد بھی امراض کے اسباب بہرحال قائم تھے۔ اور میں فی نفسہ اس مرض میں مبتلا تھا۔ اخراج مدہ کا سلسلہ منقطع نہیں ہو رہا تھا یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد میں خفیف آرام محسوس کرنے لگا۔ پھر میں نے غذا میں ماء الشعیر لیا اور ایک طویل مدت کے بعد پانی میں ستو گھول کر پینا شروع کیا۔ پھر رفتہ رفتہ اپنی غذا میں تبدیلی کرتا گیا۔ اور بالآخر اپنی اصل حالت پر لوٹ آیا۔

میں نے اپنے مرض اور ان امراض کو جو مجھے لاحق ہوئے تھے ذکر کیا ہے۔ اس طرح امراض میں تقیح جلد رفع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب تقیح جلد واقع ہو تو اس کا علاج غذا وغیرہ کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے کیا جائے

مریض کو جوشاندۂ قرصعنہ و اصل السوس بموزن روزانہ پلائیں۔ قرصعنہ کے بموزن پرسیاؤشاں اور اس کا دسواں حصہ ایرسا بھی اگر جوشاندہ میں شامل کر لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نیز مریض کو شربت کاسنی یا شربت قرصعنہ ان دونوں میں سے جو بھی مناسب ہو وقت حالات اور جملہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے پلائیں۔ لیکن میں اپنے اس مرض کی حالت میں عقل و فکر و ہوش و حواس نہیں رکھتا تھا اور میرے پاس ایسا کوئی شخص بھی نہیں تھا جو مفید دواؤں کی بہتر تدبیر کر سکتا۔ عام طور سے میرے دیگر تیمارداروں کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ غذاؤں کے سلسلے میں انھوں نے جو کچھ سن رکھا تھا اس کا التزام کرتے تھے۔ ملین طبع اور بہت زیادہ استفراغ دم کرنے والی دوائیں جن کے بارے میں انھیں خود علم نہیں تھا۔ مجھے دیتے رہتے تھے۔ بہرحال اس وقت نوجوان و توانا تھا اس لئے اس استفراغ سے مجھے فائدہ پہنچا۔

امراض حجاب حاجز

آخر صدر اور اوّل بطن کے درمیان جو چیز حد فاصل کے طور پر ہوتی ہے۔ اسے حجاب حاجز کہتے ہیں۔ اس سے قبل کے جو اورام اور اسکے اقسام میں نے بیان کئے ہیں وہ سب اس میں بھی عارض ہوتے ہیں۔ یہ اعراض زیادہ تر حجاب حاجز میں اس طرح لاحق ہوتے ہیں جس طرح شوصہ اور ذات الجنب اور مذکورہ قسم کے اورام ہوتے ہیں۔ یہ اعراض حمیٰ سعال اور ہنسلی کی ہڈی تک پھیلنے والا درد ہوتا ہے۔

اس عضو کے بیشتر اورام بڑے حصّہ کو متاثر کرتے ہیں اور اس عضو کے اورام ہی بالخصوص اختلاط عقل کا باعث

ہوتے ہیں اور اس اختلاط کا اصل سبب غشاء دماغ میں ہوتا ہے۔ علاج میں جو کچھ فصد، تلئین، اسہال اور مشروبات قرصعنہ وغیرہ کے بارے میں بیان کیا جاچکا ہے۔ اس مقام پر استعمال کریں۔ غذاؤں کے استعمال میں پرہیز اور تدریج ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ اگر ورم میں تقیح لاحق نہ ہو اور مرض کے جملہ معاملات رفع ہو کر صاف ہو جائیں۔ تو مریض کے لئے یہ اچھی بات ہے۔ بہرحال مرض کی نوعیت اور حالات کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

اگر تقیح واقع ہو گیا (جبکہ اس صورت میں تقیح اتنی جلدی نہیں ہوتا جتنی جلدی مذکورہ صورت میں ہوا کرتا ہے) تو اس کے علاج کے سِلسلے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس طریقے پر یہاں بھی علاج کرنا چاہیئے۔

مریض کو پیٹ بھر کر غذا لینے سے احتراز کرائیں کیونکہ گاہے معمولی غلطی بڑی بڑی مُصیبتوں کا سبب بن جاتی ہے۔ پھر جب تمہیں مریض کے صحت یاب ہونے کا یقین کامل ہو جائے۔ تو اس کو رفتہ رفتہ حسبِ معمول غذائیں دی جائیں۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ دفعتاً ہرگز نہ دی جائیں۔ عصبی عضو جب متورم ہوگا تو اس کے نتیجے میں نبض منشاری ضرور ہوگی۔ بایں طور پر صدر اور اس کی غشاؤں اور حجاب حاجز میں جب ورم ہوگا تو مریض کا تنفّس لامحالہ صغیر اور متواتر ہوگا۔ اگر صرف ریہ متورم ہو تو اس وقت تنفّس کا صغیر ہونا لازمی نہیں ہے۔

حصّہ دوئم

امراضِ بطن اسفل

اورام امعاء

شیخ ابومروان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بطن اسفل یعنی آنتوں میں اسی طرح اورام حاد لاحق ہوتے ہیں جس طرح دیگر اعضاء میں ہوتے ہیں۔ جوف بطن میں جب بھی ورم لاحق ہوگا تو وہ اعضاء انہضام ہی میں سے کسی نہ کسی عضو میں ہوگا۔ خواہ امعاء دقاق ہوں یا دوسری امعاء درد کا ہونا ورم کے ساتھ ضروری ہے خصوصاً جبکہ اورام صفراوی یا دموی ہوں۔ اور اس میں ہر حال میں مریض کو بخار اور پیاس ہوتی ہے۔ جب ورم مجرائے غذائی کو مسدود کر دیتا ہے تو درد بہت شدید ہوتا ہے۔ کیلوس کا نزول (یعنی نیچے کی طرف جانا) رُک جاتا ہے اور معدہ سے غذا لوٹ کر قئے کے ذریعہ خارج ہونے لگتی ہے۔ بسا اوقات شدّت درد اور منفذ کے مسدود ہونے کی وجہ سے مریض جلد موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

لیکن ورم اگر خلط بلغمی کی وجہ سے ہو تو درد کا زیادہ احساس نہیں ہوتا بلکہ وہ بسا اوقات خود تحلیل ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ بلغم رقیق کے باعث ہو۔ لیکن اگر بلغم غلیظ درد کا باعث ہو تو اگر غلظت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے تو یہ اپنے جوہر کی غلظت کے سبب خلط سوداوی پر غالب آجاتی ہے۔ لیکن بلغمیت کی وجہ سے حرارت کا فعل انجام نہیں دیتی۔ جتنا کہ سوداوی خلط انجام دیتی ہے۔

خلط سوداوی کسی خلط کے احتراق کے سبب سے پیدا ہوتی ہے یا تو خلط صفراوی کے سبب بنتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ خلط سوداوی لطیف الجوہر ہوتی ہے۔ لیکن جو خلط سوداوی خلط بلغمی کے احتراق سے بنتی ہے۔ وہ بہت ہی غلیظ الجوہر اور عسیر الحرکت ہوتی ہے۔ اور خلط دموی کے احتراق سے پیدا ہونے والی خلط سوداوی کا قوام رقت و غلظت اور سرعت اور بطوء حرکت کے بین بین ہوتا ہے۔ جو ورم خلط سوداوی سے پیدا ہوتا ہے وہ خلط کے غلیظ ہونے کی وجہ سے صعب العلاج ہوتا ہے۔ اورام سوداوی کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ورم انتہائی بڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن درد شدید نہیں ہوتا صرف چیونٹی کاٹنے کا احساس ہوتا ہے خالص سوداوی ورم میں نضج بالکل نہیں ہوتا۔

یہاں لفظ بلغم و بلغمی، صفراء و صفراوی، دم اور دموی، سودا اور سوداوی سے میری مراد ایک ہی مفہوم نہیں۔

بلکہ بلغم وہ ہے جو بالقوہ رطب المزاج نیز بارد المزاج ہوتا ہے۔ اور بلغمی سے میری مراد یہ کہ وہ رطب المزاج تو ہے لیکن حرارت یا عفونت کی وجہ سے بارد المزاج نہیں کہا جاسکتا۔ اسی طرح صفراء سے میری مراد یہ ہے کہ وہ لطیف الجوہر ہے نیز گرم و خشک مزاج کا حامل ہوتا ہے ایسا کبدی استحالہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ صفراوی سے میرا مقصد یہ ہے کہ وہ حار یابس تو ہوتا ہے لیکن لطیف الجوہر نہیں ہوتا اسی طرح، دم سے میری مراد وہ جوہر ہے جو حار رطب ہوتا ہے۔ یہ حیات انسانی کے لئے مناسب اور کارآمد ہوتا ہے۔ اس طرح دموی سے میری مراد محض حمرت کی طرف استحالہ ہے نہ اس کے جوہر کا کلی طور پر مستحیل ہوجانا یا یوں کہئے کہ اس میں جزوی طور پر احتراق کی وجہ سے دم حقیقی کی تعریف سے وہ خارج تو ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کو دموی ہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (کیونکہ اس میں کلی طور پر احتراق نہیں ہوتا) رہا سودا تو یہ ارکان بدن میں سے بارد یابس خلط ہے نیز سوداوی سے میری مراد وہ ہے جس میں طبعی اور مناسب استحالہ نہ ہونے کی وجہ سے سودا کی طرح نہیں ہوتا یہ خلط نہ تو ارکان بدن میں سے ہے اور نہ مذکورہ ارکان میں سے کسی ایک میں سے ہے۔

خلط بلغمی کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں جو زیادہ بارد یا زیادہ رطب اور زیادہ لطیف الجوہر ہوتی ہے وہ کبدی قوت کے نضج دینے کی وجہ سے ارکان بدن میں شامل ہو جاتی ہے۔ دموی وہ ہے جو دم طبعی کے لحاظ سے زیادہ بارد اور زیادہ رطب ہوتی ہے اور کبدی استحالہ سے ارکان بدن کے اخلاط میں شامل ہو جاتی ہے لیکن جو اخلاط مستحیل ہونے کے دوران محترق ہوتی رہتی ہیں وہ اصلاح (نضج) کی جانب قطعاً مائل نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ راکھ میں نہ نضج ہوتا ہے اور نہ ہی استحالہ ہوتا ہے۔ اور ان اخلاط کی حیثیت دوسرے اخلاط کے مقابلہ میں راکھ جیسی ہے۔

یہ گفتگو برسبیل تذکرہ ہے کبھی آئندہ بوقت ضرورت اس کا اعادہ کیا جائے گا۔ معدے کے نیچے جب مریض درد کی شکایت کرے اور یہ درد منتقل نہ ہو رہا ہو ساتھ ہی مریض کو بخار بھی رہتا ہو تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ آنت میں کسی مقام پر ورم موجود ہے۔

تدبیر و علاج

فی الفور پوری توجہ سے فصد کرائی جائے۔ مریض کے مزاج، قوت اور جملہ شرائط کے اعتبار سے محلل اور رادع ادویہ استعمال کرائیں۔ مثلاً ایسا معجون جو بابونہ گل سرخ تازہ اور پرسیاؤشاں ہموزن زعفران تخم کتاں ہر ایک دسواں جزء پر مشتمل ہو۔ جملہ ادویہ کو علیحدہ علیحدہ کوٹ پیس کر کے چھان کر شربت کاسنی میں معجون بنائیں بوقت ضرورت پہلے معجون ۵ ، ۰۱ گرام اور اس کے بعد یہ جوشاندہ پلائیں۔ عرق گلاب معطر میں قرصعنہ اور مصطگی کو اس قدر جوش دیں کہ مزا رنگ و بو بدل جائے۔

پرہیز، تدبیر و غذا

جملہ اغذیہ غلیظہ اور گوشت سے مریض کو مکمل طور سے پرہیز کرائیں۔ مریض کے شکم پر روغن گل معطر میں روئی کا پھاہا بخوبی بھگو کر رکھیں اور اس عمل کو برابر جاری رکھیں۔ دن میں ایک مرغ کے خصیے دینا کافی ہے۔ اگر درد و بخار خفیف ہو تو اپنا عمل جاری رکھیں اور اس بات کا یقین کرلیں کہ تشخیص درست ہے۔ جب اعراض بالکل رفع ہو جائیں تو مریض کو قدرے نقل و حرکت کرائیں۔ یہاں تک کہ وہ حسب سابق چلنے پھرنے لگے۔

معدہ کے فم اسفل سے جب یہ اورام قریب ہوتے ہیں تو اس وقت خطرات بھی ہوتے ہیں۔ دیگر اعضاء میں اورام چھوٹے یا بڑے ہوتے ہیں۔ چھوٹے ہونے کی صورت میں زیادہ پرخطر ہوتے ہیں۔ اوپر بیان کئے گئے اصول کے مطابق علاج کیا جائے۔

استرخائے امعاء گاہے کسی ایک آنت کی یا کئی آنتوں کی بیک وقت قوت طبعیہ میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے استرخاء واقع ہوتا ہے۔ یہ استرخاء بطن اسفل کی جانب اندفاع مادہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن اس علت کے ذکر کرنے میں اطباء نے اس حد تک غفلت برتی ہے کہ گویا اس مرض کا وقوع ہی نہیں ہوتا۔ البتہ جالینوس نے اس کا ذکر یہ کہتے ہوئے کیا ہے کہ آنتوں کے ضعف کی وجہ سے فضلات بار بار دفع ہوتے رہتے ہیں۔ اس نے اس کو صرف اتنا کہہ کر چھوڑ دیا ہے۔ اور پوری وضاحت نہیں کی ہے۔ کیونکہ اس نے یقیناً یہ گمان کیا ہے کہ اس قسم کے امراض کی حقیقت طبیب پر مخفی رہتی ہے اور اگر ظاہر ہو جاتی ہے تو انتہائی خطرناک ہوتی ہے۔ اس مرض سے خبردار رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ قوت طبعیہ کے ضعف کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ صرف قوت ارادیہ کی کمی ہوتی ہے۔ یہ قوت طبعیہ جگر سے وجود پذیر ہوتی ہے۔ اس مرض کے سادہ ہونے کی صورت میں درد ہوتا ہے اور حسب عادت آنتیں فضلات کو اسفل کی جانب دفع نہیں کرتی ہیں اور طبقات معدہ کی رطوبات فضلیہ (جو بہت زیادہ ہوتی ہیں) کا مکمل تنقیہ نہیں کرتی ہیں۔ جب درد کے مقام کو دبا کر دیکھا جاتا ہے تو اس میں اتنی حرارت نہیں ہوتی کہ جتنی کہ اس درد کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ لیکن جب تم یہ محسوس کرو کہ مرض ثبات اختیار کر گیا ہے نیز تمہیں یقین ہو جائے کہ استرخاء قوت طبعیہ میں خلل کی وجہ سے ہے آنتوں کی حرکت طبعی فضلات کو زیریں جانب دفع کرنے کے عمل کو طبعی طور پر انجام نہیں دے رہی ہے (قوت طبعیہ کے افعال جیسا کہ ہمیں معلوم ہیں یہ ہیں غذاء کا ہضم کرنا، اس میں استحالہ کر کے بدل ما یتحلل تیار کرنا اور ہضم شدہ غذا کو روکنا اور غیر ضروری اجزاء کو دفع کرنا۔ اور اس سے قبل ضروری اجزاء کو جذب کرنا۔ ان میں سے بعض امثال آلہ کے ذریعہ انجام پاتے ہیں اور بعض بغیر آلہ کے اور عمل دفع بھی ایک آلہ کے ذریعہ انجام پاتا ہے لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ یا وہاں کوئی فعل بغیر آلہ انجام پاتا ہے جو ہمیں معلوم نہیں جبکہ سارے افعال آلہ کے ذریعہ انجام پاتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے) بہرحال جگر کی جس حد تک تقویت ممکن ہو بار بار دیا جائے طریقے پر کی جائے۔

یہ ادویہ اپنی جوہری خصوصیت کے اعتبار سے کبد کے لئے مخصوص ہیں اور اس کو فربہ کرتی ہیں۔ مثلاً کشمش کا گودا اور بھیڑیے کا جگر بریاں کر کے انسان کے جگر کی تقویت کے لئے استعمال کیا جائے تو نافع ہے۔ جالینوس نے اپنی مقوی کبد دواؤں میں بھیڑیے کے جگر کو بکثرت استعمال کیا ہے۔ اس کے علاوہ جگر کی تقویت کی دوائیں بہت ہیں۔

دوائے مرکب زرورد گل سرخ، مویز منقی، ہر ایک ۲۵ گرام" عودالسوس مقشر اور غافث ہر ایک ۵ء۲۲ گرام" افسنتین، صندل، دارچینی، مصطگی ہر ایک ۸ گرام جملہ دواؤں کو علیحدہ کوٹ کر بھر ۵ء۱۷ گرام روغن بلسان خالص میں مذکورہ دواؤں کو لت پت کر لیں۔ اور اس کے بعد شہد خالص (بقدر ضرورت) میں آمیز کریں۔ اس کے بعد جملہ دواؤں کو شربت پوست ترنج شکری کے قوام میں ملا کر معجون تیار کر لیں۔

بقدر ۴ گرام استعمال کرائیں۔ اگر روغن بلسان دستیاب نہ ہو تو اس کے بجائے اس کے بقدر عنبر خالص ملا لیں۔

مقام ماؤف کی درج ذیل روغنیات سے تدہین کرائیں۔

روغن روغن مغز اخروٹ کہنہ وشحم برک، ہر ایک مساوی الوزن اس سے مقام ماؤف کی تدہین کرائیں۔ بسباسہ کو کوٹ پیس کر کے کسی باریک کپڑے سے چھان کر مقام ماؤف پر چھڑکیں۔ یہ عمل روزانہ جاری رکھیں۔

غذا مریض کو غذا میں ماء العسل استعمال کرائیں۔ تاکہ وہ بسہولت نفوذ کر سکے۔ اور کسی حد تک رطوبت فضلیہ کا جلاء کر کے آنتوں کا تنقیہ کر سکے۔ اس کا استعمال اس وقت تک کرتے رہیں جب تک تمہیں اطمینان نہ ہو جائے کہ آنتیں رطوبت فضلیہ سے پاک ہو چکی ہیں لیکن اس کی شناخت کیوں کر ممکن ہے۔ نیز سادہ قوت طبعیہ اور رطوبت فضلیہ (جس سے عضو مذکور خالی ہے) کے درمیان تفریق کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ چیز طبعاً اس وقت تک قابل قبول نہیں ہو سکتی جب تک جسم کی قوت اس کو قبول نہ کرے۔ اگر چہ اس کے ساتھ مختلف قسم کی دشواریاں ہی کیوں نہ ہوں۔

مَیں نے اپنی جوانی کے زمانہ میں اپنے گاؤں کے ایک شخص کو اس مرض میں مُبتلا پایا۔ اس نے انتہائی گرمی کے عالم میں جبکہ وہ بہت تھکا ہوا تھا ٹھنڈا پانی پی لیا جس سے اس کو ناقابلِ برداشت شدید درد ہوا اور شدت درد سے وہ بیٹھ گیا۔ مَیں اس مرض کی نوعیت کو دیکھ کر بے بس ہو گیا اور اپنے زمانے کے اطباء سے مشورہ کیا لیکن کسی سے بھی سوائے مزید پریشانی اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ پھر مَیں اپنے والد صاحب کے پاس جبکہ وہ دوسرے گاؤں میں تھے گیا اور اس مرض کے سلسلے میں اپنی حیرت و پریشانی سے انھیں آگاہ کیا۔ مَیں نے اس سلسلے میں ان سے رہنمائی اور معاونت کی درخواست کی۔ تو انھوں نے مجھے جالینوس کی ایک کتاب اٹھا کر دی جس میں جالینوس نے واضح طور پر اس مرض کی تشریح کی تھی۔ کتاب پڑھاتے ہوئے انھوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے اس سلسلے میں مزید کوئی چیز نہیں ملی۔

مَیں نے اس سلسلے میں جتنا غور کیا مسئلہ کا حل نہیں ملا۔ بہر حال بیان کردہ نسخہ کو سامنے رکھ کر اگر اس علاج کو مناسب سمجھو اور پسند بھی آئے تو بہتر ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی نئی چیز تم کو مل جائے تو چشم ما روشن دل ماشاد۔

اس کے بعد مَیں اعمال سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے بارے میں سوچنے لگا ان معاملات پر بار بار غور و فکر کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ مَیں اس سلسلے میں متردد تھا کہ اس مرض کے علاج کے سلسلے میں جس کا ذکر مَیں نے کیا ہے مجھے کامیابی بھی حاصل ہو گی یا نہیں بالآخر مَیں نے اس شخص کے علاج کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے علاج شروع کر دیا۔ اس کو شفائے کامل حاصل ہو گئی۔ اس کی شفایابی کے بعد والد بزرگوار سے ملا اور اس کے مکمل حالات سے باخبر کیا۔ وہ بہت مسرور ہوئے اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مجھے بھی مسرور فرمایا کیونکہ اس سلسلے میں اس سے پیشتر وہ مجھ سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے۔ اس مذکورہ مرض کا وقوع عموماً کمتر ہی ہوتا ہے۔

ریاح امعاء گاہے آنتوں میں رقیق اور مائی اخلاط کے سبب سے ریاح پیدا ہوتی ہے۔ جس میں شدید اختلاج اس

حد تک ہوتا ہے کہ ریاحیں باہم ٹکرانے لگتی ہیں۔ اور اس کے باہمی ٹکراؤ سے پوری فضا تنگ ہو جاتی ہے۔ نتیجہ میں آنتوں کا فضلہ وہیں ٹھہرا رہتا ہے۔ خارج نہیں ہوتا۔ روغن اخروٹ اور شحم برک (آبی پرندہ) اس مرض میں شفا بخش ثابت ہوں گے اس کے باعث اور قوت دافعہ کے ضعف کی وجہ سے لاحق ہونے والے عوارضات میں سے یہ ہے کہ خارج ہونے والے فضلات مرطوب ہوتے ہیں لیکن ان میں خون، پیپ یا کسی دوسری شئے کی آمیزش نہیں ہوتی۔

آنتوں میں احتباس فضلات کا بیان

بسا اوقات آنتوں سے فضلات اپنی غلظت اور تحجر (سختی) کی وجہ سے خارج نہیں ہو پاتے۔ ایسا عموماً یکایک ہوتا ہے۔ الا یہ کہ کسی نے کچھ عرصہ قبل کثرت سے مسموم غذائیں کھائی ہوں۔ مثلاً حب الدوم (مقل الیہود) وغیرہ قسم کی چیزیں۔ یا تخم ریحان وغیرہ کھایا ہو اگر اس قسم کی چیزیں نہ کھائی ہوں تو یہ مرض آہستہ آہستہ پیدا ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات فضلات کے بالکل رُک جانے کی وجہ سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے۔

سابقہ دونوں بیان کردہ صورتوں میں کسی ایک کا وقوع کمتر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا علم غیر واضح رہتا ہے۔ فضلہ کی غلظت سے جو عوارض پیدا ہوتے ہیں وہ شربت قنطوریون، جوشاندہ بنفشہ کے ہمراہ یا شربت بنفشہ جوشاندہ قنطوریون کے ہمراہ پلانے سے مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور حقنہ لگانا بھی مفید ہے خصوصاً جبکہ آنتوں کے زیریں حصے میں درد ہوتا ہو تو روغن زیتون کہنہ اور ہموزن نقوع مری (کانجی) پر مشتمل حقنوں کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس طرح لاحق ہونے والی ہر دو صورتوں میں جس کا بیان ہو چکا ہے روغن آمیز حقنہ لگانا مفید ہے۔ بہر حال یہ زیریں بطن کے لئے نافع ہے۔

سحج امعاء

کبھی آنتوں میں خلط حاد یا زہر خوری کے نتیجے میں خراش پڑ جاتی ہے۔

علاج : مقوی اغذیہ مثلاً ایسے حریرے جو چاول یا نشاستہ پر مشتمل ہوں۔ یا مسور، جس کو آب نیم گرم میں متعدد بار ڈال کر اس کا زلال نکال لیا گیا ہو۔ پھر اس کو خشک کر کے حریرہ بنا لیا گیا ہو۔ استعمال کرائیں، اس سے لذع میں کسی قدر سکون ہوگا۔ اور قبض پیدا ہوگا۔ جس سے نفع کی توقع ہے۔ اگر مذکورہ حریرہ جات کے اسفل امعاء میں حقنے لگائے جائیں تو یہ نفع بخش ہیں۔ ایسے ہی پہاڑی بکرے کی چربی یا بارہ سنگھا کی چربی کو روغن گل کے ہمراہ حقنہ تیار کر کے لگانا بھی مفید ہے۔

اسباب مرض رفع کرنے کے لئے ایسی ادویہ دی جائیں جن سے تعدیل مزاج اور تبرید حاصل ہو۔ مثلاً شربت ورد بخنہ میں عرق گلاب ملا کر اسپغول مسلم بریاں کر کے استعمال کرائیں۔ بشرطیکہ سمیت کی وجہ سے شکایت مذکورہ نہ لاحق ہوئی ہو۔ اگر شکایات کا سبب سمیت ہو اور زہریلے اثرات بہت بڑھ چکے ہوں۔ تو اس بات کو جانتے ہی مریض کو فوراً نو دانے (۵۰۰ ملی گرام) کے برابر چمک دار زمرد کھلا کر پانی کے چند گھونٹ پلا دیں۔ اس کے عجیب و غریب اثرات مریض کی قوت مدافعت کے بیدار کرنے کے سلسلے میں مشاہدہ میں آئیں گے اور اس کے مفاصل کی سختی کھل جائے گی۔ پھر اگر مریض سو جائے اور اسے پسینہ بھی آجائے تو اس سمیت کی علت سے اس کی نجات یقینی ہے۔ جب زمرد کھلایا جائے تو دس گھنٹے یا کم از کم آٹھ گھنٹے تک دوسری کوئی غذا نہ

دی جائے۔

یہاں پر زہر خورانی کا علاج بیان کرنے کا موقع نہیں ہے، چونکہ اس کا تذکرہ درمیان میں آگیا تھا اس لئے ضمناً علاج کا ذکر کر دیا ہے۔

عقر (تعطل) امعاء دقاق

علی ابن یوسف کی ایک کنیز تھی جس کا نام ثریا تھا۔ اس کے امعاء دقاق میں تعطل لاحق ہوگیا تھا۔ جس سے وہ افعال طبعی کے انجام دہی سے قاصر تھیں۔ اسہال مفرط کے نتیجہ میں آنتیں بجھ جاتی تھیں۔ لہٰذا میں نے اس کے علاج کا قصد کیا۔ میں سخت پریشانیوں میں مبتلا ہوا حتیٰ کہ چالیس یوم اسی طرح گذر گئے۔ اور وہ اس مرض میں مبتلا رہی مجھے اس کے علاج کے سلسلے میں بہرحال بیحد خوش گمانی تھی یکایک اس کے داخلی طبقات امعاء سے دو بالشت سے بڑے ٹکڑے کٹ کر دست میں خارج ہونے لگے۔ ان حالات کی اطلاع مجھ کو دی گئی یہ سُن کر مجھے حدت خلط کی اس حد تک زیادتی پر تعجب ہوا۔ اور اس خلط کی اتنی زبردست تاثیر پر بہت متحیر ہوا۔ اس کے بعد مجھے اس امر کا واضح طور پر یقین ہوگیا کہ اس کی سہیلی قمر نے اسے زہر کھلا دیا ہے۔ لہٰذا اس مرض سے نجات پانے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آئی۔ اور مریضہ اس علت میں ہلاک ہوگئی۔ ہر شئے اور ذی حیات کے مقدرات ہیں اور موت کا وقت مقرر ہے جو یقیناً آکر رہے گا۔

میں نے زمرد کے سلسلے میں تجربہ کیا ہے۔ اور دیکھا ہے کہ عصار اور اسہال کی صورت میں جوف شکم پر اس کو باندھنا عجیب و غریب خاصیت کا حامل ہوتا ہے۔ میں جب علی ابن یوسف کی مریضہ کے علاج اور معائنہ کے بعد جب اشبیلیہ (اسپین) سے واپس آرہا تھا تو راستہ میں ایک چیز کو دیکھا، تو مجھے خیال آیا کہ وہ جنگلی مُولی ہے۔ پھر اس میں کوئی شک بھی نہیں رہا، میں نے اس میں سے قدرے کھالی۔ نتیجہ کار مجھے اسہال اور آنتوں کا درد لاحق ہوگیا۔ مرض میں زیادتی ہوتی گئی۔ میں پھر اشبیلیہ چلا گیا، وہاں میں نے اپنے پیٹ پر زمرد باندھا۔ اور مُنہ میں چھوٹا سا مسلم زمرد رکھ کر چُوسنا شروع کیا۔ نتیجہ میں مرض قطعاً رفع ہوگیا۔ اس طرح کی خراب دوائیں بکثرت ہیں۔ لہٰذا کسی انسان کو کوئی جڑی بُوٹی ہرگز نہ چکھنی چاہیئے۔ تاوقتیکہ اس کے ہمراہ کوئی تریاق یا زمردنہ ہو عوام الناس اور بوڑھی عورتیں (خُدا ان کو غارت کرے) سمی ادویہ کی شناخت کے سلسلے میں عجیب و غریب باتیں بیان کرتی ہیں۔ جن سے طبیب عموماً ناواقف ہوتا ہے۔ کیونکہ مضر اشیاء کی مضرت طبیب کو بحیثیت طبیب کے صرف عارضی طور پر لاحق ہوتی ہے۔ اگر وہ شریعت حقہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور کافر نہیں ہے اور شریعت کے جملہ امور میں کسی شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہے نیز بقراط کے فرمان اور اقوال پر نظر رکھتا ہے، تو جب وہ بقراط کی کتابوں کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے اور اپنے شاگردوں سے بھی اس قسم کے عہد و پیمان لے لیا کرتا ہے چنانچہ اس طرح کا عہد میرے والد بزرگوار نے مجھ سے اس وقت لیا تھا جبکہ میں چھوٹی عُمر کا تھا۔ اور میں نے ان سے طِب پڑھنا شروع کیا تھا۔ اس شہر کے دوران قیام مختلف علمی بحث کرنے والوں سے مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوا میرے والد بزرگوار نے ثابت قدمی کے ساتھ مجھے اپنے عِلم کے حصول اور موقف پر جمے رہنے پر توجہ دلائی۔ (اللہ ان کو اس مقام پر قائم رکھے) میرے ساتھ انتہائی محبّت و شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور بغیر کسی صراحت کے اشاروں سے مجھ سے گفتگو کرتے تھے۔ حالانکہ اس شہر میں بطور مہمان کے پڑا رہنا ختم ہونے کو آرہا تھا۔

علی ابن یوسف نے مجھ سے کہا کہ تمہارا ہاتھ اس شہر سے اُٹھ جانے والا ہے یعنی تم جانے والے ہو کیونکہ وہ ملعون میرے متعلق یہ کہا کرتا تھا کہ مَیں مال و متاع و عزت وجاہ کا طالب ہوں اللہ اسے غارت کرے اگر وہ زندہ ہو۔ اس نے واضح لفظوں میں یہ کہنا شروع کیا کہ مَیں سمی دوائیں اور لطیف اشیاء کو انتہائی رازدارانہ طریقہ پر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس کے جواب میں مَیں نے کہا کہ خُدا کی قسم آپ صحیح فرماتے ہیں۔ مَیں اِس سلسلے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا اور نہ کسی طبیب کے لئے بحیثیت طبیب یہ ممکن ہے۔ الاّ یہ کہ اس کو اپنے علم کے مطابق عملی تجربہ حاصل کرنے کا موقعہ بھی حاصل ہو گیا ہو۔ اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

علی ابن یوسف نے کہا کہ یہ بات کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے۔ جبکہ مَیں نے مرض کے تمام حالات کھول کر بتا دئیے ہیں یہ جملہ سُن کر مجھے اپنے جان کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ مَیں نے کہا تم نے ان باتوں کو ان لوگوں کے لئے بیان کیا ہے جو تمہارے امراض کے پوشیدہ حالات سے واقف نہیں۔ پھر مَیں نے علی ابن یوسف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اس بارے میں کتابوں سے تحقیق و تفتیش کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے جملہ عوارض کی مکمّل تحقیق کر لوں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کتنے دنوں کی مہلت چاہتے ہو۔ مَیں نے کہا کہ نصف شہر (آدھے ماہ) تک مجھے موقع دیں۔ اور وہاں سے نکل بھاگنے کا قصد کر لیا۔ دوسرے دِن کی صبح تک مجھ پر غم و اندوہ طاری رہا۔ اتنے میں اس کا قاصد آیا اور مَیں اس کے ساتھ یہ گمان کرتا ہوا چل کھڑا ہوا کہ وہ میری زندگی کو ختم کرنے کا اِرادہ کر چُکا ہے۔ اور مَیں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ وہاں مَیں نے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و کرم سے دیکھا کہ نہ وہ سمجھ سکتا ہے اور نہ سمجھانے کی پوری استطاعت رکھتا ہے۔ مَیں نے اپنے جملہ امور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے کامل توکل کے ساتھ بقراط کی بیان کردہ شرائط کے ساتھ اس کا علاج چند نصیحتیں کرتے ہوئے شروع کر دیا۔ اس دوران مرض چند ایّام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیا۔ اس طرح میں اس کے شر سے محفوظ رہا۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتیں مجھ پر ہیں۔ وہی محمود و مشکور ہے۔

مَیں ان باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن بلا ارادہ یہ باتیں نوک قلم پر آ کر تحریر ہو گئی ہیں۔ لہٰذا عقر مذکور جب تک لمعاء کے اندر رہتا ہے اور وہ جب تک ہلکا ہوتا ہے اُوپر سے (براہ دھن) حریرے اور نیچے سے حقنے لگا کر علاج کیا جا سکتا ہے اور شفا حاصل ہو سکتی ہے اور اگر مرض پیچیدہ ہو جائے تو اس حقنے میں صمغ عربی محمص وغیرہ کا اضافہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر مواد زیادہ ہوں تو اس کی جلاء کے لئے پہلے ماء الشعیر ہمراہ شہد یا صرف ماء الشعیر یا جو بھی مناسب ہو استعمال کرائیں۔ جب تک کہ آنتوں کے خارجی حصّہ میں عقر نہ پایا جا رہا ہو اس وقت تک مریض کے شفایاب ہونے سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے اور اگر عقر لاحق ہو گیا ہو اور عارضہ شدید ہو تو شفایاب ہونے کی امید کم رہ جاتی ہے چاہے طبیب کتنا ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو۔

علاج: گل مختوم اس مرض میں نافع ہے۔ خصوصاً اگر ماء العسل اور جوشاندہ قنطوریون دقیق اور شربت ورد مخلوط کر کے استعمال کرایا جائے۔

نوٹ: گل مختوم اسس مرض میں تریاق کا کام کرتا ہے اور سمی اثرات کی تریاقی ادویہ میں سے ہے۔

اسفل بطن (امعاء) سے جریان الدم

گاہے اسفل شکم سے خون نکلنا شروع ہوتا ہے اگر یہ خون شوخ سرخ ہے تو وہاں موجود کسی رگ کے پھٹ جانے کی علامت ہے ایسی صورت میں عرق گلاب میں مصطگی جوش دے کر شربت بارتنگ کے ہمراہ پلانا شفا بخش ثابت ہوگا۔ نیز گل مختوم جب شربت مصطگی کے ہمراہ پلایا جاتا ہے تو مریض کو شفا ہوتی ہے۔ اگر خون بہت سرخ نہ ہو بلکہ آب آمیز ہو تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسان نے کسی جونک کو نگل لیا ہے۔ جو قعر معدہ یا اسفل بطن میں جا کر چپک گئی ہے۔ اس مرض میں سرخ چاول کا خیساندہ اور عصارہ قنطوریون کے پلانے سے نفع ہوتا ہے باشونیز کا جوشاندہ پلانے یا خردل کے کھانے سے بھی نفع ہوتا ہے لیکن اگر صرف پیپ ہی پیپ خارج ہو رہی ہو تو یہ جگر کے اندر موجود کسی آفت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سے پیشتر میں جگر کے آفات و علاج کا ذکر کر چکا ہوں۔

بواسیر خونی

گاہے اسفل امعاء سے خون جاری ہوتا ہے۔ جو حقیقتاً مقام مقعد سے نکلتا ہے۔ اور جب یہ صورت عرصہ تک باقی رہتی ہے تو اسے بواسیر کہتے ہیں۔ جو مسوں کی طرح چھوٹا بڑا ہوتا ہے۔ نیز بند رگوں کے کھل جانے سے یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دورے کی شکل میں ہوتا ہے جس سے بدن کا تنقیہ ہو جاتا ہے اور کبھی امتلائے مادہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب قوت طبعیہ شدید ہوتی ہے اور تنقیہ بدن کے لئے مسہ کو منقطع کرتی ہے تو اس وقت بھی خون جاری رہتا ہے جو خون تنقیہ بدن کے لئے جاری ہوتا ہے اس کا سبب سودا محترق ہے جس میں صفراوی حدت ہوتی ہے۔ اور جب امتلاء مادہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اور صحت قوت بھی موجود ہوتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کسی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور خون جاری ہو۔ کیونکہ جسم میں خون کے پیدا کرنے والی غذاؤں کی وجہ سے بدن میں خون کی افراط ہوتی ہے نتیجہ کار بدن داخلی یا خارجی آفت یا ورم کے لئے پہلے ہی سے آمادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ پس طبیعت کی قوت کی وجہ سے امتلائے مواد رفع ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم کو کسی قسم کا ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ لیکن جو اخراج دم بدن کے تنقیہ کے نتیجہ کے طور پر انجام دیا جائے۔ اس میں مذکورہ بالا عوارض پیدا نہیں ہوتے۔ یہی صورت دم سوداوی میں بھی ہوتی ہے۔ بسا اوقات اس میں بدبو ہوتی ہے۔ امتلاء دم کے سبب جب افراط دم ہوتا ہے تو اس میں بھی اس طرح کی روانی ہوتی ہے۔ اور اس چیز کا مشاہدہ تم اس وقت کر سکتے ہو جب عمدہ قسم کے گیہوں کے آٹے کا استعمال معمولی قسم کے گیہوں کے آٹے کے استعمال کے بعد شروع کیا جائے۔ یا لطیف عمدہ قسم کا گوشت کھانے کے بعد غلیظ قسم کا گوشت کھانا شروع کیا جائے۔ یا یہ کہ فصد لینے کی جو عادت رہی ہو اسے ترک کر دیا جائے لیکن اس مرض میں بہرحال باذن الٰہی اعتدال کے ساتھ غذا استعمال کرنے کے ساتھ فصد لینا بھی شفا بخش ہے۔

تشقق مقعد

قبض کے سبب لاحق ہونے والے عارضہ میں مقعد میں انشقاق واقع ہوتا ہے وہ بہرحال بواسیر کے قبیل سے نہیں بلکہ وہ صرف ایک جراحت ہے جو کچھ دنوں باقی رہتی ہے۔ اور اس کے پیپ کو کھاتی رہتی ہے۔ بسا اوقات اس کے نتیجہ میں دبیز قسم کا احتباس و قبض عارض ہو جاتا ہے۔ پھر مزید انشقاق واقع ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے اس عضو میں ایسے مسے نمودار ہوتے ہیں جن کا علاج دشوار ہوتا ہے بہرحال اگر شروع مرض میں بابونہ اور ہموزن عیون الآس کے جوشاندہ جس میں قدرے شہد بھی مخلوط کر لیا گیا ہو آبزن کرایا جائے تو شفا ہوتی ہے لیکن اگر مریض کے حالات پریشان کن

ہوں تو بہت زیادہ قوی علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ مریض کو چمڑے کے فرش پر بٹھا کر صاف و شفاف پانی سے متعدد بار استنجاء کرایا جائے مازو سوختہ بابونہ غیر بریاں ہموزن اچھی طرح سحق کرکے آب شیریں میں گوندھ لیں۔ پھر اس کو خشک کرکے دوبارہ سحق کرکے چمڑے کے فرش پر چھڑک دیں۔ پھر مریض کو اس پر بٹھائیں۔ اور اس کو اس پر کچھ دیر تک بٹھائے رکھیں۔

انسان کو جب اس کی انتہائی ضرورت دامن گیر ہوتی ہے تو تدبیر و علاج اختیار کرنا پڑتا ہے۔ نیز اس دوران میں آب نیم گرم سے اس کو استنجاء کراتے رہیں۔ اس کے ساتھ ملینات طبع سبزیاں اور اچھی طرح پکائی ہوئی کدو اگر کوئی شئے مانع نہ ہو تو اعتدال کے ساتھ استعمال کرانے میں ہرگز غفلت نہ برتیں۔ نیز اگر کوئی مانع نہ ہو تو خشک انجیر بادام کے ہمراہ یا اس کو روغن زیتون شیریں میں بھگو کر کھلائیں۔ یا نہار منہ سرخ انگور کھلائیں۔ الغرض عقر کے ہیجان سے بچنے کے لئے ملینات طبع کے استعمال سے طبیعت میں تلیئین پیدا کی جائے یہاں تک کہ بہ مشیئت الٰہی کامل شفاء ہو جاتے۔

امعاء کے امراض و آفات کے سلسلے میں مزید کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں گُردے اور اس کے امراض کا بیان شروع کر رہا ہوں۔

امراضِ کلیہ و مثانہ

گردہ ایک شریف اور اہم عضو ہے جسم انسانی کو اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اپنی ضرورت کے مطابق خون کے فضلات یعنی بول سے تغذیہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں جسم انسانی میں دو لٹکے ہوئے ٹھوس عضو ہیں۔ عام طور سے لوگ اس کو جانتے ہیں۔ ان میں لاحق ہونے والے امراض میں حصاۃ الکلیہ خاص طور سے کثیر الوقوع ہے اس لئے اسی کا بیان شروع کرتا ہوں۔

حصاۃ گردہ گاہے گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح بہت سے لوگوں اور آزاد حیوانات کے اکثر اعضاء میں پیدا ہو جاتی ہے تم پتھری کو زبان کے نیچے بھی پیدا ہوتے ہوئے پاؤ گے جس سے زبان کی حرکت کی تیزی میں بہت حد تک کمی آجاتی ہے۔ پھر جب اس کو خارج کر دیا جاتا ہے تو یہ کمی رفع ہو جاتی ہے۔ خلط غلیظ کے یکے بعد دیگرے تہ بہ تہ جمنے کی وجہ سے پتھری پیدا ہوتی ہے۔ گردے کی پتھری مثانے کی پتھری جیسی سخت نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ اس کی تکوین مثانہ کی پتھری جیسی فضاء میں ہوتی ہے۔ بلکہ فی نفسہ گردے میں اس کی تکوین ہوتی ہے۔ اسی طرح زبان کے نیچے کے گوشت والی پتھری کی بھی تکوین ہوتی ہے اور اسی طرح پشت کی جانب اور انسان کے اکثر اعضاء میں اور حیوانات کے اعضاء میں اس کی تکوین ہوتی ہے۔

مثانہ کی پتھری جوف مثانہ میں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گردہ کی پتھری کا درد ابتداء سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب تک پتھری رہتی ہے درد نہیں جاتا۔ لیکن مثانہ کی پتھری کا درد اس وقت سے محسوس ہوتا ہے جب وہ حرکت کے قابل ہو۔ بہرحال یہ دونوں باہم مختلف ہیں۔ کیونکہ گردہ کی پتھری مثانہ کی پتھری کے مقابلہ سختی و خشکی میں کم ہوتی ہے۔ بخلاف مثانہ کے

کہ اس میں تحجر اور صلابت بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ مثانہ کی چھوٹی پتھری بھی گردہ کی پتھری سے بڑی ہوتی ہے ۔ اور گردہ کی پتھری میں مثانہ کی پتھری کے بنسبت تفتت (ٹوٹ پھوٹ) جلد واقع ہوجاتا ہے ۔لیکن غذاؤں کی غلظت ولزوجت کے نتیجے میں جو پتھری گردے یا مثانہ میں پیدا ہوتی ہے اس میں ٹوٹ پھوٹ جلد ہوجاتی ہے ۔ گردہ کے ضعیف ہونے کے نتیجے میں خلط کا اندفاع جوف میں ہوجاتا ہے ۔ اس لئے وہ خلط تہ بہ تہ جم کر پتھری کی شکل اختیار کرلیتی ہے ۔ اور طبیعت جیسے جیسے اس میں نضج پیدا کرتی رہتی ہے اور پتھری کو دفع کرتی رہتی ہے ۔ اس دوران کبھی گردے میں انشقاق واقع ہوجاتا ہے ۔ تو اگر اس مقام کے عروق غیر ضاربہ منقطع ہوجائیں تو بہت زیادہ بول آمیز خون یا صرف خون بکثرت خارج ہوتا ہے ۔ اگر گردے کی پتھری مستحکم ہو تو عموماً اس مقام سے علیحدہ ہونے کے بعد وہاں کی شریان منقطع ہوجاتی ہے ۔ اور بہت ہی چمکیلا سُرخ خون خارج ہوتا ہے ۔ جو حقیقتاً بہت پتلا اور کمیت کے اعتبار سے بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ گویا کہ مریض نزف الدم کا شکار ہوتا ہے ۔ پھر معاً بعد پیپ آمیز پیشاب خارج ہونے لگتا ہے ۔ اور درد دائمی شکل اختیار کرلیتا ہے ۔ تاآنکہ مریض صحت پاجائے یا موت کے آغوش میں جا پہنچے ۔

مریض کو اگر ابتدائے درد میں موقعہ مل جائے تو اس کو غذائیں لطیف، خمیری روٹی، خوشبو دار ہلیون یا چرپری سبزیاں یا اخروٹ یا حب الصنوبر کے ہمراہ کھلائیں ۔ اس کے لئے سب سے بہترین غذا گوریاں (عصافیر) یا مرغیاں ہوتی ہیں ۔ اس کے علاوہ چوزے یا روغنیات نافع ہیں ۔ گاجر اپنی حقیقت کے اعتبار سے اگرچہ غلیظ الجوہر ہے لیکن بالخاصہ اس میں مفید ہے خشک انجیر کو خشک اخروٹ کے ساتھ کھلا کر مریض کی طبیعت میں تلیّن پیدا کی جائے اس کے بعد ادویہ مسہلہ خلط غلیظ کے اخراج کے لئے استعمال کرائی جائیں ۔

اس مرض کی ایک مرکّب دوا

مقل، جاؤشیر، سکبینج، تخم انجرہ، ہر ایک ۵ ، ۳ گرام تخم دوقو (تخم گزر صحرائی یا تخم کرفس کوہی) مغز تخم تربوز، تخم کرفس ہر ایک ۵ ، ۷ ، ۸ ملی گرام حنظل ۵ ، ۳ ، ۴ ملی گرام حنظل کو باریک تراش کر اس کو ہموزن کتیرے میں پورے طور پر بھگو کر جملہ ادویہ کو شربت سکنجبین میں معجون بنا کر محفوظ کرلیں ۔ بوقت حاجت ۵ ، ۷ گرام کھلا کر عُمدہ قسم کے میٹھے میں مغز تخم قرطم شامل کر کے چند گھونٹ دیں ۔ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو رہا ہو تو معجون مذکور میں سے ۲۵ ، ۴ گرام مزید کھلا کر میٹھا پلا دیں ۔ آخر میں مسہلات استعمال کرائیں ۔ اور استفراغ کے بعد جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے عمدہ غذائیں دیں نیز روزانہ صبح کو درج ذیل ادویہ پلائی جائیں ۔

عود سوس خراشیدہ، کزبرۃ البئر، گل غافث، تخم تربوز، تخم ہلیون، تخم خیار، تخم باد آورد اور قرصعنہ ہر ایک ۵ ، ۳ گرام ان ادویہ جیسی اشیاء ملائیں ۔ جو ان دواؤں کو گردوں کی جانب تیزی سے پہنچا دیں لیکن حارنہ ہوں اور اس میں خوشبو نہ ہو ۔ بلکہ ایسی بُو ہو جس کو عام طور سے لوگ ثقیل بُو سے تعبیر کرتے ہیں ۔ گویا کہ بُو کی اس حالت کو خوشبو و بدبو کی درمیانی حالت سے تعبیر کرتے ہیں ۔ کیونکہ گردے کا فعل مائیت دم کا جاذب کرنا ہے ۔ نیز اس قسم کی اصلاح کرنی ہے نیز اس بول نامی مادہ کی کامل طور سے اصلاح نہیں ہو پاتی ۔ اس وجہ سے بول کی بُو باقی رہتی ہے کیونکہ خون کی مائیت اور

بول کی مخصوص بُو جسے بساند کہتے ہیں بول میں بہرحال خارج ہوتی ہے۔ اور یہی گردوں کو مرغوب ہے۔ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے گردے اس سے لذّت اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ان ادویہ میں ان جملہ اشیاء کا شامل کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے بیخ کرفس، سنبل رومی، ۱۷٫۵ گرام ان دواؤں میں اضافہ کریں۔ اور تمام دواؤں کو ۷۰۰ ملی لیٹر آب شیریں میں بھگو کر آگ پر رکھیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو اتار کر مل کر صاف کرلیں۔ پھر شربت اصل السوس اور شربت پوست ترنج ہر ایک ۲۵ گرام ملاکر روزانہ نہار مُنہ مریض کو پلائیں۔ جب یہ دوا مریض کے معدہ سے مکمل طور سے خارج ہوجائے تو جن غذاؤں کا ذکر کیا گیا ہے استعمال کرائیں۔ کافی توقع ہے کہ ان ادویہ کے استعمال سے مرض قطعاً جاتا رہے گا۔ اور بول کے ہمراہ خون خارج ہونے کی نوبت نہیں آئے گی۔

اگر گردے کی پتھری خارج ہوگئی ہو پھر بھی خون خارج ہو رہا ہو تو اس وقت دوسری تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں۔ یعنی مرض کے دائیں ہاتھ کے رگ اکحل میں فصد کھولی جائے۔ جتنی بھی ضرورت ہو استفراغ دم کرایا جائے۔ لیکن جب خون کی کثیر مقدار خارج ہونے لگے تو تمہیں اسے روکنے کی طرف پوری توجّہ مبذول کرنی چاہیئے۔

دیگر مرکّب

لحیتہ التیس، آرد پوست جفت بلوط (بلوط کے چھلکا کا آٹا)، گل سُرخ، اصل السوس مقشر اور چاندی کا ورق ہر ایک ۷ گرام مرخی ادویہ مثلاً گل بابونہ اور تخم کتاں کے شامل کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر اس کے شامل کرنے میں کوتاہی اور غفلت برتی گئی تو ادویہ قابضہ سے مریض کو ضرر پہنچے گا۔ یعنی یہ کہ اس کے درد کی شدّت بڑھ جائے گی۔ اور شدّت درد کے نتیجے میں اس عضو میں خون اور دیگر اخلاط کا انصباب بھی شروع ہوجائے گا۔ لہٰذا ان میں گل بابونہ اور تخم کتاں ہر ایک ۵ گرام شامل کریں۔ اور ان کو بخوبی کوٹ کر کے ۸۳۰ ملی لیٹر آب شیریں میں بھگو کر اتنا جوش دیں کہ دو ثلث پانی جل جائے۔ دیر تک جوش دینے کا مشورہ صرف اس غرض سے دیا گیا ہے کہ ادویہ کی قوّت قابضہ جوشاندہ میں آجائے۔ جب دو ثلث پانی جل جائے تو اس کو صاف کر کے شربت اصل السوس، شربت مصطگی، شربت ورد ہر ایک ۱۷٫۵ گرام ملاکر مریض کو پلائیں۔ جب معدہ سے دوا خارج ہوجائے تو یہ غذا استعمال کرائیں۔ خمیری روٹی مُرغیوں کے چوزوں کے ہمراہ یا گلقند کے ہمراہ یا ککڑی کے گودہ کے ہمراہ مُرغی کے چوزہ کو ککڑی کے گودہ کے ساتھ کدّو کی طرح پکا کر دینا بیحد نفع مند ہے۔

جب خون نکلنا بند ہوجائے اور صرف مدہ (پیپ) ہی رہ جائے اور درد بڑھ جائے تو اس وقت جالی اور تغذیہ بخش ادویہ کی طرف توجّہ دینی چاہیئے۔ نیز وہ ادویہ ایسی ہوں جن میں لطیف خشکی بھی پائی جاتی ہو۔

دیگر مرکّب برائے آں

سنبل ہندی، اذخر، پرسیاؤشاں اصل السوس مقشر، اصل السوس مثانہ اور گردہ کو خصوصیت سے نفع بخشتا ہے نیز معدہ اور مری، ریہ اور قصبتہ الریہ کے لئے نفع مند ہے لہٰذا ہر ایک ۴٫۷۵ گرام، اسارون، تخم دوقو اور قنطوریون دقیق ہر ایک ۸۷۵ ملی گرام جملہ ادویات کو کوفتہ کر کے ۵۰۰ ملی لیٹر آب شیریں میں ملاکر دھیمی آنچ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو صاف کر کے شربت ورد

شکری اور شربت کاسنی ہر ایک ۳۵ گرام ملا کر مریض کو پلائیں۔ دوا کے ہضم کے بعد خمیری روٹی اور چقندر مُرغی کے گوشت میں پکا کر یا صرف حریق (ایک قسم کی بوٹی جس کو جلبوب کہتے ہیں) کھلائیں۔ اگر یہ دستیاب نہ ہو تو فربہ مُرغی کا گوشت اور خمیری روٹی روغن زیتون کے ہمراہ قدرے نمک ملا کر کھلانا نافع ہے۔ نیز مغز بادام شکر کے ہمراہ یا مغز چلغوزہ استعمال کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

جب زخم کا تنقیہ ہوجائے اور پیپ نکلنا بند ہوجائے تو شربت بارتنگ یا شربت ورد ایک یا دو یوم پلائیں تاکہ معدہ کا تعطّل دُور کرنے میں معاون ہو۔ بہرحال ضرورت کے لحاظ سے تدابیر اختیار کریں۔ اگر درد میں سکون پیدا کرنا مقصود ہو تو ویسی ہی تدابیر اختیار کی جائیں اور اگر تولید خون مقصود ہو تو بدن کی قوّت قابضہ بڑھائی جائے۔ لہٰذا ممکن حد تک ایسی ادویہ استعمال کرنی چاہئے۔ جو اچھی طرح نفوذ کرسکیں۔ اگر کثرت سے پیپ نکالنا مقصود ہو تو اس کے تنقیہ اور جلاء کی جانب پوری توجہ صَرف کرنی چاہئے۔ اگر پتھری بن چکی ہے تو اسے ریزہ ریزہ کرنے کی تدابیر کی جائیں۔ اگر دونوں امراض کے علاوہ کسی دیگر مرض کی جانب توجہ ہو تو دوا و غذا وغیرہ کا پورے طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ جن مرکّبات کا پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ ان کے باہمی ترتیب سے حسبِ حال وضرورت دوسرے مرکّبات تیار کرکے استعمال کرانے کی کوشش کریں۔ اگر وجوہات مذکورہ میں سے کسی ایک وجہ کی جانب توجہ صَرف ہو رہی ہو تو بھی جملہ وجوہات کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

خارجی طور پر گردہ کے مقام پر مالش کرائیں۔ اگر درد کو سکون دینے کی ضرورت ہو تو روغن بابونہ، روغن شبت (سویا کا تیل) اور شحم برک (ایک آبی پرندہ) زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اور بط کی چربی کی مالش بھی مُفید ہوتی ہے۔ اگر بدن میں دوران خون بڑھ جانے اور خون میں تیزی پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہو تو بارد اور رادع روغنیات کی خارجی طور پر مالش کروائیں۔ اگر مرض کے دو اسباب بیک وقت مجتمع ہوجائیں تو ان دونوں اسباب اور وجوہات کے رفع کرنے کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔ اور ایسی مرکّب دوا استعمال کی جائے جو ان دونوں اسباب کو زائل و رفع کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہو۔ یہاں تک کہ مریض شفایاب ہوجائے۔

حصاۃ مثانہ

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ مثانہ میں پتھری ہونے کی صورت میں پیشاب کرنے میں سخت درد ہوتا ہے۔ خاص طور سے اگر پتھری مجاری مثانہ میں رُکاوٹ پیدا کرے۔ تو اس وقت درد ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ کیونکہ مثانہ کی گذرگاہوں میں پانی رُکنے کی وجہ سے چُبھن سی ہونے لگتی ہے۔ جس کے باعث مثانہ اپنا فطری فعل انجام دینے سے قاصر ہوجاتا ہے نتیجہ میں مثانہ سے خون نکلنے لگتا ہے۔ اگرچہ گردہ سے جس طرح خون نکلتا ہے اتنی کثیر مقدار میں یہ خون نہیں ہوتا یہی سبب ہے کہ پتھری کی وجہ سے مثانہ سے خارج ہونے والی پیپ گردہ سے پتھری کی وجہ سے خارج ہونے والی پیپ کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہوتی ہے اور مثانہ میں پتھری پیدا ہونے سے قبل مریض کے پیشاب کے راستے میں کھجلی اور بغیر سبب کے آلۂ تناسل میں انتشار ہوتا ہے۔ اس کا پیشاب بہت ہی صاف شفاف پانی کی مانند ہوتا

ہے۔ جس میں کسی قسم کا ثقل اور گندلا پن نہیں ہوتا۔ جب اس طرح کا درد مریض کو لاحق ہوتا ہے تو اس کی طبیعت گری گری سی اور گھٹی گھٹی سی ہوتی ہے۔ اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ وہ قولنج میں مبتلا ہو گیا ہے۔ لہٰذا جب کسی تندرست شخص کا بول پانی جیسا پایا جائے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ اس کے مثانہ میں پتھری پیدا ہو رہی ہے۔

ایسی صورت میں مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں۔ اور خرنیق (انجرہ) کی سبزی لازماً کھلائی جائے۔ چنے کے جوشش دئے ہوئے رنگین پانی میں غذائیں پکا کر استعمال کرائی جائیں۔ مصالحے میں کباب چینی اور دارچینی ڈالی جائے۔ جوشاندہ تخم خربزہ میں شربت خار خسک شکری ملا کر پلائیں مغز ککڑی کثرت سے کھلائیں۔ نیز مندرجہ ذیل معجون تیار کر کے استعمال کرائیں۔

دیگر مرکّب حجرالیہود، فراسیا کا گوند، حجراسفنج بحری (دریائی اسفنج) پوست خربزہ، رب السوس، ہر ایک ۱۴۰ گرام، بندق ۷۰ گرام تخم دوقو، آبگینہ شامی سوختہ، انیسون اور کاشم رومی ہر ایک ۲۸ گرام، مغز چلغوزہ، مغز بادام، ہر ایک ۱۵ گرام تمام خشک ادویہ کو علیحدہ علیحدہ اچھی طرح پیس لیا جائے۔ پھر کسی باریک پارچہ یا ململ میں رکھ کر بقدر ضرورت چھان لیں۔ مغزیات کو الگ پیس لیں اور کل دواؤں کو شربت اصل السوس ۵۰۰ ملی لیٹر میں ملا کر معجون تیار کریں۔ پھر ۷ گرام روغن بلساں خالص اس میں حل کریں۔ اور کسی شیشے یا مٹی کے کسی برتن میں حفاظت سے رکھ دیں بوقت حاجت بقدر ۴ گرام معجون مذکور کو شربت بنفشہ اور جوکنے پانی میں مخلوط کر کے روزانہ پلائیں۔

واضح رہے کہ گردہ کی پتھری کی دوائیں مثانہ کی پتھری میں بھی نفع بخش ہیں۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ مثانہ کی پتھری کی دوائیں مثانہ کی دوری اور پتھر کی صلابت کی وجہ سے اپنی قوت و تاثیر کے اعتبار سے قوی ہوں۔ لہٰذا اس کی دوائیں ایسی ہونی چاہئیں جو سریع النفوذ ہوں۔ اپنے جوہر کی انتہائی لطافت کے سبب مقام مرض تک بہ آسانی پہنچ سکتی ہوں۔ روغن بلساں ان دواؤں میں سب سے بہتر ہے۔

جب پتھری کے بننے کے آثار پائے جائیں لیکن ابھی وہ پتھری کی شکل میں نمودار نہ ہوئی ہو تو مذکورہ معجون کا استعمال کرانا نافع ہوتا ہے۔ لیکن پتھری بن جانے کے بعد مسکن ادویہ کا اضافہ کرنا ضروری ہے۔ مثلاً گل بابونہ، مغز چلغوزہ مغسول، مغز اخروٹ اور کتیرا اس قسم کی دیگر ادویہ درد کی شدت و تیزی اور ضعف کے لحاظ سے اضافہ کرنا چاہئیے میں نے زجاج سوختہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اکثر اطباء زجاج (شیشہ) کو صرف متعدد بار گرم کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ اس طرح انھوں نے اس کو سوختہ کر لیا۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے۔ اس عمل کے لئے قطران کی باریک تہ پہلے آبگینہ پر طلاء کرنا چاہئے پھر جب سرخ ہو جائے تو لوہے کی سلائی سے نکال کر شدید ٹھنڈے پانی میں ڈال دیں۔ پھر پانی سے نکال کر صاف کر کے دوبارہ اس پر قطران لگائیں۔ اور آگ پر ڈال کر گرم کریں۔ پھر اسی طرح ٹھنڈے پانی میں ڈال دیں۔ یہ عمل سات بار کریں۔ اس کو زجاج سوختہ کہتے ہیں۔ اس مرض کے سلسلے میں جن ادویہ کی حاجت تھی ان کا بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ مرض (پتھری) گردہ اور مثانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

ورم گردہ و مثانہ ان دونوں اعضاء میں حصاۃ کے علاوہ دوسرے امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح بدن کے دوسرے بہت سے اعضاء میں ہوا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک ورم ہے۔ بسا اوقات گردہ میں ورم ہو جاتا ہے جس طرح دیگر اعضاء میں ہوا کرتا ہے۔ یہ کبھی ابتدائی طور پر اور کبھی دوسرے امراض کے نتیجے میں ثانوی طور پر عارض ہوتا ہے۔ بہرحال جب گردہ میں ورم ہوتا ہے تو دفعتۃً دونوں کولھوں میں درد ہوتا ہے۔ اور مریض کو پیاس اور بخار برابر رہتا ہے۔ جب یہ صورتِ حال ہو جائے اور ورم گردہ کا یقین ہو جائے تو حسبِ ضرورت جس قدر مناسب ہو مریض کا فصد کے ذریعہ خون نکلوائیں۔ البتہ اخراج دم کے وقت مریض کی عمر اور مزاج، موسم اور مقام اور وقت کی رعایت ضرور پیشِ نظر رکھنی چاہیئے۔

غذا لطیف غذائیں دی جائیں۔ اور ایسی غذائیں جن سے ادرار بول ہوتا ہے قطعی طور پر احتراز کرنا چاہیئے۔ الّایہ کہ دوا بان کا استعمال کرانا ضروری ہو۔ مریض کے لئے ایسا شربت تیار کیا جائے جس میں تلطیف اور ردع کی بہتر قوت ہو نیز محلل اورام مجرب دوا مثلاً قرصعنہ شامل کرلی گئی ہو۔ اطباء نے اسطوخودوس کا شمار بھی ان ہی دواؤں میں کیا ہے۔

مرکب برائے آں قرصعنہ ۴۰.۸ گرام کزبرۃ البئر (پرسیاؤشاں)، گل سُرخ، بابونہ، اور صندل ہر ایک ۳۵ گرام اصل السوس، اسطوخودوس کے پھول مصطگی اور کھیرا کے بیج ہر ایک ۸/۵ گرام زعفران اور تخم کتاں ۷ گرام بیخ کرفس ۳/۵ گرام کوٹنے والی دواؤں کو کوٹ لیا جائے پھر رات کو ۶/۳ لیٹر کھولتے ہوئے آبِ شیریں میں بھگو دیں۔ صبح کو دھیمی آنچ پر رکھیں جب نصف پانی جل جائے تو آگ پر سے اُتار کر صاف کرلیں اسی جوشاندہ میں شربت ورد تر و تازہ آٹھ لیٹر اور عرق گلاب دو لیٹر ملا کر دوبارہ آگ پر رکھیں۔ یہاں تک کہ سارا پانی جل کر صرف شربت رہ جائے اور اس شربت سے ۷۰ ملی لیٹر شربت ۲۸۰ ملی لیٹر پانی میں ملا کر روزانہ پلائیں۔ مریض جب پیاس محسوس کرے تو پانی میں اس شربت کو ملا کر ذائقہ دار بنا کر پلائیں۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ گردہ کا ورم بدقّت علاج پذیر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اس کے جوہر کی کثافت ہے اس لئے مریض کو غذا دینے میں پوری احتیاط برتی جائے۔ نیز عورتوں سے قربت کی قطعاً ممانعت کی جائے، ورید اکحل کی فصد کر کے زیادہ سے زیادہ اخراج دم کرایا جائے۔ فصد کے اعادہ کی حاجت ہو تو دوبارہ فصد کرائی جائے۔ ورم گردہ میں درد کے مقام پر روغنیات کی تدہین کی جائے۔ ایسے روغن جو بالقوہ بارد مزاج ہوں اور اس میں خفیف قبض بھی ہو تا کہ پوری قوت کے ساتھ ردع مواد کا فعل انجام دے سکے نیز وہ روغن محلل اور مسکن بھی ہو۔

مرکب روغن برائے آں روغن گل کہنہ ۷۰ گرام (جس میں ہر سال گُلاب کے پھول بسائے گئے ہوں) روغن بابونہ اور روغن سوسن ہر ایک ۳۵ گرام شحم برک (ایک چھوٹا سا سفید آبی پرندہ) ۳۵ گرام ان کو مخلوط کر کے چوتھائی حصّہ عرق گلاب اور سرکہ اضافہ کر کے تمام دواؤں کو کسی چھوٹے مُنہ کے شیشہ کے برتن میں رکھ کر اچھی طرح ملائیں یہاں تک کہ دواؤں کی تلچھٹ بیٹھ جائے اور اُوپر سفید ہو جائے۔ پھر گردہ کے مقام پر اسے ملوائیں۔ اگر مریض کو افاقہ اس کے مقام ورم پر کسی تنگ مُنہ کے لوٹے میں گرم و سرد کے مابین (قابلِ برداشت) پانی رکھ کر نطول

کرائیں۔ اور کچھ دیر تک برابر نطول کراتے رہیں۔ اور اس طرح کہ نطول کرانے والا شخص بلند مقام پر کھڑا ہو کر کرائے۔ اس سے نفوذ زیادہ ہوگا۔ اور انشاء اللہ اس کا فوری اثر بھی حاصل ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تم پر اور تمہارے مریض پر فضل وکرم فرمایا اور تمہارے ہاتھ (علاج) سے بہت حد تک ورم تحلیل ہو گیا تو تم کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس علاج کے سلسلے میں تمہارے عزم و ارادے بہت حد تک پورے ہوگئے۔ اور تم نے ایک بڑے امر کو انجام دیا ہے۔ پہلی تدبیر کو کچھ دنوں تک اختیار کریں۔ بعد میں رفتہ رفتہ دوسری تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہاں تک کہ مریض کی اپنی سابق صحت عود کر آئے۔

اور اگر مریض اس حال میں ملے کہ اس کا ورم پھٹ گیا ہو اور بول کے ساتھ پیپ خارج ہونے لگی ہو اور برابر خارج ہوتی رہتی ہو تو اس وقت مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں۔ اس صورت میں فصد سے احتراز کریں۔ البتہ اگر مریض کا بدن موٹا تازہ اور بھرا ہوا ہو تو اکحل کی فصد کھول کر خون نکالا جائے۔ مریض کے لئے ایسی جامع مرکّب دوا تیار کی جائے جو ان تمام قوتوں کی حامل ہو جن کا شربت مذکور میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ بایں طور پر کہ خشکی پیدا کرنے والی ادویہ کمیت کے اعتبار سے زیادہ کر دی جائیں اور مرطب ادویہ کمیت کے اعتبار سے کم کر دی جائیں پھر جس طرح پہلے بیان کی گئی ہیں مریض کو یہ دوا پلائی جائے۔

گُردے میں لاحق ہونے والا سوءِ مزاج

اب تک گردہ کے امراض کا ذکر ایک عضو آلی کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ ابھی اعضاء متشابہتہ الاجزاء (وہ جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں) ہونے کی حیثیت سے اس کے امراض کا بیان کرنا باقی ہے۔ ان میں امراض دیگر اعضاء کی طرح ہوتے ہیں مثلاً سادہ اور مفرد طور پر حرارت، برودت، رطوبت، یبوست میں کوئی کیفیت اعتدال سے خارج ہو جائے۔ یا ان کیفیتوں میں مرکّب طور پر اعتدال سے خارج ہو جائیں۔

چنانچہ حرارت کی زیادتی جذب کا فعل انجام دیتی ہے۔ اور بول میں ناریت (سوزش وجلن) و سرخی پیدا کرتی ہے۔ اور برودت کی زیادتی جذب کرنے کے فعل کو ضعیف کر دیتی ہے۔ جس کے وجہ سے پیشاب رنگین نہیں ہوتا ہے۔ نیز گردہ کو پیشاب خارج کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اور رطوبت گردہ کے جذب کے فعل کو لازماً ضعیف کر دیتی ہے اور قوت امساک کو بھی ضعیف کرتی ہے۔ یبوست جذب کی قوّت میں اضافہ کرتی ہے۔ لہٰذا جو کچھ اس کی وجہ سے جذب ہوتا ہے اس میں نضج ممکن نہیں ہوتا نتیجتاً وہیں سے اپنا تغذیہ بھی حاصل کرتی رہتی ہے کیونکہ یبوست عُمدہ نضج میں مانع ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں گردہ اپنے تغذیہ میں جذب کا فعل عمدہ طریقے پر نضج کے ساتھ انجام نہیں دے پاتا۔ جب اس کا نضج نہیں ہوتا ہے تو اس سے تغذیہ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو چوستا رہتا ہے۔ پھر دفع کرتا ہے۔ اور دیگر اشیاء کے جذب کرنے کا مشتاق رہتا ہے جس کو آخر کار شدّت سے جذب بھی کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے اندر جودت نضج کی صلاحیت نہیں رہتی، لہٰذا اس سے تغذیہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے اس کو بھی دفع کر دیتا ہے۔ پھر دوسرے تغذیہ کا مشتاق ہوتا ہے اور اس کو بھی اس طرح جذب کر کے دفع کر دیتا ہے۔

علت برکار (ذیابیطس)

یہ ان علتوں کی اقسام سے ہے جس کو برکار کہتے ہیں۔ جالینوس نے اپنی کتاب "الاعضاء الآلمہ" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ گردہ بول کے دم کو جذب کر لیتا ہے۔ تاہم وہ اس میں پھیلا ہوا رہتا ہے وہی دم ہوتا ہے جس میں گردہ نضج کا فعل انجام دے کر اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ اس وقت تک جب تک اس کی دمویت اپنی صحیح شکل میں برقرار رہتی ہے۔

دوسری انواع کا ذکر بھی جالینوس نے اپنی کتاب "المیامیر" میں کیا ہے۔ بہرحال کبھی ان کیفیات میں سے دو کیفیتیں جمع ہو جاتی ہیں چنانچہ جب حرارت یبوست کے ساتھ ہوتی ہے تو جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے برکار کے اعراض بہت شدید ہوتے ہیں لیکن جب حرارت کے ساتھ مادی رطوبت اور گردہ کی کیفی رطوبت جس میں یبوست ہوتی ہے پائی جاتی ہے تو انجذاب کمزور اور پیشاب رنگین اور غلیظ ہوتا ہے لیکن جب رطوبت برودت کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے تو پیاس قطعاً نہیں ہوتی۔ پیشاب کثیر مقدار میں ہوتا ہے۔ اور رنگین نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جب برودت یبوست کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے تو جذب کرنے کی قوت شدید ہوتی ہے۔ اور اس سے ذیابیطس کی بری انواع کا ظہور ہوتا ہے۔ مریض کی ہلاکت کا وقت قریب تر ہوتا ہے۔ اور اس کی تمام جسمانی اور دماغی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ البتہ اس میں پیاس کی شدت اور تیزی حرارت مع الیبوست کے مقابلہ میں بہت خفیف ہوتی ہے۔ مریض کو سرد پانی پینے کے مقابلے میں نیم گرم پانی پینے سے بہت زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام اعضاء جب خفیف طور پر حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں تو ان کی افعالی قوت ضعیف ہو جاتی ہے۔ لیکن اعراض ردیہ اس میں بعد میں پیدا نہیں ہوتے اور طبی نقطۂ نظر سے اس عضو کو نہ تو صحت مند عضو کہتے ہیں اور نہ مریض عضو۔ البتہ فلسفیانہ نقطۂ نظر سے اس عضو کو مرض میں مبتلا شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ علم طب مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے۔ لیکن جب حد اعتدال سے کسی ایک جانب اس کا بہت جھکاؤ اور رجحان ہوتا ہے تو اس کے افعال ضعیف اور قویٰ مختل ہو جاتے ہیں۔ ذیابیطس اور اس کی ایک قسم کا ذکر پورے طور پر کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو اسباب اس کے مخالف ہوتے ہیں اس کا بیان بھی کر دیا ہے اب اس کی دوسری قسم کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے۔ یہ دوسری قسم وہی ہے جس کا ذکر جالینوس نے اپنی کتاب المیامیر میں کیا ہے اور اس سے قبل جس بیماری کا ذکر کیا ہے اس کو جالینوس نے اپنی کتاب الاعضاء الآلمہ میں بیان کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ جالینوس کے قول میں تضاد ہے۔ کیونکہ علت برکار کے حادث ہونے کا سبب اس نے یبوست کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ اپنی کتاب المیامیر میں قویٰ کے بیان کے موقع پر قوت مغیرہ کے ضعف کو علت برکار کے حدوث کا سبب قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح کا پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ اس کو گردہ کے ذکر کے وقت اس نے تحریر کیا ہے۔ اور دوسری نوع کا ذکر المیامیر میں اس مقام پر کیا ہے جہاں قوت مغیرہ کا بیان درج کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ قوت مغیرہ کا ضعف بھی دوسری نوع کے واقع ہونے کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الاعضاء الآلمہ میں اس کی تحریر کا انداز کچھ اور ہے۔ اور المیامیر میں کچھ اور۔ بہرحال گردہ کا بیان مکمل طور پر

کر دیا گیا ہے۔ اب ان کا علاج تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ لہٰذا امراض الاعضائے المتشابہتہ الاجزاء میں امراض پیدا کرنے والے اسباب کا مقابلہ کریں اور اس کے مزاج کو طبعی حالت پر لانے کی کوشش کریں اس بات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے کہ وہ ایک انسان کا عضو ہے یا عضوئے صبی ہے یا عضوئے جوان ہے یا ادھیڑ شخص کا عضو ہے۔ یا بوڑھے کا عضو ہے یا عورت کا عضو ہے نیز اس حیثیت سے کہ زید کا عضو ہے یا عمر کا عضو ہے ان کے مزاجوں میں غالب کیفیت کو ان کے مخالف کیفیت رکھنے والی دواؤں سے قوت اور ضعف کو مدنظر رکھتے ہوئے مقابلہ کریں۔ اس لئے کہ اگر اس سے کمزور کیفیت رکھنے والی دوائیں استعمال کی گئیں تو اس سے وہ فائدہ حاصل نہیں ہوگا اور اگر ہوگا بھی تو ایک طویل مدت کے بعد۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان امور مذکورہ کا تعلق طبیب کی حذاقت و مہارت پر ہے۔ بقراط کہتا ہے کہ مریض کو فائدہ نہ پہنچا سکو تو کم از کم اس کو نقصان تو نہ پہنچاؤ۔ بقراط کے اس قول میں تین باتیں موجود ہیں ارادہ کی پختگی، حسن ظن اور حسن تعلیم لہٰذا جب کسی عضو میں اس کے طبعی مزاج کے برخلاف کیفیات پیدا ہو رہی ہوں تو طبیب کو اپنا حسن عمل شروع کر دینا چاہئے۔ اور فن طب کی مہارت وحذاقت کا اظہار کرنا چاہئے۔ کیونکہ فن طب صرف گمان اور قیاس پر مبنی ہے۔

علاج معالجہ کے سلسلے میں اطباء کی فنی برتری اور کمتری کا اظہار ان کے ظن اور تخمین کی حقیقت حال سے قربت اور بُعد کی بناء پر ہوتا ہے۔ لہٰذا علاج میں اوّلاً صحیح تشخیص اور ثانیاً تجربہ وملکہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان تمام امور سے قبل طبیب حُسن نظر اور عُمدہ صلاحیت کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر یہ صفت اس کو حاصل ہے تو حسن تجربہ کی بناء پر کسی نوعیت کی دُشواری پیش نہیں آتی بطلیموس نے ایک اچھی بات کہی ہے کہ ستارے انسانوں کے لئے مفید بھی ہیں اور نقصاندہ بھی۔

واضح رہے کہ جملہ اعضاء خصوصاً اعضائے رئیسہ کو علاج میں تقویت پہنچانا ضروری ہے۔ اگر مرض یا اعراض اس عمل تقویت میں مانع ہوں تو بھی تقویت پہنچانا ضروری ہے لیکن یہ خیال رہے کہ مقوی اشیاء زیادہ قابض نہ ہوں یہ حکم کم وبیش تمام اعضاء کے لئے ہے عطریت والی اشیاء سے زیادہ تر اعضاء کو تقویت ملتی ہے۔ البتہ وہ اعضاء اس سے مستثنیٰ ہیں، جو بدبودار غذاؤں سے مانوس ہو گئے ہوں، اور جن سے ان کو رغبت بھی ہوتی ہے اور ان پر عطریت اور مقوی ادویہ کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ دونوں گردے ان ہی بدبو سے رغبت کرنے والے اعضاء میں شامل ہیں۔ وہ امراض جن سے قبض نہیں ہوتا ان کے علاج میں قابض مقوی دواؤں کا ایک جزء ضرور شامل کرتے ہیں۔ جس کا ذائقہ مخفی رہتا ہے۔ اب ضعف قوت مغیرہ سے واقع ہونے والی علت برکار کا ذکر کرتا ہوں۔

تمام قویٰ میں قوت مغیرہ ہی ایک ایسی قوت ہے جس سے کہ کبد کو فیض حاصل ہوتا ہے۔ یہ چار قویٰ ہیں قوت جاذبہ، قوت ماسکہ، قوت مغیرہ اور قوت دافعہ یہی قوتیں جسم انسانی میں کارفرما ہیں جب کبد کا مزاج مختل ہوتا ہے تو ان قویٰ کے مزاج میں بھی خلل واقع ہو جاتا ہے۔ قوت جاذبہ میں خلل پیدا کرنے والے عموماً وہ اعضاء ہوتے ہیں جن سے غذاؤں کے جذب میں ضعف کے باعث اختلال بدن اور لاغری ہوتی ہے۔

قوت ماسکہ میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے بدن کے میل کچیل اور فضلات کے خارج ہونے میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

جس کے نتیجے میں دستوں کے ذریعہ یا کبدی اسہال کے ذریعہ یا کثرت پسینہ کے ذریعہ ان کا اخراج شروع ہو جاتا ہے۔

قوت مغیرہ میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے مختلف اقسام کے استسقاء اس خلل کے لحاظ سے عارض ہوتے ہیں۔ اور گاہے جیسا کہ جالینوس نے ذکر کیا ہے اس کی وجہ سے علت برکار بھی عارض ہو جاتی ہے۔

قوت دافعہ میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے فضلہ کا اخراج بوقت ضرورت کما حقہ غیر محمود ہوتا ہے۔ یا خارج ہونے کا طریقہ غیر محمود ہوتا ہے۔ یا اس کے خلل کے نتیجہ میں فضلہ بدن کے اندر ہی رہ جاتا ہے۔ قوت مغیرہ میں جب ضعف ہوتا ہے تو کھائی ہوئی اشیاء صحیح طور پر ہضم نہیں ہوتی ہیں۔ نہ تو ہضم اولی معدہ میں اور نہ ہضم ثانی کبد میں نہ رگوں میں اور نہ ہی اعضاء میں صحیح ہضم ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً استسقائے طبلی، استسقائے زقی اور استسقائے لحمی اور بعض اوقات اس کے سبب سے دو قسم کے استسقاء پیدا ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اس قوت مغیرہ کے ضعف ہونے کی وجہ سے جیسا کہ جالینوس نے کہا ہے کہ علت برکار کی بھی ایک قسم عارض ہو جاتی ہے۔ قوت مغیرہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے صرف ایک ہی قوت ضعیف نہیں ہوتی۔ بلکہ جسم کے سارے قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ قوت کے منبع میں ضعف لاحق ہوا ہو۔ لیکن اگر کسی عضو میں ضعف کسی بیماری کی وجہ سے ہوا ہو مثلاً یہ کہ وہ عضو بارد ہو گیا ہو یا گرم ہو گیا ہو یا خشک ہو گیا ہو یا اس عضو پر رطوبت کا غلبہ ہو گیا ہو یا مزاج ردیہ میں سے کوئی دو کیفیتیں لاحق ہو گئی ہوں تو یہ صرف اس عضو کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ دوسرے عضو کے لئے نہیں ہوتی۔ علت برکار میں مذکورہ صفتیں مردوں اور عورتوں دونوں میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان کو اس وقت مجامعت سے قطعی طور پر احتراز کرانا چاہیئے۔ روغن بادام کو آب شیر یں میں ملاکر مریض کے کولہے پر متعدد بار تدہین کرائیں۔ نیز اس میں روئی کا ایک پھاہا تر کرکے کولہے کی تکمید کرائیں اور دونوں کولہوں کے مابین پھاہا رکھ کر کسی پٹی سے باندھ دیں۔ اور اس کو روغن بادام سے برابر تر کرتے رہیں۔ اگر روغن ٹوٹی دار برتن میں رکھ کر قد انسانی کے برابر اونچائی سے مقام مرض پر متواتر نطول کرتے رہیں۔ تو بہت زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اس قسم کی کوششوں سے مریض کی اصلاح کی توقع کی جا سکتی ہے۔

غذا میں مرغ کے خصیے اور جوان مرغیاں دی جائیں۔ طعام میں روغن بادام استعمال کرائیں مغز بادام قدرے دانہ دار شکر کے ہمراہ دینا بھی مناسب ہے۔ نیز بہت چھوٹے بکری کے بچوں کا گوشت بھی استعمال کرایا جا سکتا ہے۔ اگر مریض کو دودھ پلانے کے بعد موٹے تازے چوزے پکا کر کھلائیں جائیں تو نافع ہوں گے۔

ضعف گردہ

گاہے جذب کرنے کا فعل گردوں میں ضعیف ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث بول میں دم منتشر ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں زیادہ تر استسقاء زقی ہوتا ہے۔ استسقاء کے اقسام میں اس کا علاج بیان کر دیا ہے۔ گردوں کے عمل جذب میں ضعف کبھی رطوبت فضلیہ کی زیادتی سے ہوتا ہے۔ اور جب اس بات کا یقین ہو جائے تو اس کے علاج کی جانب توجہ کریں۔ بایں طور پر بیان کردہ طریقہ علاج کے مطابق مرض کے مخالف خواص والی ادویہ استعمال کی جائیں مثلاً شربت پوست ترنج ہموزن پانی میں ملاکر پلایا جائے۔ غذا میں جنگلی کبوتر اور گوریاں سیخ پر یا ہانڈی میں بھون کر دیں۔ کانجی کا

خیسانده اور مطنجن نیز بھونے ہوئے جوزوں کا استعمال بھی نافع ہے۔

مریض کو مجامعت کی اجازت دیں۔ اگرچہ وہ اس میں افراط ہی کیوں نہ کرے۔ اور مریض کو محنت و مشقت کرنے کی اسی طرح ہدایت کریں جس طرح سکون سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں اس کی ہدایت کی جاتی ہے۔

مریض کو کم سے کم حمام کرنے کا مشورہ دیا جائے اگر وہ حمام میں داخل بھی ہو تو اسے حوض میں بیٹھ کر غسل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ نہار منہ حمام میں داخل ہو کر اتنی دیر وہاں پر قیام کرے کہ اچھی طرح اس کے جسم سے پسینہ خارج ہو جائے۔ مریض کو کم سے کم سونے کا مشورہ دیا جائے۔ اس تدبیر علاج سے قلیل مدت میں شفاء حاصل ہو جائے گی۔

جگر میں جو سرچشمۂ قوت ہے بسا اوقات خلل واقع ہونے کی وجہ سے گردہ کے عمل جذب میں ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ اور اس سبب سے تمام جسم کی قوتیں بھی ضعیف ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جگر ہی سارے جسم کو اپنے فعل سے فیض پہنچاتا ہے۔ اس عمل کا اظہار گردہ کے عمل جذب میں افراط پیدا ہونے کی وجہ سے ہونے لگتا ہے۔ بہرحال قوت جاذبہ تمام قوتوں پر غذا میں اپنا فعل انجام دینے کے اعتبار سے زمانی طور پر مقدم ہوتی ہے۔ اس عمل سے اعضاء کو تغذیہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنی عضو میں جذب کرنے کی طاقت ہوگی اسی قدر اس میں تغذیہ ٹھہر سکتا ہے۔ عضو میں جب تک جذب کرنے اور روکنے (امساک) کی استطاعت نہ ہو ہضم کا فعل انجام نہیں پا سکتا۔ اور نہ اس سے دفع کا فعل ہی انجام پا سکتا ہے۔ جب تک جذب ہو کر اس میں امساک نہ ہو گیا ہو بہرحال یہ دفع ہونا بھی مجبوراً ہی ہوتا ہے۔ لیکن گردوں پر اس کی قوت کے ضعف کا اثر بہت زیادہ نمایاں نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ جسم کی قوتوں میں کمی ظاہر نہ ہو جائے۔ کیونکہ جب سرچشمۂ قوت کے مزاج میں خلل بڑھ جاتا ہے تو لامحالہ اس کے اثر سے تمام قوتیں مختل ہو جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ قوئی میں برودت نمایاں ہو گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قوت جاذبہ، ماسکہ اور ہاضمہ میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے بدن میں خلل ہوتا ہے۔ لیکن فرض کر لیا جائے کہ بدن میں صرف خشکی پیدا ہو گئی ہے تو میرے خیال میں یہ خلل قوت ہاضمہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس کا جاذبہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ دافعہ اور ماسکہ پر اس وقت تک خلل کا اثر ہوتا ہے جب تک کہ اس میں بہت زیادہ افراط نہ پیدا ہو جائے۔ افراط پیدا ہونے کے بعد جسم کی جملہ قوتوں میں خلل لاحق ہو جاتا ہے۔ یا یہ فرض کر لیا جائے کہ رطوبت ـــــ کا جسم پر غلبہ ہو گیا ہے۔

اگر کبد میں خفیف رطوبت ہو تو یہ رطوبت جگر کے افعال میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ کیونکہ رطوبات سے وہ مانوس ہو جاتا ہے۔ لیکن جب رطوبات کی کثرت ہو جاتی ہے تو لامحالہ قوت جاذبہ ضعیف ہو جاتی ہے۔ اور سب سے زیادہ قوت ماسکہ متاثر ہوتی ہے۔ لیکن اس سے ہاضمہ قوی ہو جاتا ہے۔ البتہ قوت دافعہ ضرور مختل ہوتی ہے۔ لیکن اگر کیفیات میں سے کوئی ایک کیفیت یا ایک سے زیادہ کیفیتیں بافراط ہو جائیں۔ تو سارے قوئی مختل ہو جاتے ہیں۔ ان اعضاء کی عظمت و برتری کا ذکر ان کے عوارض کے بیان میں کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں حفظ ما تقدم نیز استعمال ادویہ کی تدابیر بھی ذکر کی جا چکی ہیں۔

کسی خارجی سبب کی وجہ سے کبھی گردے میں نقص اتصال اسی طرح واقع ہوتا ہے جس طرح دوسرے اعضاء میں واقع ہوتا ہے ۔ جب یہ عارضہ لوہے کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس کا علاج دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے ۔ لیکن اگر گردہ کسی دباؤ کی وجہ سے متالم ہو رہا ہو تو مقویات موافعات اور محللات مثلاً روغن گل وغیرہ کے استعمال سے شفاء کی توقع کی جاسکتی ہے ۔

ورم عنق مثانہ

کبھی مثانہ میں گردے کے مانند ورم پیدا ہو جاتا ہے لیکن مقام کی تنگی کی وجہ سے ورم چھوٹا ہوتا ہے جب یہ ورم عنق مثانہ میں لاحق ہو جاتا ہے تو مثانہ بول سے بھر جاتا ہے جس کے باعث درد اور تکلیف ہوتی ہے ۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو فصد کرا کر ان شرائط کے مطابق جن کا ذکر اس کتاب میں بار بار کیا گیا ہے ۔ استفراغ دم کرائیں ۔

مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں ۔ گوشت اور روٹی سے پرہیز کرایا جائے اسی طرح پانی پلانے سے بھی ممکن طور پر احتراز کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ اس سے خارج ہونے کی راہ ورم کے سبب مسدود ہوتی ہے ۔ اگر مریض کو غذا دی جائے تو ایسی دی جائے جو تغذیہ بخش اور مقدار میں قلیل ہو ۔ مثلاً مرغیوں کے دو انڈے نیم برشت کر کے استعمال کرائے جائیں ۔ خارجی طور پر روغن ورد سے جس کو ہر سال ساٹھ بار گلاب کے پھول میں ڈال کر بسایا گیا ہو مثانہ کی تدہین کرائیں ۔ اگر اس روغن ورد مکرر کو نیم گرم کر کے کسی لوٹے میں رکھ کر اس کی ٹونٹی سے مثانہ پر خارجی طور سے نطول کرایا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔

اس مرض میں اگر مذکورہ تدابیر اختیار کی جائیں تو ممکن حد تک اس کا ورم تحلیل ہو جاتا ہے ۔ اور ردع مواد کے بعد مریض صحت مند ہو جائے گا ۔ اگر ورم پک کر پھوٹ گیا ہو تو اورام گردہ کے پھٹ جانے کے سلسلے میں جن امور کی نشاندھی کی گئی ہے اس صورت میں اختیار کی جائیں ۔

اس عارضہ میں ورم چونکہ چھوٹا ہوتا ہے اس لئے معمولی علاج سے ہی ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن اگر غذاء میں تھوڑی بھی زیادتی کی گئی تو اس سے مقام ورم میں غیر طبعی غلظت پیدا ہو جائے گی اور از سر نو وہی علاج شروع کرنا پڑے گا ۔ محلل اور رادع دوائیں استعمال کرائی جائیں ۔ اور فصد کے ذریعہ استفراغ دم کرایا جائے ۔

انسداد مجری مثانہ

گاہے مجری مثانہ مسدود ہو جاتا ہے ۔ جس کا سبب یا تو پتھری وغیرہ ہوتی ہے جو جا کر رک جاتی ہے ۔ یا کوئی مسّہ وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ یا خالص خون پھنس جاتا ہے ۔ یا گاڑھی پیپ جمع ہو جاتی ہے ۔ جب یہ صورتیں پیدا ہوتی ہیں تو اس کی وجہ سے مثانہ اور اس کے آس پاس شدید درد ہوتا ہے ۔ ایسی حالت میں مریض سخت کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں مریض کو پشت کے بل لٹائیں اور حرکت کرنے کا حکم دیں ۔

چونکہ ہر ارضی شئے نیچے یا زمین کی طرف میلان رکھتی ہے ۔ اس لئے پتھری مثانہ میں تہ نشین ہو جاتی ہے ۔ یہ عمل حمام میں کرایا جائے اور تیمار دار کو حکم دیں کہ وہ مریض کو لیٹے لیٹے پیشاب کرنے کا حکم دے اور مثانہ کو ہلکے ہاتھ سے سہلاتے رہیں ۔ اس طرح مریض کا پیشاب جاری ہو جائے گا اور درد میں سکون ہو جائے گا ۔ اس کے دوران پتھری توڑنے والی قوی دوائیں مریض کو پلائی جائیں ۔ میرے تجربے میں اس روغن سے زیادہ زود اثر کوئی دوسری شئے نہیں ہے ۔ جس کو میرے دادا بزرگوار الحاج

عبدالملک رحمۃ اللہ نے مشرق سے درآمد کیا تھا۔ اس کو روغن بشامی* کہتے ہیں۔ اس طرح مفلوج کے موخر راس کے قریب کے مہروں سمیت اگر روغن بشامی سے تدہین کرائی جائے تو اس سے زیادہ نفع بخش کوئی دوسری شئے میرے نزدیک نہیں ہے۔

روغن بشامی زرد رنگ، رقیق القوام عطر بیز خوشبودار اور اپنی حدت میں لطیف الجوہر ہوتا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں پر مشاہدہ کیا ہے کہ ان کی پتھریاں بیس یوم کے اندر ٹوٹ گئی ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ اتنی جلدی یہ دوا کیسے فائدہ پہنچا رہی ہے۔

روغن بشامی کی مقدار خوراک عام حالات میں ۵ ۔ ۸ ملی گرام ہے الا یہ کہ پتھری کے مقام پر کوئی دوا اثر پذیر نہ ہو رہی ہو تو پھر اس کے دو چند روغن بادام شیریں مخلوط کر کے استعمال کرائیں اگر یہ روغن دستیاب نہ ہو تو ہموزن معجون انیسون لعوق کتیرا کے ہمراہ دینا نافع ہے۔ اگر روغن بلسان خالص پلایا جائے تو اس سے بھی گردہ کی پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔

میں جب علی ابن یوسف کے زندان میں مقید تھا اس وقت اپنے خطیب کے علاج کے لئے اس نے مجھ سے کہا۔ اس کو پتھری کا مہلک مرض تھا۔ میں نے ۵ ر ا ملی لٹر روغن بلسان پلانے کا مشورہ دیا۔ دو تین یوم کے استعمال کرانے کے بعد اس کا پیشاب جاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مخصوص معالجوں کو سخت تعجب ہوا اب انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں اس کے اسباب و علل پر روشنی ڈالوں۔ جواباً میں نے عرض کیا کہ اس کی وضاحت پہلے میں کر چکا ہوں۔

بعض اوقات گردہ کی اس نالی کو گاڑھی پیپ یا خون کا تھکا (لوتھڑا) مسدود کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جمی ہوئی صورت میں ہوتا ہے۔ جب یہ صورت حال ہو تو اس میں جلد تفتیح اور تقطیع پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں (یعنی انسداد مجرائے بول) درد میں ہیجان ہوگا۔ لہٰذا ماء العسل مرکب جوشاندہ تخم خربزہ اور اصل السوس کے ہمراہ مریض کو پلایا جائے۔ اگر خون کے لوتھڑے کی وجہ سے پیشاب کی نالی بند ہو گئی ہو تو سکنجبین بجوشاندہ اصل السوس میں ملا کر پلانے سے جلدی فائدہ ہوگا۔ اگر طبیب کا ارادہ قاثاطیر جس کو زراقہ (پچکاری کہتے ہیں) استعمال کرنے کا ہو تو اصل السوس کا پانی (جبکہ نالی کے اوصاف دوار سے متاثر ہوئے ہوں) جھاگ نکالے ہوئے ماء العسل کے ہمراہ استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ یہ علاج مناسب ہوگا۔

ضعف مثانہ و سلس البول

گاہے مثانہ میں ضعف کی وجہ سے پیشاب کے خارج ہونے میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اس کے ضعف کے اسباب کا بیان گذر چکا ہے البتہ غیر ارادی طور پر پیشاب کے خارج ہونے کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ گاہے بول میں سوزش ہوتی ہے۔ جس کے سبب سے پیشاب بلا ارادہ نکل جاتا ہے ایسی صورت میں پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہے۔ اور کبھی عضلات مثانہ کی قوت ماسکہ میں ضعف لاحق ہونے کی وجہ سے ہوتا اور اس کا ضعف سوء مزاج بارد کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے یا رطوبت فضلیہ کے غالب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ برودت لاحق ہونے کی مختلف خارجی صورتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً کسی ٹھنڈے پتھر پر بیٹھنا خصوصاً بڑھاپے میں یا بھیگے ہوئے تر بند یا پاجامہ پہننا خصوصاً

---

* یہ بشام کی طرف منسوب ہے جو ایک مجازی درخت ہے جس میں عطریت ہوتی ہے پھول زرد ہوتا ہے اور اس میں سرخ رنگ کے پھل لگتے ہیں جو مزے میں پھیکا اور روغن دار ہوتا ہے قدیم دوا، ساز اسے "حب بلساں" کہتے ہیں اور شاید ابن زہر کی مراد دھن بشام سے حب بشام ہے۔

عالم پیری میں یا طبیب کی نادانی سے ورم میں شدید بارد دوا کے استعمال کرنے کی وجہ سے مذکورہ صورت پیدا ہوتی ہے۔
رطوبت فضلیہ اگر سبب ہو تو غذا میں تلطیف اور تخفیف سے نفع ہوتا ہے مثلاً خمیری روٹی سالن کے ساتھ اور تھوڑے سے روغن کے ساتھ دیں اور کبوتر اور گوریاں ہانڈی یا تندور میں بھون کر دیں اور تھوڑے پانی میں شربت ترنج یا شربت مصطگی یا شربت اذخر ملا کر دیں۔ خارجی طور پر روغن بسباسہ (جاوتری) یا روغنِ سوسن کی تدہین کریں۔ اور مقام مرض پر جاوتری کا سفوف زرور کرائیں۔ ان تدابیر اور ادویہ کا التزام کرائیں۔

اگر سوء مزاج بارد بسیط کی وجہ سے یہ مرض ہو رہا ہو تو روغن شبت (سویا) اور روغن بابونہ ہموزن میں ایک چوتھائی روغنِ بادام ملا کر تدہین کرائیں۔

مریض کو غذا میں سفید آبی پرندے (برک) کا گوشت اور مرغابی کا گوشت شلجم کے ہمراہ مطنجن بنا کر دیں۔ یا برجوں میں رہنے والے نر کبوتر کے مطنجن تیار کر کے استعمال کرائیں۔ ان دونوں امراض میں مریض کے موخر راس کی روغن بشامی یا روغن ضرو (بلوط کے مانند ایک درخت ہے) میں دسواں حصہ روغن خردل مخلوط کر کے تدہین کرائیں۔

جملہ بارد اور مرطوب غذاؤں سے مریض کو پرہیز کرائیں۔ کیونکہ ان میں ابتدار ہی سے رطوبت کے ساتھ برودت بھی چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ جو پانی کی رطوبت میں ملی ہوتی ہے۔ رطوبت کے سبب مرض کا وقوع تم کو کم نظر آئے گا بلکہ رطوبت کا میلان برودت کی جانب ہوگا۔

اگر کوئی معترض میرے اس قول پر اعتراض کرے کہ زمین کی یبوست میں ابتداً برودت بھی ملی ہوئی ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ "ہم اپنی پوری زندگی میں پانی پینا نہیں چھوڑتے لیکن دوسرے عناصر کا اس طرح استعمال نہیں کرتے ہیں۔"

پھر اگر کوئی معترض اعتراض کرے جس کا بہر حال اس کو حق حاصل ہے کہ "ہم ایک ناری جوہر کے استعمال کرنے سے بھی نہیں بچ سکتے یا آگ کی کیفیت رکھنے والی اشیاء کے استعمال سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ جب بھی ہم کھانا کھاتے ہیں اس میں آگ کے اثرات ہوتے ہیں جس کو زیادہ تر آگ پر پکایا جاتا ہے۔ لیکن یہ محض ایک خیالی اعتراض ہے۔ جب کوئی شخص غور کرے تو یقیناً وہ اس اعتراض کو وہم و گمان ہی سمجھے گا۔ اس پر کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ تر ہم آگ پر پکی ہوئی اشیاء استعمال کرتے ہیں۔ خواہ روٹی ہو یا گوشت۔ اس میں پانی ضرور شامل ہوتا ہے۔ یہی پانی جوہر ناری کے ساتھ مل کر اس میں تعدیل پیدا کر کے موزوں بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص دلیل پیش کرے کہ دوا کے حبوب (گولیاں) اور بھنے ہوئے گوشت کھانے کے بعد ہم پانی ضرور پیتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر اوقات انسان ایسا ہی کرتا ہے۔ اس وجہ سے یہ بات کہہ دی گئی ہے ورنہ یہ بات معلوم ہی ہے کہ اس نوعیت کی گولیاں زیادہ دنوں یا مہینوں تک استعمال نہیں کی جاتیں۔ میرا خیال ہے ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو عادتاً قطعاً پانی نہ پیتا ہو۔

اگر صحرا و بیابان کے باشندوں کی مثال پیش کی جائے یعنی پانی میسّر نہ ہونے کی وجہ سے وہ پانی بہت کم پیتے ہیں تو جواباً عرض کروں گا کہ وہ بھی پانی پیتے ہیں اور جب پانی میسّر نہیں ہوتا تو دودھ پیتے ہیں۔ البتّہ اس کو مزید ٹھنڈا کر کے نہیں پیتے۔ جو ہماری پکی ہوئی غذائیں ہوتی ہیں ان کو ضرور ٹھنڈا کر کے استعمال کرتے ہیں۔ گردہ اور مثانہ کا بیان میں نے کر دیا۔ اب انثیین (دونوں خصیے) کا ذکر کر رہا ہوں۔

امراضِ انثیین

ان دونوں کا شمار اعضائے رئیسہ میں ہوتا ہے۔ ان کی اہمیت مسلم ہے۔ کسی شخص کے خصیے کٹے ہوئے ہوں تو اس کی آواز باریک اور سریلی ہوتی ہے۔ اس کے اخلاق برے ہوتے ہیں۔ اس کی داڑھی نہیں ہوتی۔ اور اس کی بینائی بھی خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ جس کے دونوں خصیے کاٹ کر نکال دئے گئے ہوں (خصی شخص) وہ عاقل اور امین نہیں ہوتا۔ نیز کسی خصی (خصیے کٹے ہوئے شخص کے متعلق ہم نے نہیں سُنا کہ اس کے اطوار اچھے ہوں الایہ کہ ان میں ہمّت جرأت اور بہادری ضرور پائی جاتی ہے۔ لہٰذا کم عقل و نظر انسان پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ گاہے خصی شدہ اشخاص شیر کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور بہت زیادہ بہادری اور تیزی دکھاتے ہیں۔ اور بعض دوسرے ایسے بھی ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی اشیاء سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور نہایت ہی حقیر اشیاء چرا لیتے ہیں دونوں خصیے جیسا کہ بیان کر چکا ہوں اعضاء شریفہ میں سے ہیں۔ اور مخصوص عوارضات ان کو عارض ہوا کرتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اس نوعیت کے اسباب عورتوں کو لاحق نہیں ہوا کرتے۔ جو عورتیں فطری طور پر بانجھ ہوتی ہیں ان کا علاج کسی عقلمند طبیب کے بھی بس میں نہیں ہوتا۔

البتّہ سوء مزاج میں سے یا کسی آفت کے سبب جو امراض ہوتے ہیں مثلاً کُھل جانا یا مزاج کا غیر طبعی ہو جانا تو اس کی اصلاح طبیب کے لئے ممکن ہے۔

فرض کرو ایک نوجوان یا ادھیڑ عمر شخص ہے جس کا سلسلہ توالد و تناسل بغیر کسی سبب معلوم کے دفعتاً منقطع ہو گیا ہے۔ ناچیز کے خیال میں اس کا سبب سوء مزاج ہے۔ خواہ حرارت کی شدت ہو یا سوء مزاج بارد ہو یا سوء مزاج یابس ہو یا سوء مزاج رطب ہو یا ان مزاجوں کے باہمی اختلاط اور مشابہت سے فطری طور پر کوئی صورت نمودار ہو گئی ہو بس اگر حرارت کی افراط کی وجہ سے ہو۔ کیونکہ یہ کیفیت جوان ہونے کے وقت حار غذاؤں کے استعمال کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی دفعتاً میں تپ محرقہ (تیز بخار) میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے تربوز (دلاع) کھانا شروع کیا نیلوفر کو کثرت سے سونگھنے لگا۔ اور سیب میں کافور ملا کر سونگھنا شروع کیا۔ جب اس مرض سے مجھے صحت حاصل ہوئی تو میرا بڑا لڑکا پیدا ہوا پھر توالد و تناسل کا سلسلہ آخیر وقت تک جاری رہا۔

مریض کو غذا میں کدو، لوکی، خرفہ کی سبزی چھنے ہوئے آٹے کی خمیری روٹی کے ہمراہ دیں۔ نیز اس قسم کی بعض غذائیں بھی مریض کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

سوء مزاج بارد کی وجہ سے جب خصیوں میں فطری افعال کی انجام دہی میں نقص لاحق ہوتا ہے تو توالد و تناسل کا

سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن سوء مزاج حار کی کیفیت نہیں ہوتی کیونکہ سوء مزاج حار افراط کی وجہ سے مانع توالد ہوتا ہے۔ برودت میں اگرچہ افراط نہ ہو پھر بھی اس کی وجہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ادھیڑ عمر اور بڑھاپے میں ہوا کرتا ہے۔ جب یہ مرض لاحق ہو تو تریاق فاروق یا مثرودیطوس ۵ر۳ گرام ہر دوسرے دن مریض کو پلایا جائے۔ تریاق فاروق کے مقابلے میں یہ اس کے لئے مخصوص ہے۔

غذا میں کبوتر کے چوزے شلجم کے ہمراہ چنے اور گرم مصالحہ مثلاً پیپل، کباب چینی، دارچینی اور کالی مرچ ڈال کر بھون لیں۔ اور مریض کو استعمال کرائیں۔ اور بجائے روغن زیتون کے روغن بادام میں سالن پکا کر استعمال کرائیں۔ نیز اعضائے تولید کی روغن حب الغار اور روغن سوسن سے طلاء کرائیں۔ خالص روغن بان میں ۵ر۳ گرام عنبر خالص حل کرکے سر کے پچھلے حصے اور گردن کے مہروں پر ملوائیں۔

شربت سیب میں تین حصہ آب نیم گرم اور بقدر ۴ رتی مشک ملا کر مریض کو پلائیں۔ اگر مکھن سے عضو کی تدہین کرائیں تو بہتر اثرات ظاہر ہوں گے۔

مریض کو پکے ہوئے انڈے (نیم برشت) اور چھلکے والی مچھلی جس میں کانٹے کم ہوں کھانے کی اجازت دی جائے۔ مچھلی کے انڈے فی نفسہ مچھلی سے بہتر ہوتے ہیں۔ اور ان میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔ بلاشبہ پیاز کو گوشت میں پکا کر یا کچی پیاز کھانا بھی اس میں نافع ہے۔ بہر نوع میرا اعتقاد ہے کہ ایسے آدمیوں کی اولاد ناقص العقل ہوتی ہے۔ اور ہر شئے مقدرات سے ہے۔

سوء مزاج رطب کی وجہ سے جب تولید میں عوارض لاحق ہوتے ہیں تو اگر اس میں افراط نہ ہو تو اطبار کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو لڑکیاں عموماً پیدا ہوتی ہے۔ اور افراط ہونے کی صورت میں توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ ہر شئے مقدرات سے ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح کی شکل یہ ہے کہ امالہ کے ذریعہ مزاج میں خشکی پیدا کی جائے۔ اس غرض کے حصول کے لئے شربت پلایا جائے۔ مثلاً شربت پوست ترنج دوگنا آب نیم گرم ملا کر پلائیں۔ اگر ممکن ہو تو پینے کے لئے ہمیشہ آب نیم گرم دیں ممکن نہ ہو تو سسنی (صقیلہ) کے تیار شدہ آہنی برتنوں میں پانی جوش دیں جب نصف پانی رہ جائے تو ٹھنڈا کرکے استعمال کرائیں۔ پوست ترنج کا کھانا اس میں نافع ہے۔

اس عضو میں یبوست ہونے کی وجہ سے بھی بعض اوقات توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن جب یبوست مفرط نہیں ہوتی ہے تو اگرچہ عورتوں سے مجامعت کی خواہش ضعیف ہو جاتی ہے۔ تاہم اولاد ہوا کرتی ہے۔ اطبار کہتے ہیں کہ ایسے اشخاص کو زیادہ تر اولاد نرینہ ہوا کرتی ہے۔ ہر شئے مقدرات سے ہے۔

اگر یبوست مفرط ہو یہاں تک کہ منی کی کمیت میں قلت پیدا ہو جائے اور منی کے اخراج میں دقت ہو رہی ہو تو اس صورت میں یا تو قطعاً اولاد نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو زمانہ دراز کے بعد کیونکہ ملنے یعنی مجامعت کرنے سے ایسا شخص علیحدہ رہنا ہی پسند کرتا ہے۔ ان تناسلی اعضاء میں اس نوعیت کے اسباب وامراض پیدا ہوتے ہیں، سوء مزاج بارد، یابس اور

سوءمزاج بارد رطب مزاج والے اشخاص کو اولاد کم ہوتی ہے۔ کیونکہ بارد یابس ہونے کی وجہ سے منی میں رقت ہوتی ہے گاڑھا پن کم ہوتا ہے اور مقدار میں کم ہوتی ہے بارد رطب مزاج کی منی رقیق ہوتی ہے۔ لیکن مقدار میں قلیل نہیں ہوتی۔ البتہ اس سے اولاد کم ہوتی ہے۔ اولاد اگر ہوئی تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اس عضو کے سوءمزاج کے علاج میں وہی تدابیر اختیار کی جائیں جو دیگر تمام اعضاء میں حرارت و یبوست ہونے کی حالت میں کی جاتی ہیں۔

حار یابس مزاج والے اشخاص میں عورتوں کی طرف شہوت متوسط اور مناسب ہوتی ہے۔ ایسا شخص جلد بالغ ہو جاتا ہے۔ اور بالغ ہوتے ہی اس کی شہوت نفسانی بڑھ جاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہے۔ اس کی منی گاڑھی اور بہت گرم ہوتی ہے۔ بڑھاپے تک اس کے لڑکیاں پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

حار رطب مزاج والے اشخاص کی بلوغت کے وقت شہوت تیز ہوتی ہیں لیکن بلوغت کی انتہا کے بعد وہ تیزی باقی نہیں رہتی۔ اس کی منی معتدل القوام اور زیادہ ہوتی ہے۔ اولاد ذکور زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ گاہے اولاد اناث بھی ہوتی ہیں لیکن اس مزاج کی عورتیں جسمانی قوت و طاقت اور جسم کی جلد کے لحاظ سے زیادہ محفوظ ہوتی ہیں جس سے بوقت مجامعت مردوں کو یک گونہ تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

اطبّاء کا قول ہے کہ اس طرح رطب مزاج جس شخص کا ہوتا ہے وہ انتہائی بڑھاپے کے زمانہ میں بھی عورتوں سے (ملاعبت کرنے میں) باز نہیں آتا ہے بلکہ اس کو انس و محبت زیادہ ہی ہو جاتی ہے۔ فیلسوف ارسطاطالیس کا خیال ہے کہ ستر سال سے متجاوز اشخاص کو اولاد نہیں ہوتی ہے۔ لیکن سر برآوردہ اطبّاء نے اس خیال کی مخالفت کی ہے اور تجربہ سے بھی یہ خیال غلط ثابت ہو چکا ہے۔ میں نے بہت سارے اسّی سال سے متجاوز اشخاص کے یہاں بھی اولاد زرینہ و اناث کی پیدائش ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ بعض ایسے اشخاص بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن کو سو سال ہونے کے باوجود اولاد ہوئی ہے۔ پس پاک برتر ہے وہ ذات جس کے اوامر و احکامات نافذ ہیں۔ اس ہستی کے ماسوا کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے۔

ستاروں کے اثر انداز ہونے کے بارے میں جو لوگ یقینی سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ کوئی شخص ایک سو بیس سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ لوگ ستاروں کے اثرات کو بہت بڑے اسباب و عمل کی حیثیت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس امر کو فراموش کر جاتے ہیں کہ کواکب، افلاک، مادے، صورتیں (اشکال) اور زمان و مکان کل کی کل مخلوق ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بذات خود نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر، الا یہ کہ قضا و قدر نے جو طے کر دیا ہے اس کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔

اوپر جن امور کا بیان کیا گیا ہے اس کا مشاہدہ اس وقت ہوا جب میں علی بن یوسف کے زندان میں اسیر تھا۔ میری زوجہ حاملہ تھی۔ لیکن مجھے اس کا کوئی علم نہیں تھا حاملہ نے بعض امراض کی شکایت بیان کی۔ اور دوا کے استعمال کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس کو ایسی دوا دی گئی جس کی تھوڑی مقدار بھی جنین کے لئے مہلک ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن جنین صحیح و سالم خارج ہوا اور وہ بچہ میرے پاس محفوظ ہے۔

جالینوس کا قول بھی کیا خوب ہے۔ دماغ کی جھلیوں کا بیان کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ اس کے پھٹ جانے کی وجہ سے اسی وقت موت واقع ہوتی ہے لیکن جب جالینوس کے مشاہدہ میں آیا کہ ایک شخص کے دماغ کی جھلی پھٹنے کے بعد وہ صحت مند ہو گیا۔

اسی طرح اطباؔ و فلاسفہ میں جو مرد عاقل ہوتے ہیں وہ اپنی نظر وفکر پر رشک کرتے ہیں اور عقل انسانی جن اشیاء کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے وہاں ٹھہر کر غور وفکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

میں موضوع سے ہٹ گیا تھا۔ اب اصل کلام کی طرف رجوع کر رہا ہوں انسان کی تخلیق ہی میں یہ مزاج طبعی بھی ہوتے ہیں اور عارضی بھی۔ اور صحیح صورت یہ ہے کہ جو مزاج عارضی ہو اس کو ادویہ و اغذیہ کے ذریعہ مزاج طبعی کی جانب پھیرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اس جانب منحرف کرنے کے سلسلے میں مائل ہونے والے مزاج کے خلاف تم کو توجہ کرنی چاہئے۔ بایں طور کہ مزاج کے بعض درجات کو ادویہ کے ذریعہ اثر پہنچا کر کم کر دیا جائے۔ اور بدن میں مزید آفت پیدا کئے بغیر مزاج مائل کو دوسری جانب منتقل کر دیا جائے۔ مزاج کی تبدیلی اور طبیب کی کوشش میں جلد کامیابی اس وقت ہوگی جب جسمانی قویٰ مضبوط ہوں اور مریض انحراف مزاج کو برداشت کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ اس کو شفاء کامل حاصل ہوگی۔

لیکن اگر جسمانی قویٰ ضعیف ہوں خواہ پیدائشی طور پر یا بڑھاپے کے باعث تو مریض کے مزاج میں کسی قسم کا نقصان پہنچانا میرے نزدیک قطعاً مناسب نہیں ہے۔ بلکہ عزم و احتیاط کا تقاضہ یہ کہ ان تدابیر پر کاربند رہا جائے جو میں نے بیان کی ہیں

اگر طبعی ہو تو پھر دو ہی صورتیں ہیں، یا تو تمام اعضاء کو اچھی طرح باقی رکھا جائے ایسی صورت میں وہ شخص صحیح و تندرست تصور کیا جائے گا۔ یا یہ کہ رفتہ رفتہ اس شخص کو جس جانب مزاج مائل ہوا ہے اس کے مخالف جانب منتقل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کا امکان صرف عالم طفولیت میں ہو سکتا ہے یا زیادہ سے زیادہ سن شباب میں، لیکن وہ لوگ جن کی عمریں زیادہ ہو چکی ہیں ان کے لئے اس کا امکان نہیں ہے۔ عہد طفولیت میں ہی اس کا عمل کماحقہ انجام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بعض ایسے امور حائل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے مزاج طبعی کی جانب اس کا امالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

کسی بھی عضو کے مزاج کو معلوم کرنے کا بیان

مزاج طبعی کی جو علامات مخصوص ہیں ان کا ذکر تو میں پہلے کر چکا ہوں اب عام علامات کا بیان باقی ہے۔ حار مزاج اشخاص کے عانہ پر بال جلد اگتے ہیں۔ حار یابس مزاج والے اشخاص میں سرعت اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب وہ سن کہولت کو پہنچ جاتے ہیں تو رفتہ رفتہ بال کم ہونے لگتے ہیں۔ یبوست کے ساتھ بال گھونگر والے سخت اور بہت سیاہ ہوتے ہیں۔ برودت کی وجہ سے بالوں کے اگنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ ادراک و احساس میں بھی تاخیر ہوتی ہے۔ بال باریک ہوتے ہیں اور ان کا رنگ سرخ اور زرد ہوتا ہے۔ البتہ اگر ان کے ساتھ یبوست بھی ہو تو ان صفات میں مزید زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر رطوبت کے ساتھ ہو تو بالوں کے نکلنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ ادراک و احساس میں بھی تاخیر ہوتی ہے۔ بال باریک

ہوتے ہیں اور رنگ زیادہ سُرخ و زرد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی رنگت کتان سے مشابہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح کی باریکی بھی ہوتی ہے۔ کچھ دن گذرنے کے بعد اس کا رنگ شوخ ہوجاتا ہے۔ اور قدرے سیاہی مائل ہوجاتا ہے۔ یہ صورت کہولت کے وقت تک رہتی ہے۔

بارد یابس مزاج اشخاص، مزاج میں تبدیلی کے باوجود مجامعت کرنے سے باز نہیں رہتے ہیں۔ لیکن حار یابس مزاج اشخاص بہت سریع الاحساس ہوتے ہیں۔ وہ جلد ہی مجامعت سے فارغ ہوکر پژمردہ ہوجاتے ہیں۔

اورام خصیہ کا بیان

خصیوں میں بھی دیگر اعضاء کی مانند اورام پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے اورام جوہر کے اعتبار سے خبیث ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر وہ اورام دموی ہوں تو جانب مخالف ورید اکحل میں فصد لینے میں جلدی کریں۔ فصد لینے کے بعد مقام فصد پر مندرجہ ذیل ادویہ پر مشتمل ضماد لگائیں۔ آرد جو، شیاف مامیثا، قرصعنہ ہر ایک ایک جزء، ہموزن، شگوفہ بابونہ، گل سرخ ہر ایک نصف جزء جملہ دواؤں کو اچھی طرح کوٹ چھان کر پانی اور گلاب میں گوندھ کر مقام فصد پر لیپ لگا کر انگور کے پتے رکھ کر باندھ دیں۔ روغن گل کو سدا بہار بوٹی کا عصارہ (نچوڑ) ہموزن اور سرکہ میں اچھی طرح ملا کر تدہین کرائیں۔

اگر ورم صفراوی خلط یا اس کے مشابہ کسی خلط کے سبب سے ہو تو جن ضمادات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ نافع ہیں۔ اگر مریض برداشت کرسکتا ہو تو فصد لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز مسہلات کا استعمال کرانا بھی اس میں مفید ہے، اس مقصد کے لیے درخت انجیر کا دودھ ڈال کر جمائے ہوئے دہی سے بنایا گیا مٹھا ۴۰.۸ ملی لٹر، سقمونیا ۸۷۵ ملی گرام اور شربت مصطگی ۷۰ ملی لٹر ملا کر پلائیں، ورم پر کوئی روغنی شے ہرگز نہ لگائیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو ورم کے اندر ہیجان پیدا ہوجائے گا۔ البتہ اورام صفراویہ میں سرکہ کی آمیزش لازماً کرنی چاہیئے۔ اور جتنی مقدار میں دیگر اورام میں شامل کرتے ہیں اس سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ مثلاً ان اورام کے علاوہ دیگر اورام میں بقدر قلیل سرکہ ملائیں۔ کیونکہ سرکہ صفراء کے لئے پورے طور پر رادع ثابت نہیں ہوتا ہے۔ جس قدر اس کا عمل کم ہوجائے اس اعتبار سے امراض کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ اور آخر کار ورم اور بلغم میں عوارض اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس امر کو جان لینا چاہیئے۔

اگر خلط بلغمی کے سبب سے ورم پیدا ہوا تو یہ دو خلطوں کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ یا تو یہ خلط اس قبیل سے ہوتی ہے جس کو بلغم زجاجی کہتے ہیں اس کی غلظت و برودت انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر دوسری خلط کی آمیزش ہو تو اس کا ذائقہ نمکین ہوتا ہے۔ اور اگر غلظت غایت درجہ کی نہ ہو تو۔ بعض اوقات ذائقہ ترش ہوتا ہے۔ اور گاہے ترش نہیں ہوتا۔ نیز وہ خلط طبعی بلغم کی طرح ہوتی ہے اور مائیت پر مشتمل ہوتی ہے مائی ہونے کی صورت میں عضو کے اندر ایک طرح کا ہیجان ہوتا ہے اور انگلی دبانے سے اس کے اندر نشان ہوجاتا ہے۔ اس ورم پر آرد جو اور صنوبر کی راکھ چوتھائی حصہ کو سرکہ اور دو چند پانی میں گوندھ کر لیپ کرائیں۔ تو بسا اوقات شفا حاصل ہوتی ہے۔

اگر خلط غلیظ ہو اور بلغم کے مانند ہو تو اس کو خلط بلغمی سوداوی کہتے ہیں دموی خلط کے سلسلے میں جس ضماد کا ذکر کیا

ہے وہ اس میں بھی نافع ہے۔ لیکن اس میں بابونہ کافی مقدار میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اس میں نفع پہنچنے کی قوت زیادہ ہو جائے۔

اگر خلط سوداوی کی وجہ سے ورم ہو رہا ہو اور رنگت کی سیاہی اور مزہ کی ترشی انتہا کو پہنچ گئی ہو تو اس قسم کا ورم بڑھتا ہے اور جتنا زور دار علاج اختیار کیا جاتا ہے اتنا ہی مرض کی شدت بڑھتی جاتی ہے۔ اور ورم بڑھتا جاتا ہے۔ لہٰذا بدن کا خلط سوداوی سے استفراغ کرانے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ مثلاً بسفائج، حجر لاجورد، افتیمون تخم برآوردہ جملہ ادویہ ہموزن اور اس کی سختی و یبوست کو توڑنے کے لئے گل نیلوفر، گل بنفشہ ایک جزء ملا کر معتدل کرلیں۔ خربق سیاہ چوتھائی جزء کا اضافہ کریں۔ ہر ایک دوا کو علیٰحدہ علیٰحدہ سحق بلیغ کرنے کے بعد ۵/۳ گرام روغن بادام شیریں میں ملائیں۔ اور شربت سکنجبین میں ملا کر معجون تیار کرلیں اور ۵/۷ گرام نہار مُنہ کھلا کر دو چار گھونٹ پانی مریض کو پلائیں۔ چند یوم کے ناغہ کے بعد دوبارہ اس کا اعادہ کریں۔ کیونکہ اس خلط کا بیک وقت کم ہی استفراغ ہوتا ہے۔ لہٰذا چند یوم ناغہ کے بعد مسہلات کا بار بار استعمال کرانا ضروری ہے۔

معتدل زمانہ میں مسہل کا لینا زیادہ بہتر ہے میں نے اعتدال کا لفظ ادا کیا ہے۔ اس سے مراد منجمین کا اعتدال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایام کا شمار کرتے ہیں۔ اور طبی حیثیت سے اعتدال کا جو مفہوم ہے وہ ان کے پیش نظر نہیں ہے ہم اعتدال اس کو تصور کرتے ہیں۔ جس کا ہم کو احساس بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا جب ہم وقت کو معتدل کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ حرارت غالب ہے نہ برودت نہ رطوبت اور نہ یبوست تو اپنے حسب مزاج اس کو معتدل کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ اعتدال مہینوں کے شمار کے اعتبار سے ہی کیوں نہ ہو ایام میں اعتدال کی کیفیت نہ پائی جارہی ہو لیکن اس اختلاف کے باوجود اہلِ رصد اس کو حقیقی اعتدال ہی سے موسوم کرتے ہیں۔ نیز یہ اختلاف ان کے درمیان برابر قائم رہا یہاں تک کہ اہلِ رصد پر اس کا ظہور ہوگیا۔ جیسا کہ ماہر علم نجوم حضرات اور ان سے متبعین کا خیال ہے حالانکہ متقدمین پر اس اختلاف کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے مضبوط دلائل بھی دیئے تھے۔ اور یہ خیال کر رہے تھے کہ اپنے قول و افکار پر استدراک کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس عمل کو انہوں نے حرکت اقبال و ادبار سے موسوم کیا تھا۔ شاید اس کے بعد والوں نے بھی ان قول و افکار سے اختلاف کیا تھا۔ بہرحال عنقریب ان کا ذکر آئے گا۔

طب کا تمام تر دارومدار انتہائی فہم وعقل اور عملی تجربات پر ہے یہی وجہ ہے اطباء نے استفراغ کرانے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی بڑی تاکید کی ہے۔ خواہ بذریعہ فصد استفراغ کرایا جائے یا دوا ءِ مسہل سے کیونکہ منحرف ہونے کی قوت اگر جسم میں زیادہ ہوگی تو پھر ہم کو فرض کرلینا چاہئے کہ بارد ہونے کی صورت میں اخلاط منجمد ہوں گے اور اسہال لانے میں بھی دشواریاں پیدا ہوں گی۔ بعض اوقات اس میں افراط بھی ہو جاتا ہے کیونکہ برودت اخلاط کو معدہ و امعاء کی جانب دفع کرتی ہے۔ پھر لگاتار دست آنے لگتے ہیں۔ جب اجابت زیادہ ہوتی ہے تو کبھی امعاء میں سحج واقع ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات منجمد اجابت ہوتی ہے جس کے استفراغ کے لئے طبیعت کو بہت زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں صرف دواؤں کے ذریعہ استفراغ

ہوتا ہے۔

اگر حار ہو تو اخلاط کا اثر جلد ہوتا ہے۔ الاّ یہ کہ حرارت کے لحاظ سے ظاہر بدن کی جانب اس کے اثرات ہو رہے ہوں۔ بہر حال استفراغ کے بعد ضعف بڑھ جاتا ہے کیونکہ ارواح ثلاثہ کی وجہ سے حرارت زیادہ تحلیل ہوتی ہے۔ نتیجہ میں انسان ضعیف ونحیف ہو جاتا ہے۔

ارواح سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شئے جو دماغ، قلب اور کبد سے اوپر کی جانب اٹھتی ہے۔ تو جس طرح ارواح ثلاثہ میں تحلیل کا عمل ہوتا ہے اسی طرح انثیین سے اٹھنے والی ارواح میں بھی تحلیل کا عمل ہوتا ہے۔ یہ چار ہوتے ہیں۔ ان ہی چاروں پر حیات انسان کی بقا کا انحصار ہوتا ہے، اور ان ہی کے اجتماع سے انسان کی زندگی باذن الٰہی قائم رہتی ہے۔

فرض کیا کہ اگر ہوا میں یبوست شدید ہے تو اس صورت میں جب بدن کا استفراغ کرائیں گے تو اس کے بعد یبوست کی وجہ سے بعض اوقات تشنج پیدا ہو جائے گی۔

فرض کیا کہ اگر ہوا میں شدید رطوبت ہے اور اس حالت میں ہم نے بدن کا استفراغ کرایا تو بدن کی قوت ماسکہ ضعیف ہو جائے گی۔ کبھی تو اسہال کا سلسلہ طویل ہو جاتا ہے مراد پے در پے اسہال کی وجہ سے انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ بہر حال یہ معلوم ہے کہ کوئی بھی عضو خصوصاً عضو شریف کی قوت ماسکہ میں شدید فقدان پیدا ہو جانے کے نتیجہ میں بدن کی جملہ قوتیں مختل ہو جاتی ہیں۔

یہ مختلف امور مفردہ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے بعض اوقات اس کا وجود بہت قلیل ہوتا ہے اور کسی ملک میں ان کا وجود نہیں بھی ہوتا بلکہ مزاج میں اجتماعی طور پر پایا جاتا ہے خواہ حار یابس ہو یا حار رطب یا بارد یابس ہو یا بارد رطب۔ ان مذکورہ مقدمات سے تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان دونوں کیفیتوں کے باہمی امتزاج سے جو چیز وجود میں آتی ہے وہی ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ ہمارے اس قول کی صحت پر دلیل اجسام مرکبہ کے اعتبار سے ہے، کیونکہ سال کے بعض موسموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ درخت جلد باراور ہو جاتے ہیں اور شگوفہ و کلیاں جلد ہی نکل آتی ہیں ان کے گوبھے بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور بقیہ سال کے ان دنوں میں ان تمام امور مذکور میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت یہ ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اس محلل دوا کے معاً بعد ایسی دوائیں ضرور لگائی جائیں جن میں ترطیب وتسکین موجود ہو۔ تاکہ مریض کو اس کے فوائد محسوس ہو سکیں اگر اس قسم کی دوا سے مریض کو شفائے کلی نہ حاصل ہو رہی ہو تاہم مرض ضرور خفیف ہو جائے گا اور ورم بھی اپنے حجم کے لحاظ سے چھوٹا ہو جائے گا۔ بہر حال یہ جملہ باتیں حسن تدبیر پر منحصر ہیں۔

جوان مرغ کا گوشت افضل غذا ہے۔ جملہ اعضاء میں سوداویت پیدا ہونے کی صورت میں سرکہ کے استعمال سے پرہیز کروایا جائے خصوصاً بطور غذا اس کا استعمال بند کر دیں۔ اس سے بھی زیادہ غلیظ الجوہر اشیاء ہیں، لہٰذا اس کا قطعاً استعمال نہ کرائیں مثلاً مچھلی، روغن زیتون، کرم کلہ، گائے کا گوشت، جوان بھیڑ کا گوشت، سارس اور خرگوش پہاڑی بکرے بارہ سنگھا اور ہرن اور بکری اپنی یبوست اور غلظت کے اعتبار سے اور اس قسم کے دیگر جانوروں کا گوشت۔

فواکہات میوہ جات میں خشک کشمش نفع مند ہے۔ نیز مغز چلغوزہ اور مغز بادام شیریں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوءِ مزاج خصیتین دونوں خصیوں کو یکساں سوءِ مزاج لاحق ہوتا ہے اور گاہے سوءِ مزاج مختلف بھی لاحق ہوتا ہے۔ اس طرح جس طرح بدن کے دیگر اعضاء کو لاحق ہوا کرتا ہے۔ یہ امر ہمارے علم میں ہے کہ سوءِ مزاج مختلف سے درد کا ہونا لازمی ہے۔ اس میں درد کی شدت مختلف نوعیت کی ہوتی ہے لیکن اگر سوءِ مزاج رطب ہو تو اس وقت تکلیف دہ درد نہیں ہوتا بلکہ صرف عضو کی قوتوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور اس اختلاف کے نتیجے میں مختلف نوعیت کے آفات و امراض یکے بعد دیگرے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

خصیہ کا خلع، کسر، وثی اور نقض اتصال دونوں خصیے چونکہ عضو آلی ہیں لہٰذا دوسرے اعضاء کی طرح ان میں بھی خلع (جڑ سے پورے طور سے اکھڑنا) اور وثی (موچ آنا) عارض ہوتے ہیں۔

نقض اتصال (ٹوٹ پھوٹ) اعضائے آلیہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ جس طرح جملہ اعضاء میں ہوتا ہے اسی طرح دونوں خصیوں میں بھی ہوتا ہے۔ خلع تیز جھٹکے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر اس سے حبل المنی میں انقطاع واقع نہ ہوا ہو تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔

اگر حبل المنی منقطع ہوگئی ہو اور خصیوں سے جو حصہ منقطع ہوگیا ہے اس کے مزاج میں رطوبت ہو یا مرطوب المزاج ہو تو اس میں تعفن پیدا ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کے پیپ کو خارج کرنے کے لئے فوطوں کی تھیلی میں سوراخ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ خواہ اس عمل کو کسی لوہے کے آلے سے یا دوا کے ذریعہ کیا جائے اگر انسان کے مزاج میں انتہائی خشکی آگئی ہو اور خصوصاً اس صورت میں جبکہ حبل المنی کا کچھ تھوڑا سا حصہ بھی لگا رہ گیا ہو تو وہ درست ہو جاتا ہے لیکن جرم صغیر اور خشک ہو جاتا ہے۔

خصیوں کا سوءِ مزاج یابس گاہے اس میں اس کے اورام کے سبب سے خشکی اور خشونت بھی لاحق ہو جاتی ہے لیکن اس کی وجہ سے آفات کی مدافعت بھی ہوتی رہتی ہے۔ اگر حبل المنی پورے طور پر منقطع نہ ہوئی ہو تو ضرورت کے مطابق فصد کرا کر استفراغ دم کرایا جائے۔

اس کتاب میں جن شرائط کا ذکر کیا گیا ہے ان کا خیال رکھیں۔ عمل بالایعنی فصد کراتے کے بعد خوشبودار روغن گل میں طاہر روئی کا پھاہا ترکر کے رکھیں۔ روغن گل اگر مقدار میں کم ہو تو روغن زیتون سبز جو گرد و غبار اور پھپھوند لگنے سے پاک اور صاف ہو اور نمک کی قطعاً آمیزش بھی نہ ہو اضافہ کر کے روئی کا پھاہا ترکر کے رکھیں پھر اس عمل کو سال میں متعدد بار کرتے رہیں۔

مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں گوشت سے پرہیز کرایا جائے صرف خمیری روٹی کا ہو کی سادہ سبزی کے ہمراہ دینا کافی ہے۔ یا تُرفہ کی سادہ سبزی کے ساتھ دیں۔ جب ورم جاتا رہے روغن حب الفہرو وروغن سویا کے ہمراہ تدہین

[illegible] شفا حاصل ہوجائے۔

[illegible] و کسر خصیہ کا علاج

خصیہ کے کچل جانے اور ٹوٹ جانے پر فصد کرنے کے بعد روغن گل اس طرح استعمال کرتے رہیں جیساکہ اوپر بیان کیا ہے۔ اور لطیف غذائیں استعمال کرتے رہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے مریض شفایاب ہوجائے گا۔

لیکن اگر حبل المنی پوری طرح ٹوٹ گئی ہو تو اس کے جڑنے میں یقیناً دشواریاں ہوتی ہیں فصد لینے اور روغنیات کے استعمال کرانے اور لطیف غذاؤں کے استعمال کے لئے جو ہدایات میں دے چکا ہوں اس میں مزید اضافہ ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ علاج کے لئے وہی طریقہ بہت کافی ہے۔ اس طرح نقض انتصال کے سلسلے میں بھی تصور کرنا چاہیئے۔

استرخائے خصیتین

گاہے دونوں خصیوں میں استرخار عارض ہوتا ہے۔ لیکن یہ صورت ضعف قوت اور امراض جسمانی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جس طرح جسم کے لئے ان کا سایہ ہونا لازمی ہے اسی طرح امراض کے بعد خصیوں کا استرخار ہونا لازمی ہے۔ لیکن جب جسم میں قوت آجاتی ہے۔ یہ استرخار ختم ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات خصیوں کا استرخار بڑھاپے میں بھی عارض ہوتا ہے۔ مگر بڑھاپا فی الحقیقت کوئی سبب نہیں ہے بلکہ وہ ایک فطری مرض ہے۔ بکسے اور رطوبات کو جذب کرنے والے روغنیات کا استعمال کرنے کا مشورہ دینا چاہیئے۔ اس سے مرض جاتا رہتا ہے۔ یہ میسّر نہ آسکے تو روغن حب الغرف لگائیں۔ اس کے علاوہ کوئی شئے نفع مند نہیں ہے۔ نیز مریض کے سر کے پچھلے حصّے اور پشت کے مہروں کی روغن مذکور سے تدہین کرائیں۔

کبھی خصیوں میں پائی جانے والی رباط (حبل المنی) کی نالی میں رطوبت بلغمی کی کثرت کی وجہ سے کشادگی پیدا ہوجاتی ہے، یا بڑھاپے کی وجہ سے وہ خشک ہوجاتی ہے، یا کسی دوسرے سبب سے اس میں کشادگی پیدا ہوجائے تو خصیتین کے متصلی سوراخ پھیل جاتے ہیں، اور کبھی کیسۂ خصیہ میں ریاح (ہوا) یا کوئی دوسری رطوبت بھر جاتی ہے جس سے ادرہ (قیلۂ مائی یا ریحی) کی صورت پیدا ہوجاتی ہے، اور فوطوں کا حجم بڑھ جاتا ہے۔

علاج: مریض کو پشت کے بل سلانے کا التزام کریں۔ یہی اس کا علاج ہے۔ اس کا دسترخوان بلندی پر لگایا جائے تاکہ وہ لیٹے لیٹے کھاسکے۔ اگر اس کو بخار آرہا ہو تو اس کے ازالہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور سوراخ کو تنگ کرنے کی دوائیں استعمال کرنی چاہیئے۔

مریض کو لطیف غذائیں مثلاً جنگلی کبوتر، گوریاں اور چقندر کی سبزی دی جائے۔ نیز عضو ماؤف پر بابونہ، سداب اور جوزالسرو کو دو حصّے انگور خام کے سرکہ میں گوندھ کر لگانے کا التزام کریں۔

اگر جمع ہونے والی شئے رطوبت ہو اور اس کی مقدار کم ہو تو بابونہ اور آرد جو کو آب خاکستر حب الغرو میں گوندھ کر اس سوراخ کے مقام پر لگائیں اس مرہم کو قاطیر* کہتے ہیں۔ سوراخ اگر بڑا ہو تو آرد جو، سرو کا پھل بقدر دو جزء انگور خام کے

---

* تاج العروس میں اس لفظ کا ذکر نہیں اور محیط المحیط کے مطابق اطبار کے نزدیک یہ وہ پانی ہے جو عمل تقطیر کے وقت انبیق سے ٹپکتا ہے۔

عصارہ میں گوندھ کر اس میں ڈال کر اچھی طرح بھر دیں۔ پھر فوطوں کی تھیلی (جس کو خریطہ کہتے ہیں) کے اسفل میں ایک سوراخ کرنے کا مشورہ دو۔ تاکہ اس کے اندر کی رطوبت بہہ کر نکل جائے۔ یہ سوراخ لوہے کے دھار دار آلہ سے کیا جا سکتا ہے بعد ازاں اس سوراخ میں روئی کا ایک پھاہا روغنِ گل میں تر کر کے رکھ دیں جب اس کی رطوبت ختم ہو جائے تو سوراخ کے منہ پر مرہم نخلی رکھ کر لیپ کر کے بند کر دیں۔

فتق

گاہے حبل الانثیین کے پھٹنے یا اتساع کی وجہ سے آنتوں کا کچھ حصہ فوطوں کی تھیلی میں آجاتا ہے۔ جس کو آنتوں کا اترنا (فتق) کہتے ہیں۔ یہ خصیہ کا تکلیف دہ مرض ہے۔ اس کا صحت پانا ممکن نہیں ہے۔ مریض کو آرام و سکون سے رہنے اور نقل و حرکت سے پرہیز کرنے کی تاکید کرنی چاہیئے۔ اور مریض کو اس ہیئت میں سونا چاہیئے کہ جس کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے یعنی (پشت کے بل) آنتوں کو نرمی سے لوٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آرد جو عصارہ لحیتہ التیس یا طراثیث (سرو کا پھل) ہموزن کو فتہ بیختہ کر کے صاف کر کے سرکہ انگور خام میں یا دیگر سرکہ میں شامل کر کے گوندھ لیں۔ اور حسب حال استعمال کرائیں۔

اس مرض کے رفع ہونے کی توقع بہت کم ہے۔ کیونکہ یہ خرق (پھٹنا یا سوراخ) سخت جھلی میں ہوتا ہے لہٰذا یبوست کی وجہ سے اس کا پورے طور پر صحت پانا ناممکن ہے۔ اور اطفال میں اس کا مندمل ہونا یوں بھی ناممکن ہے۔ اس کے پھٹنے کی وجہ سے بچوں کا چیخنا چلانا اور رونا بند نہیں ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اندمال نہیں ہو پاتا ہے۔ اس کے اندمال کے لئے صبر زرد زیادہ نفع مند ہے۔ بشرطیکہ جس حد تک اس کے استعمال کرنے کی شرائط میں نے بیان کی ہیں ان کی پوری پابندی کرتے ہوئے اس کے مضر اثرات سے احتراز کرتے ہوئے استعمال کرایا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس نو عمری کے سن میں آرام کا التزام کرایا جائے اور جس ضماد کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے اس کا لیپ لگایا جائے عمدہ غذائیں دی جائیں اور جس مقام پر مریض کو سلانے کی ہدایت کی ہے اس کا التزام کرایا جائے تو اس مرض سے شفایاب ہونا ناممکن نہیں ہے۔

ورم صفن (خریطہ)

گاہے صفن (فوطوں کی تھیلی) میں ورم ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج اورام ہی کے علاج جیسا ہے۔ نیز اس عضو میں ٹوٹ پھوٹ بھی ہو جایا کرتی ہے۔ اس کا علاج بھی اسی طرح ہوتا ہے جس طرح تمام اعضاء کے نقص اتصال یعنی ٹوٹ پھوٹ کا ہوتا ہے خصیوں کے امراض کا ذکر کر دیا ہے اب قضیب کے امراض کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے

امراضِ قضیب

قضیب کے مجرائے بول میں گاہے کوئی سدہ ہوتا ہے۔ خواہ پتھری ہو یا غلیظ یا منجمد خون کا تھکا (منجمد خون) اگر پتھری ہے تو قاثاطیر کے طریقہ علاج کو اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ نافع ہے۔ اگر پتھری بنتے وقت مادہ کی رقت کی حالت میں کسی چھوٹے پتھر کا ٹکڑا داخل ہو گیا ہو جو الماس جیسے پتھر کی قسم کا ہو تو ان کے آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ روغن بشامی پتھری توڑنے کی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس طرح روغن بلساں بھی۔ پتھری کے علاج کا بیان میں اس سے قبل کر چکا ہوں۔ اسی طرح اس سدے کا علاج بھی گذر چکا ہے جو پیپ یا خون کے سبب سے واقع ہوتا ہے۔ بسا اوقات

مجری میں مسّہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے سدہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت قاثاطیر کا علاج نفع مند ہوتا ہے۔ سخت مسّوں کی وجہ سے اگر سدہ واقع ہو رہا ہو تو مجری (احلیل کے مجری) کا کھولنا اور صاف کرنا دشوار ہوتا ہے۔ بسا اوقات جرّاح کو آپریشن کے لئے ہدایت دیتے ہوئے طبیب اضطرار محسوس کرتا ہے خصوصاً جب مریض مرنے کے قریب ہو ایسی صورت میں مسّہ کے نچلے مقام پر سوراخ کرنے کی طبیب ہدایت کرتا ہے۔ تاکہ بول خارج ہوتا رہے۔ اور مریض سکون و راحت محسوس کر سکے۔ ایسی صورت میں طبیب یہی کر سکتا ہے کہ قاثاطیر یا نلکی وغیرہ میں دوا رکھ کر احلیل کے اندر مسّوں تک دوا کو بکھیر کر یا پھونک کر پہنچا دے۔ اس کے لئے روغنِ بادام یا روغنِ کنجد استعمال کرائیں۔ تاکہ مسّہ پھٹ جائے پھر اس نوعیت کا علاج کرائیں۔ جس سے کہ مسّے کے ریزے علیٰحدہ ہو جائیں اور مریض صحت پا جائے۔ مثلاً روغنِ گل ہموزن، روغن بادام میں مخلوط کریں۔ عصارہ قنطوریون رقیق روغن بادام کا آٹھواں حصّہ حاصل کریں۔ پھر ماء العسل میں جفت بلوط (بلوط کا چھلکا) اذناب الخیل (لحیتہ التیس) ملا کر خوب جوش دے کر جوشاندہ صاف کر کے ملا دیں۔ اور جب تک پورے طور پر مسّوں سے صحت حاصل نہ ہو جائے بطور لیپ لگاتے رہیں اگر اس کے بعد بھی سوراخ کا مُنہ کھلا ہوا ہو اور ابھی زخم پورے طور پر بھرا ہوا نہ ہو تو مرہم نخلی (کھجور کی شاخ سے تیار شدہ مرہم) اس پر لگائیں۔ اور اس پر پٹی باندھ دیں۔ جب تک زخم مندمل نہ ہو جائے ماء العسل سے دھوتے رہیں۔ اور مرہم نخلی لگایا کریں۔ یہ تدبیر علاج ان لوگوں کے لئے ہے جن کے اندر کبر سنی کے باعث خشکی غالب نہ ہو اور اگر عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے خشکی بڑھ گئی ہے تو پھر اس کے سوراخ کا مندمل ہونا قطعاً ممکن ہے۔ اس وجہ سے کسی طبیب یا جرّاح کو کھولنا نہیں چاہئے الا یہ کہ موت کے خطرہ کو قبول کرنا طے کر لیا جائے۔

قضیب میں حس و حرکت کا کم ہونا

قضیب میں گاہے حس و حرکت بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ جس طرح دیگر اعضاء کے عسر حس کا علاج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کا بھی علاج کیا جائے۔ اسی طرح کبر سنی میں ایک طرح کی سرخی قضیب پر نمودار ہو جاتی ہے شیاف مامیثا (مامیثا کی بتی) عرقِ گلاب میں تر کر کے لگانے سے باذن الٰہی یہ سوجن ختم ہو جاتی ہے۔

مریض کو غذا میں کاہو کی سبزی دیں۔ اس عضو میں خلط حار اکال کے سبب سے چھوٹے چھوٹے سوراخ ہو جاتے ہیں شیاف مامیثا سے شفا ہو جاتی ہے۔ مریض کو کاہو کی سبزی کھلانے کا التزام کریں۔

گاہے قضیب میں منی کو دیر سے دفع کرنے کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جو ضعف کے سبب سے ہوتا ہے اس طرح کا ضعف بڑھاپے میں نقاہت سے ہو جاتا ہے۔ لیکن جب جسم میں قوت و توانائی ہوتی ہے تو یہ مرض دُور ہو جاتا ہے۔ مُرغ کے خصیے کھلانے سے یہ شکایت عموماً رفع ہو جاتی ہے۔ ماء العسل کا استعمال بھی نافع ہوتا ہے۔

بڑھاپے میں یہ شکایت لاحق ہونے کی صورت میں اگرچہ اس کا علاج ناممکن نہیں ہے لیکن بہت ہی دشوار ہوتا ہے۔ بوڑھے اشخاص کے لئے بہترین دوا ہے کہ مُرغ کے خصیے اور گوریوں کا دماغ مرغیوں کا گوشت اور برجی کبوتروں کے چھوٹے چوزے کثرت سے دیئے جائیں۔ نیز منی کو زور سے نہ پھینکنے کی بیماری کا سبب معروف یعنی بندش کے منقطع ہو جانے کے

سبب سے بھی ہوتا ہے۔ اس کا ذکر جالینوسؒ نے کیا ہے۔ نیز اس نے اس امر کا ذکر بھی کیا ہے کہ ذکر میں ورم کے باعث کبھی کجی عارض ہو جاتی ہے۔ یہ کجی یا تو ذکر کے رباط (بندھن) میں تورم کی وجہ سے ہوتی ہے یا بافراط خشکی پہنچ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس بندھن منقطع ہونے کی صورت ناممکن العلاج ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کو درست کرنے کی قوت انسان کو بہت ہی کم ہوتی ہے لیکن بعض وقت از خود درست بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن جب ذکر میں کجی واقع ہوتی ہے خواہ زیادہ خشکی کی وجہ سے یا ورم کے سبب سے تو خشکی کی صورت میں علاج قریب قریب ناممکن ہوتا ہے پھر بھی روغنِ بادام میں آب نیم گرم کی آمیزش کر کے متعدد بار ذکر کی روزانہ تدہین کریں۔ یہاں تک کہ روغن کی رطوبت خشک ہو جائے۔

سخت ورم کے سبب سے کجی عارض ہونے کی صورت میں روغنِ شبت (سویا کا تیل) شحم البرک (ایک چھوٹا سا آبی پرندہ کی چربی) روغن سوسن اور بارہ سنگھا کے ٹانگوں کی ہڈی کا مغز جملہ ادویہ ہموزن آمیزش کر کے اگر روزانہ تدہین کرائی جائے تو فائدہ سامنے آئے گا۔ امراض قضیب کا بیان کر دیا اب ارحام کے امراض کا بیان شروع کرتا ہوں۔

امراضِ رحم

ہم جانتے ہیں کہ رحم بہت ہی ذکی الحس اعضاء میں سے ہے کیونکہ اس سے جسم کے اعصاب متصل ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے تخلیقی طور پر بھی وہ ایک ایسا عضو ہے جس میں مضبوط لیفی (ریشہ دار) اجزاء زیادہ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے جرم رحم میں زیادہ سکڑنے اور زیادہ پھیلنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ معدہ اور دونوں خصیوں کی تھیلی کے سوا جسم میں کوئی دوسرا عضو رحم جیسی صلاحیت کا حامل نہیں ہے۔ رحم ابتدائی حالت میں سکڑا ہوا ہوتا ہے۔ پھر نطفہ قرار پانے کے بعد رحم رفتہ رفتہ بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب نطفہ بڑھ کر حد کمال کو پہنچ جاتا ہے تو فم رحم پھیل کر کشادہ ہو جاتا ہے اور ولادت ہو جاتی ہے جب کہ فم رحم اس سے قبل مضبوطی کے ساتھ بند رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اندر سرمہ کی سلائی بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی لیکن ولادت کے وقت جنین عنق فرج میں (جس میں جماع کیا جاتا ہے) ظاہر ہو کر عنق فرج کے فم زیریں سے باہر نکل جاتا ہے فرج کے اندر یہ عظم اور وسعت بچے کی ولادت میں آسانی کے لئے ہوتی ہے اس میں کوئی دردناک ورم نہیں ہوتا۔

عورت کے رحم میں عقر لاحق ہوتا ہے اگر یہ عقر پیدائشی ہے تو یہ مقدرات میں سے ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

سوء مزاج رحم

سوء مزاج رحم کی وجہ سے بھی نقائص عارض ہوتے ہیں یہ سوء مزاج حار ہو یا بارد، رطب ہو یا یابس یا ان میں کوئی دو کیفیتیں اکٹھا ہو جائیں۔ پس اگر حرارت شدید تر ہے جس کی وجہ سے منی داخل ہو کر وہاں پر فاسد ہو جاتی ہے۔ اور حرارت اس کو تحلیل بھی کر دیتی ہے۔ تو اس کا علاج یہی ہے کہ داخلی طور پر غذاؤں اور دواؤں کے ذریعہ مزاج کو اعتدال پر لایا جائے۔ اس طرح خارجی طور پر بھی معتدل روغنیات استعمال کرائے جائیں۔ اگر رحم میں برودت کے سبب سے یہ کیفیات پیدا ہو رہی ہوں جو اکثر ہو جایا کرتی ہیں خواہ بہت ہی ٹھنڈے پانی میں نہانے یا بہت ہی ٹھنڈے پتھر پر بیٹھنے کی وجہ سے یا سرد دواؤں کی وجہ جیسے مراق بطن پر کسی گرم عارضے میں لگائی گئی ہوں۔

علاج : مسخن روغنیات، حقنے،مشروبات اور غذاؤں سے مزاج میں تعدیل پیدا کی جائے۔ خارجی طور پر مقام رحم پر روغنیات کی تدہین کرائیں۔ مثلاً روغن سوسن، روغن سویا اور روغن حب الفہرو ہموزن اور ۸۰۰ ملی لٹر پانی میں زراوند طویل ۳۵ گرام ملاکر جوش دیں۔ جب نصف پانی رہ جائے تو اتار کر صاف کرکے ۵ر۷ گرام کیچوے کو ملاکر ہلکی آگ پر جوش دیں۔ جب پانی جل جائے تو اتار کر صاف کرلیں۔ اور اس روغن مذکور میں ۵ر۷ گرام عنبر خالص آمیز کرکے روزانہ متعدد بار خارجی طور پر مقام رحم پر تدہین کرائیں۔ نیز اس آمیزہ کو کسی نلکی میں رکھ کر عورت کے قبل میں حقنہ کرائیں تاکہ اس کی صفائی ہوسکے۔

مریضہ کو شربت پوست ترنج اور شربت اسطوخودوس ۳۵ گرام ۱۴۰ ملی لٹر پانی اور ۳۶ ملی لٹر عصارۂ بادیان تروتازہ کے ہمراہ روزانہ پلائیں۔ ۵ر۷ گرام تریاق فاروق آٹھویں دن صبح کو دیں۔

غذا میں کبوتر گوریاں (عصافیر) اور سفید آبی پرندے خمیری روٹی کے ہمراہ روزانہ دیں۔ اگر مرض یبوست کے باعث ہوا ہے اور یبوست زیادہ ہوگئی ہو جس سے رحم میں پہنچنے والی منی خشک ہوجاتی ہے۔ اور عورت کی منی سے ملنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے جس کے نتیجہ میں استقرار حمل نہیں ہو پاتا، لہٰذا اس وقت بدن کی عمومی طور پر اور رحم کی خصوصی طور پر ترطیب کی کوشش کریں۔ مذکورہ مرضی کیفیت استفراغ* کے وقت زیادہ خشک کرنے والی دوائیں استعمال کرانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ بہرحال طبیب کی جہالت اور ناواقفیت اور عورتوں کی کج فہمی کی بنا پر اس قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں مزاج میں تعدیل اور ترطیب پیدا کرنا ہی صحیح علاج ہے۔

فربہ مرغیاں دودھ کے ہمراہ اور فربہ جانوروں کے گوشت روغن بادام کے ہمراہ بجائے روغن زیتون کے مریضہ کو استعمال کرائیں۔ روغن بادام یا کنجد پر مشتمل حقنے کرائیں مگر روغن کنجد کے جوہر میں غلظت کے باعث اور اس کے عمل و تحریک پیدا کرنے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے کچھ مضرتیں بھی لاحق ہوجاتی ہیں۔ اس کے استعمال کرنے سے بسا اوقات اعضاء میں خصوصاً کنج رانوں میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے۔ عورت کو آب شیریں سے آبزن کرائیں۔ اور اس سے مقام مخصوص کا نطول کرائیں۔ اگر کسی قسم کی دشواری ہورہی ہو تو کم از کم کمر تک آبزن میں عورت کو بٹھائیں نیز اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ آبزن میں کوئی روغن حسب خواہش ڈال لیا جائے۔ مثلاً روغن بادام پانی کے ہمراہ اگر روغن زیتون شیریں بغیر نمک ملائے استعمال کرایا جائے تو یہ ہلکی قبضیت کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے۔ اس سے قبل لکھا جاچکا ہے کہ عموماً تمام اعضاء کے لئے اور خصوصاً اعضائے نفیسہ کے لئے دواؤں میں اعتدال کے ساتھ قوت قابضہ کو ضرور ملحوظ رکھا جائے عورت کو خشک گھر میں رکھا جائے۔ لیکن اس کے چاروں طرف پانی بھر دیا جائے تاکہ کمرے کی ہوا مرطوب ہوجائے۔

شب میں آرام کرنے کا کمرہ مشرق کی جانب کھلا ہوا ہونا چاہیے۔ تاکہ شب میں اس رخ کی چلنے والی ہوائیں مریضہ کو لگتی رہیں۔ برادہ دندان فیل فشردہ سیب اور ملیٹھی کے جوشاندہ کے ہمراہ مریضہ کو دیں اور اس کو آرام و سکون سے رکھیں۔

---

* ایک مخطوطہ میں استفراغ کے بجائے استفرام ہے جس سے مراد وہ دوائیں ہیں جنھیں اندام نہانی کو تنگ کرنے کے لئے عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔

جن غذاؤں کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے ان کو دیں۔ اس علاج کے کچھ عرصہ تک باقاعدہ جاری رکھنے سے ولادت کے امکانات روشن ہو سکتے ہیں۔ ادھیڑ عمر کے بعد جب عورتوں میں حرارت کے بجھنے کے اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں یہ علاج کامیاب بھی ہو سکتا ہے جو ہر رطب میں حرارت کی موجودگی دشوار ہوتی ہے۔ اس کے اسباب بھی بیان کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کچھ نہ کچھ نفع بخش خصوصیات دواؤں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ دوائیں بہت ہی قلیل ہیں۔ یبوست سے متعلق جن امور کی جاحت تھی ان کا بیان گذر چکا ہے۔ اب رحم میں رطوبت کی وجہ سے امتناع حمل عارض ہونے کی کیفیت بیان کرتا ہوں۔

رطوبت بالقوہ جو ایک کیفیت ہے کسی طرح بھی حمل کے لئے مانع نہیں ہوتی ہے۔ اور جس کو عام لوگ رطوبت کہتے ہیں وہ غیر طبعی تری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں رقیق تری اور غلیظ تری۔ یہ دونوں حمل میں مانع ہوتی ہیں۔ جب ان میں افراط پایا جاتا ہے تو اس کا علاج آسان ہے۔ یعنی عورت کو بالفعل و بالقوہ خشک غذائیں دی جائیں مثلاً کبوتر اور گوریوں کے بھنے ہوئے مطنجن تیار کر کے دیں۔

اگر موسم سرما ہے تو ان کے (کبوتر اور گوریے) قلیے کا استعمال بھی مضر ثابت نہیں ہوگا نیز عورت کو ادویہ ذیل پر مشتمل حقنے (پچکاریاں) لگائے جائیں۔

کرسنہ اور ہموزن ایرسا کوفتہ کر کے پانی میں (شب کو) اچھی طرح بھگو دیں صبح کو نرم آگ پر رکھ کر اتنا جوش دیں کہ پانی کی رنگت اور اوصاف تبدیل ہو جائیں پھر اتار کر صاف کر کے ۴۰ گرام میں روغن شفتالو اگر یہ دستیاب نہ ہو تو روغن بادام ۳۵ گرام شربت سکنجبین کے ہمراہ حقنہ کرائیں۔ ایک گھنٹہ تک اسی حالت میں رہنے دیں۔ تاکہ اس عمل کے پورے اثرات جسم کے پورے بالائی حصے میں پہنچ جائیں۔ پھر مریضہ کو استفراغ کرائیں۔ اس طرح یہ عمل آٹھ یوم تک جاری رکھیں۔ بعد ازاں کرفس اور بسباسہ کو کوٹ پیس کر اور صاف کر کے بطریق استفرام استعمال کرائیں۔ عضو پر بسباسہ لگانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ رحم عضو عصبی ہونے کی وجہ سے اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ نیز سکنجبین میں سرکہ شامل ہونے کی وجہ سے اس کی مقدار میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ شدید قوت کی ادویہ رحم برداشت نہیں کر سکتا۔

مذکورہ نسخہ میں سکنجبین کی ایک خاص مقدار بالقصد میں نے رکھی ہے۔ معدہ کے خول اور اس کے ذکی الحس ہونے کی بنا پر کوئی معترض اس مقدار پر اعتراض کر سکتا ہے۔ اس کا یہ شک مختلف صورتوں سے دفع ہو سکتا ہے۔ اس میں ایک صورت عادت بھی ہے۔ جس کا حُکم خود بہت اہم ہے۔

کبد چونکہ معدہ کی قوت ہاضمہ سے مستفیض ہوتا ہے لہٰذا محض معدہ صرف ہضم کے فعل کو انجام نہیں دیتا۔ جس طرح دیگر اعضاء علاوہ کبد ہضم کے فعل کو انجام دیتے ہیں۔ بلکہ معدہ اپنے لئے اور کبد کے لئے ہضم کے فعل کو اس طرح انجام دیتا ہے اور بعینہ دیگر اعضاء کے لئے انجام دیتے ہیں۔ جالینوس کے قول سے تذبذب اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ کہ معدہ بذات خود غذا کو اخذ کرنے کے بعد جذب کر کے ہضم کرنے کی مکمل قدرت رکھتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ کبد سے عروق واصلہ کے ذریعہ معدہ تک خون پہنچتا ہے۔

جالینوس کی رائے صحیح ہے کہ معدہ دو طرح سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے لیکن اس کے علاوہ دیگر اطبار کی رایوں میں تذبذب اور اختلاف ہے۔ معدہ کا غذا حاصل کرنا ان ہی دو وجوہات کے تحت ہوتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ معدہ کے کل اجزار ان دونوں صورتوں سے کامل طریقہ پر غذا حاصل کرتے ہیں یا بعض اجزار ایک صورت سے اور بعض دیگر اجزار دوسری صورت سے حاصل کرتے ہیں۔

یہ بات یقینی ہے کہ معدہ کے بعض اجزار ایک صورت سے زیادہ غذا حاصل کرتے ہیں اور دوسرے بعض اجزار دوسری صورت سے قلیل غذا حاصل کرتے ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ غذا حاصل کرنے کی صورت میں معدہ کے بالائی اجزار ہضم ہونے والے کیلوس سے غذا زیادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور کبد کے ہضم شدہ اجزار سے قلیل مقدار میں تغذیہ حاصل کرتے ہیں اور معدہ کے زیریں اجزار کو اس کے برعکس شکل میں غذا پہنچتی ہے۔ اور معدہ کے درمیانی حصّوں کو ان دونوں مذکورہ حالتوں میں غذا پہنچتی رہتی ہے۔

معدہ ایک لحمی جوہر ہے۔ لیکن رحم اس طرح نہیں ہے۔ اس کے باوجود ماساریقا اور فم معدہ کے اسفل میں فطری طور پر تری پائی جاتی ہے۔ بریں بنا معدہ ان امور کو برداشت کرتا ہے۔ جن کو رحم نہیں برداشت کر سکتا۔ خارجی طور پر روغن سوسن اور روغن اقحوان پر مشتمل آمیزہ کی رحم کے مقام پر تدہین کرائیں۔

ان کے باہمی ترکیب پانے کے بعد جو مزاج بنتا ہے اس میں رطوبت فضلیہ برودت کے ساتھ پائی جاتی ہے اسی طرح یبوست کے ساتھ حرارت موجود ہوتی ہے۔ بعض اوقات شاذ و نادر طور پر اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ اس سے پہلے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں بروقت احتیاج ان مسائل کے استنباط کرنے میں انشاء اللہ کوئی دشواری نہیں پیش آئے گی۔

ورم رحم رحم میں بھی اس طرح اورام ہوتے ہیں۔ جس طرح تمام اعضار میں ہوتے ہیں۔ رحم کا محل وقوع اور اس کی تنگی فضلات کے خارج ہونے میں دشواریاں پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اس سے باخبر رہنا چاہیے۔ رحم میں صفراوی، دموی اور سوداوی اورام پیدا ہوتے ہیں بلغمی اورام قلیل الوقوع ہیں۔ اس کا علاج استفراغ معدہ کرانے کے بعد اول دائیں ہاتھ کی رگ اکحل میں فصد کرانا پھر فصد صافن کرانا ہے۔ اور منصب ہونے والے مادہ کو منقطع کرنا ہے۔ نیز لطیف غذائیں مثلاً صرف خمیری روٹی بقدر حاجت اور بلحاظ موسم و مقام دینا کافی ہے۔ یا مغز ککڑی کے ہمراہ کھلائی جائے۔

روغن ورد پر مشتمل حقنہ مریضہ کو دیا جائے۔ اگر مرض رفع ہو جائے تو اس کو دیگر امور انجام دینے کی اجازت دی جائے۔ اور اگر تقیح پیدا ہو جائے تو ماء العسل یا صرف شہد کا حقنہ کرائیں۔ پیپ سے جب عضو پاک و صاف ہو جائے تو اس حقنہ میں صرف شہد شامل کر لیں۔ کیوں کہ شہد میں خشک کرنے والی دواؤں جیسی زبردست قوت پائی جاتی ہے۔ جس سے رحم کے مقام پر نیا گوشت نکل آتا ہے۔ بہر حال فی نفسہ شہد میں بھی رحم کا گوشت بھرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جس کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

مرکب برائے آں اُردجو، آردکرسنہ ہرایک ایک جزء، سروکا پھل، کندر سوختہ ہرایک ربع جزء اچھی طرح کوفتہ کرکے شیریں پانی میں بخوبی بھگوکر ہلکی آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب اس کے پانی کے اوصاف میں تبدیلی آجائے تو اتار کر کسی باریک پارچہ میں رکھ کر چھان کر صاف کریں۔ پھر اس میں تلچھٹ اور جھاگ وغیرہ سے صاف کیا ہوا بقدر نصف جزء شہد شامل کریں۔ نیز اگر شہد کو زیادہ پانی میں ملاکر جھاگ وغیرہ صاف کرلیا جائے۔ پھر اس جوشاندہ کے ہمراہ دوبارہ آگ پر رکھ کر شہد جیسا بنالیا جائے۔ اور روزانہ حقنہ کیا جائے تو اس علاج سے پیپ بند ہو جائے گی۔

اورام صفراوی جو پھٹ چکے ہوں اور جن کے ساتھ خلط دموی شامل ہو یا پھٹ جانے والے اورام سوداوی جن کے ساتھ خلط دموی شامل ہو اس میں یہ علاج مفید ہوتا ہے، لیکن اورام بلغمی کا اس عضو میں پیدا ہونا قلیل ہے۔ البتہ اورام سوداوی پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

اس مرض سے شفا کم حاصل ہوتی ہے جس طرح تمام اعضاء میں مرض پیدا ہونے کی صورت میں شفایابی کم ہوا کرتی ہے۔ بہر حال جو صورت حال مرض کی پیدا ہو چکی ہے اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ اور تکلیف رفع کرکے مریض کو سکون پہنچانا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لئے روغنِ گل میں ایسا روغنِ بیضۂ مُرغ شامل کیا جائے جو بغیر جلائے ہوئے تیار کیا گیا ہو، زیادہ بہتر ہے کیونکہ روغن بیضہ رحم کے فائدے کے لئے عجیب وغریب خواص رکھتا ہے۔ اس طرح تمام اعضاء کے لئے بھی اس کا فائدہ عام ہوتا ہے خصوصاً جن اعضاء میں ذکاوت حس زیادہ ہو اور الم کی شدت بڑھی ہوئی ہو۔

دونوں روغنوں (روغنِ گل اور روغنِ بیضۂ مُرغ) سے متعدد بار رحم میں حقنہ کرائیں۔ لطیف غذائیں دی جائیں۔ جس کے اندر قوت اور کیفیت کے لحاظ سے ترطیب موجود ہو۔ مریضہ کو غذا میں جوان اور فربہ مُرغ کے شوربے کے ہمراہ قدرے خمیری روٹی ملاکر دی جائے۔ جب تک ورم اور الم میں خاطر خواہ کمی ظاہر نہ ہو جائے زیادہ غذا اور گوشت دینے سے قطعاً احتراز کیا جائے غذا کی مقدار بھی بتدریج مریضہ کی سابق عادت کے مطابق اضافہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ عضو کو تقویت پہنچانا بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ساتھ ہی ساتھ ورم تحلیل کرنے کی بھرپور کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔ بہر حال طبیب کی غرض وغایت مریضہ کا مرض اور پیپ کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ رحم اپنے افعال طبعی انجام دے سکے۔

تآکل رحم رحم میں تآکل بھی ہوتا ہے۔ اور اس میں ہونا بھی چاہیئے۔ جیسا کہ گذر بھی چکا ہے، اس کا دیگر اعضاء میں علاج دشوار ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ رحم میں پیدا ہو جائے لہٰذا جب یہ ہوتا ہے تو پھر باقی ہی رہتا ہے۔

مجھے اپنے شباب کا یہ واقعہ یاد ہے کہ ایک بوڑھا تاجر جو ہکلا تھا اور طماطی کے نام سے معروف بھی تھا (اس کی زبان میں لکنت تھی) میرے پاس آیا اور اپنے بعض عزیز کے مرض (تآکل) میں مبتلا ہونے کی شکایت کی۔ میں نے علاج کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔ پھر اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی۔ اگرچہ رسمی طور پر

انہوں نے علاج شروع کر دیا۔ لیکن اس کی صحت یابی سے قطعاً مایوس تھے۔ اور فرمایا کہ مرض جان لیوا ہے۔ مرض کا عالم یہ تھا کہ مرض میں تخفیف ہو جاتی یا کبھی شدت پیدا ہو جاتی جس سے زیادہ خون بہتا جس طرح تا کل کی صورت میں ہوا کرتا ہے۔ نتیجتاً کوئی بڑی رگ پھٹ جاتی ہے خون بہنا شروع ہوتا ہے اور مریض موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

استرخا رحم رحم میں استرخا بھی ہوتا ہے۔ اس طرح کہ رحم کو قابو میں رکھنے اور باندھنے والے رباطات اور اعصاب رطوبات فضلیہ سے پُر ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ کار رحم فرج سے باہر نکل آتا ہے۔ بعض اوقات اچھلنے کودنے اور کسی وزنی شئے اٹھانے سے یہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

میں نے شباب کے عالم میں ایک عورت کو اس مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کا رحم ایک چھوٹے کنگن کے مثل (یا چھوٹی گدی کے مثل) فرج سے باہر نکلا ہوا تھا۔ وہ عورت اس حالت میں طویل مدت تک زندہ رہی۔ پھر مجھے نہیں معلوم کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ اس مرض کے ابتدائی عرصہ میں طبیب کے لئے تلافی کر لینا ممکن ہوتا ہے جس کی مختلف صورتیں ہیں وہ کوشش کرے کہ یا تو اپنے ہاتھوں سے رحم کو فرج کے اندر لوٹا دے۔ یا عورت کو پشت کے بل لٹا دیا جائے اور اس کے سینے اور دوسرے اعضا کو پکڑ کر بیٹھنے سے باز رکھا جائے پھر اس کے دونوں پیروں کے درمیان سے رحم کے نکلے ہوئے حصہ کو اندر لوٹانے کا عمل کیا جائے۔ اس طرح خود عورت کی سانس اور اس کے دیگر اعضاء رحم کو اندر لوٹانے اور کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس عملی تدبیر سے بعض اوقات رحم اپنے اصل مقام پر لوٹ جاتا ہے۔ اور جب رحم لوٹ جائے تو عورت کے دسترخوان کو بلند کر دیا جائے تاکہ وہ لیٹے لیٹے کھانا کھا سکے اور عورت کو پشت کے بل سُلانے کا التزام کیا جائے۔ کام کاج کرنے سے حتیٰ کہ شدید ضرورت کے وقت بھی باز رکھنا چاہئے۔

شگوفۂ انار، شگوفۂ مازو، خرنوب خام، اور اصل السوس ایک ایک جزء۔ سرو کا پھل نصف جزء، اسطوخودوس، شگوفۂ بابونہ ہر ایک ربع جزء، جملہ ادویہ کو اچھی طرح کوفتہ کر کے شب میں پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو ہلکی آگ پر رکھ کر اتنا جوش دیں کہ پانی ابلنے لگے۔ اور رنگ بدل جائے۔ پھر اس کو صاف کر کے بقدر ۲۰۰۴ گرام لیں اور روغن آس جو شگوفۂ آس سے تیار کیا ہوا ہو، روغن زیتون ایک چوتھائی کے ہمراہ ۲۰۰۴ ملی لٹر جوشاندہ میں شامل کریں پھر ایک روئی کا پھایہ اس میں تر کریں اور اس سے رحم میں حقنہ کرائیں۔ اور ایک پتلے کپڑے کا ٹکڑا کئی تہہ لپیٹ کر جوشاندہ آس یا شگوفۂ انار میں بھگو کر اندام نہانی میں رکھیں اور اس کے اوپر سے ایک باریک بڑا کپڑا رحم کے اوپر رکھ کر کمر اور آگے پیچھے سے باندھ دیں لیکن کمر کا بندھن ہلکا رکھیں اور ہر روز اسے بدلتے رہیں۔

رحم کے پشت پر شگوفۂ اسطوخودوس کو فتہ کر کے دو حصے سرکہ اور پانی میں گوندھ کر رکھیں۔ تاکہ رحم کو قوت پہنچتی رہے۔ مریضہ کو شربت ورد شکری پانی ملا کر ہمیشہ پلائیں۔ اس علاج سے شفایابی کی توقع ہے۔

اگر رحم میں (فرج سے بیرون خارج ہونے کی صورت میں) بیرونی ہوا کی وجہ سے کسی قسم کے تغیرات لاحق ہو جائیں تو روغن گل، روغن سوسن ہموزن کو اچھی طرح آمیز کریں جب تازہ دوہے ہوئے دودھ کی مانند جھاگ دار

بن جائے تو اس میں روئی کا ٹکڑا متعدد بار تر کرکے رحم کے اوپر خارجی طور پر چھول کرائیں۔ جب وہ خشک ہو جائے تو پھر اسی طرح روئی کا دوسرا ٹکڑا اتر کرکے رکھیں۔ تا آنکہ رحم کی شکایت رفع ہو جائے۔ بعد ازاں رحم کو اس کے مقام پر لوٹانے کی تدبیر اختیار کی جائے۔

تعفن معالیق الرحم اطباؔ نے بیان کیا ہے کہ رحم کے معالیق (رباطات رحم) میں گا ہے تعفن ہو جاتا ہے۔ اور رحم نیچے کی طرف گر جاتا ہے لیکن بغیر کسی ضرر کے عورت زندہ رہتی ہے۔ اپنی معاشی ضرورت پوری کرتی ہے۔ میں نے طب کی کتابوں میں اس مرض کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن مطالعہ کرنے کے کچھ عرصے بعد ایک معتمد شخص نے اپنا چشم دید واقعہ اس طرح کے حالات پر ایک عورت کا بیان کیا۔ اس کو یہ مرض ہوا اور وہ عورت زندہ تھی۔ اور سقوط رحم کے باعث اس کے اعمال اور چلنے پھرنے میں کسی طرح کا خلل نہیں ہوتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ رحم عضو رئیس نہیں ہے صرف ایک وجدانی تصور لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ عورتوں میں اس کی وہی حیثیت ہے جو مردوں میں کیس انثیین کی ہے۔ اسی طرح عنق الرحم عورتوں میں مردوں کے احلیل کے قائم مقام ہوتا ہے البتہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ فوطے یقیناً عضو رئیس (شریف) ہیں۔ مردوں میں ان کا کام رجولیت اور مردانگی برقرار رکھنا ہے۔ اور رحم کا فعل عورتوں میں نسائیت برقرار رکھنا ہے لیکن مردوں کے مقابلے میں قلیل ہے تاہم پھر بھی عظیم ہے رحم اور اس کے مقام متعین کی وجہ سے عورتوں میں مباشرت و مجامعت کی شہوت برانگیختہ ہوتی ہے۔ پھر وہ حاملہ ہو جاتی ہیں اور ان کے پستان اس کی وجہ سے بڑھ جاتے ہیں۔

یونانی لوگ جب مادہ خنازیر کو فربہ کرنا چاہتے تھے تو اس کے دونوں خصیے نکال دیتے تھے۔ یہی صورت حال عورتوں میں بھی پائی جاتی ہے جب ان کے دونوں خصیۃ الرحم علیٰحدہ کر دیئے جاتے ہیں تو نسوانیت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مونث کے اندر بھی مردوں کی طرح کے دو خصیے ہوتے ہیں۔ البتہ مذکر کے خصیوں کے مقابلہ میں مونث کے دونوں خصیۃ الرحم چھوٹے ہوتے ہیں اور رحم میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا جب مونث کے دونوں خصیۃ الرحم علیٰحدہ کر دیئے جاتے ہیں تو ان کی جنسی تمیز باقی نہیں رہتی جو نہ مونث ہوتا ہے اور نہ مذکر۔ کیونکہ جملہ حیوانات میں مونث و مذکر کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا مذکر کے دونوں خصیے جب علیٰحدہ کر دیئے جاتے ہیں تو وہ مذکر باقی نہیں رہتا البتہ اخلاق ذکور باقی رہتے ہیں۔ اسی طرح مونث کے دونوں خصیۃ الرحم علیٰحدہ کرنے کے بعد صفت تانیث باقی نہیں رہتی البتہ خصائل و اخلاق اناث برقرار رہتے ہیں (یعنی بظاہر دیکھنے میں ہر دو جنس میں تمیز ہو سکتی ہے)۔

کثرت طمث رحم میں کثرت طمث بھی عارض ہوتا ہے۔ فضلات سے تنقیہ بدن کی غرض سے یا خون میں رقت کی وجہ سے یہ ہوتا ہے۔ یا طبیعت اور مزاج میں مائیت کے غلبہ کی وجہ سے، یا حرارت ناریہ کے پگھلنے کی وجہ سے، یا رگوں کے مُنہ کھل جانے کی وجہ سے، رگوں کا منہ اس وقت کھلتا ہے جب خون میں حدت اور لذع (سوزش) پائی جاتی ہے۔

خون کے مزاج میں رقت ہونے کی وجہ سے اگر کثرتِ طمث ہو رہا ہو تو خون میں غلظت پیدا کرنے کی غرض سے مریضہ

کو مسور مسلم پکا کر اور بکری کے بچے کے پائے کا گوشت کھلایا جائے۔ اگر خون میں حرارت ناریہ کی وجہ سے کثرت طمث جاری ہو تو مغز خیار، مغز ککڑی مریضہ کو دیا جائے۔ اگر عورت جوان العمر ہو اور موسم گرما ہو تو فلسطینی خربزہ دیں۔ غذا میں کدو کی بیلیں اور اس کی سبزی اور کدو کو بھی مغز ککڑی کے ہمراہ کھلائیں۔ خون میں حدت و لذع کے باعث انفتاح عروق (رگوں کا منہ کھل جانا) کی وجہ سے اگر کثرت طمث ہو رہا ہو تو خیسانده اصل السوس، بنفشہ، نیلوفر ہر ایک ۷ گرام میں ۷ گرام بہیدانہ مخلوط کر کے عورت کو پلائیں۔ اگر موسم گرما ہو عورت جوان العمر ہو تو اس دوا میں ۲۸ گرام اسبغول مسلم شامل کر کے ۵ سو ملی لٹر پانی میں شب میں بھگو دیں۔ صبح کو ہلکی آگ پر جوش دیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو اتار کر صاف کر کے اسی جوشاندہ میں شربت ورد ۵ ر ۵۲ گرام اور شربت نُسر ۵ ر ۷ اگرام ملا کر نہار منہ پلائیں۔

احتباس طمث

گاہے حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔ خواہ اخلاط کے بہت زیادہ غلیظ ہونے کی وجہ سے یا اس میں لزوجت عارض ہونے کی وجہ سے۔ جب اخلاط کی غلظت اور لزوجت (چپک) کی وجہ سے حیض بند ہو جائے تو غذاؤں میں لطافت پیدا کریں۔ اور لزوجت میں تقطیع (قطع کریں) کریں شربت ایرسا اس میں نافع ہے۔ اسی طرح شربت سکنجبین عنصلی بھی۔

اگر مریضہ جوان العمر ہو جسم بھرا بھرا ہو تو صرف شربت ایرسا کا استعمال کافی ہے۔ شربت سکنجبین تین گنے پانی میں ملا کر دینا بھی مفید ہے۔ اگر مریضہ کی عمر زیادہ ہو جسم گٹھا ہوا ہو اخلاط کی غلظت بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہو تو اس وقت شربت سکنجبین عنصلی دینا ضروری ہے۔

ان دونوں شربتوں میں ایسی ادویہ کا اضافہ کرنا ضروری ہے جو دواؤں کے فوائد کو رحم تک پہنچا سکتی ہو۔ یہ ہم جانتے ہیں کہ ادرار کرنے والی دوا رحم کے لئے مصلح ہوتی ہے نیز خوشبودار بھی، مثلاً مشک، کرفس، نانخواہ اور دوقو (تخم گندروشتی) اس مقصد کے لئے بہتر ادویہ ہیں۔ بادیان بھی اس میں بہتر نفع پہنچاتی ہے۔ بہرنوع اس مرض میں تیز بودار اشیاء کے استعمال کی حاجت ہوتی ہے۔ ارحام کے سلسلے میں ضروری امور بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مزید بیان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

امراضِ فرج

رتق فرج

گاہے فرج میں پیدائشی طور پر رتق ہوتا ہے۔ (یعنی اندام نہانی یا رحم کا بند ہو جانا) اگر رتق لحمی ہو تو نشتر سے آپریشن کر کے علاج کیا جاتا ہے۔ اور اس مریض کو کسی نوعیت کا ضرر بھی نہیں ہوتا ہے لیکن اگر یہ رتق عظمی ہے تو اس میں نشتر مؤثر نہیں ہے، لیکن اگر اس کے سوراخ پر کچھ جیسا پرت ہو تو اس کے علاج اور آپریشن کرنے میں خطرات ہیں۔ بعض اوقات ولادت کے وقت فرج میں شگاف ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات پہلی مرتبہ جماع کرتے وقت سخت مزاحمت پیش آتی ہے۔ اگر فرج کے سوراخ سے آپریشن کرنے کے بعد خون جاری ہو جائے تو عورت کی دونوں ٹانگیں باہم سمیٹ کر رکھنے اور

پھیلانے کا مشورہ دیں۔ اس طرح بسا اوقات خون کا جاری ہونا بند ہو کر زخم مندمل ہو جاتا ہے۔
اگر کچھ دنوں سے خون جاری ہو پیپ بھی نکل رہی ہو یا پیپ نکلنے کے بعد زخم مندمل ہو کر فرج کا شگاف صحیح ہو گیا ہو اور سختی ہو گئی ہو تو اس صورت میں بھی زخم کو ناخن یا کسی دھار دار لوہے کے آلے سے تازہ کرنا ضروری ہے۔ پھر ریشم کے دھاگے سے زخم کو سی دیا جائے۔ اور اس کے اوپر زخم کو خشک کرنے والی دوا لگائی جائے۔ مثلاً کندر، شگوفہ ورد کے ہمراہ باریک سفوف کر کے گلنار شیریں کے فشردہ میں گوندھ کر سکھالیں اور پاؤڈر بنا کر خیاطت کے مقام پر متعدد بار چھڑکتے جائیں۔ اس طرح زخم کے سلے ہوئے دھاگے متعفن نہیں ہوں گے۔ اور زخم مندمل ہو جائے گا۔
رحم کے مخصوص امراض کا ذکر دیا گیا ہے کسی مخصوص گفتگو کی اس میں قطعاً حاجت نہیں ہے۔ لہٰذا ہڈیوں کا بیان شروع کر رہا ہوں کیونکہ یہ اعضاء کے ستون ہیں۔

امراضِ عظام

میرے خیال میں ہڈیوں میں بھی آفتیں پیدا ہوتی ہیں۔ خواہ سوء مزاج ہو یا تفرق اتصال یا امراض شکل و شباہت یا امراض وضع، یا امراض مقدار ہوں۔ ہڈیوں کا مخصوص طبعی مزاج ہوتا ہے کیونکہ ان کی حیثیت انسان کو برقرار رکھنے کے لئے بہت ہی عظیم ہوتی ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا جوان، ادھیڑ عمر ہو یا بوڑھا شخص پھر خواہ زید ہو یا عمرو لفظ اعظم کا اس سلسلے میں استعمال میں نے کیا ہے۔ اس میں مزید غور و فکر اور تفحص و استقصار کرنا چاہیئے۔ نیز جسم کے جملہ اعضاء کو بہ نظر غائر دیکھنا چاہیئے خواہ گوشت کا حصہ ہو یا اعصاب، رباطات ہوں یا رگیں، شریان ہوں یا جھلیاں یا کھال یا تمام ہی اعضاء۔ بہر حال امراض لاحق ہونے کے بعد وہ اپنے طبعی اعتدال سے نکل جاتے ہیں پس ہڈیوں کا مزاج ہر چہار سمت میں معروف ہے۔ یعنی ہر چہار جہت میں مفرد کیفیات کے لحاظ سے اور چہار جہت میں کیفیات کے باہم امتزاج کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر ہڈیوں کے باہمی اتصال میں کسی قسم کا نقص واقع ہو گیا ہو تو ان کو مزاج طبعی کی طرف پھیرنے اور لوٹانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

نقص اتصال عظام

عام طور سے ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کو نقص اتصال عظام سے موسوم کرتے ہیں۔ لہٰذا جب کوئی ہڈی ٹوٹ جائے تو ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اپنی جگہ پر اچھی طرح جوڑنے اور اس پر پٹی باندھنے کے بعد مریض کو لطیف اور زود ہضم غذائیں دی جائیں۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو برابر کر کے اس کی طبعی شکل اور حال پر لایا جاسکے۔ چنانچہ بعض اطباء نے پورے طور پر ہڈی کو اپنی اصل حالت پر لاتے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ جب بھی اس قسم کے اعمال انجام دیئے جائیں تو ان کے نتائج بھی عمدہ اور بہتر ظاہر ہوں لہٰذا اس خوف اور اندیشہ کے تحت اس سلسلے میں اپنی بہتر کارکردگی سے ہرگز گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جسم کے آخری عضو تک غور و فکر کر کے بہتر طریقۂ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے مریض کے عضو کو صحیح شکل میں لانے کی جد و جہد کرنی چاہیئے۔ جیسے زراعین اور ساقین۔

ایسا عضو جس کا بدن میں جوڑا نہ ہو مثلاً ناک تو اس کی حالت صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے سابق شکل میں لانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر بڑے اعضاء ہوں تو کسی ہموار اور سیدھی تختی پر یا کسی ہموار چیز پر ٹوٹی ہڈیوں کو ہاتھوں سے کھینچ کر پھیلا دیا جائے تاکہ عضلات کا فطری عمل جاری ہو جائے۔ یا پھر اس کے اُوپر بانس یا نرکل کی ہموار تختی یا پٹی بنا کر باندھ دی جائے۔ عضو مکسور پر روغن زیتون کی تدہین کرکے ایک مضبوط کپڑا لپیٹ کر پٹی کو چاروں طرف سے لپیٹ کر اعتدال کے ساتھ باندھ دیں۔ تین یوم اسی طرح رہنے دیں۔ پھر کھول کر تختی سیدھی کرلیں۔ اور مجروح و مکسور عضو کا بنظر غائر معائنہ کریں کہ اس میں نفع ہوا ہے یا نہیں۔ پھر اسی سابق تدبیر کو اختیار کریں۔ اور چند یوم تک اسی طرح رہنے دیں۔ اس طریقہ علاج کو شفایابی تک جاری رکھیں۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

عضوِ مکسور کے جانب مخالف میں فصد کرنا چاہیئے۔ مریض کو لطیف غذائیں مثلاً خمیری روٹیاں چوزوں کے ہمراہ کھلائیں۔ جب ورم جاتا رہے تو تیس یوم کے بعد اس عضوِ مکسور پر ایسی اشیاء لگائیں جو ہڈیوں کو بقدرت الٰہی باہم جوڑ کر پختہ و مربوط کر دیں۔ نیز ایسی غذائیں کھلائی جائیں جن کے اندر جوڑنے اور مربوط کرنے کے اثرات پائے جاتے ہوں۔ مثلاً بھیڑ کے پائے یا کسی بھی جانور کے پائے کا شوربہ دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرائیں۔ جب تک صحت کلی حاصل نہ ہو جائے روغنیات کی مالش کا التزام جاری رکھیں۔ اس ہڈی کے اندمال میں تقریباً چالیس یوم لگ جائیں گے۔

اگر جسم کے کسی بڑے عضو میں (اس طرح کا) کسر واقع ہوا ہو جس کو دونوں ہاتھوں سے پھیلا کر سیدھا کرنا چھوٹے اعضاء کی طرح ممکن نہ ہو تو لامحالہ ایک ماہر تجربہ کار شخص کی ضرورت ہوگی۔ جو عضو کو ایک طرف کھینچ کر درست کرے۔ اور دوسری طرف سے پکڑ کر سیدھا رکھا جائے۔ پھر کسی ہموار تختی پر رکھ کر کسر (ٹوٹا ہوا مقام) درست کیا جائے اور دونوں ہاتھوں سے نرمی کے ساتھ اس کو تحلیل کیا جائے۔ تاکہ مقامی عضلات ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو باہم پیوست کرکے ملا دیں۔ پھر غور کریں اور اپنے ہاتھوں کو علیٰحدہ کرکے دیکھیں کہ دونوں کے مابین اونچائی اور نیچائی تو موجود نہیں ہے۔ اگر ہو تو اس کو دوبارہ درست کرکے برابر کرلیں۔ اور تختی کو بھی برابر کرلیں۔ بعد ازاں روغن لگا کر کپڑا لپیٹ دیا جائے۔ ہر تیسرے یوم اس کا اعادہ کیا جائے۔ یہ صورت اس وقت استعمال کی جائے کہ جب مریض صبر و ثبات کا حامل ہو۔ اس امر کا علم بھی بخوبی رکھنا ہوگا کہ اس کے لئے کیا بہتر ہے اور کیا باعث ضرر۔ لیکن اگر مریض کمزور طبیعت اور کم فہم ہو تو ایک حاذق ماہر اور تجربہ کار معاون کی اشد ضرورت ہوگی جو مریض کو اپنے قابو میں رکھ سکے۔ اور حس و حرکت کرنے سے روکے رکھے تاکہ عمل جراحی اور مرہم پٹی میں کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو۔

عضوِ مکسور کو حرکت کرنے سے قطعاً محفوظ رکھا جائے تاکہ اس میں درد نہ ہو نیز جو لوگ خدمت گار اور تیمار دار کی حیثیت سے مریض کے پاس رہیں وہ بھی اس امر کا خیال رکھیں کہ عضوِ مکسور کو اس مقام پر رہنے دیا جائے۔ اور اس میں ہرگز حرکت اور جنبش نہ ہونے دی جائے۔ اگر ناک کے کسی حصہ میں کسر واقع ہوا ہو تو ناک کے نتھنوں میں اندرونی طور پر روئی کی چھوٹی گدی یا گول فتیلہ نتھنوں کے اعتبار سے رکھا جائے تو وہ منفعت بخش ہے اور ایسا کرنا ضروری ہے۔ خارجی طور پر ایسی

پٹی باندھی جائے جو ناک کے پورے حصّے کو محیط ہو۔ اور اس پر کسی مضبوط کپڑے پر گوند لگا کر اچھی طرح پوری ناک پر لپیٹ کر باندھ دی جائے۔ تاکہ وہ چپکی رہے۔ اور مقام مکسور کے بالائی اور زیریں حصّے کو محیط رہے۔ تاکہ دونوں جانب دائیں و بائیں بھی یہ پٹی اسی طرح لگی رہے کہ ناک کے اُوپر اچھی طرح چپکی ہوئی ہو۔ ناک کے اندرونی جانب روئی کا گول فتیلہ جب ناک سیدھی ہوجائے تو نکال کر ماء العسل سے دھو دیا جائے۔ تاکہ پیپ نکل جائے۔ اور صفائی ہو جائے۔ پھر اسی طرح دوسرا گول فتیلہ اس میں رکھ دیا جائے۔

بعض ہڈیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن کے اندر کسر و انخلاع کے بعد درست ہونا بعض علمائے طب کے نزدیک مایوس کن ہوتا ہے۔ مثلاً ران کی ہڈی لیکن میں نے ایک لڑکے کی ران کی ہڈی کو درست ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ میرے خیال میں یہ صحت یابی ہڈی کی فطری رطوبت کے سبب تھی۔ بلاشبہ لڑکے کی اور بالغ شخص کی ہڈی یکساں نہیں ہوتی۔ غالباً اسی وجہ سے ہڈی کی بہتر رطوبت کے سبب قلیل مدّت میں افاقہ ہوگیا اور ہڈی درست ہوگئی۔ وہ چلنے پھرنے لگا۔ لیکن یہ حکم بالغ شخص کے لئے نہیں ہوسکتا۔

خلع مفاصل

اگر جوڑوں (مفاصل) کی ہڈی علیٰحدہ ہو جائے تو صرف ایک ہی شکل ہے کہ اسے فطری اور طبعی شکل پر لوٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ جس مقام کی ہڈی ہو اسی مقام پر اس کو جما دیا جاتے۔ ہاتھوں سے اس کو ہر طرح درست کر دیا جائے۔ پھر عضلات کو اپنا فطری عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتے۔ تاکہ ہڈی اپنی جگہ پر آ جائے۔ اور اس کے اردگرد کے عضلات و رباطات اس کو اپنی گرفت میں لے لیں۔ اس پر حسب سابق بیان کردہ طریقہ پر پٹی باندھ دی جائے۔ لطیف غذائیں دی جائیں۔ اگر عمر، وقت، قوت اور مقام اجازت دے تو مریض کی فصد کی جائے۔ لیکن اگر مذکورہ شرائط میں کوئی دو یا اس سے زیادہ مانع ہو رہے ہوں اور فصد لینے کی ضرورت بھی محسوس کی جا رہی ہو تو اس صورت میں مانع شرط کے لحاظ سے دم کی تولید و کمیت میں تقلیل پیدا کی جائے۔ عمدہ اور بہتر تدابیر اختیار کی جائیں۔ لطیف غذائیں دی جائیں۔ ان غذاؤں میں غلظت پیدا کرنے کی حاجت ہو تو اس اعتبار سے غلظت پیدا کی جائے۔ اس امر کا اندازہ کرنا ایک طبیب کا فعل ہے۔ یا اس شخص کا فعل ہے جو فن طب میں مہارت رکھتا ہو۔

عمل جرّاحی کا فعل بعض خادمین طب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی طرح فصد کرنا، داغنا اور شریان قطع کرنا بھی۔ ان میں اہم اعمال، تشمیر اور سبل کا دور کرنا ہے اور سب سے اہم کام آپریشن کرنا ہے اسی طرح یہ سارے افعال طبیب سے متعلق ہیں۔

پس طبیب کی شان یہ ہے کہ مریض کے حالات میں دواؤں اور غذاؤں سے تدبیر کرے۔ اور ایسی کوئی شئے مریض کو نہ کھلائے جس کی ضرورت نہ ہو۔ جس طرح بغیر کسی ضرورت کے کوئی بھی معجون تیار کر کے اس کو دینا اس کے لئے مناسب نہیں ہے۔ والد رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر اس قسم کا کوئی عمل نہیں کیا اور نہ کوئی غیر ضروری شئے مریض کو کھلائی۔ ایک دن میں اپنے جانور پر سے والد صاحب کی موجودگی میں گر پڑا۔ جس سے میرا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا۔ یہ حادثہ میری قیام گاہ کے قریب ہی ہوا تھا

والد رحمۃ اللہ نے میرا ہاتھ درست کرنے کی کوشش کی انھوں نے یہ کوشش پہلی بار کی تھی۔ انھوں نے اپنا عمامہ پھاڑ کر اس کی پٹی بنا کر حالت اضطرار میں مقام مکسور پر لپیٹنا شروع کر دیا۔ اور اپنے کمر بند کو نکال کر اس پر باندھ دیا۔ بعد ازاں مجھ کو اس سواری پر سوار کرا دیا۔ انھوں نے حسن تدبیر سے کام کیا اور نتیجتاً اس تدبیر سے میں تندرست ہوگیا۔ بہر حال یہ کام مشکل تھا آسان نہیں تھا۔

میرے کچھ شوقیہ مشاغل ہیں۔ مثلاً شکار کھیلنے کا بے حد شوقین ہوں۔ اور دواؤں کا تجربہ اور بعض قوی دواؤں میں تلطیف پیدا کرنا، اور ان کو باہم مرکب کرنا اور بعض جوہر ادویہ کی شناخت کرنا۔ اور انھیں بیان کرنا۔ یا عمل جراحی وغیرہ میں بہت زیادہ انہماک اور دلچسپی رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں نے اپنی خواہش اور پسند سے اس طریقہ علاج کو اختیار کیا۔ اگرچہ یہ ایک حقیر عمل تھا۔ لیکن مجھے اس سے دلچسپی تھی۔ جس طرح کاشتکاروں اور شکاریوں کو اپنی کاشت اور شکار سے دلچسپی ہوتی ہے۔

عمل جراحی کے سلسلے کی جو ضروری باتیں تھیں ان کو بیان کر دیا چنانچہ جب طبیب کو اس عمل کی ضرورت پیش آئے تو اس کو بحسن خوبی انجام دینا چاہیئے تاکہ مریض صحت یاب ہو سکے۔

عمل جراحی کے بعض اعمال تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ مثلاً پتھری کا اپریشن وغیرہ تو اس کے لئے کوئی آزاد شخص برضا و رغبت نہ تیار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے مشاہدہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ شریعت اسلامی اعضائے ستر کھولنے کو مباح قرار دیتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں پردہ کرنے والے مقام کا کھولنا لازم آئے گا۔ اور یہ حرام ہے۔ ہڈیوں اور ان میں عارض ہونے والے کسر اور خلع کا بیان کر دیا گیا ہے۔ اب ان کے ارد گرد جو عوارض پیش آتے ہیں ان کا بیان باقی ہے۔

گاہے ان ہڈیوں کی فطری چکناہٹ میں کھردرا پن آجاتا ہے کسی لذاع کے مخلوط ہونے کے وجہ سے جو ہڈی پر منصب ہوتی ہے یا پیپ یا قیح گذرنے کی وجہ سے ہڈی پر یہ کھردرا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہڈی کو اس کی طبعی فطرت کی جانب لوٹانا ضروری ہے۔ بایں طور کہ نقصان رساں اسباب کا قلع قمع کر دیا جائے۔ اور ممکن حد تک کسی آلہ جراحی سے کھردرے پن کو زائل کیا جائے۔ بعد ازاں گوشت بھرنے والی ادویہ لگائی جائیں۔

بعض اوقات غیر طبعی طور پر ہڈیوں میں چکنا پن آجاتا ہے۔ جس کے باعث گوشت نہیں بھرتا۔ جب ایسی صورت ہو تو حالت صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے کھردرا پن پیدا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شدید جلاء پیدا کرنے والی ادویہ ان پر لگائی جائیں اور افشردۂ برگ شفتالو صاف کر کے شہد کے ہمراہ جوش دیکر جب قوام بن جائے بقدر حاجت لگایا جائے۔ گوشت بھرنے والی ادویہ کا ذکر آئندہ جراحات کے بیان میں آئے گا۔ گاہے ہڈیوں میں طولاً شگاف ہو جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کے لمبے شگاف کا کوئی مناسب علاج نہیں ہے۔ الا یہ کہ عضو ماؤف کو ایسی تقویت پہنچائی جائے کہ آئندہ مزید نقصان رساں مادے کو قبول نہ کر سکے اور اپنے افعال طبعی کو اسی طرح انجام دیتا رہے۔ گاہے ان دونوں پھٹے ہوئے ہڈی کے درمیان

ایک گانٹھ سی بن جاتی ہے یا اس پر ہڈی کے ایک مادہ کی تہ جم جاتی ہے۔

گاہے شدت درد کے باعث ہڈیاں ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔ اس کا ہمیں نے مشاہدہ بھی کیا ہے۔ یہ ٹوٹی ہوئی ہڈی باہر نکل آتی ہے۔ اس طرح ہڈی کا ٹوٹنا یا سوزش پیدا کرنے والی خلط حار کے اس مقام پر منصب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس سے ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔ یا اس میں شق ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرے مقام سے وہاں پر گوشت آجاتا ہے۔

بعض اوقات ہڈی کا ٹوٹنا کسی متحرک بخار کے سبب سے ہوتا ہے جو ممکن ہے کہ فی نفسہ ہڈی کے جوہر میں ریاح کے منجمد اور محتبس ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ خواہ ہڈی کے اسفل میں ریاح محتبس ہو یا جوف میں، بہر حال جو صورت بھی ہو ہم ریاح سے ہڈی ٹوٹنے کو بعید از عقل و فہم تصور نہیں کر سکتے۔ بلکہ خارجی طور سے ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ ریاح سے جسم کا رُواں ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس میں شگاف بھی پیدا ہو گیا۔

بہر حال جو کچھ اُوپر بیان کیا گیا ہے ان دونوں امور میں فرق ضرور ہے۔ اگر گوشت میں ارد گرد اور ماحول کی وجہ سے تاکل نظر آئے۔ درد شدید ہو نتیجہ میں ہڈی میں کسر واقع ہو جائے اور رنگت سیاہ ہو جائے تو یہ شدید لذاع مادہ کے منصب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مریض کے مزاج میں تعدیل پیدا کرنے کی جد و جہد کرنی چاہیئے۔ مرض لاحق کرنے والی خلط کو بذریعہ اسہال استفراغ کرائیں۔ ممکن حد تک تحلیل کیا جائے۔ اور حدت توڑنے والی ادویہ استعمال کرائی جائیں۔ یہ جملہ طریقہ علاج واضح ہیں۔ جن کو عموماً اختیار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اسہال جتنا استفراغ کرانا ممکن ہو استفراغ کرایا جائے۔

اس کے لئے مصلح ادویۂ بسفائج، افتیمون اور صبر زرد ہیں۔ لیکن اگر اس میں قدرے برگ حنظل اور سقمونیا شامل کر لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز مقوی ادویہ ایسی دی جائیں جن سے مرض کی تیزی ختم ہو سکے۔ مثلاً مغز پستہ اگر بسہولت مل جائے ورنہ اسطوخودوس قدرے مغز بادام کے ہمراہ، ان جملہ ادویہ کو یکجا کر کے شربت سیب اور شربت مصطگی ملا کر گوندھ کر محفوظ کر لیں۔ مریض کی قوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور جملہ مذکورہ شرائط کو پیش نظر رکھتے ہوئے استعمال کرائیں۔ نیز اخلاط کی حدت توڑنے کے لئے ایک عمدہ شربت (درج ذیل نسخہ پر مشتمل) تیار کر کے استعمال کرائیں۔

مرکب برائے آں

عناب، اصل السوس، گل بنفشہ، گل نیلوفر ہر ایک ۵ ۳ گرام۔ سنبل ہندی، مصطگی ہر ایک ۱۴ گرام جملہ ادویہ کو کوٹ چھان کر ۵ لٹر گرم شیریں پانی میں شب کو بھگو دیں۔ صبح کو ہلکی و نرم آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو اتار کر صاف کر کے ۲ کلوگرام شکر ملا کر دوبارہ آگ پر رکھ کر شربت تیار کریں۔ ۷۰ گرام یا ۱۰۰ گرام شربت تین گنے پانی میں روزانہ صبح مریض کو استعمال کرائیں۔ نیز جب مریض کو پیاس محسوس ہو تو قدرے شربت مذکور کو پانی میں ملا کر لذیذ بنا کر پلائیں۔

مقام ماؤف پر درج ذیل قیروطی لگائیں۔

نسخہ قیروطی

قیر (موم) اور روغن گل کو ایک برتن میں رکھ کر لکڑی کی آنچ سے پگھلائیں۔ برتن کے ایک نیچے میں سوراخ ہونا چاہیئے تاکہ بھاپ بن کر اُوپر کی جانب منصب

ہوکر برتن کے نچلے حصّے سے روغن خارج ہوتا جائے۔ یہ عمل اس وقت تک برابر جاری رکھیں تاآنکہ قیروطی تیار ہو جائے۔ اس طرح روغن میں قیر پگھل کر شامل ہو جائے گا۔ پھر اس کو مقام مرض پر لگائیں۔ اس سے مرض کی حدت و تیزی ختم ہو جائے گی۔

اگر کوئی معترض خلط صفراوی کی وجہ سے ورم لاحق ہونے کی بناء پر اعتراض کرتا ہے کہ اس مرض میں قیروطی کے روغنی جوہر کے باعث ضرر پہنچنے کا احتمال ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قیروطی کا جوہر مائی اسکی استعداد کو توڑنے کے لئے بہت کافی ہے۔ کیونکہ حدت توڑنے کی صلاحیت قیر میں پائی جاتی ہے۔ اور قیروطی بننے کے بعد حرارت اس کے اندر موجود رہتی ہے خصوصاً جبکہ قیروطی قیر مقطر (متعدد بار نچوڑا ہوا قیر) بار دشیریں پانی میں متعدد بار ٹھنڈا کر کے استعمال کیا گیا ہو۔ کیونکہ جتنی بار بھی قیروطی کو ٹھنڈے پانی میں دھویا جائے گا۔ پانی اس طرح زیادہ ٹھنڈا ہوتا جائے گا۔ اور اس کی کمیت بھی بڑھتی جائے گی۔ اس طرح کی قیروطی باذن الہٰی زیادہ نفع بخش ہوگی۔

اعتراض کے باطل ہونے پر تجربہ شاہد ہے کہ قیروطی آگ سے جل جانے میں بہت مفید ہیں۔ اس کے بے شمار منافع ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ لہٰذا جب یہ آگ سے جلنے میں نفع مند ہے تو بدرجہ اولی جملہ حار امراض میں زیادہ منفعت بخش ثابت ہوگی۔ بہر حال اس امر پر تجربہ ہی سے تصدیق یا تکذیب ہوتی ہے۔ نیز اس قیروطی کے لگانے سے مریض اور مرض کو سکون بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ جو ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوتی ہیں اور مقام ماؤف میں ڈھیلی پڑی ہوئی رہتی ہیں۔ وہ ان کے نکالنے میں آسانی پیدا کر دیتی ہے۔

کبھی کبھی ہڈیوں میں زائد ہڈی نکل آتی ہے۔ اس کا سبب ایسی ادویہ کا استعمال ہے جو خلط غلیظ کو جسم میں بڑھا رہی ہو۔ اس ہڈی کے ابھرنے کا واقعہ سب سے پہلے میں نے والد رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ ایک شخص کی پشت کی ہڈی میں ایک ابھار مثل سینگ کے ہوگیا تھا۔ اس میں صلابت فطری اور طبعی ہڈیوں کی طرح نہیں تھی۔ والد رحمتہ اللہ علیہ نے خلط غلیظ کے استفراغ کے لئے ادویہ مسہلہ سے اس کا علاج کیا۔ اور ابھری ہوئی جگہ پر مجفف ادویہ لگائیں۔ جس کے نتیجے میں بارہ سنگھے کی سینگ کی طرح جیسے وہ موسم ربیع میں گر جاتا ہے۔ مریض کے پشت سے وہ زائد ہڈی گر گئی۔

میرے ہاتھوں کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی میں بھی اسی نوعیت کا ابھار نمایاں ہوگیا تھا۔ ادویہ مسہلہ سے اس کا علاج کیا گیا۔ خلط غلیظ کا استفراغ کیا۔ اور اس پر ادویہ محللہ لگاتا رہا۔ نتیجتاً اس کا جوہر بہت زیادہ تحلیل ہوگیا۔ لیکن پھر بھی کچھ حصّہ باقی رہ گیا جو بڑھتا نہیں تھا اور نہ مجھ کو کسی قسم کے کام کاج میں دقت اور پریشانی ہوتی تھی۔

اس نوعیت کی ہڈی کبھی نکل آئے تو مذکورہ طریقہ سے علاج کیا جائے۔ اور ہمیشہ خلط غلیظ کا استفراغ کیا جانا چاہیئے۔ ان میں سب سے زیادہ معدنی قسم کی دوائیں ہیں۔ مثلاً حجر لاجورد، مقناطیس بھی بلاشبہ اس میں نافع ہے۔ البتہ مقناطیس کو اس مرض میں بہت کم استعمال کیا ہے۔ بلکہ حجر لاجورد ہی پر اکتفا کیا ہے اسی وجہ سے میں اس کی بہت تعریف کرتا ہوں۔

نباتات میں تازہ بسفائج اور افتیموں اس کے لئے بہت بہتر ہیں۔ لیکن خربق سیاہ اس کے مقابلہ میں اپنے فوائد کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور قوی ہے۔ لہٰذا جب ان کے استعمال کرنے کی حاجت پیش آئے تو اس کی یبوست دور کرنے کے بعد استعمال کرائیں۔

گوند کی قسموں میں سے مقل، سکبینج اور جاؤشیر اخلاط غلیظ کو خارج کرتی ہیں۔ گوند کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اوتار (عسر) سے اخلاط غلیظ کا استفراغ کرتا ہے۔ بعد ازاں اعضاء سے استفراغ کرتا ہے۔ شحم حنظل سے استفراغ زیادہ قوی ہوتا ہے۔ لیکن اس سے امعاء میں بہت زیادہ خراش اور کبد کو ضرر پہنچتا ہے۔ لہٰذا اس کو استعمال کرنے سے قبل کتیرا ملا کر اس کی حدت توڑ لینی چاہیئے۔ ماہرین اطبّاء نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ ان کی یہ رائے بلاشبہ مناسب ہے۔ لیکن بہرحال ایک جہت سے اس پہلو پر غور کیا گیا ہے۔ کیونکہ کتیرا حنظل کی حدت توڑنے میں بہتر ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اس سے جو سمّی امعاء اور جگر کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔ اس کی جانب انہوں نے غور نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی عطریت جگر میں مخل ہوتی ہے۔ کیونکہ حنظل میں ایک طرح کی عطریت کے ساتھ سنبل کی طرح خفیف قبض ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ان خوبیوں کے باوجود کبد کو ضرر پہنچتا ہے۔

حنظل کے اس خواص کا ذکر سوائے رئیس علم الطب جالینوس کے دوسروں نے نہیں کیا ہے۔ اور ہم کو اس کے افعال و قویٰ کا علم جالینوس ہی سے حاصل ہوا۔ لیکن دیگر نامور اطبّاء نے نہ تو اس پر تفصیلی گفتگو کی اور نہ اشارتاً بھی اس کا کوئی بیان درج کیا ہے۔

مغز پستہ حنظل کی مضرتوں کا بہترین دافع ہے۔ جو اس نوعیت کی دیگر مضرت رساں ادویہ میں دفع مضرت کا بہتر عمل کرتا ہے۔

پس اگر کیفیات اولیٰ کے سبب سے کسی نوعیت کی کوئی دشواری پیش آتی ہو تو شحم حنظل کی حدت کو مغز بادام ملا کر توڑنا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ اسی طرح جس طرح خربق کی یبوست کو نیلوفر شامل کر کے دفع کیا جاتا ہے کیونکہ اگر نیلوفر کی کیفیات اولیٰ میں سے کوئی دشواری پیش آتی ہے تو اس کے نتیجے میں اس میں بھی دقتیں اور قویٰ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں (خربق میں) عطریت ہوتی ہے۔ جو اسہال میں معین ثابت ہوتی ہے۔ اور خربق کا ضعف دُور ہو جاتا ہے۔

میرے والد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد یعنی میرے دادا کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میرے دادا نے مشرق سے آنے کے بعد اپنے وقت کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے لئے ایک مسہل دوا کا نسخہ تحریر فرمایا تھا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک مشہور و معروف طبیب ابوالمطرف بن وافد رحمۃ اللہ تشریف فرماتے تھے۔ انھوں نے نسخہ ملاحظہ کیا۔ نیلوفر کی خوشبو کی مفرح خصوصیت کے اضافہ سے نسخہ کی بہت تعریف و توصیف کی۔

حالانکہ اطبّاء نے جگر میں لاحق ہونے والے مرض اور شکایتوں کو نیلوفر کے ذریعہ دفع کرنا ترک کر دیا تھا۔ اور اس کی

جگہ پر سقمونیا جو نیلوفر کی ضد ہے استعمال کراتے تھے۔ اور سقمونیا کی تعدیل مصطگی شامل کر کے کرتے تھے۔ بلاشبہ مصطگی سقمونیا کے مضرات کی دافع ہے۔ نیز اس کے اضعاف قویٰ کی خاصیت کی اصلاح کر دیتی ہے۔ لیکن اطباءّ نے سقمونیا کی حرارت و یبوست کی کوئی رعایت نہیں کی ہے۔ لہٰذا سقمونیا کے مضرات کو دفع کرنے اور تعدیل پیدا کرنے کی غرض سے اس میں کسی دوا کے شامل کرنے کی کوئی حاجت باقی رہتی اسی لئے ادویہ مسہلہ میں سے سقمونیا بہت تھوڑی مقدار میں شامل کی جاتی ہے۔

بسفائج جس کا میں نے ذکر کیا ہے اور اس قبیل کی دیگر مضرت رساں دوائیں اس کے علاج میں احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے۔ میری اس کتاب کو پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ میرے قول کی اچھی طرح تصدیق کرے۔ خواہ میں بقید حیات باقی رہوں یا فوت کر جاؤں پھر اطمینان حاصل کرنے کے بعد جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کی تردید کرے۔ مثلاً ایک امر کی طرف واضح طور پر اشارہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ میں نے جس طرح ذکر کیا ہے اس کو اسی طرح استعمال کر کے یا پھر میرے ذکر کردہ طریقوں کے برخلاف استعمال کر کے دیکھا جائے کہ اس کے مسہل اثرات قویٰ بدن میں اولاً کس طرح ظاہر ہوتے ہیں یا کبد کے اندر اس کی مضرت اور امعاء میں سحج کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اس تجربہ کی بنیاد پر ہی ناچیز کے قول کی تصدیق یا تکذیب ممکن ہے خواہ میں بقید حیات رہوں یا فوت ہو جاؤں۔

اس طرح جو کچھ اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے یا ثابت کیا ہے اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ جو شخص بھی میرے کلام کو تجربہ کی کسوٹی پر کامل طریقہ پر تحقیق و تفتیش کرے گا اور محاکمہ کے طور پر مجھ کو اس مسئلہ میں رکھے گا تو اس کے تجربہ سے قول کی تصدیق ہوگی یا تکذیب جس پر اس کے دلائل و براہین مزید ثبوت فراہم کر رہے ہوں گے ان میں سے بعض دلائل قابل اطمینان ہوتے ہیں اور بعض مغالطہ میں مبتلا کرنے والے اور بعض دلائل صرف فرضی اور تخیلاتی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ براہین جو حقیقت کے ثبوت کے لئے میزان حق ہوتے ہیں ان کا وزن قابل قبول ہوتا ہے بسا اوقات مختلف اقوال بھی دلائل کے سلسلہ میں پیش کئے جاتے ہیں جن میں بحث مباحثہ اور مغالطہ میں مبتلا کرنے والے بھی دلائل شامل ہوتے ہیں اور تخیلاتی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال ان مختلف اقوال کے درمیان علم منطق کا جاننے والا ہی تفریق کر سکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ علم طب سے بھی واقف ہو پھر ایسے شخص کے لئے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا ممکن ہوگا جو مسائل طب سے متعلق ہوتے ہیں جس میں بہت سے دلائل اور تجربے پیش کئے جاتے ہیں جن سے حقائق کا اثبات ہوتا ہے۔ اور باطل ختم ہو جاتا ہے۔ ہڈیوں کا بیان ختم ہوگیا۔ اب انسان کے جسم میں جو امراض عموماً پیدا ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اورام و بثور

جسم کے اعلیٰ و اسفل حصّہ میں اورام و بثور پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح خارش و پھنسیاں اور زخم بھی جسم میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جسم میں خارش پیپ کے بغیر بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہرحال امراض مذکورہ خلط مرض کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ پس خلط کے بہت زیادہ گہرائی میں ہونے کی وجہ سے اورام پیدا ہوتے ہیں اور پھوڑے پھنسیاں ظاہر بدن پر اس وقت نمودار

ہوتی ہیں جب طبیعت خلط کو جسم کی ظاہری جلد کی جانب دفع کرتی ہے۔ بایں طور سوکھی خارش اور تر خارش بھی جلد میں یا جلد کے اطراف میں ہوتی ہیں۔ جسم اور بدن کے مختلف مقامات کے اعتبار سے ان کے مختلف نام ہیں۔ حکہ (سوکھی کھجلی) اور جرب (پیپ پڑی ہوئی کھجلی) میں مادہ ہونے یا نہ ہونے کی بنار پر فرق کرتے ہیں۔ جس میں مادہ نہیں ہوتا ہے اس کو حکہ (سوکھی کھجلی) کہتے ہیں۔ اس کا جوہر یعنی مادہ بہت ہی لطیف اور نہایت خشک ہوتا ہے۔ پس اس کی جتنی اقسام کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک بہت سے اخلاط میں سے کسی ایک خلط یا بہت سی خلطوں کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن کسی مقام کے اعتبار سے وہ محدود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ صفات کے اعتبار سے محدود ہوتا ہے۔ لہٰذا ورم حار اور حمرہ میں اور نملہ (چیونٹی جیسا رینگنے والا ورم) اور تہبج (ڈھیلا ورم) اور ورم صلب (سخت ورم) میں ان کے صفات اور اعراض تابعہ کے اعتبار سے تمیز کرنا اور فرق کرنا آسان ہے۔ جس طرح حمرہ (سرخ ڈورے) اور آکلہ (گوشت کو کھانے والے زخم) میں تمیز کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ ہر ایک کا تعلق کسی نہ کسی خلط سے ہے۔ وہ خلط اپنے صفات کے اعتبار سے مفرد ہے۔ یا اپنے صفات کے اعتبار سے مرکب یا دو خلطوں کا امتزاج ہے۔ یا دو سے زائد خلطوں کا یا ان اخلاط کا باہم امتزاج کس طرح ہوتا ہے عام طور سے وضاحت کے محتاج نہیں ہیں۔

اس مختصر اور جامع قول کو پیش نظر رکھتے ہوئے حسب حاجت بدن کا استفراغ کرنا ایک خلط سے یا بہت سارے اخلاط سے خواہ اولاً فصد کی ضرورت ہو تو فصد کے ذریعہ ورنہ مسہلات کے ذریعہ ضروری ہے۔ اسہال کا طریقہ بہرحال واضح ہے۔ نیز اگر ورم کسی عضو شریف میں ہو یا پھٹ کر خون خارج ہو رہا ہو تو مسہلات دینے کے بعد رادع ادویہ استعمال کرانا چاہیئے۔ بسا اوقات کوئی عضو شریف اس سے متاثر ہوتا ہے اور تم کو رادع اشیار کے استعمال کی حاجت پیش آتی ہے لہٰذا قوت کے اعتبار سے ایسے رادعات جن میں قوت تحلیل اعتدال کے ساتھ پائی جاتی ہو دینا ضروری ہے۔

اس مقام پر رادع ادویہ کا ذکر ضروری ہے۔ رادع دوار میں برودت غالب ہوتی ہے۔ اور اس دوا میں رادع کی کیفیت شدید ہو تو اس کے ساتھ قابض ادویہ کا شامل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ اپنا عمل انجام دیتے ہوئے عضو کے جوہر کو مجتمع کر سکے اور ارخار کے فعل کے برعکس عمل کر سکے۔ پس دوا لگاتے ہی پہلے درد میں اضافہ ہو جائے گا یا درد کی شدت میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اور نہ شدت میں کمی واقع ہوگی۔ اس بنار پر اوپر اس امر کا اشارہ کیا جا چکا ہے کہ رادع دوا قوت قبض سے خالی نہیں ہونی چاہیئے۔ اگرچہ اس میں قوت تحلیل اور قدرے ارخائی کیفیت ہی کیوں نہ پائی جاتی ہو۔

درد خود ہی مواد کو منصب کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک طبیب کا قول ہے کہ درد سے زیادہ مواد کو کھینچنے والی دُنیا میں کوئی شئے نہیں ہے۔ بریں بنار اس امر کی تاکید تم کو کی ہے کہ اپنی رادع ادویہ میں قوت تحلیل اور قدرے استرخار پیدا کرنے والی اشیار ضرور شامل کرنی چاہیئے۔ تاکہ درد میں سکون حاصل ہو اور باذن الٰہی دوار رادع اپنا فعل انجام دے سکے۔

مرکب برائے آں | گل سرخ، آرد جو، آرد باقلا اور صندل ہر ایک ۲۵ گرام، گل بابونہ و گل نرگس ہر ایک ۱۴ گرام تخم کتان، تخم خطمی و زعفران ہر ایک ۲۵ر۵ گرام جملہ ادویہ کو علیٰحدہ علیٰحدہ کوفتہ بیختہ کرکے بقدر ضرورت

عرق گلاب اور دسویں حصہ سرکۂ خالص میں گوندھ کر بستہ کرلیں۔ اگر مرض پیدا کرنے والی خلط رقیق ہو تو نسخہ میں سرکہ کی مقدار قلیل کردی جائے اور اگر غلیظ ہو تو زیادہ کردی جائے۔

اس دوا (مرکب مذکور) کو غذا کی غرض سے بھی بیان کیا جا چکا ہے لہٰذا اب لطیف غذا کے ذکر کرنے کی حاجت باقی نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تم غفلت نہیں کروگے۔ جس طرح میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مسہلات کے بیان کرنے کی بھی اب کوئی حاجت باقی نہیں ہے۔ کیونکہ ہر خلط کی مسہل ادویہ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ نیز عنقریب اس کا مکمل ذکر اپنی اس کتاب کے جامع میں کروں گا۔ یہ ذکر بطور خاتمہ ہوگا۔ بہر حال اگر ان ادویہ سے خاطر خواہ مقصد حاصل نہ ہو اور ورم پختہ ہو کر پیپ آلود ہو جائے تو اس میں نشتر دینا (آپریشن) ضروری ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات پختہ ہونے کے بعد از خود پھٹ جاتا ہے۔ بعض اوقات آپریشن کرنے کی حاجت پیش آتی ہے جس کو لوہے کے کسی بارد آلے سے یا گرم آلے سے یا کسی حاد دوا کے ذریعہ نضج دینے کے بعد آپریشن کرتے ہیں۔ جب ورم میں پیپ آنے لگے تو اس کا نضج مکمل کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار بھی تمہارے لئے نہیں ہے۔ میدہ اور جوش دیا ہوا کرم کلہ ہر ایک ایک جزء، کبوتر کی خشک بیٹ چار جزء علیٰحدہ علیٰحدہ ہر ایک کو بخوبی کوفتہ بیختہ کرلیں۔ پھر بھیڑ کے سری پائے کے شوربے میں گوندھ لیں بشرطیکہ مریض کا مزاج معتدل اور متوسط عمر کا ہو۔

اگر مریض ادھیڑ عمر کا بوڑھا ہو تو مذکورہ سفوف کو پرانے گھی میں گوندھ لیں اور میدہ کے بجائے اس کی روٹی باریک کرکے سفوف کرکے شامل کریں۔ اگر مریض کا جسم عضلی ہو تو میدہ کا خمیر تیار کرکے شامل کرلیں۔

اگر مریض بچہ ہو تو چھوٹی بھیڑ کے سری پائے کے شوربے میں متذکرہ ادویہ کو گوندھ لیں۔ یا مکھن میں گوندھیں۔ اگر مریض جوان ہو تو عام طور سے کھانے والے گھی میں گوندھیں۔ اس ضماد کے استعمال کے بعد جب ورم میں نضج پیدا ہو جائے تو نچلے حصہ میں نشتر دیا جائے تاکہ پیپ آسانی سے بہہ کر خارج ہو جائے خواہ ورم کو دوا کے ذریعہ یا کسی آلے کے ذریعہ پھاڑا جائے۔

ورم کو پھوڑنے کے لئے ایک مرکب دوا: کبوتر کی بیٹ، میدہ، ہموزن باریک کرکے اگر مریض کا جسم متوسط ہو تو گھی میں گوندھ لیں، اور بقدر ۲۴ ملی گرام ورم کے نچلے حصے پر لگائیں۔ پھر اس پر برگ چقندر رکھ کر باندھ دیں۔ ورم پھٹ کر بہہ جائے گا۔

اگر مریض کا جسم عضلی ہو، مزاج خشک ہو، عمر ادھیڑ ہو یا بڑھاپا ہو تو صابن میں گوندھ کر بقدر ۲۴ ملی گرام ورم کے ایسے مقام پر لگائیں جہاں پھوٹنے کا امکان ہو۔ اس سے ورم پھٹ جائے گا۔

اگر مریض بچہ ہو اور گوشت انتہائی نرم و نازک ہو تو روغن کنجد یا روغن بادام میں اور اگر مریض جوان ہو تو گھی میں گوندھ کر بیان کردہ طریقہ پر لگائیں۔ اس سے ورم پھٹ جائے گا۔ پھٹنے کے بعد ایسے ماء العسل سے دھونے کی ہدایت کریں جس میں مٹر ڈال کر اتنا جوش دیا گیا ہو کہ اس کے شہد کے اوصاف (یعنی رنگت، مزہ اور ذائقہ) بدل گئے ہوں۔ پھر اس کے جھاگ کو دور کرکے۔ جب صرف شہد باقی رہ جائے تو ہموزن آب نیم گرم ملائیں۔ روئی کا ایک فتیلہ اس میں اچھی طرح بھگو کر۔ اس کو

پھٹے ہوئے زخم پر لگائیں۔ روزانہ فتیلہ بدلتے رہیں۔ اور اس شہد میں بھگو کر لگاتے رہیں، جب فتیلہ خشک ہو جائے اور مریض نوجوان ہے اس کا مزاج متوسط ہے تو اس فتیلہ کو مرہم نخلی میں لت پت کر کے لگائیں لیکن اگر ادھیڑ عمر یا اس سے زیادہ کا ہے اور مزاج میں خشکی ہے تو پھر شہد میں مٹر کا تیار کردہ مذکورہ پانی ہی ملایا جائے۔ بلکہ اس کے ہموزن ایرسائیکوب شامل کر لیا جائے۔ نیز ۲ لٹر آب نیم گرم میں ۷۰ گرام یہ دوائیں ڈال کر پکائیں۔ جب ایک تہائی پانی جل جائے۔ اور اس کے اوصاف میں تغیر آجائے تو بقدر نصف شہد شامل کر کے جوش دیں۔ جب پانی جل جائے اور صرف شہد باقی رہ جائے تو اس کے ہموزن پانی اور دسواں حصہ افشردۂ چقندر مخلوط کر لیں۔ اور پھٹے ہوئے زخم کی گہرائی تک اس کو اچھی طرح لگائیں پھر فتیلہ کو بیان کردہ طریقہ پر اس تیار شدہ خالص شہد میں بھگو کر پھٹے ہوئے زخم کے اندر ڈال دیں اور اوپر سے کندر سوختہ کا سفوف چھڑک دیں۔

اگر مریض بچہ ہو اور نازک بدن ہو تو اس کے ورم کی گہرائی میں (پھٹنے کے بعد) شہد بھر دینا ہی کافی ہوگا۔ لیکن پہلے اس کے جھاگ کو صاف کر لینا چاہیئے۔ اور بقدر حاجت میٹھا پانی ملا لیا جائے۔ جب شہد کا قوام پہلے جیسا تیار ہو جائے تو پھر اس میں دوگنے پانی کی آمیزش کر کے ورم کی گہرائی میں ڈالا جائے پھر ایک فتیلہ اچھی طرح اس شہد میں تر کر کے زخم کے اندر رکھ دیا جائے۔ جب شہد کا قوام پہلے جیسا تیار ہو جائے تو اس مقصد کے لئے کافی ہے۔

بھرے ہوئے مواد سے جب ورم کا تنقیہ ہو جائے اور مریض کا مزاج متوسط ہو تو اسی طرح ایک فتیلہ مرہم نخلی میں تر کر کے ایک دن رکھیں۔ پھر مٹر کے جوشاندہ کو شہد میں جذب کرنے کے بعد اس میں ایک فتیلہ تر کر کے دوسرے دن رکھیں۔ لیکن جب مریض ادھیڑ عمر یا اس سے زیادہ کا ہو اس کے بدن کا گوشت عضلی ہو تو مرہم نخلی میں ایک فتیلہ تر کر کے زخم کے اندر رکھیں۔ لیکن مرہم نخلی کے اجزاء میں زرد پھٹکری کی مقدار میں سے چھٹا حصہ نکال دیں۔ اگر مریض جوان ہو یا قدرے ادھیڑ عمر کا ہو اس کے بدن کا گوشت عضلی نہ ہو تو صرف مرہم نخلی اپنے اجزاء کے ساتھ کافی ہے۔

دماميل دبیلہ یا پھوڑوں کا علاج آسان ہے صرف اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس میں کون سی خلط غالب ہے۔ اگر خلط صفراوی غالب ہے تو دوائے مسہل کے ذریعہ اس کا استفراغ کرانا چاہیئے۔ ۴۰۸ ملی لٹر خالص مٹھے میں (جو انجیر کا دودھ ملا کر حاصل کیا گیا ہو) ۵ء۱ گرام سقمونیا، ۳۵ گرام شربت مصطگی ملا کر اسہال کرائیں۔ پھر ادویہ مسہلہ استعمال کرانے کے بعد جن ادویہ کو استعمال کرانے کی ضرورت پیش آتی ہے ان کو استعمال کرایا جائے۔

غذا میں خمیری روٹی، سرکہ اور روغن زیتون میں پکائی ہوئی کاہو کی سبزی کے ہمراہ کھلائیں۔ یا مرغی کے گوشت یا بکری کے چھوٹے بچہ کے گوشت میں کاہو پکا کر کھلایا جائے۔

اگر خلط سوداوی کا غلبہ نظر آئے تو اس کا استفراغ فصد کے ذریعہ کرنا چاہیئے۔ اس استفراغ کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ جس میں بسفائج، افتیمون، خربق سیاہ، اور حجر لاجورد بہت عمدہ کام کرتے ہیں۔ اس سے قبل گذر چکا ہے کہ معدنی ادویہ کے ذریعہ خلط سوداوی کا استفراغ زوردار طریقہ پر ہوتا ہے اور نباتی اشیاء سے کمزور ہوتا ہے۔ حجر لاجورد میرے نزدیک ایک کامیاب دوا ہے۔ نیز میں نے مقناطیس کو شدید القوت بتایا ہے لیکن اس کی شدت قوت کے باعث اس سے اجتناب

کرنے کا بھی مشورہ دیا تھا۔ لہٰذا اس خلط سوداوی کی غلظت کے اعتبار سے تم کو اپنا طریقہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔ اگر غلظت بہت زیادہ ہو تو اس کے مطابق دوائیں دی جائیں۔ لیکن ان کی خصوصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے مضرات کو دُور کر کے استعمال کرائیں۔

اور اگر خلط بہت زیادہ غلیظ نہ ہو تو صرف دواؤں کا خیساندہ ہی کافی ہے۔ اس طور پر کہ آب گرم میں شب کو ادویہ اچھی طرح بھگو دیں اور دوسرے دن بھی کچھ دیر تک اس کو پانی میں بھیگا رہنے دیں۔ پھر مل کر صاف کرلیں۔ بقدر حاجت شربت مذکور مخلوط کر کے استعمال کرائیں۔ موسم اور مقام کے لحاظ سے شربت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ بہرحال اسہال کے جملہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے شربت کے ہمراہ نقوع استعمال کرائیں۔ تاکہ مریض کو ناگوار خاطر نہ ہو۔

شہد چونکہ طبائع کو مرغوب ہوتا ہے خصوصاً زبان کو طبعی طور پر لذت کا احساس ہوتا ہے اور بالغ اشخاص میں یہ حس اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر طبیعتوں کے لئے شہد غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ لہٰذا اطباّ کو دواؤں میں اس کا استعمال کرانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ادویہ بدن میں اپنے افعال انجام دیتی ہیں اور ان میں تغیرات پیدا کرتی ہیں یہ بدن کے لئے اگرچہ ناگوار ہوتیں ہیں لیکن طبیعت کو لذت بخشتی ہیں۔ طبیعت کی خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ اس میں ادویہ کے افعال اور تغیرات ہوتے رہیں۔ تاکہ بسہولت طبیعت ان سے متاثر ہو جائے مثلاً روٹی اور گوشت اور اس لئے بھی کہ شہد بدن میں اس طرح کے تغیرات پیدا نہیں کرتا جس طرح سیاہ مرچ، تربوز اور اسپغول کرتے ہیں۔ مگر روٹی گوشت کی طرح شہد کا استعمال بھی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ محض واسطہ اور ذریعہ ہے طبائع کو مرغوب ہے اور لذت بخشتا ہے۔ بنا بریں اطباّ مسہلات اور غیر مسہلات ادویہ میں استعمال کرتے ہیں۔ نیز احادیث سے شہد کے شفا بخش ہونے پر تائید بھی ملتی ہے۔ اور صادق مصدوق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کو شہد پلاؤ یا آپ کا قول ہے کہ شہد کا شربت پلاؤ۔ بریں بنا ہر قسم کی ادویہ خواہ وہ مسہلات ہوں یا غیر مسہلات شہد شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا جب شہد دستیاب نہیں ہوتا ہے تو پھر اس کے جوہر کے مماثل کسی شیریں شئے اور ادویہ کو شامل کیا جاتا ہے۔

پس معدہ اور مثانہ کے لئے شکر شہد سے بہتر ہے۔ لیکن جالینوس شہد کو بہتر قرار دیتا ہے۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جب مریض خالص صفراویت کی وجہ سے شدید حرارت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس وقت ہر شیریں شئے سے اجتناب لازمی ہوتا ہے۔ بریں بنا شربت مصطگی تک کے استعمال کرانے کا میں نے قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

مرکب برائے آں | تازہ بسفائج، افتیمون تخم براآوردہ، اصل السوس، زبیب شمسی (بیج نکلے ہوئے دھوپ میں خشک کئے ہوئے) اور گل بنفشہ ہر ایک ۳۵ گرام، حجر لاجورد ۲۵ گرام، اسطوخودوس، خربق اسود، برگ حنظل ۷ گرام۔

جن ادویہ کو کوٹنا ہو ان کو کوٹیں، جن کو باریک کرنے کی ضرورت ہے مثلاً حجر لاجورد اس کو کھرل کریں پھر جملہ ادویہ کو آب گرم میں اچھی طرح بھگو دیں دوسرے دن مل کر صاف کرلیں اور ۲۸۰ ملی لیٹر خیساندہ میں شربت مصطگی، شربت نیلوفر

اور شربت سیب ہر ایک ۵ر۷ اگرام ملا کر یہ شربت ۳۵ ملی گرام سقمونیا کے ہمراہ پلائیں۔ اگر اتنی مقدار خوراک سے خاطر خواہ نفع حاصل نہ ہو تو مزید ۵ر۵۲ ملی لیٹر خیسانده اور ۵ر۷ املی گرام سقمونیا جملہ شربت مذکورہ ہموزن میں ملا کر پلائیں۔ ادویہ مسہلہ کے بعد تبرید کی جو دوائیں معمول ہیں دی جائیں۔

لیکن اگر خلط بہت زیادہ غلیظ ہو تو اس وقت صرف خیسانده پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جملہ ادویہ مذکورہ کا جوشاندہ پلانا چاہیئے۔

مرکب برائے آں حجر لاجورد، تازہ بسفائج، افتیموں بیج نکالے ہوئے، رب السوس ہر ایک ۷ گرام، خربق سیاہ، مغز بادام ہر ایک ۵ر۵ گرام، اسطوخودوس مقل ہر ایک ۶۵ر۲ گرام، برگ حنظل ۵ ۸۷ ملی گرام برگ حنظل کو باریک کتر کر مغز بادام اور ۵ ۸۷ ملی گرام کتیرا اور بقدر ضرورت روغن گل میں اچھی طرح لت پت کرلیں۔ پھر شربت سکنجبین اور شربت اصل السوس شامل کر کے گوندھ لیں اور بقدر ۵ر۷ اگرام اس میں سے علی الصبح مریض کو کھلا کر چند گھونٹ آب نیم گرم پلائیں۔ اگر اس مقدار خوراک سے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہو رہا ہو تو مزید ۵ر۳ گرام دوا مذکورہ اضافہ کر کے آب نیم گرم کے ساتھ پلائیں۔ غذا میں خمیری روٹی، مرغیوں کے جوان چوزے یا بکری کے چھوٹے بچے کا گوشت دیا جائے۔

یہ بات بہت پہلے گذر چکی ہے کہ یہ خلط اپنی غلظت کے باعث استفراغ کے عمل کو کم ہی قبول کرتی ہے۔ اس لئے چند ایام کے ناغہ کے بعد متعدد بار استفراغ کرانا ضروری ہے اگر مرض پیدا کرنے والی خلط غلیظ ہو لیکن کسی حیثیت سے بھی سوداویت کی جانب منتقل نہ ہوئی ہو بلکہ غلظت کی انتہا کو پہنچ چکی ہو تو اوپر جن دواؤں کا ذکر میں نے کیا ہے وہ نافع ہیں۔ البتہ خلط کی غلظت کی زیادتی کے لحاظ سے صرف ادویہ کے جوہر کو پلانا چاہیئے۔ بایں طور کہ مرکب مذکور میں بقدر بسفائج تخم قرطم اور تین چوتھائی تخم قریص بھی شامل کرلیں۔ پھر اوپر کی بیان کردہ دواؤں کے ہمراہ جس قسم کے شربت کے مجموعہ کو پلانے کا ذکر کیا گیا ہے اس کو استعمال کرایا جائے۔

میں تم کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب بلغم انتہائی غلیظ ہو جائے تو وہ سوداویت میں منتقل ہونا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے تم کو اپنی عملی تدابیر اختیار کرنی چاہیئے اگر مرض صرف بلغم ہی کی وجہ سے ہو رہا ہو لیکن ابھی وہ بلغم غلیظ نہ ہوا ہو تو اس خلط کا استفراغ مقل، تخم قرطم اور تخم انجرہ جیسی ادویہ سے کافی ہوتا ہے اور اگر اس کی تاثیر اور قوت عمل میں احتمال ہو تو شحم حنظل جیسی دوا استفراغ کے لئے دینی چاہیئے۔

مرکب برائے آں تخم قرطم، تخم انجرہ، ہر ایک ۳۵ گرام، گل بنفشہ، اصل السوس ہر ایک ۵ر۷ اگرام، اسطوخودوس ۷ گرام، صعتر ۲۵ر۵ گرام۔

جملہ ادویہ کو کوفتہ کرنے کے بعد تیز آب گرم میں شب کو بھگو دیں۔ پھر صبح کو مل کر صاف کر کے ۲۸۰ ملی لیٹر خیسانده میں شربت مصطگی اور شربت سکنجبین ہر ایک ۳۵ ملی لیٹر مخلوط کرلیں۔ اور ماہودانہ بقدر ۵۰۰ ملی گرام پانی میں ملا کر صاف کر کے استعمال کرائیں۔

اگر اس سے خاطر خواہ طریقہ پر افاقہ نہ ہو رہا ہو تو ۵ ر ۲۲ ملی لٹر خیساندہ کا اضافہ کرلیں اور ۵ ر ۸ گرام دونوں شربت مذکورہ یعنی شربت مصطلگی اور شربت سکنجبین ملا کر استعمال کرائیں اور ادویہ مسہلہ استعمال کرانے کے بعد جو ادویہ دی جاتی ہیں ان کو اخیر میں دیا جائے۔

حکہ (سوکھی کھجلی) اس کا سبب تمہاری تشخیص میں اگر خلط صفراوی ہو تو میٹھے کا استعمال، مذکورہ طریقے پر کافی ہے۔ اور اگر اس کا سبب حدت خون ہو تو فصد لینے کا مشورہ دینا چاہئے۔ غذا میں کاہو کی سبزی سادہ طریقے پر صرف سرکہ اور روغن زیتون کے ہمراہ پکا کر دی جائے۔ یا بکری کے بچے کے گوشت میں پکا کر دی جائے۔ لیکن مرغی کے بچے کا گوشت بکری کے بچے کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے۔

اگر تمہاری تشخیص یہ ہو کہ سوکھی کھجلی خلط میں احتراق کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس کے آثار رنگ میں ظاہر ہو رہے ہوں اور نضج کی سرعت اور بطور، اور لذع اور کھجلانے میں لذت جیسی علامات ہو رہی ہوں (جیسا کہ خلط صفراوی کے بنا پر ہونے والی کھجلی میں لذّت زیادہ ہوتی ہے اس طرح خلط دموی کی بنا پر ہونے والی کھجلی میں نضج بہت تیزی سے ہوتا ہے اور اس کے جرم بھی بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن جو کھجلی خلط کے احتراق کی وجہ سے ہوتی ہے اس کے نضج میں تاخیر اور بطور ہوتی ہے۔ مرض کے افاقہ کے بعد بھی اس کے آثار بشکل سیاہی باقی رہتے ہیں)۔

لہٰذا جب یہ امر واضح ہو جائے کہ خلط سوداوی کے باعث کھجلی نمودار ہوئی ہے تو پھر مریض کو مرغی کا شوربہ اس طرح دیا جائے کہ مرغ کے گوشت کو ہڈیوں سمیت اور اس کے ایک ثلث تازہ بسفائج کے ہمراہ کوفتہ کرلیں۔ پھر آگ پر رکھیں جب سُرخ ہو جائے تو اتار کر مل کر صاف کر کے ۵ ر ۳۴ ملی لٹر شوربہ مریض کو پلائیں۔ کھجلی کے اثرات زائل ہو جائیں تو ادویہ مسہلہ کے بعد جن دواؤں کو پلانے کی ضرورت ہوتی ہے ان کو دیا جائے۔

اگر خلط کی شدید غلظت کا احساس ہو رہا ہو اور خشک کھجلی کے کھجلانے میں بھی اس کا اظہار ہو تو مریض کو بسفائج والی ادویہ مسہلہ دی جائیں جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

اگر کھجلی بے حد خشک ہو رہی ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی خلط مذموم ہے اور کمیت کے لحاظ سے بھی قلیل ہے۔ لہٰذا مریض کو سادہ کاہو کی سبزی مرغی کے گوشت میں یا بکری کے بچے کے گوشت میں اچھی طرح پکا کر دیا جائے نیز عمدہ غذائیں دینا بھی مناسب ہے۔ اور ۵ ر ۳ گرام روغن گل میں ۵ ر ۲ گرام پگھلایا ہوا قطران حل کر کے کھجلی کے مقام پر تدہین کرائیں تو شفا حاصل ہو جائے گی۔

چیچک و خسرہ ان دونوں بیماریوں سے شاید ہی کوئی انسان محفوظ رہا ہو۔ اس کا سبب وہ مذموم خون یعنی ردی خون حیض ہے جس سے شکم مادر میں جنین تغذیہ حاصل کرتا ہے بدن کی قوت اس کو دفع کر کے جلد کی جانب منتقل کر دیتی ہے اور جتنی زیادہ اس کی مدّت طویل ہو جاتی ہے اس کی روائت بڑھتی جاتی ہے۔ اس وجہ سے جب اس کے دفع کرنے کی جسم میں کوئی تحریک ہوتی ہے تو مریض کو بہت تیز بخار چڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات مریض کو اس کے نتیجے میں

ہذیان اور بیہوشی بھی لاحق ہو جاتی ہے۔

چیچک اور خسرہ میں فرق یہ ہے کہ چیچک کی خلط غلیظ ہوتی ہے۔ اور خسرہ کی خلط رقیق یا بس ہوتی ہے۔

بریں بنا ر اطبّار نے چیچک کے مریض کو مسہل ادویہ استعمال کرانے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس سے مرض پیدا کرنے والی خلط کا باطن بدن کی جانب رجوع کرنے کا خوف رہتا ہے۔ واقعی ان کا یہ مشورہ بھی قابل قدر ہے مریض کو ہر قسم کی غذا اور گوشت سے قطعاً پرہیز کرایا جائے صرف سرکہ کے ہمراہ مسور پکا کر دی جائے۔

میں چیچک کے مریضوں کو کاہو کی سبزی سرکہ کے ہمراہ اور مغز ککڑی و مغز کھیرا، آش جو و جو کا ستو پانی میں گھول کر قدرے نمک کے ہمراہ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ اور بعض اوقات تو میں نے ایسے مریض کو کھیرے کا فشردہ پلایا ہے اور کدو شیریں کو اچھی طرح پکا کر اس کا شوربہ دیا ہے گاہے مریض کو تربوز بھی کھلایا ہے۔ اور اس کی تعریف میں نے کی ہے۔ لیکن ہر مریض کو تربوز کا شربت بھی پلانا ممکن نہیں۔ مریض کے علاوہ دوسروں کو تربوز کا شربت دینا اور بھی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں شیرینی پیدا ہونے کی جانب استحالہ کا خوف باقی رہتا ہے۔

تمہیں جان لینا چاہیئے کہ چیچک زیادہ تر دونوں آنکھوں کی جانب دفع ہوتی ہے۔ پھر وہ آنکھوں میں فساد پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا چیچک کے مریض کی دونوں آنکھوں میں گلاب کا قطور کرانا چاہیئے۔ اس کے ۲۵ ملی لٹر میں ۷ گرام سماق باریک کر کے ملا کر روزانہ متعدد بار ٹپکائیں۔ اس سے آنکھیں محفوظ رہیں گی۔ اور ان کو کسی طرح کی اذیت لاحق نہیں ہوگی۔ جیسا کہ میں نے کسی چیچک زدہ شخص کو جس نے صحیح طریقہ اختیار کیا اور شیرینی سے اجتناب کیا اس مرض میں اذیت پہنچتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اور جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ چیچک کے مریض کو شہد اور نمکین مچھلی کے کھلانے سے اجتناب کرانا نتائج اور عواقب کے اعتبار سے بہتر ثابت ہوتا ہے اور جاہل عوام سے لوگوں نے یہ بھی سن لیا ہے کہ اس قسم کی اشیاء سے اجتناب کرنے کے نتیجہ میں مرض کا انجام بہتر ہوتا ہے اور وہ ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔ میرے مشاہدے میں اس قسم کا کوئی مریض نہیں آیا۔ سوائے اس کے کہ مرض کی شدت اور تکالیف کی بنا پر موت کا احساس لوگوں کو پیدا ہونے لگا ہو۔

مجھ کو مرض چیچک کے خوف سے شہد کھلایا گیا تھا۔ میری بوڑھی (دادی) رحمہا اللہ نے میرے والد کی عدم موجودگی میں لوگوں سے اس سلسلے میں دریافت کیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ بچپن میں مجھے چیچک نکلی تھی۔ اور مجھ کو شہد کھلایا گیا تھا شہد کھانے کے بعد جو تکالیف مجھے لاحق ہوئی تھیں اچھی طرح یاد ہیں۔ لیکن بہر حال بڑی پریشانیوں اور مصیبتوں کے بعد اس چیچک کے مرض سے نجات حاصل ہوئی۔

مرض چیچک میں تمام رادع چیزوں کی تدہین سے بچنا چاہیئے۔ حتیٰ کہ بچھڑے یا ہرن کے نوزائیدہ بچّے کی ہڈیوں کے گودے کی تدہین سے بھی بچا جائے۔

حصبہ (خسرہ)

اس کے نکلنے کا سبب معمولی خشک خلط ہوتی ہے جو اس خون سے حاصل ہوتی ہے جس سے شکم مادر میں جنین کی پرورش ہوتی ہے اس لئے بچہ کو حصبہ ہوتی ہے۔ اس مرض کے حملہ کے وقت جملہ شیریں

اشیاء اور گوشت سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ مریض چیچک کی طرح خسرہ زدہ کے لئے وہی تدابیر و علاج اختیار کی جائیں۔ مریض کے جسم پر بچھڑے اور ہرن کے نوزائدہ بچّے کے گودے کے علاوہ دیگر روغن کی تدہین کرائیں۔

برص کبھی سفید چمک دار دھبّے ظاہر جلد پر نمودار ہوتے ہیں۔ جب اس کو کھجلایا جاتا ہے تو اس میں نہ سرخی آتی ہے اور نہ خون نکلتا ہے۔ اس قسم کا علاج یقیناً مشکل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب کبد کی قوت مغیرہ ضعیف ہو جاتی ہے تو اس کے استحالہ کی حرکت میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی مثال حرکات نقلیہ میں دیکھی جا سکتی ہے کہ اس کی حرکتوں میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور حرکت برابر قائم نہیں رہتی بہر حال اس کا کوئی مستقل اور مکمل علاج نہیں ہے۔

بہق ابیض بہق کی ایک قسم ابیض ہوتی ہے۔ اعضاء میں ضعف ہضم غذا کے اور استحالہ کی عدم تکمیل کے باعث یہ مرض ہوتا ہے۔ اعضاء کی اچھی طرح مالش اور ان کی تدہین (دلک) کے ذریعہ ان میں تسخین کرنا۔ اور ایسے مشروبات کا استعمال جو حرارت بخش، اور مواد کی تقطیع کے ساتھ ہی مفتح سدد ہوں تو شفاء حاصل ہوتی ہے نیز جگر کی رعایت کرتے ہوئے مقویات کبد و مفتحات سدد کے لئے ان ادویہ کا انتخاب کرنا چاہئے جو خوشبو دار اور لطیف الجوہر ہوں ساتھ ہی کچھ تلخی ہو اور جگر کی اصلاح اور نضج کی بھی صلاحیت ہو۔

اس مرض کی ایک مرکب دواء ایرسا، بیخ بادیان، مصطگی، سنبل ہندی، اذخر، اسارون، وج (بچھ) ہر ایک ۲۵ گرام، اصل السوس جملہ ادویہ کے برابر۔ کوٹنے والی دواؤں کو کوٹ لیں۔ پھر جملہ ادویہ کو ۵ رر ۲ لٹر آب شیریں میں ایک رات بھگو کر نرم آگ پر رکھیں جب نصف پانی جل جائے تو آگ سے اتار کر مل کر صاف کریں اور پھر شربت پوست ترنج، شربت بادیان اور شربت انار شیریں ہر ایک ۲ لٹر شامل کریں اور پھر دو بار آگ پر رکھ کر پختہ شربت تیار کریں۔ ۱۴ گرام دبید الورد عشاری کھلا کر ۷۰ ملی لٹر شربت ہذا میں ۱۷۵ ملی لٹر تازہ پانی ملا کر پلائیں۔

بہق کے تمام داغوں پر مندرجہ ذیل ضماد لگائیں مجیٹھ، آرد ترمس ہر ایک ایک جزء۔ قنطوریون دقیق نصف جزء، تخم کتان آٹھ جزء علیحٰدہ علیحٰدہ دواؤں کو پیس چھان کر بقدر ضرورت سرکہ میں گوندھ کر بہق کے داغوں پر ضماد لگائیں۔ پھر برگ انگور سبز یا کوئی اور سبز پتّا رکھ کر باندھ دیں۔ جب برگ خشک ہو جائے تو اس کو بدل کر دوسرا رکھ کر باندھ دیں۔ اگر مریض ڈھیلے بدن کا ہو تو ضماد سرکہ اور پانی ہموزن ملا کر لگائیں۔

غذا میں جنگلی کبوتر کا شوربہ خوب اچھی طرح پکا کر کھلائیں۔ اور گوریوں (عصافیر) کا شوربہ بھی دیا جائے مُرغی کے چوزوں کو سیخ پر یا ہانڈی میں پکا کر کھلائیں۔ اسی طرح جوان مرغیاں بھی پکا کر کھلائی جا سکتی ہیں۔ بہر حال اس نوعیت کی معمولی تدابیر علاج سے مریض صحتیاب ہو سکتا ہے۔

بہق اسود یہ ایک سیاہ داغ ہوتا ہے اس کا سبب عضو میں کسی خلط محترق کا چپک جاتا ہے۔ حمام میں داخل ہو کر

اس عضو کو اس طرح سے نہ دھویا جائے جس طرح سارے اعضار دھوئے جاتے ہیں۔ البتہ مغز خربزہ یا تخم خربزہ یا شہد یا شکر سے جسم کی صفائی کریں۔ پھر بھی اگر بہق اسود باقی رہے تو بہق ابیض کے بیان میں ضماد کا جو نسخہ میں نے تحریر کیا ہے اس کو استعمال کرائیں یہ بہق اسود میں بھی مفید ہے۔ بہق ابیض کے مقابلہ میں بہق اسود کا زائل کرنا بہت ہی سہل ہوتا ہے۔ غذا میں وہی چیزیں دی جائیں جو بہق ابیض میں بیان کی گئی ہیں ان کی تیاری کے طریقے البتہ مختلف ہوسکتے ہیں۔ بہتر غذا مرغیوں کا شوربہ ہے۔ اور اسی طرح بکری کے چھوٹے بچّہ کا گوشت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کبوتروں کا شوربہ استعمال کرانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اس کو روغن بادام شیریں میں پکانا چاہئے۔ اسی طرح گوریوں کا استعمال بھی نافع ہے۔ لیکن مُرغیاں بہتر ہیں۔ زیتون کرم کلہ، اور بیگن کے استعمال سے پرہیز کرایا جائے۔ الغرض جن غذاؤں کو اُوپر بیان کیا گیا ہے ان کو استعمال کرایا جائے۔

خیلان جسم

گاہے جسم پر تل بھی نمودار ہوا کرتے ہیں۔ عروق شعریہ کے مُنہ سے خون خارج ہونے کی وجہ سے تلوں کا جسم میں ظہور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اس کا سبب فصد کرانے میں غفلت اور لاپرواہی ہے۔ یا پھر خون میں سوزش ہوتی ہے اور عروق شعریہ کے مُنہ سے اس کا اخراج ہوتا۔ اور جسم کی ظاہری سطح پر چپک جاتا ہے۔ یہ امر بہر حال ہمارے علم میں ہے کہ جب خون اپنے ظرف سے جدا ہوکر دوسرے مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا رنگ متغیر ہوکر سیاہ ہوجاتا ہے۔ لہٰذا حالات حاضرہ کے مطابق اگر امتلاء اس کا سبب ہے یا خون میں فی نفسہ حدت پیدا ہونے کی وجہ سے تل جسم پر نمودار ہو رہا ہو تو فصد کرنا مُفید ہے۔ مزاج کی تعدیل کے لئے مندرجہ ذیل شربت استعمال کرائیں۔

نسخہ: اصل السوس، عناب ہر ایک ۱۴۰ گرام پرسیاؤشاں، تخم خربزہ، تخم خیارزہ ہر ایک ۷۰ گرام بنفشہ، خطمی، ہر ایک ۱۷ر۵ گرام جملہ ادویہ کو کوٹ کر تیز گرم پانی میں شب کو بھگودیں۔ پانی کی مقدار ۱۲ لٹر ہو صبح کو نرم آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب آدھا پانی رہ جائے تو اتار کر مل کر صاف کرلیں۔ اور ۴ کلوگرام شکر ملادیں۔ پھر شہد اور تمر ہندی ۲۵۰ گرام عرق گلاب ۵۰۰ ملی لٹر ملاکر دوبارہ پکاکر شربت تیار کریں۔ اور صبح نہار مُنہ ۷۰ ملی لٹر شربت ۲۵۰ ملی لٹر پانی کے ساتھ استعمال کرائیں اور غذا میں خمیری روٹی کو مُرغی کے شوربے کے ساتھ یا خرفے کی سبزی کے ساتھ کھلائیں۔

سلعہ (رسولی)

انتہائی غلیظ و بارد خلط بلغمی کی وجہ سے جسم میں رسولی پیدا ہوتی ہے، اسی وجہ سے نہ اس میں درد ہوتا ہے اور نہ ہی پیپ پڑتی ہے، رسولی چھوٹی ہو تو لطیف غذائیں دیں، اور قاطع شربت پلائیں مثلاً سکنجبین عنصلی اور خلط بلغمی کا استفراغ کرائیں۔ رسولی پر اشق کا ضماد سرکہ کے ساتھ لگائیں، اس سے شفار ہو جائے گی۔ اگر رسولی بڑی ہو تو علاج دشوار ہوتا ہے خصوصاً جبکہ ایسے مقام پر جہاں سے نکالنا انتہائی مشکل ہو رہا ہو اگر اس کا اخراج مشکل نہ ہو تو کسی جراح کے ذریعہ جو ہمیشہ یہی عمل کرتا ہے رسولی کے مقام کو شق کرکے خارج کردیا جائے۔

گاہے یہ رسولی چھوٹی ہوتی ہے لیکن بتدریج بڑھتی رہتی ہے۔ اور بڑی ہو جاتی ہے یہ اپنے ہم جنس غذاؤں سے

غذا حاصل کرتی رہتی ہے خصوصاً جب مریض اپنی غذاؤں میں کسی قسم کی احتیاط نہیں کرتا اور مچھلی چپاتی اور دودھ زیادہ استعمال کرتا ہے یا اس سے تیار شدہ غذائیں خصوصاً ٹھنڈی کرکے کھاتا ہے تو رسولی بڑی ہو جاتی ہے۔ رسولی چھوٹی ہونے کی صورت میں تخم بابونہ کو پیس کر پانی میں گوندھ کر میں نے لگایا اور اس کا تجربہ کیا اس سے رسولی زائل ہو گئی۔ اسی میں سے بقدر ۵ر۳ گرام نہار مُنہ روزانہ کھلا کر بھی میں نے تجربہ کیا، اس کے اثرات خاطر خواہ ظاہر ہوئے اور رسولی زائل ہو گئی۔ نیز اگر رسولی پر قرصعنہ کا لیپ لگایا جائے تو اس سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔

اس رسولی کی اقسام میں سے بعض بدن کی گانٹھیں بھی ہیں جن میں درد نہیں ہوتا۔ قدیم اطباء اس کو عقد العصب (پٹھوں کی گانٹھ) کہا کرتے تھے۔ یہ نام صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دراصل یہ پٹھوں کی گانٹھ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک غلیظ خلط ہے جو اس مقام پر چپک جاتی ہے۔ جس سے یہ گانٹھ پیدا ہو جاتی ہے۔ اطباءؔ نے اس کا علاج کئی (داغنا) بیان کیا ہے، تخم بابونہ کے کھانے اور ضماد لگانے کا بیان میں نے کیا ہے۔ اور تجربہ کی بناء پر اس کی تعریف بھی کی ہے۔

ثآلیل (مسّے) گاہے بدن میں مسّے بھی نمودار ہوتے ہیں۔ ان کی مختلف اقسام ہیں۔ بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں جن کے اندر غلیظ دموی رطوبت ہوتی ہے۔ گویا یہ تلوں کی بہت سی اقسام میں سے ایک قسم ہوتی ہے۔ اس کا علاج جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے تلوں کے علاج ہی جیسا ہوتا ہے۔ بعض مسّوں کی قسمیں بڑھنے والی رسولی جیسی ہوتی ہیں۔ یہ نہایت خشک اور بارد خلط کے سبب سے ہوتے ہیں، ان کا بہتر علاج بدن سے اس خلط کا تنقیہ کرنا ہے۔

مرکب برائے آں صبر، غاریقون، تازہ بسفائج، مغز قرطم، تخم انجرہ، رب السوس، حجر لاجورد، مقل (گوگل) اور جاؤشیر ہر ایک ۵ر۳ گرام، برگ حنظل و شحم حنظل ہر ایک ۲۵۰ ملی گرام، عصارۂ علقم ۱۱۰ ملی لٹر شحم حنظل و برگ حنظل کے علاوہ علیحدہ علیحدہ تمام دوا کو سحق کر لیا جائے۔ پھر تل کے تیل میں تمام دواؤں کو چرب کر لیں۔ اور برگ حنظل و شحم حنظل کو قینچی سے باریک کتر لیں۔

پھر مغز بادام پونے دو گرام اور کتیرا ۱۲۸ ملی گرام کوٹ کر ملائیں اور بقدر حاجت شربت سکنجبین اضافہ کرکے تمام دواؤں کو گوندھ لیں۔ اس کو ۱۱ گرام تازہ پانی کے ساتھ کھلائیں اور سابقہ پرہیز کو مدنظر رکھیں۔ اگر اس سے خاطر خواہ نفع حاصل نہ ہو تو مزید ۵ر۳ گرام کا اضافہ کریں۔

ادویہ مسہلہ کے بعد جن ادویہ کے استعمال کرانے کی حاجت ہوتی ہے وہ استعمال کرائی جائیں۔ معجون مذکور سے صحیح طور پر فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب مریض کو عمدہ غذائیں بھی دی جائیں مثلاً مرغیوں کا شوربہ، انڈے اور تازہ خمیری روٹیاں، اگر مسّوں پر خرنوب خام کا لیپ لگایا جائے تو وہ خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔ اسی طرح ان مسّوں پر بے آب و گیاہ زمین کے جانوروں سے حاصل شدہ پنیر کا روغن اگر لگایا جائے تو بقدرتِ الٰہی خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔

اگر روغن گندم یا روغن ترمس یا روغن میتھی کی مسّوں پر تدہین کرائی جائے تو ہر ایک کے علیحدہ استعمال کرانے

سے بھی باذن الٰہی یہ خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔

وہ مسّے جن کے کنارے کا صرف ایک حصّہ ظاہر ہوتا ہے اور پورے طور پر نمایاں نہیں ہوتا گوشت میں اندرونی طور پر پیوست ہو جاتے ہیں ان کو منکوس مسّوں (اوندھا) کا نام دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں مَیں نے جس قسم کی مسہلات، غذائیں اور ادھان ذکر کئے ہیں، ان کا استعمال کرانا مُفید ہوتا ہے۔

خشونت وحزاز گاہے جسم میں کھُردرا پن ہو جاتا ہے اور کھال سے بھوسی نکلنے لگتی ہے۔ عام طور سے اس کو سر یا جسم کی بھوسی کہتے ہیں۔ یہ بھی خلط یابس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اتنی غلیظ خلط نہیں ہوتی کہ اس سے مسّے نمودار ہونے لگیں۔ مسّوں کے لئے جن مسہل ادویہ کا ذکر میں نے کیا ہے وہی جسم کی بھوسی کی صورت میں بھی نافع ہیں اگر جسم کی بھوسی پر اُشنہ پانی میں پیس کر لگایا جائے تو اس کے اثرات بہتر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر روغن گندم کی تدہین کی جائے یا اُوپر بیان کردہ روغنیات میں سے کسی ایک کی جو مسّوں پر تدہین کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اعضا پر مالش کی جائے تو باذن الٰہی مفید ہے۔

اطبّا نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ چھپکلی کا جھوٹا کھانے سے جسم سے بھوسی نکلنے کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ۵ ۸۷ ملی گرام سے ۵ ۷ را ملی گرام تک تریاق فاروق ایک گھونٹ آب نیم گرم کے ہمراہ نہار مُنہ کھانا اور اس کے بعد آٹھ گھنٹے تک کوئی غذا نہ لینا شفا بخشتا ہے۔ چھپکلی کا جھوٹا یعنی وہ کھانا جس میں چھپکلی نے مُنہ ڈال کر کھایا ہو یا پانی جس میں چھپکلی گر گئی ہو استعمال کرنا جسم کے لئے مضرت رساں ہے۔

مراکش کے دوران قیام جو پانی میں پیا کرتا تھا اس میں بدبو آتی تھی اور روز بروز بدبو میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے میں کنوئیں میں اس گمان سے اترا کہ شاید دیواروں میں رہنے والے جانوروں میں سے کوئی جانور پانی میں گر گیا ہو۔ مجھے تشویش اس وجہ سے تھی کہ اس پانی سے میں وضو کرتا تھا۔ تو میں نے اس کنوئیں سے کئی عدد چھپکلیاں نکالیں، اور ان میں سے بعض تو بالکل پھٹ گئی تھیں، لہٰذا میں نے تریاق استعمال کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی مُرغیوں کا شوربہ بھی استعمال کرنے لگا۔ پھر مجھے کوئی ضرر نہیں ہوا۔ البتّہ اس کے بعد صرف ناک میں یکے بعد دیگرے دانے نکلنے لگے۔ اس پر تریاق لگانا شروع کیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ زہریلی خلط کے وجہ سے یہ دانے نکل رہے ہیں، چونکہ کنوئیں کا پانی میں نے پیا ہے اس لئے اس کے زہریلے اثرات ناک میں دانوں کی شکل میں نمودار ہو رہے ہیں۔ کنوئیں کا پانی چھپکلیوں کی وجہ سے خراب و زہریلا ہو گیا تھا۔ میں نے تریاق فاروق کا چار مرتبہ اعادہ کیا، جس سے دانوں کے نکلنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔

تقشّر جلد گاہے بدن میں ایک بیماری جس کو تقشّر الجلد (کھال ادھڑنا) کہتے ہیں لاحق ہوتی ہے۔ یہ مرض مذموم خلط سوداوی کے سبب سے ہوتا ہے۔ جو جسم کی جلد کی طرف آتی ہے۔ اس وقت طبیعت بدن جلد سے مختلف ہو جاتی ہے اور جلد نہ تو تغذیہ حاصل کرتی ہے اور نہ اس خلط مذموم کو دفع کرتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں جلد بھوسی کے مانند اوپر سے جھڑنے لگتی ہے۔ بہرحال یہ خلط بہت ہی خراب ہے۔ شکر ہے کہ اس کا رُخ خارج بدن کی جانب ہوتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ خلط مذموم سے استفراغ ان ادویہ سے کرایا جائے۔ جن کا میں تذکرہ کر چکا ہوں۔ مثلاً بسفائج، افتیمون، حجر لاجورد اور خربق سیاہ وغیرہ ہر پانچویں دن تریاق فاروق ۵۔۷ر۱ گرام ہمراہ شربت اصل السوس ۲۵ گرام میں تین گنا پانی ملا کر مریض کو دیں۔ اس کے آٹھ گھنٹے بعد غذا میں خمیری روٹیاں مرغیوں کے پتلے شوربے کے ہمراہ کھلائیں۔ اور اس کا شوربہ زیادہ سے زیادہ پلائیں۔ جلد کے ادھڑے ہوئے مقامات پر مغز تخم خربزہ اور گل بابونہ ہموزن ہر ایک کو اچھی طرح پیس چھان کر آب شیریں میں گوندھ کر ضماد لگائیں۔

جذام کبھی بدن میں جذام کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ اسے "علت کبریٰ" بھی کہتے ہیں کبھی تو یہ کسی جذامی کے ساتھ رہنے سہنے اور خورد و نوش کے تعلقات رہنے کے باعث ہوتا ہے۔ یا پھر مزاج کو فاسد کرنے والی اشیاء کے کثرت استعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بہر حال جب یہ مرض مستحکم ہو جاتا ہے تو اس کا علاج انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ اور اگر ابھی مرض ابتدائی منزل میں ہے تو اس کا علاج ممکن ہوتا ہے سب سے پہلے علاج میں طحال کے سدوں کو کھولنے والی ادویہ استعمال کرانی چاہئیں۔ مثلاً پوست بیخ جھاؤ اور پوست بیخ کبر کے ہمراہ حدت توڑنے کے لئے اصل السوس مقشر اور زبیب شمسی شامل کر کے استعمال کرایا جائے۔

مرکب برائے آں بیخ جھاؤ اور اذخر ہر ایک ۳۵ گرام جعدہ، گل بابونہ ہر ایک ۲۵ گرام، اسارون، پودینہ نہری ہر ایک ۵ر۷ گرام، قنطوریون رقیق ۱۰ گرام جن دواؤں کو کوٹنے کی حاجت ہو اس کو کوٹ لیں پھر سب ادویہ کے ہموزن اصل السوس مقشر شامل کر کے شب میں ۵ لٹر پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو نرم آگ پر رکھیں۔ جب ایک ثلث پانی جل جائے تو آگ سے اتار کر ملکر صاف کر کے ۵ر۲ کلوگرام شکر ملا دیں۔ پھر دوبارہ آگ پر رکھ کر شربت تیار کریں۔ ہر روز صبح کو شربت ۷۰ ملی لٹر آب نیم گرم ۲۵۰ ملی لٹر کے ہمراہ استعمال کرائیں۔

غذا میں خمیری روٹی روغن بادام شیریں میں تیار کئے ہوئے مرغیوں اور چوزوں کے شوربے کے ساتھ دیں۔ اگر خلط سوداوی کا دواؤں سے استفراغ کر دیا جائے تو مریض کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ جب مسہلات دی جائیں تو مذکورہ ادویہ بعینہٖ استعمال کی جائیں مثلاً بسفائج، خربق سیاہ اور افتیمون وغیرہ۔

مرکب برائے آں غاریقون، تازہ بسفائج، حجر لاجورد ہر ایک ۷ گرام، خربق سیاہ ۵ر۳ گرام، برگ حنظل ۵۔۸۷ ملی گرام، سقمونیا ۴۰۰ ملی گرام۔ برگ حنظل کو قینچی سے باریک کتر لیں۔ اور اس کے ہموزن کتیرا باریک کر کے شامل کر لیں۔ ہر دوا کو علیٰحدہ علیٰحدہ سحق بلیغ کر لیں۔ مغز بادام شیریں ۵ر۳ گرام پیس کر ملائیں۔ تمام ادویہ کو شربت پوست ترنج اور شربت سکنجبین حسب ضرورت میں ملا کر معجون بنائیں۔ بوقت حاجت اس میں سے بقدر ۴ر۲ گرام کھلا کر چند گھونٹ آب نیم گرم پلا دیں۔ اگر اتنی مقدار کم ہو تو ۵ر۳ گرام اضافہ کر لیں ادویہ مسہلہ دینے کے بعد جن ادویہ کے استعمال کرانے کی حاجت ہوتی ہے وہ دی جائیں۔

اس دوا کے استعمال میں ناغہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی چند دنوں کھلانے کے بعد چند دنوں کا ناغہ کریں۔ اور موسم سرما میں ہر آٹھویں دن مادہ سیاہ سانپ (افعی) کا گوشت اچھی طرح صاف کرکے اور دو بار پانی سے دھوکر اس میں سویا ڈال کر پکاکر روٹی کے ہمراہ کھلائیں۔ اور اس کا شوربہ پلائیں۔ یہ عمل مریض کے اعضاء میں بخوبی انہضام پیدا ہونے کے وقت تک جاری رکھیں۔ اس کے بعد دوسرے ایام میں مریض کو چوزے مرغیاں غذا میں دیں اور ان کے شوربے برابر پلائیں۔ یہ شوربہ اس مرض کی ایک نفع بخش دوا بھی ہے۔ اگر آٹھویں دن تریاق فاروق ۵ ر۲ گرام کھلاکر چند گھونٹ پانی پلایا جائے تو انشاء اللہ نفع مند ثابت ہوگا۔ بہر حال سارا دار و مدار مضر اشیاء سے پرہیز اور لگاتار مرغیوں کا گوشت کھلانے اور اس کا شوربہ پلانے پر موقوف ہے۔

خدر، استرخاء اور فالج

گاہے انسان کے بعض اعضاء میں حرکت نہیں ہوتی۔ اور اس کی حس یا حرکت میں یا حس اور حرکت دونوں میں دشواری ہوتی ہے۔ اس کو عام طور سے خدر (سن ہونا) کہتے ہیں جب اعضاء کی نقل و حرکت میں خدر مستحکم ہو جاتی ہے تو اسے استرخاء کہتے ہیں۔ اور جب بھی کسی بطلان حرکت کا نام استرخاء رکھتے ہیں تو اس کے تمام عیوب و محاسن کا اظہار نہیں کرتے بلکہ مرض طاری ہو جانے کی بنا پر اس کو اس نام سے موسوم کر لیتے ہیں جس مقام پر امراض راس کا ذکر کیا گیا ہے وہیں پر خدر کے اسباب کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

بعض اشخاص کے اندر فقدان حس اور بعض کے اندر فقدان حرکت اور بعض کے اندر ہر دو کا فقدان ہوتا ہے اس کی تشریح اس مقام پر میں نہیں کر رہا ہوں۔ حرکات ارادیہ کا منبع دماغ ہے اور احساس حیوانی کا سرچشمہ بھی یہی ہے اور حس و حرکت کو اعصاب اور نخاع تک پہنچاتا ہے پھر نخاع سے چھوٹے راستوں کے ذریعہ حس و حرکت اعضاء تک پہنچتی ہے۔ پس دماغ یا نخاع سے پھیلے ہوئے نرم اعصاب کے ذریعہ جو کچھ اعضاء میں آتا ہے وہ حس ہوتی ہے اور دماغ یا نخاع کے سخت اعصاب کے ذریعہ جو کچھ اعضاء کی جانب آتا ہے وہ حرکت ہوتی ہے۔

بعض اطباء کا یہ خیال ہے کہ عضو کی حرکت کے تعطل کی صورت میں حس باقی رہتی ہے۔ کیونکہ حرکت نقلیہ اپنے افعال کی انجام دہی کے لئے عضو کی محتاج ہوتی ہے اور احساس کی صورت میں دوسرے اعضاء سے اثرات قبول کرتی ہے۔ ایسا خیال ہوتا ہے کہ ان کا قول مذکور صحیح ہے۔ کیونکہ کسی نہ کسی کھوٹ اور نقص کے سبب سے عضو کے حس میں تعطل پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی اکثر اطباء کا خیال بھی ہے اسی طرح جن اعضاء کی حس معطل ہو جاتی ہے ان میں حرکت باقی رہتی ہے اور ان کو کسی قسم کی مضرت لاحق نہیں رہتی۔ پس جب یہ حقیقت ہے تو اطباء کا یہ قول کہ اعضاء میں حرکات پہنچانے والے اعصاب حس کے اعصاب سے قطعاً مختلف ہوتے ہیں۔ ان کا خیال صحیح و درست ہے اور عملی مشاہدہ بھی ان کے قول پر شہادت دیتا ہے۔ کیوں کہ ہر دو اعصاب میں نرمی و سختی کے اختلاف مخفی نہیں ہوتے۔ بلکہ ظاہر و باہر ہوتے ہیں۔

عسر حس اور عسر حرکت کا سبب پورے دماغ میں کسی آفت کا لاحق ہونا ہوتا ہے۔ پھر یہ تمام بدن کو شامل کر لیتا ہے۔

لیکن اگر دماغ کے دونوں حصّوں میں سے کسی ایک حصّے میں یہ آفت ہو تو دماغ کے اس حصّہ سے نکلنے والے اعصاب میں دشواری اور تعطّل پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح نخاع کے مقام پر بھی اگر یہ آفت ہو تو یہی صورت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی نخاع سے اعصاب نکل کر جن اعضاء تک پہنچتے ہیں وہ متاثر ہوتے ہیں خواہ حسی اعصاب ہوں یا حرکی اعصاب، بہر حال ان میں مضرت لاحق ہوتی ہے۔

اب یہ غور کرنا باقی ہے کہ آیا حسی عصب میں نقل و حرکت کی قوت ہوتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح حرکی عصب میں احساس کی قوت موجود رہتی ہے یا نہیں، یا یہ کہ حسی عصب میں حرکت نقلی پائی جاتی ہے اور حرکی عصب میں احساس ہوتا ہے البتہ حسی عصب میں جو حس پائی جاتی ہے وہ بہت ہی تیز ہوتی ہے، اور حرکی عصب میں جو حرکت ہوتی ہے وہ زیادہ قوی اور اندر ہوتی ہے۔ بہرحال ان سب کا منبع ایک ہی ہے، عصب حسی نرم ہوتا ہے، اور عصب حرکت صلب۔ بہرحال ہم ہمیشہ اس امر کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ خواہ وہ اعصاب فی نفسہ دماغ سے آتے ہوں یا نخاع سے۔

ظاہر بدن میں جو اعصاب دماغ سے آتے ہیں زیادہ تر وہ حسی عصب ہوتے ہیں۔ اور داخل بدن میں جو عصب دور تک گھسے ہوتے ہیں وہ زیادہ تر حرکی عصب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ ظاہر بدن خصوصاً جلد اور خاص کر ہتھیلی کی جلد مزاجاً زیادہ معتدل ہے اس لئے اس میں حس عمدہ ہوتی ہے اور وہ اعصاب جو باطن بدن کے عضلات میں پائے جاتے ہیں ان میں حس اتنی عمدہ نہیں ہوتی اس لئے کہ احساس حیوانی کا زیادہ تر فائدہ ظاہر بدن سے ہوتا ہے اور اس سے زیادہ حس حواس کے اندر پائی جاتی ہے۔ حواس کی حس لمس کے احساس کے مثل بھی نہیں ہوتی بلکہ اس سے اعلیٰ وافضل ہوتی ہے۔

ہم یہ جان چکے ہیں کہ عسر حس یا عسر حرکت یا دونوں کے افعال جسم کے کسی بھی جانب واقع ہونے کی وجہ سے فالج واقع ہوتا ہے خواہ وہ فالج عارضی طور پر ہو یا متمکن ہو کر ہمیشہ کے لئے رہ جائے لیکن خاص طور پر کسی ایک عضو میں یا اکثر اعضاء میں اگر حس کی کمی واقع ہو تو اس کو عسر حس یا خدر کہتے ہیں۔ اگر وہ تادیر قائم رہے تو استرخاء کہتے ہیں۔ لیکن عام طور پر لوگوں کی عادت ہو گئی ہے کہ جسم کے کسی ایک حصّہ میں اس کیفیت کے واقع ہونے کو بھی فالج کہتے ہیں۔

اسباب

اسی طرح ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ خدر اور فالج کا سبب یا تو سوءِ مزاج بارد ہوتا ہے جس کی وجہ سے دماغ کے کسی مقام پر یا اس کے بیشتر حصّہ پر یا پورے دماغ پر برودت غالب ہو جاتی ہے۔ پس جب پورے دماغ پر برودت غالب ہو جاتی ہے تو تنفّس میں تعطل پیدا ہونے کی وجہ سے ہلاکت جلد ہوتی ہے۔ اور اگر افراط نہیں ہوتی تو پھر عسر فی الحس (خدر) یا عسر فی الحرکت (استرخاء) یا دونوں عسر لاحق ہوتی ہیں۔

دماغ اور نخاع سے نکلنے والے اعصاب کے پورے حصّے یا بعض میں اگر خرابی ہوتی ہے اور ماؤف مہروں سے نیچے ہوتی ہے (ان مہروں کے نیچے جن کے اعصاب سینے کو حرکت دیتے ہیں) تو اس صورت میں مریض زندہ رہتا ہے۔ اس سے

اس تنفس میں تعطل پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر خرابی ان فقرات کے اوپری حصہ میں جن کے اعصاب صدر کو حرکت دیتے ہیں ہو تو اس وقت مریض زندہ نہیں رہتا بلکہ اختناق (دم گھٹنے) سے مر جاتا ہے۔ جب کسی عضو کی حرکت یا احساس میں تعطل پیدا ہو گیا ہو تو جس مقام پر آفت لاحق ہو اس کے علاج کی جانب فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

آفات کے متعلق جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں اس کا سبب یا تو سوء مزاج بارد سادہ ہوتا ہے یا شدید البرودت خلط منصب ہوتی ہے اس برودت سے عصب کے مزاج کو ضرر پہنچتا ہے۔ اگر عصب اس سے متاثر ہو تو جسم میں مضرت لاحق ہوتی ہے۔ چاہے حسی عصب ہو یا حرکی عصب ہو یا دونوں ہوں۔ اور اگر تورم کی وجہ سے آفت لاحق ہوتی ہو تو نتیجہ میں عصب میں ضعف اور سوء مزاج لاحق ہو جاتا ہے جس سے وہ عصب موصوف حسی یا قوت حرکی کا حامل ہوتا ہے، متاثر ہوتا ہے، اس لئے کہ ضعف نفوذ میں مانع ہوتا ہے۔ سوء مزاج جس قسم کا بھی ہو اسی اعتبار سے کچھ نہ کچھ مضرت ضرور لاحق ہوتی ہے۔ ہر صورت میں تکلیف کے مقام کے علاج کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔ خواہ وہ اصل منبع تک پہنچنے کا راستہ ہو جس طرح حوض تک پہنچنے کے لئے بہت سارے چھوٹے بڑے راستے ہوتے ہیں۔

اگر تم کو اندازہ ہو جائے کہ اس کا سبب سوء مزاج بارد ہے تو پھر اعتدال کے ساتھ اس مقام کی تسخین کرو لیکن اس حار دوا میں عطریت زیادہ ہونی چاہئے۔ اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ تمہاری دوا میں لطیف قبض بھی ہونا چاہئے۔ اس طرح تمہاری حسب خواہش اس مرض کا علاج ہو سکے گا۔ نفع بخش روغنیات میں روغن حب الفضر وہے۔ جس کے بیج سے پختہ ہونے کے بعد روغن نکالا گیا ہو پھر اس میں دسواں حصہ روغن بشامی مخلوط کر کے لگایا جائے۔

اگر موسم سرما ہو، اور بڑھاپا ہو، ملک یا شہر بارد ہو تو روغن بشام کی مقدار بڑھا دی جائے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہو تو پھر روغن بلساں اس کا بہترین بدل ہے۔ مریض کو غذائیں اس نوعیت کی دی جائیں کہ ان میں بہت زیادہ حرارت نہ ہو یعنی شدید حار غذائیں نہ دی جائیں۔ برجی کبوتر خصوصاً نر برجی کبوتر اس میں نافع ہیں۔

اس سے پہلے بھی یہ بات گذر چکی ہے کہ خرگوش کی سری کا شوربہ، جنگلی کبوتر خواہ سیخ پر بھونا جائے یا ہانڈی میں پکایا جائے اور نر چوزے خصوصاً موٹے تازے دیئے جائیں۔ مریض کو جس قدر ممکن ہو نہار منہ ریاضت کرانے کا التزام کیا جائے اگر مرض کی شدت کے باعث نقل و حرکت ممکن نہ ہو تو مزاج میں حرارت پیدا کرنے کی غرض سے اس کی سانس میں تحریک کی جائے۔ ممکن حد تک مریض زور دار سانس لے۔ اس طرح کے علاج اور اس قسم کی مشقت سے سانس میں تحریک پیدا ہوگی اور مزاج میں تبدیلی آئے گی۔ اس کے بدن کی نرم ہتھیلیوں سے نہار منہ مالش کی جائے۔ غذا دینے کے بعد جسمانی نقل و حرکت سے احتراز کیا جائے۔ اور ایسی محنت سے بھی بچا جائے جس سے تنفس تیز ہو جاتا ہے۔

مرض مذکور اگر خلط بارد کے سبب سے ہو رہا ہو تو وہ عصب کے لئے یا فی نفسہ دماغ کے لئے بہت زیادہ ضرر رساں ہوگا۔ لہٰذا اس خلط کو مکمل طور پر قطع کرنے کی بھرپور جدوجہد کی جائے۔ عصارۂ بادیان اور ایرسا و اذخر کے خیسانده سے تیار شدہ شربت اس کے لئے مفید ہے۔

مرکب برائے آں ایرسا، اذخر، پرسیاؤشاں، غافث، جعدہ، بسباسہ (جاوتری)، پوست ترنج ہر ایک ۳۵ گرام، مصطگی ۵ر۷ اگرام۔ کوٹنے والی دواؤں کو کوٹ لیں پھر ۶ لٹر تیز آب گرم میں جملہ ادویہ کو شب میں بھگو دیں۔ صبح کو نرم آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب نصف پانی رہ جائے تو اتار کر صاف کر کے اسی میں ایک لٹر صاف شدہ عصارۂ بادیان، ۵ر۲ لٹر شہد اور ۵۰۰ گرام شکر ملا کر دوبارہ آگ پر رکھ کر پختہ شربت تیار کریں۔ اس میں سے ۷۰ گرام شربت ۷۵ ملی لٹر آب گرم کے ہمراہ روزانہ صبح کو پلائیں مریض کی قوت برداشت کے لحاظ سے اس سے زیادہ مقدار بھی دی جاسکتی ہے۔ سات یوم پلانے کے بعد ادویہ مسہلہ پلا کر خلط مذکور سے تنقیہ بدن کرائیں۔

مرکب برائے آں اگر خلط مذکور انتہائی غلیظ ہو تو مغز تخم قرطم زنجبیل (سونٹھ) تخم انجرہ مقل، سکبینج اور جاؤشیر ہر ایک ۵ر۳ گرام شحم حنظل ۸۷۵ ملی گرام حنظل کو کتر کر باریک کر لیں۔ اس کے ہموزن کتیرا اور ۵ر۷ اگرام مغز بادام شیریں کو پختہ شربت سکنجبین عسلی میں ملا کر گوندھ لیں۔ اس میں سے ۵ر۷ اگرام نہار منہ کھلا کر چند گھونٹ آب نیم گرم پلائیں۔ اگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہو رہا ہو تو ۵ر۳ گرام معجون اضافہ کر کے کھلائیں۔ پھر آب نیم گرم کے چند گھونٹ پلائیں غذا میں خمیری روٹیوں کا گودہ چوزے کے شوربے کے ہمراہ دیں۔ مسہل ادویہ جس دن صبح کو دیں اس سے ایک دن قبل عصر کے وقت ابلی ہوئی سبزی یا خوب بھنی ہوئی سبزی مرغی کے گوشت کے ہمراہ کھلائیں۔ اور دوسرے دن علی الصباح مسہل دوائیں دیں۔

تورم کے سبب سے جو حادثات پیش آتے ہیں۔ اس میں عصب بھنچ جاتا ہے۔ اس مقام پر کسی چوٹ یا صدمہ کے باعث یہ شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن گاہے بغیر کسی بادی سبب کے بھی یہ صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی عصب بھنچ جاتا ہے۔ بہر حال مرض شروع ہوتے ہی مخالف جانب کی رگ میں فصد لگوانا چاہیے۔ اگر دایاں حصہ بھنچا ہوا ہو تو بائیں ہاتھ کی رگ میں فصد لی جائے۔ اگر بایاں ماؤف ہو تو داہنی طرف اگر جسم کے بالائی حصہ میں مرض ہے تو ورید اکحل یا ورید صافن کی فصد لی جائے۔ اگر جسم کے زیریں حصے میں مرض ہے تو ورید قیفال کی فصد لی جائے۔ اس سلسلے میں پہلے بیان کی گئیں شرائط کے تحت استفراغ دم کرایا جائے۔ پھر اس مقام کی جہاں سے خون نکالا گیا ہے گرم روغن زیتون سے تدہین کرائیں۔

میرا خیال اکثر اطباء کی رائے سے مختلف ہے۔ ان کا خیال ہے کہ خدر برودت مزاج کے باعث ہوتا ہے لہٰذا خدر کو صرف گرمی و حرارت پہنچانے سے شفا ہوتی ہے۔ پس صدمہ اور ضربہ کو ایک مدت گذر جائے تو روغن گل میں روغن سوسن مخلوط کر کے اس مقام کی تدہین کرائیں۔ اور اگر اس سے زیادہ عرصہ گذر جائے تو اس مجموعہ میں دسواں حصہ روغن بشام یا روغن بلسان مخلوط کر کے تدہین کرائیں۔ یا صرف روغن بلسان سے تدہین کرائیں۔ اگر یہ دونوں روغن دستیاب نہ ہوں تو پھر

روغن تخم شونیز (کلونجی) سے تدہین کرائیں۔

دوسری بات یہ جاننا ضروری ہے کہ جوہر عصب یا جوہر دماغ پر جب حرارت مفرط غالب ہوتی ہے تو بسا اوقات اس کے نتیجہ میں عسر فی الحرکت عارض ہو جاتا ہے۔لیکن وہ (حرارت) نادر ہے اس لئے اس کا وقوع بھی کمتر ہے۔ اس وجہ سے جب کسی شخص کے ہاتھ میں سخونت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے اثرات کو وہ محسوس نہیں کرتا کیونکہ قوت لمس پوری طرح قائم نہیں رہتی ہے۔ اس آفت (مرض) کی تمیز کرنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ جب اس کے سبب کا علم ہو جائے تو پھر اس کے مزاج میں تعدیل پیدا کرنے کی جدو جہد کی جائے۔ البتہ افراط سے احتراز کرنا چاہیئے۔

گاہے عصب اور عضلہ سے بلغم مخاطی کی تری پورے طور سے ختم یا زائل ہو جانے کے سبب عسر حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب یہ صورت پیش آئے تو مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں۔ اس مرض میں یہی بہتر دوا رہے۔ اور جس شربت کا اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ مریض کو پلائیں۔ وہ شربت ایرسا اور عصارۂ بادیان وغیرہ کا مرکب ہے۔ اس میں دو چند پانی ملا کر پلائیں نیز تخم قرطم اور تخم انجرہ کے خیساندے کے ذریعہ اس خلط کا بدن سے استفراغ کرائیں۔

مرکب برائے آں تخم قرطم، تخم انجرہ اور اصل السوس ہر ایک ۲۵ گرام، شحم حنظل ۵ر۳ گرام جملہ ادویہ کو شدید آب گرم میں پورے طور سے بھگو کر صبح کو مل کر صاف کرلیں۔ ۲۸۰ ملی لٹر خیساندہ میں ۷۰ گرام شربت پوست ترنج مخلوط کرکے مریض کو اوّل وقت پلائیں۔ اگر اس سے خاطر خواہ نفع حاصل نہ ہو ۵ر۵۲ ملی لٹر نقوع اور ۵ر۷ ملی لٹر شربت مذکور کا مزید اضافہ کرکے استعمال کرائیں۔ ادویہ مسہلہ کے بعد جن ادویہ کو استعمال کرانے کی حاجت ہوتی ہے ان کو استعمال کرائیں۔

یبوست اعصاب وضعف اعصاب عصب میں یبوست کے غلبہ سے اور اس کی انتہائی شدت کی وجہ سے میں نے عسر حس، عسر حرکت استرخائے تام اور فالج کا اچانک ہونا نہیں دیکھا ہے۔ لیکن اگر قدرے قدرے عرصہ دراز تک باقی رہ جائے تو انتہائی بڑھاپے میں اس کا وقوع میری نظر سے گذرا ہے۔ اس کے باعث حواس کی حس مکدر اور خراب ہو جاتی ہے ثقل سماعت لاحق ہو جاتا ہے۔ بصارت ضعیف ہو جاتی ہے۔ قوت شامہ اور قوت ذائقہ مختل ہو جاتی ہے۔ اس کی یبوست کے باعث فی نفسہ دماغ میں بھی ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ اس کی فرحت وسرور میں قلت ہو جاتی ہے۔ اس کا جوہر خشکی کے باعث مٹنے لگتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ جس شخص کو بڑھاپے کے باوجود اخلاط ردیہ اس میں نہ پیدا ہوں اسے اختلال عقل نہیں ہوتا۔ اختلال وسیع المعنیٰ لفظ ہے اس کا اطلاق بصارت کی خرابی ناممکنات کے تخیّل پر بھی ہوتا ہے۔ اسی کو اعوجاج العقل یعنی عقل میں کجی بھی کہتے ہیں۔ انتہائی بڑھاپے میں بھی اختلال نہیں ہوتا بلکہ بھول ہوتی ہے بوڑھا آدمی گذشتہ اشیاء کو یاد کرتا ہے غور وفکر کرتا ہے اور اسے دوبارہ اپنے ذہن میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت ساری اشیاء کو فراموش کر جاتا ہے اس پر غور وفکر نہیں کر پاتا اور نہ یاد رکھ پاتا ہے۔

اگر مریض کے اندر اخلاط ردیہ خلط ملط نہ ہوئے ہوں اور اس کا بدن اس سے پاک وصاف ہو تو اس کے افعال

طبعی طور پر انجام پاتے ہیں۔ لیکن جب بڑھاپے میں مذکورہ حالات پیش آتے ہیں تو گویا یہ (دماغ) افعال کی انجام دہی سے تھک چکا ہے۔ اور وہ اپنے بہت سے بدنی اعمال کو ترک کر چکا ہوتا ہے۔ اور اعضاء کے تھک جانے کے سبب سے جس طرح اس کے اندر ذبول پیدا ہوتا ہے بالکل اسی طرح اس کے عقل میں بھی فطور پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس طرح اس کا بدن اپنی قوت کے لحاظ سے جب افعال طبعی ارادی انجام دینا چاہتا ہے تو کماحقہ انجام نہیں دے پاتا۔ بلکہ اس کے نتیجے میں بوڑھوں کو ہونے والا تشنج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ غم و فکر تخیل و تفکر اور یادداشت کے لحاظ سے صحیح طور سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اس وجہ سے اس پر اعوجاج (کج) ہونے کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

مرض لاحق کرنے والے اسباب کی وجہ سے عقل کے افعال میں اعوجاج ہوتا ہے۔ صرف بڑھاپے کے باعث ہی نہیں ہوتا ہے زیادہ تر بوڑھوں کے عقلی افعال مناسب ہوتے ہیں۔ البتہ بہت سی اشیاء تخیل اور تفکر اور یادداشت اس کے اندر باقی نہیں رہتیں۔ اسی وجہ سے اس کے افعال میں کسی طرح کی کجی نہیں ہوتی۔ اور نہ مجنون اور پاگلوں کی طرح افعال صادر ہوتے ہیں۔

بلکہ بعض بوڑھوں کے تخیل میں کجی عارض ہوجاتی ہے جیسا کہ بچوں کے کہنے پر ایک بوڑھا شخص چھت سے زمین پر کود گیا تھا۔

جس حد تک خدر، فالج اور استرخاء کا علاج ممکن ہے بیان کر دیا گیا۔

انقطاع نخاع

کبھی ایک دوسری آفت پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ نخاع منقطع ہوجاتا ہے یہ انقطاع ضرب شدید کی وجہ سے ہو یا اس میں ورم پیدا ہوجائے، تو بھی اس کو فاسد کر دیتا ہے نخاع جس جانب منقطع ہوتا ہے اسی جانب فالج کا حملہ ہوتا ہے۔ اگر دونوں جانب کا نخاع منقطع ہوجاتے تو انسان کی ہلاکت ہوجاتی ہے اسی طرح انسان کی حس و حرکت ارادی سے قریب تر ہوتی ہے۔ اس کے زیریں نخاع کے منقطع ہونے سے اس کی ہلاکت ہوجاتی ہے۔

اس طرح جب انسان کا کوئی عصب کٹ جاتا ہے تو حرکی عصب کی صورت میں اس کی حرکت معطل ہوجاتی ہے۔ اور حسی عصب کی صورت میں اس کی حس معطل ہوجاتی ہے۔ اس کے علاج کی کوئی صورت نہیں ہے۔ لیکن اگر نخاع کے بالائی حصہ میں جہاں تنفس کا عصب ہے انقطاع ہوا ہو تو دم گھٹ کر موت ہوجاتی ہے۔ مریض صرف اتنے عرصے تک زندہ رہتا ہے جتنے عرصے تک دم گھٹ کر مرنے والے کی موت ہوتی ہے۔ اگر نخاع کے زیریں حصے میں انقطاع ہوا ہو تو مریض تکالیف جھیلتا ہوا ایک مدت تک زندہ رہتا ہے۔ پھر اس مرض سے موت کا شکار ہوجاتا ہے۔ خدر فالج اور استرخاء کے ذکر کے بعد اب تشنج کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تشنج

تشنج اعضاء میں اس وقت ہوتا ہے جب اعصاب میں رکاوٹ کے ساتھ شدید برودت لاحق ہوجاتی ہے۔ یا جسم کے کسی مقام پر سوئی وغیرہ کے چبھ جانے یا گودنے لگوانے کے بعد روغن زیتون میں گندھک حل کر کے لگا دیا جائے تو اس کے نتیجے میں تشنج کے مضر اثرات لاحق ہوجاتے ہیں۔

نیز رطوبت فضلیہ کے عصب پر اثر انداز ہونے کے سبب سے بھی تشنج واقع ہوتا ہے۔ اس کا علاج ابتدار مرض میں خشکی پہنچانا اور فصد کے ذریعہ استفراغ بدن کرانا ہے۔ پھر اس خلط کو نکالنے والے مسہلات مثلاً تخم قرطم، تخم انجرہ اور شحم حنظل کا خیسانده ۷۵ ملی لیٹر شربت پوست ترنج ۰ ۷ گرام کے ہمراہ دیں۔

مطلق خشکی سے بھی تشنج ہوتا ہے۔ مثلاً ادویہ مسہلہ استعمال کرانے کے بعد استفراغ مفرط سے تشنج ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ موخر راس پر خصوصاً اور پشت کے تمام مہروں کے ساتھ پورے سر اور تمام بدن پر تازہ مغز بادام کے روغن سے اچھی طرح تدہین کرائیں۔ مریض کو غذا میں سفید مرغی بادام شیریں کے ہمراہ پکا کر کھلائیں۔ اگر دہی کھلا کر مرغی موٹی تازی کر لی گئی ہو پھر اس کو کھلایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ جوان مرغ کے خصیے نافع ہیں۔ نر یا مادہ مرغ کا گوشت تازہ پکا ہوا اور ان کا خوب پتلا شوربہ بھی اس مرض میں نافع ہے۔

بخارات صعود کرنے سے بھی تشنج ہو جاتا ہے۔ بخارات عضلات میں یا عصب میں صعود کرتے ہیں مثلاً کثرت سے نبیذ پینے کے سبب یا کثیر مقدار میں سیب کھانے کے سبب یا فشردۂ سیب استعمال کرنے سے۔ اسی طرح فشردۂ انگور جب بخوبی نہ پکایا گیا ہو کیونکہ اس کے فشردہ کو اگر عام حالت میں نوش کیا جائے تو اس سے بھی تشنج ہوتا ہے۔ جس کو اصطلاح طب میں کزاز کہتے ہیں۔

علاج یہ ہے کہ جن اشیاء کے استعمال سے اس قسم کے ابخرات پیدا ہوتے ہیں ان کے استعمال سے مریض قطعاً احتراز کرے۔ صرف گوریوں اور پالتو کبوتروں کو اچھی طرح پکا کر ان کا شوربہ یا سیخ پر بھون کر یا ہانڈی میں بریاں کر کے خمیری روٹیوں کے ہمراہ کھائے۔ گوشت کی مقدار بہر صورت روٹیوں سے زیادہ ہونی چاہئے۔ سوائے مغز چلغوزہ اور فندق کے جملہ میوہ جات سے کامل طور پر احتراز کرے۔ ۳۵ ملی لیٹر روغن حب الصنوبر میں ۵ء۲ گرام عنبر حل کر کے مریض کے سر کی تدہین کرائیں۔ بایں طور جملہ پشت کے مہروں کی تدہین کرائیں۔ جسم کی خصوصاً جس حصہ میں کزاز ہو ہلکے طور پر ہتھیلیوں سے لگاتار مالش کرتے رہیں۔ مالش کے بعد روغن زیتون کہنہ میں پانی ملا کر مالش کریں۔ نہار منہ اعتدال سے مریض کو نقل و حرکت کرائیں۔ غذا کے بعد مکمل طور پر آرام و راحت دیں۔

اختلاج ریاح، بخارات سے اختلاج بھی ہوتا ہے۔ یہ ریاحیں عضلات کے اندر نفوذ کرتی ہیں، اور طبعی طور پر اوپر اٹھنا چاہتی ہیں۔ لیکن اٹھ نہیں پاتیں۔ داخل بدن جب بخارات متحرک ہوتے ہیں تو ان کو ریاح کہتے ہیں۔ جس طرح خارج میں ہوا متحرک ہوتی ہے تو اس کو بھی ریاح کہتے ہیں۔ لہٰذا جب کسی عضلہ میں ریاحیں حرکت شروع کرتی ہیں تو نتیجہ میں اختلاجی حرکت ہونے لگتی ہے۔

بخارات کے سبب سے ہونے والے تشنج کا جو علاج اوپر ذکر کیا گیا ہے وہی علاج اس کے لئے بھی کافی ہے۔
ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ تشنج کی وہ قسم جس کو کزاز کہتے ہیں زیادہ ترقوی ہوتی ہے۔ اور اختلاج ایک معمولی علامت ہے۔

رعدہ

رعدہ (کانپنا رعشہ کی ابتدا) ایک تکلیف دہ حرکت ہے۔ جو بالفعل بارد اسباب کی کثرت سے ہوتی ہے۔ اس میں بدن کے باطنی حصے کی طرف اخلاط مائل ہوتے ہیں۔ اور اس طرح کی کیفیت طاری ہوتی ہے جیسے کہ خوف زدہ شخص پر خوف و ہراس کی وجہ سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ حرارت پیدا کرنے کے لئے معتدل مشروبات دیئے جائیں۔ جن میں قوت بھی ہو۔ مثلاً شربت اسطوخودوس و شربت پوست ترنج ہر ایک ۵ ر ۲۳ گرام۔ بایں طور کہ اول بقدر ۲۵۰ ملی گرام مشک کھلا کر شربت ۱۷۵ ملی لٹر آب نیم گرم میں ملا کر پلائیں۔

رعشہ

رعشہ ایک اضطراری حرکت ہے۔ اس میں عضو کو سنبھالنے والی قوت اور عضو کے ثقل کے درمیان اضطرابی کشمکش ہوتی ہے۔ قوت عضو کو اُوپر اٹھاتی ہے اور عضو کا بوجھ (ثقل) زمین کی جانب اس کو مائل کرتا ہے۔ لہٰذا دونوں حرکات (انسان کا عضو کو اُوپر اٹھانا اور ثقل کی وجہ سے عضو کا نیچے گرجانا) یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں رعشہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ادویہ کے ذریعہ بدن کو تقویت پہنچائی جائے۔ پس اگر موسم سرما ہو، مریض ادھیڑ عمر کا ہو یا اس سے زائد کا تو شربت پوست ترنج اور شربت اسطوخودوس اور مشک استعمال کرائیں۔ اگر عمر جوانی کی ہو تو ان دونوں شربتوں میں شربت ورد (ہر شربت مساوی الوزن) اور عرق گلاب ایک ثلث ملائیں۔

غذا میں مرغ کے خصیے مریض کو استعمال کرائیں۔ مُرغ کے بازو (اجنحہ) اور چھوٹے چُوزے مسلّم پکا کر دیئے جائیں۔ نیز چوزوں کی یخنی نکال کر استعمال کرائیں۔

اگر عمر ادھیڑ یا زائد ہو، موسم سرما ہو تو برجی کبوتر کے چوزے جو اڑنے کے لائق ہو گئے ہوں، ان کی یخنی تیار کرکے پلائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو ذبح کرکے صاف کرکے لکڑی کی کھرل میں رکھ کر اس قدر کوٹیں کہ ہڈیاں اور گوشت کچل کر بوتھڑا بن جائے۔ پھر اس کو کوری ہانڈی میں رکھیں اور اتنا پانی ڈالیں کہ اچھی طرح ڈوب جائے۔ قدرے روغن زیتون، مصالحہ اور تھوڑا سا نمک اور حسب ضرورت خشک دھنیا ملا کر خفیف آگ پر رکھ کر پکائیں۔ پھر اُتار کر مل کر موٹے کپڑے سے چھان کر مریض کو پلائیں۔

واضح رہے کہ کبوتر کے سر کی خاصیت ردی ہے۔ درد سر پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اس کے سر اور گردن کو الگ کر دیں، پھر کوٹ کر استعمال کرائیں۔ اس مرض کا شافی علاج ہے۔

الصوآب (لیکھ)

گاہے بدن کے ظاہر حصے میں ایک شئے نمودار ہو جاتی ہے۔ جس کو لوگ لیکھ (جوں کے انڈوں) کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ کھال میں پیدا ہوتی ہے۔ جب کھال کھجلائی جاتی ہے تو ایک حقیر چھوٹا حیوان ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا احساس عموماً نہیں ہوتا۔ میری ذکر کردہ اشیاء سے تنقیہ بدن کرائیں۔ مثلاً خیسانده تخم قرطم اور تخم املتگن وغیرہ۔ اس کا استعمال اس کے اسباب کو دور کر دیتا ہے۔ روغن بادام تلخ یا روغن بید انجیر (ارنڈ) کی بدن پر مالش کرائیں۔ برگ حنا پیس کر عصارۂ برگ شفتالو میں مخلوط کرکے بدن پر لگائیں۔ عمدہ غذائیں مثلاً خمیری روٹیاں چکور کے

شوربہ میں توڑ کر کھلائیں، جملہ مرطوب میوہ جات سے احتراز کرائیں۔ خصوصاً انجیرزرد سے خواہ وہ انجیر کا مربہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح انگور، عناب اور سیب سے بھی پرہیز کرائیں۔ بہرحال کوئی میوہ نہ دیں۔ صرف چلغوزہ باریک کر کے دے سکتے ہیں۔ اگر موسم اجازت دیتا ہو تو مغز خربزہ کے فشرہ سے غسل کرائیں۔ یا تخم کو کوٹ کر کے اس کے فشرہ سے غسل کرائیں۔ اگر جسم بہت ضعیف اور کمزور نہ ہو تو برگ شفتالو سے غسل کرایا جائے تو یہ بہتر علاج ہے۔ بہرحال مذکورہ علاج سے مرض جاتا رہے گا۔

عرق مدنی کا بدن میں ایک شے ظاہر ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر سوڈان کے باشندوں میں پائی جاتی ہے عام طور سے اس کو عرق مدنی کہتے ہیں۔ یہ ورم کے مقام پر عصبی ریشے کے مانند نظر آتا ہے جس کا دوسرا کنارہ جسم کے اندر پیوست ہوتا ہے اور جب یہ ریشہ پوری طرح جذب ہو کر ختم ہو جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر جب یہ مرض ہو تو عام طور سے پیسہ کا تخمہ جذب مواد کی غرض سے اس جگہ باندھ دیا جاتا ہے۔ جیسے ہی وہ ظاہر ہوتا ہے نرمی سے اسے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نکل جائے۔ یہ مرض ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خلط غلیظ کی انتہائی غلظت کے سبب سے ہوتا ہے۔ سوڈانی مزاج رکھنے والے اجسام میں اس کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ اس کے مزاج کے ساتھ ہی یہ مرض مخصوص ہے۔

علاج وہی کچھ ہے جس کا تذکرہ گذر چکا ہے۔ یعنی سبب کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی جائے۔ بایں طور سے خلط میں نضج پیدا کر کے دفع کی جائے۔ اور شربت سکنجبین عنصلی میں آب نیم گرم مخلوط کر کے دس یوم تک استعمال کرائیں۔ بعد ازاں اوپر بیان کردہ ادویہ کے ذریعہ خلط غلیظ کا استفراغ تام کرائیں۔ مثلاً مقل، سکبینج، تخم قرطم، جاؤشیر، تخم انجرہ ہر ایک ۵ر۳ گرام حنظل باریک کر کے ۵ء۸ ملی گرام جملہ ادویہ کو باریک پیس کر شربت سکنجبین سادہ میں ملا کر گوندھ لیں۔ ۵ر۷ گرام کھلا کر چند گھونٹ آب نیم گرم پلائیں۔ اگر خاطر خواہ افاقہ نہ ہو رہا ہو تو مزید ۵۲ر۵ گرام معجون مذکور کھلا کر آب نیم گرم پلائیں۔

ادویہ مسہلہ کے بعد عام طور سے جو ادویہ دی جاتی ہیں ان کو استعمال کرایا جائے۔ پھر چند یوم ناغہ کے بعد حسب سابق ادویہ مذکور معجون کی شکل میں استعمال کرائیں۔ عمدہ غذائیں دیں۔ جب تک اطمینان بخش فائدہ ظاہر نہ ہو جائے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھیں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ ازالہ ہو جائے گا۔ مقام مرض پر روغن گل اور روغن سوسن ہموزن ملا کر تدہین کرائیں۔

دار البقر اس مرض میں جلد اور گوشت کے درمیان ایک کیڑا ہوتا ہے اس مرض کو دار البقر کہتے ہیں۔ یہ مرض گائے کی کثرت سے ہوتا ہے اور گائے سے رینگ کر انسان کی جلد میں گھس جاتا ہے۔ اس کے علاج میں لاپرواہی کی جائے تو آنکھوں تک کیڑے پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہاں سے خارج ہونے لگتے ہیں۔ نتیجہ میں آنکھوں کو خراب کر دیتے ہیں۔ پس جوں ہی اس مرض کا علم ہو جائے کیڑوں کے مقام پر گرم شدہ لوہا رکھنا چاہئے۔ تا کہ اس کی حرارت کیڑوں تک پہنچ جائے۔ بعد ازاں جلے ہوئے مقام کا علاج کریں۔

جلے ہوئے کا علاج یہ ہے کہ کائی کو آرد جو کے ہمراہ آب شیریں میں ملا کر گوندھ لیں۔ اگر اس میں انبار ملا لیا جائے تو

زیادہ بہتر ہے اور اگر اس میں تھوڑا سرکہ بھی ملایا جائے تو دوا کی سرعت تاثیر اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب درد میں سکون ہو جائے تو اس پر قیروطی روغن گل میں ملا کر لگائی جائے یہاں تک کہ تورم ختم ہو جائے۔ اس کے بعد پانی اور شہد سے دھولیا جائے پھر اس پر گل سرخ مسحوق کا ذرور کیا جائے۔ اگر گوشت زیادہ جل گیا ہو تو مرہم نخلی استعمال کرایا جائے یہاں تک کہ گوشت بھر جائے پھر اس پر گل سرخ کا ذرور کیا جائے۔ اس مقام پر حرق کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا عام حرق کو بھی اسی پر قیاس کرکے علاج کیا جاتے۔ اگر مریض کمزور دل کا ہو تو اس کے زخم پر قشر الجوز چھڑکا جائے۔ بیخ ارن، اُردترس، دخان الافران، فلفل سیاہ ان میں سے ہر ایک ایک جز تمام ادویہ کو سحق کر لیا جائے اور قطران میں گوندھ کر مرہم تیار کریں اور مقام ماؤف پر اس کو لگایا جائے۔

قشر الجوز کو جب کیڑے کے مقام پر مضبوطی سے باندھ دیا جاتا ہے تو اس کی صلابت ہی اس کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ نیز عرق مدنی کے سلسلے میں اخلاط کی تقطیع اور تلطیف کے لئے جو تدابیر بیان کی گئی ہیں انھیں یہاں بھی بروئے کار لائیں۔ اسی طرح عرق مدنی کے سلسلے میں جن استفراغات کا بیان کیا گیا ہے ان کا یہاں خیال رکھا جائے۔

صفار

گاہے امعاء دقاق کے اندر صفار (زرد پتلی پرت) پڑ جاتی ہے۔ اکثر اس طرح کی کیفیت کچا اناج کھانے سے ہوتی ہے۔ اس کے علاج کے سلسلے میں ایسی اشیاء استعمال کرائی جائیں جن میں تلخی اور زیادہ خشکی پائی جاتی ہو۔ اطباء نے اس قبیل کی اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہوں تو ۱۰ گرام سرخس، ۵ ر ۷ گرام قنطوریون رقیق کے ہمراہ کھلا کر چند گھونٹ پانی پلا دیں۔ مریض کو جب بھوک پیاس محسوس ہو اور دو گھنٹے گذر جائیں تو ایک لٹر پانی میں ۲۵ گرام چاول کا برادہ ڈال کر خیساندہ تیار کرکے جب پانی کا رنگ بدل جائے تو مریض کو پلائیں۔ اس علاج سے معدہ کا زرد پرت (صفار) جاتا رہے گا۔

غذا میں اکثر جالی اور چرپری چیزیں دی جائیں اور روٹی میں شونیز اور بادیان ڈال کر پکائیں۔

مریض کی عمر اور موسم کی مناسبت کا لحاظ رکھیں۔ اگر مناسب حال ہو تو خردل خوب اچھی طرح کوفتہ کرکے پانی ڈال کر اس کا شیرہ تیار کریں اور خمیری روٹی کے ہمراہ کھلائیں۔ اگر مریض کا شکم اس کو برداشت کر جائے تو قدرے سرکہ پلائیں تاکہ معدہ کی حدت و حرارت نکل جائے۔ اگر مریض کو مذکورہ غذا سے پہلے سرکہ پلایا جائے تو اس مقدار میں غذا کا استعمال اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔ جس سے معدہ کا صفار (زرد پرت) زائل ہو جائے۔ نیز یہ امر بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اس مذکورہ روٹی کی دوا سے معدہ کی جملہ جونکیں بھی ہلاک ہو جاتی ہیں۔ میں نے معدہ سے جونکوں کو خارج کیا ہے۔ بایں طور کہ تین یوم روزانہ نہار منہ کلونجی کھلاتا رہا۔ مریض ادھیڑ عمر سے زیادہ تھا۔ وقت موسم سرما کا تھا۔ جس سے علاج میں میری مساعدت ہوئی۔ جملہ شیریں اشیاء سے پرہیز کرائیں۔ خصوصاً مرطوب مزاج والوں کو میٹھی اشیاء سے پرہیز کرائیں۔ مریض کے کھانے میں سرکہ اور کانجی شامل کر لی جائے۔

حب القرع

معائے غلیظ میں گاہے حب القرع یا کدو دانے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کیڑے کدو کے بیج کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ان کو نکالنے میں دواؤں کا اثر بہت دیر میں ہوتا ہے۔ جب تک لگاتار ان مخرج کرم ادویہ کا استعمال جاری

نہ رہے۔ اثر نہیں ہوتا۔ ادویہ تو وہی ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ خارجی طور پر معدہ میں لگانے والی دواؤں میں ترمس قنطوریون دقیق اور فراسیون ہیں۔ ان کو آب شیریں میں گوندھ کر دسواں حصہ سرکہ مخلوط کرلیں۔ گاہے حقنوں سے بھی اس مرض میں مدد لی جاتی ہے۔ اس سے بھی کیڑے مر جاتے ہیں۔ مثلاً عصارۂ فراسیون اور اسی جیسی دوسری چیزوں کا حقنہ۔ بہرحال اگر علاج باقاعدہ التزام سے کیا جائے تو کیڑے مر کر ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور مریض کو سکون و راحت مل جاتی ہے۔

صفار (معدہ میں زرد پرت کی تہ جم جانا) کی علامت یہ ہے کہ جوع کاذب (جھوٹی بھوک) اور ابکائی خلوئے معدہ کے وقت ہوتی ہے۔ معدہ میں انسان تکلیف دہ حرکت محسوس کرتا ہے۔ بوقت خواب اس کے دانت بجتے ہیں۔ اور لعاب دہن خارج ہوتا ہے۔ نیند سے جب بیدار ہوتا ہے تو خوف زدہ و دہشت زدہ ہوتا ہے۔

حب القرع (کدو دانے) معائے غلاظ میں ہوتے ہیں داخلی طور پر مریض کو اس کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔

گاہے معائے اسفل میں سفید چھوٹے کیڑے (دیدان) ہوتے ہیں یہ کیڑے خلط بلغمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو پاخانہ کے ساتھ ملکر متعفن ہو جاتی ہے۔ صُفار (معدہ کے اندر زرد پرت کی تہ جمی ہوئی) کے بیان میں جن ادویہ کا ذکر کیا گیا ہے ان کا استعمال جاری رکھیں۔ نیز کڑوی دواؤں کے حقنے بھی مذکورہ دواؤں جیسی افادیت رکھتے ہیں۔ مثلاً وہ عصارہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور عصارۂ سداب کے استعمال سے فائدہ کی اُمید ہے۔

دیدان الاذن

گاہے کانوں میں چھوٹے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ عصارۂ برگ سداب کے چند قطرے اگر کان میں قطور کرائے جائیں تو یہ کیڑوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں لطیف غذاؤں کا دینا ضروری ہے۔

پنڈلیوں کی دوالی

یہ پنڈلیوں کی عروق دمویہ کی کشادگی کا مرض ہے۔ جو دوالی سے مشابہت کی وجہ سے "دوالی" کہلاتا ہے، یہ مرض رگوں میں خلط سوداوی اور ریاح بھر جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا بدن سے تنقیہ مواد اسی طرح کریں جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ حجر لاجورد، بسفائج کے ذریعہ جس کا پورا نسخہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس کے بعد مریض کو محلل اور ملطف ادویہ کا استعمال کرائیں۔

اس مرض کی ایک مرکب دوا

باریک پوست ترنج، بسباسہ ہر ایک ۳۵ گرام، سنبل ہندی، اذخر، فقاح البابونہ، تخم بطیخ، تخم خربزہ ہر ایک ــــــ ۳۰ گرام۔ جن دواؤں کو کوفتہ کرنا ضروری ہو ان کو علیحدہ علیحدہ کوفتہ کر کے ۵ لٹر آب شیریں میں شب کو بھگو دیں۔ صبح کو خفیف آگ پر رکھ کر جوش دیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو اُتار کر چھان لیں۔ عصارۂ بادیان ۵۰۰ ملی لٹر اور شہد ۵ر۲ کلو شامل کر کے دوبارہ آگ پر رکھ کر عمدہ شربت تیار کریں۔ ۱۷۵ ملی لٹر آب شیریں میں ۷۰ گرام شربت ملا کر روزانہ پلائیں۔

آرد جو، بابونہ اور گل سرخ تینوں بموزن آب شیریں میں پیس کر نیم گرم دونوں پنڈلیوں پر لگائیں۔ اگرچہ یہ مرض عسیر الشفا ہے۔ لیکن مستقل پابندی سے علاج کرنے پر کامیابی ہوتی ہے۔

مریض کو لطیف غذائیں دی جائیں۔ مثلاً مرغیوں کا گوشت عمدہ قسم کے گندم کی روٹیوں کے ہمراہ دیں۔ یہاں تک کہ شفاء ہو جائے۔

داء الفیل، سرطان اور دوالی

گاہے پنڈلیوں میں خارجی طور پر غیر طبعی مٹاپے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو بد شکل اور ہاتھی کے پاؤں جیسی ہوتی ہے اسی لئے اس کو داء الفیل یا فیل پا کہتے ہیں نہایت غلیظ اخلاط کثرت اور ثقل کی وجہ سے پنڈلیوں کی جانب دفع ہو جاتے ہیں۔

علاج: اس کا علاج تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن بہر حال اخلاط غلیظہ میں تلطیف و تقطیع پیدا کرنے کے بعد استفراغ بدن کرانا چاہئے۔ اس کے لئے پچھلا بیان کردہ شربت جوایرسا اور عصارۂ بادیان پر مشتمل ہے استعمال کرانا چاہئے۔ اخلاط غلیظہ میں تلطیف پیدا کرنے کے بعد جن ادویہ کا میں نے ذکر کیا ہے ان کے ذریعہ استفراغ بدن کرانا چاہئے۔ پھر بابونہ اور دو حصے گل سرخ کا ضماد پنڈلیوں پر لگائیں۔

مریض کو پنڈلیوں سے کم سے کم کام لینے کی ہدایت کی جائے۔ جب ضماد اتارا جائے تو عضو مذکور کو آرام پہنچانے کی غرض سے روغن بابونہ اور روغن گل کی تدہین پابندی سے کرائیں۔ بسا اوقات یہ علاج کامیاب ثابت ہوتا ہے اور بدقت علاج پذیر ہونے کا شکوہ باقی نہیں رہتا۔

سرطان

گاہے بدن میں ایسے اورام پیدا ہو جاتے ہیں جن کو لوگ سرطان کے نام سے جانتے ہیں۔ اورام کی یہ قسم عسیر الشفاء ہے، اس سے شفا یابی انتہائی دشوار ہے۔ اس مرض کا نام "سرطان" اس کی شکل کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ سرطان (کیکڑا) ایک ایسا جانور ہے جس کے کئی پاؤں ہوتے ہیں۔

دوالی

گاہے دونوں پنڈلیوں کی رگیں پھیل جاتی ہیں۔ ان میں اور ان کے اطراف میں خلط سوداوی کے سبب سے امتلاء اور غلظت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پنڈلی جسم کے اسفل حصے میں واقع ہے۔ یہ مرض دوالی کے نام سے معروف ہے۔ کیونکہ اس مرض میں رگیں گرہ دار دکھائی دیتی ہیں۔ جس طرح سرطان سے مشابہ ورم کو جس میں اس جانور کے پاؤں کی طرح رگیں اس کے چاروں طرف ہوتی ہیں مرض سرطان سے موسوم کرتے ہیں اسی طرح پنڈلیوں کی رگوں کو متورم اور پھولنے کی وجہ سے دوالی سے موسوم کرتے ہیں۔

یہ تینوں مرض یعنی داء الفیل، سرطان اور دونوں پنڈلیوں کی پھیلی ہوئی رگیں جس کو دوالی کہتے ہیں غلیظ ارضی خلط سوداوی کے باعث ہوتے ہیں اگرچہ اس خلط کی ایک نوع دوسری خلط سے غلیظ ہوتی ہے لیکن بہر حال تینوں ارضی غلیظ ہوتی ہیں۔ اور بعض زیادہ غلیظ اور بعض اس کے مقابلہ میں کچھ رقیق ہوتی ہیں بہر حال یہ ایک وسیع البحث امر ہے۔ طبیب اپنے قیاس اور اپنے گمان سے اس کا اندازہ لگاتا ہے۔ لہٰذا اس خلط کا بدن سے استفراغ کرائیں۔ ظاہر ہے کہ خلط کی شدید غلظت کی صورت میں بالذات دواؤں کے ذریعہ استفراغ کرانا ضروری ہے۔

اس مقام پر میں نے لاجورد سے استفراغ بدن کرانے کا ذکر کیا ہے۔ اس کو استعمال کرائیں۔ غذائیں عمدہ دی جائیں۔

مثلاً چھوٹے چوزے گندم کی عمدہ پکی ہوئی خمیری روٹیوں کے ہمراہ دیں۔ جملہ غلیظ اغذیہ سے احتراز کرائیں۔ البتہ جن کا میں تذکرہ کر چکا ہوں انہیں استعمال کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور تمام میوہ جات سے بھی پرہیز کرائیں، مگر مغز چلغوزہ، مغز بادام شیریں اور پستہ استعمال کرائیں۔ اگر تازہ انار شیریں مل جائے تو دیں۔ پختہ سرخ انگور کھلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وجع البدن

بدن میں گاہے درد بھی ہوتا ہے۔ جو زیادہ تر بدن کے جوڑوں میں ہوتا ہے۔ جو حرکت کرنے کی وجہ سے چپکدار اخلاط غلیظہ مفاصل کی جانب منصب ہونے سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات جسم کی نقل و حرکت کے باعث اخلاط غلیظہ کا کچھ حصہ مفاصل ہی میں خشک ہو کر جم جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کا علیحدہ ہونا دشوار ہوتا ہے اور مریض کو شفاء حاصل نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا جو اخلاط غلیظہ ابھی چپکدار ہیں اور پتھر جیسی نہیں ہوئی ہیں ان کا علاج شروع کر دینا چاہئے۔ اخلاط میں تلطیف پیدا کرنے کی غرض سے فشردہ بادیان اور نقوع ایرسا پر مشتمل شربت تیار کر کے کم از کم دو ہفتہ اس کو استعمال کرائیں۔ پھر عضو سے اخلاط غلیظہ کا تنقیہ کرانے کے لئے جن ادویہ کو بیان کیا گیا ہے ان کو استعمال کرا کر استفراغ کرائیں۔ بیان کردہ ادویہ یہ ہیں مقل، جاؤشیر، سکبینج اور شحم حنظل کو شربت مذکور کے ہمراہ استعمال کرائیں۔ اخلاط کا استفراغ ہو جائے گا۔ پھر مقام مرض پر روغن سوسن، روغن بابونہ، شحم برک اور روغن بادام ہموزن ملا کر تدہین کرائیں انشاءاللہ مرض جاتا رہے گا۔

بدن کے عضلات کا درد

جرم امعاء میں شدید درد لاحق ہوتا ہے اور یہ درد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے اس کا سبب خلط باقی جو بخارات کی شکل میں اُوپر کی طرف متحرک ہو کر درد کا سبب بنتی ہے۔ بسا اوقات اس درد کے ساتھ اختلاج کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اور اکثر اوقات یہ بخارات شرائین کے پھٹنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ جس سے قرحہ ریہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اشیاء قرحہ ریہ میں سکون بخشتی ہیں وہ اشیاء اس میں تحریک پہنچاتی ہیں مثلاً مسخن و محلل اور منتشر کرنے والی ادویہ۔ بخارات کو پھیلا دیتی ہیں۔ بخارات تحلیل ہو کر خلط کا ایک جزء۔ بخارات کے ایک جزء میں حلول کرتا ہے جس کے نتیجے میں درد ہوتا ہے۔

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ صرف بخارات اختلاج کا سبب اس وقت تک نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ریاح نہ بن جائیں۔ بدن میں جو بخارات پیدا ہوتے ہیں ان کے اور ریاح کے مابین کوئی واضح فرق نہیں ہوتا الّا یہ کہ یہ بخارات میں تحریک نہ ہونے کی صورت میں بخار اور تحریک ہونے کی صورت میں ریاح کہلاتے ہیں۔ تحریک کے وقت درد والم میں شدت ہوتی ہے۔

عام طور سے اس قسم کی تفریق اور شناخت خارجی اسباب کی بناء پر کرتے ہیں۔ لیکن تحریک پیدا ہونے کی صورت میں کوئی شخص بھی اس کو مطلق ہوا نہیں کہتا بلکہ ہوائے متحرک کہتا ہے یا پھر وہ جس پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے اعتبار سے ایک ہی لفظ یعنی ریح سے موسوم کرتے ہیں۔

خلط مائی کا اولاً استفراغ کرانا چاہیئے۔ اس کے لئے پہلے تلطیف مواد ضروری نہیں۔ صرف تخم قرطم ہی اس مقصد کے لئے کافی ہے۔ اگر اس کے ہمراہ تخم انجرہ بھی شامل کر لیا جائے تو انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ بعد ازاں ذیل کا شربت ۷۰ ملی لٹر تا حسب ضرورت ـــــ پانی میں حل کر کے صبح کو روزانہ استعمال کرائیں۔

نسخہ شربت عصارۂ بادیان صاف شدہ ۵ر۱ لٹر، تخم خیار ۵ر۵۲ گرام، مصطگی ۷ گرام۔ سب دوائیں کوفتہ کر کے فشردہ میں بھگو دیں۔ پھر آگ پر جوش دیں۔ جب ایک ثلث فشردہ جل جائے تو صاف کر کے ایک کلو گرام شہد ملا کر دوبارہ آگ پر پکا کر شربت تیار کریں۔

یہ شربت ۷۰ ملی لٹر تا ۲۵۰ ملی لٹر حسبِ ضرورت پانی میں ملا کر موسم و حالات کے لحاظ سے روزانہ صبح کو پلائیں۔ درد کے مقام کی مالش کرنے کے بعد روغن بابونہ، بطخ کی چربی اور روغن سویا ہر ایک ایک جز ر باہم ملا کر روزانہ متعدد بار تدہین کرائیں انشاء اللہ شفایابی ہوگی۔

تکان کی وجہ سے بدن میں درد گاہے تکان کے سبب سے بدن میں درد ہوتا ہے۔ یہ درد بدن کے جملہ اعضاء میں ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ عادت کے خلاف تکان ہوتی ہے۔ اگر موسم معتدل ہو تو بموزن روغن گل اور روغن سویا نیم گرم تدہین کرانے سے بدن کا درد جاتا رہتا ہے۔ لیکن موسم سرما میں صرف روغن سویا کی تدہین کافی ہوتی ہے۔ اور موسم گرما میں نیم گرم روغن گل کی، اسی طرح اس کا استعمال جاری رہے تو درد جاتا رہتا ہے۔ حقیقتاً تکان پورے جسم کا تورم ہے۔ اس وجہ سے اعضاء گرم ہو جاتے ہیں، کبھی سارے جسم میں اور کبھی کسی عضو میں درد ہونے لگتا ہے۔ مثلاً کشتی کھینے کے لئے جو شخص چپو چلاتا ہے اس کے دونوں ہاتھوں میں تکان ہو جاتی ہے اور جو شخص پیدل بہت زیادہ چلتا ہے اس کی دونوں پنڈلیوں میں حرارت ہو جاتی ہے۔ لیکن بسا اوقات سارا جسم جملہ اعمال میں اپنی صحیح حالت پر قائم رہتا ہے۔ اور صرف ان اعضاء کو جو اپنے واجبی فرائض ادا کرتے ہیں تکان لاحق ہوتی ہے۔ اگرچہ سارا بدن تھکن سے متاثر ہوتا ہے لیکن اپنے واجبی اعمال پورا کرنے والے اعضاء میں بہت شدید تکان ہوتی ہے۔ لہٰذا تکان سے متاثر اعضاء کی مناسبت سے لطیف غذائیں دی جائیں۔ درد و تکان کے مریض کو مرغیوں کے چوزوں کا خصوصاً چھوٹے جانوروں کا گوشت اور شوربہ دینا کافی ہے یا اس گوشت میں قدرے سرکہ کی آمیزش کر کے استعمال کرائیں۔

بسا اوقات تکان کے نتیجے میں حمّی یوم ہو جاتا ہے۔ اگر معدہ یا وریدوں یا جسم کے دیگر حصے میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی خلط متعفن ہو جائے تو اس خلط کے مزاج اور قوت کے اعتبار سے حمّی لاحق ہو جاتا ہے۔ حمیات اور اس سے پیدا ہونے والے اعراض اور امراض سے پیدا ہونے والے حمیات کا ذکر عنقریب آئے گا۔

نقرس گاہے پیروں میں نقرس ہوتا ہے، اس مرض میں دونوں قدموں میں یا کسی ایک میں ورم ہوتا ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہیئے کیونکہ دونوں قدم سارے بدن سے اسفل میں واقع ہیں۔ نقرس میں زیادہ تر خلط حار دونوں قدموں کی جانب منصب ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ورم ہوتا ہے لیکن جراحات کے اورام کی طرح بہ مادہ قدموں میں نہیں ہوتا اور نہ

دمامیل کی طرح اس میں مادہ ہوتا ہے۔ زیادہ تر نقرس ان اشخاص کو ہوتا ہے جن کے فطری طور پر دونوں قدم چھوٹے ہوتے ہیں۔ یا وہ عادت کے برخلاف لگاتار پیدل چلتے رہتے ہیں۔ پیدل چلنے والے کو بہت کم نقرس سے محفوظ پایا گیا ہے۔ گاہے خلط غیر مادہ کے سبب سے بھی نقرس ہوتا ہے۔ نقرس میں سب سے پہلے عضو میں درد و الم ہوتا ہے۔ اور کبھی نقرس میں غیر طبعی ضعف لاحق ہو جاتی ہے جس سے حرارت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

علاج : نقرس والے قدم کی جانب مخالف کی ہتھال میں اولاً فصد کرائیں۔ اور مذکورہ شرائط کے تحت استفراغ دم کرائیں۔ اگر شدید الحدت خلط کی وجہ سے ورم ہو جو قدم کی شدت الم سے ظاہر ہوجاتا ہے تو قدموں پر روغنیات کے استعمال سے کلی طور پر اجتناب کرانا چاہئے۔ فشردہ عوسج (علیق) میں آرد جو گوندھ کر لیپ کرائیں۔ نیز آرد جو کے ہمراہ اس کا چوتھائی حصہ حناشامل کرکے فشردہ عوسج (علیق) میں آرد جو گوندھ کر لیپ کرائیں۔ البتہ مزاج اور مذکورہ شرائط کا ہر حال میں خیال رکھیں۔

اسہال کے ذریعہ مرض پیدا کرنے والی خلط کے استفراغ کے بعد طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ۵۰۰ ملی لٹر مٹھے (جو انجیر کے دودھ سے جمائے ہوئے دہی سے بنایا گیا ہو) میں ۳۵ گرام ، تمر ہندی بھگو کر اچھی طرح صاف کرکے ۵ ۷ ۸ ملی گرام سقمونیا کے ہمراہ استعمال کرانا کافی ہوتا ہے۔

خلط کی انتہائی حدت اگر نقرس میں نہ پائی جاتی ہو جو اگرچہ قلیل ہوتا ہے تو اس صورت میں مریض کے حسب مزاج جس نوع کی خلط پائی جاتی ہو اس کا استفراغ کرائیں اور مرض پیدا کرنے والی خلط کی ۔ عایت سے مریض کو غذائیں استعمال کرائیں۔ مریض کو اپنے قدموں پر چلنے پھرنے اور نقل و حرکت میں کمی کرنے کا مشورہ دیں۔ جب کلی طور پر افاقہ ہو جائے تو اپنے معمول کے مطابق چلنا پھرنا شروع کرے۔ اس طرح پیروں میں طاقت و قوت پیدا ہوگی۔ قدموں کا شمار ان اعضاء میں نہیں ہوتا جن کی تقویت کی خاطر عطریت کی شرط عاید کی جاتی ہے۔ کیونکہ روح نفسانی کے لئے عطریت پسندیدہ ہے۔ ارواح کے منبع میں اگرچہ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن تمام ارواح میں انتہائی لطافت پائی جاتی ہے۔ یہ ان لوگوں کا مذہب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ روح کی ہر قسم اپنی دوسری قسم سے علیٰحدہ ہوتی ہے۔ لیکن بعض ائمہ طب اور بعض ائمہ علم طبیعیات کی رائے ہے کہ جملہ ارواح ایک ہی اصل کی جانب رجوع کرتی ہیں۔ پھر ان ائمہ کا اصل کی تعین میں بھی اختلاف ہے۔ بعض قلب کو اصل قرار دیتے ہیں۔ مثلاً فرقہ مشائین۔ اور بعض دماغ کو اصل قرار دینے کی بناء پر روح کے ساتھ عطریت بھی مختص کرتے ہیں۔ جو لوگ قلب کو روح کا منبع تصور کرتے ہیں جس کا مشاہدہ ہم بھی کرتے ہیں کہ قلب جس قدر عطریت سے متاثر ہوتا ہے دوسری کوئی شئے متاثر نہیں ہوتی۔ مثلاً جب انسان پر غشی طاری ہوتی ہے تو خوشبو سنگھانے اور عطر لگانے سے مریض کو ہوش آجاتا ہے۔ لہٰذا قلب سے جو عضو جس قدر قربت رکھتا ہے عطر اور خوشبو استعمال کرانے سے اسی قدر بہتر نفع حاصل ہوتا ہے۔

ہاتھ اور پیر کی جلد کا تشقق (پھٹنا)

کبھی ہاتھ پھٹ جاتے ہیں جبکہ پیروں میں اکثر و بیشتر یہ صورت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ پیر اکثر زمین سے متصل رہتے ہیں اس لئے ان پر یبوست غالب ہوجاتی ہے۔ اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ کسی شئے پر یبوست غالب ہونے کی وجہ سے جب اس کی رطوبت زیادہ تر فنا ہو جاتی ہے۔ تو وہ شئے

پھٹ جاتی ہے۔ مثلاً ہم لکڑی کو دیکھتے ہیں کہ جب خشک ہو جاتی ہے تو اس میں جا بجا شگاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ امر بھی واضح ہے کہ تر زمین جب خشک ہوتی ہے تو پھٹ جاتی ہے اور اس میں بڑے بڑے شگاف ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا پیروں کو خشکی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

لیکن جب بدن کی ظاہری جلد پھٹ جاتی ہے تو اس کی صرف ترطیب سے شگاف کو نہیں بھرا جا سکتا۔ بلکہ مشترک علاج کی حاجت ہوتی ہے۔ جس میں شدید جلاء اور رطوبت پائی جاتی ہو مثلاً حنا کو مکھن میں یا روغن بادام یا روغن زیتون شیریں میں اچھی طرح ملا کر شب کو پیروں کے تلوؤں کی جانب اور پھٹے ہوئے مقامات پر لیپ لگائیں۔ نیز حمام کرنے سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ حمام سے جسم کی ظاہری جلد میں جلاء اور رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ اور شگاف مندمل ہو جاتے ہیں۔ علاج کا سارا دار و مدار اس پر ہے کہ قدموں کو ایک لمحہ کے لئے بھی زمین پر نہ رکھا جائے۔ قدموں کے علاج کے سلسلے میں جو مذکورہ بالا احتیاط و تدابیر بیان کی گئی ہیں وہ ساری ہاتھ کے پھٹنے کے سلسلے میں بھی کارآمد ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہاتھوں کا زیادہ تعلق زمین سے نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اجسام ارضی کو اٹھانا اور ان سے کام لینا ہاتھوں کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ مثلاً لکڑیوں کے کام کرنے والے چپو چلانے والے یا زمین کھود کر مٹی کے برتن بنانے والے اپنے ہاتھوں کو جوہر ارضی سے ملوث کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ عموماً پھٹ جاتے ہیں۔ بہر حال قدموں کے سلسلہ میں جن علاجوں کا ذکر کیا گیا ہے وہی ہاتھوں کے پھٹنے میں بھی کام میں لائیں۔

ناخن کا پھٹنا

گاہے اظفار (ناخن) پھٹ جاتے ہیں یا ٹوٹ جاتے ہیں یا ادھڑنے لگتے ہیں روغن زیتون میں پسی ہوئی حنا ملا کر مسلسل لگاتے رہنے سے یہ جملہ شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔

بعض اطباء کی رائے ہے کہ روغن زیتون میں کیچوئے جلا کر لگانا، ہاتھوں اور پیروں کے پھٹنے کے لئے مفید ہے اور مرض جاتا رہتا ہے۔

عرق النساء

بعض اوقات قدموں میں درد اٹھ کر ران کے اعلیٰ حصّے تک پہنچتا ہے۔ گاہے کسی ایک پیر میں اینٹھن اور خفیف سی تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے۔ عام طور پر اطباء اس مرض کو عرق النساء کہتے ہیں۔ اس مقام پر بارد خلط کی برودت کے سبب سے شدید درد ہوتا ہے برودت تحلیل ہونے سے بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے زیر اثر ابخرات کے صعود کرنے کی وجہ تمدد (تناؤ) پیدا ہو کر بھی مضرت لاحق ہو جاتی ہے بہت سے اطباء مقام درد کو داغتے بھی ہیں۔ لیکن اس کا صحیح طریقۂ علاج یہ ہے کہ طبیب درد پیدا کرنے والے مادہ کی تقطیع و تنقیہ کی بھرپور کوشش کرے تاکہ وہ خلط قطع ہو جائے۔ اور اس میں جلاء پیدا ہو کر عضو اپنی اصل حالت پر عود کر سکے۔ شربت سکنجبین عنصلی ہموزن آب نیم گرم کے ہمراہ ۷۰ ملی لٹر تا ۸۰ ملی لٹر حسب حاجت روزانہ استعمال کرانا نافع ہے۔ ساتویں یوم ۲۵ر۱ گرام تریاق فاروق استعمال کرانا بھی نافع ہے۔ اور اسی طرح روغن کلونجی اور روغن خردل ہموزن روغن سوسن کے ہمراہ تدہین کرانا بھی سود مند ہے۔ اس خلط کے استفراغ سے شفاء حاصل ہو جاتی ہے۔ اس خلط کے استفراغ کے لئے بیشتر گوند والی ادویہ استعمال کرائی جائیں بعد ازاں شدید استفراغ والی ادویہ دی جائیں۔

اس مرض کی ایک مرکب دوا گوگل، جاؤشیر، سکبینج ہر ایک ۵ ر ۳ گرام غاریقون مغز تخم قرطم، تخم قریص ہر ایک ۵۰ ر ۲ گرام حلتیت شیریں ۵ ر ۸۷ ملی گرام، شحم حنظل ۷ ر ۳۴ ملی گرام حنظل کو باریک کتر کے ۵ ر ۱۷ گرام مغز بادام اور بقدر حنظل کتیرا ملا کر روغن بادام میں چرب کرلیں۔ اور شربت سکنجبین عنصلی (جس میں قدرے ترشی پائی جاتی ہو) میں گوندھ لیں اس معجون سے بقدر ر ۱۲ گرام کھلا کر چند گھونٹ آب نیم گرم پلائیں۔ اگر یہ مقدار خوراک کافی نہ ہو تو مزید ۵ ر ۲۵ گرام معجون بڑھا کر کھلائیں۔ بعد ازاں ادویہ مسہلہ کے بعد جن دواؤں کے استعمال کرانے کا طریقہ مروج ہے ان کو دیں۔

تنقیہ بدن اور خلط کو قطع کرنے اور جلا دینے کے بعد شدید درد کے مقام پر آگ کی سینگی لگانا نافع ہے۔ نیز روغن اذخر میں روغن زیتون شیریں یا رقیق قطران ملا کر مقام درد پر لگانا سود مند ہوتا ہے۔

وجع الخاصرہ (کولہے کا درد) گاہے بدن کے دونوں کولہوں میں درد ہوتا ہے۔ اور اوپر کی جانب چڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ اوجاع الشراسیف کے نام سے معروف ہے۔ ابخرات میں تحریک پیدا ہونے کی وجہ سے حرکت نقلیہ اخلاط بلغمیہ میں ابخرات پیدا کر دیتی ہے۔ جس کے سبب یہ درد ہوتا ہے۔ علاج یہ ہے کہ لطیف غذائیں دی جائیں۔ خمیری روٹی اور گوریوں کا شوربہ یا سیخ پر یا ہانڈی میں بھون کر استعمال کرائیں۔ ایسی چیزیں جن میں حرارت پیدا کرنے کی صلاحیت ہو اور ادرار بول کی بھی خاصیت ہو استعمال کرانا مفید ہے۔

مرکب برائے آں بیخ بادیان و تخم بادیان، بیخ کرفس، تخم دوقو، تخم کرفس، پرسیاؤشاں، اصل السوس مقشر اور اذخر (مکی) ہر ایک ۵ ر ۳ گرام، تخم انجرہ ۷ گرام، تخم خیارزہ، کل دواؤں کے برابر، جن دواؤں کو کوفتہ کرنا ضروری ہو ان کو بخوبی کوفتہ کرلیں۔ اور ۱۰ لٹر شدید گرم پانی میں شب کو بھگودیں۔ صبح کو نرم آگ پر رکھیں۔ جب نصف پانی جل جائے تو مل کر صاف کر کے ۵۰ ر ۲ لٹر شربت خارخسک اور شربت سرپس شامل کر کے دوبارہ آگ پر رکھیں۔ پختہ شربت تیار کرلیں۔ اور ۷۰ گرام روزانہ صبح کو ۲۱۰ ملی لٹر نیم گرم پانی کے ہمراہ پلائیں۔ روغن چنبیلی اور بطخ کی چربی مساوی الوزن سے خارجی طور پر مقام درد کی تدہین کرائیں۔

نغلات بدن میں نغلات بھی عارض ہوا کرتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے اورام ہیں جو کہ بغل کی غائر ساخت میں پیدا ہوتے ہیں، کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب یہ ورم ہوتا ہے۔ اخلاط محترقہ کے سبب سے یہ مرض ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات جس طرح تمام خراجات اخلاط بلغمیہ اور اخلاط دمویہ کے سبب سے ہوا کرتے ہیں اس کا بھی وقوع اس سے ہوتا ہے۔ یا ان دونوں اخلاط کے امتزاج سے یا کسی ایک سبب سے بھی ہوتے ہیں۔ اخلاط محترقہ کے باعث ہونے والے نغلات کی شفایابی کی توقع نہیں ہوتی ہے۔ زیادہ تر یہ معمر اشخاص کو ہوا کرتا ہے۔ یہ مرض ان لوگوں کو ہوتا ہے جو تفکرات میں مبتلا ہوتے ہیں جیسا کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کو علی ابن یوسف کی ایذا رسانیوں کے سبب سے اس مرض کے اثرات طاری ہو گئے تھے ان کے اخلاط محترق ہو گئے تھے اور دائیں جانب میں نغلہ نمودار ہوا جو طول میں ایک بالشت کے برابر تھا

پھر وہ مقام بے حس ہوگیا۔ اس کے علاج میں جب نغلہ کے جوف کو قطع کیا گیا تو حس باقی نہیں تھی۔ پھر یہی کیفیت طاری رہی حتیٰ کہ اسس اتصال کے سبب سے قلب کو مضرت لاحق ہوگئی۔ نتیجہ میں دو یوم تک سوءِ تنفس کا حملہ رہا پھر موت کی آغوش میں جا پہنچے۔

مرض کی یہ نوع عسیر العلاج ہوتی ہے۔ کیونکہ اخلاط محترقہ میں نضج کا فعل صحیح طور پر نہیں ہوتا۔ جس کے باعث بہت ہی صاف شفاف چکنی پیپ پرورش پانے لگتی ہے۔ پھر اس کے سبب سے دوسری قسمیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو مٹیالہ رنگ اختیار کرلیتی ہیں۔ یا سیاہی مائل ہو جاتی ہیں اس کے عظیم اورام کی شفا یابی صرف افضل طریقہ پر نضج کے عمل پا جانے پر منحصر ہے۔ کیونکہ اس قسم کے اورام سوداویہ میں عمل جراحی نافع نہیں ہے۔ بلکہ لوہے کے استعمال اور جراحی کے بعد ان اورام کی کیفیت دگرگوں ہو جاتی ہے اور گرد و پیش کی جلد اور گوشت بھی سڑنے لگتی ہے۔ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ مرض لاحق ہوا تھا تو اسس وقت میں وہاں موجود نہیں تھا بلکہ مراکش میں قیام پذیر تھا۔ آخر کار ان کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا جب اس نوعیت کے نغلات کا ظہور ہو رہا ہو تو حزم و صحیح نظر و فکر کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً مریض کے معمر ہونے کی صورت میں فصد کے بعد خون خارج کرکے کسی ملینن کے ذریعہ جس میں کسی قدر اسہال کی صلاحیت ہو بار بار دیں اگرچہ عمر اور دیگر شرائط اس کے لئے مانع ہوں۔ اور خراج (آبلہ) پر محلل، رادع اور مسکن ادویہ لگائی جائیں۔ اس سے اگر انفجار ورم نہ ہو لیکن اطمینان بخش طور پر تحلل اور ردع کا مقصد حاصل ہو جائے تو حقیقتاً طبیب کی یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

اگر ورم کا کچھ حصہ سخت رہ جائے لیکن مریض کو اپنے افعال کی انجام دہی میں کسی طرح کی دشواری نہ ہو رہی ہو تو اس صورت میں مناسب ترین تدبیر یہ ہے کہ ایسی ادویہ دی جائیں جن سے نفع کا حصول اگر ممکن نہ ہو تو مضرت بھی نہ ہوسکے۔ مثلاً نیم گرم روغن گل وغیرہ۔

ابتدائے مرض میں استعمال کرنے کا ایک نسخہ

شروع مرض میں جن ادویہ کا استعمال مناسب ہے وہ یہ ہیں آرد جو روغن گل، آرد باقلا، بابونہ اور قرصعنہ ہر ایک ۷۰ گرام تخم کتاں تخم خطمی، ہر ایک ۳۰ گرام برگ انجرہ اور خرنوب الخنزیر (اناغورس) ہر ایک ۷ گرام جملہ ادویہ کو علیٰحدہ کھرل کرنے کے بعد کسی باریک کپڑے میں چھان لیں۔ اور ۵۰۰ ملی لیٹر عرق گلاب میں گوندھ لیں اور ۵ ر ۱۰ گرام تریاق فاروق بھی شامل کرلیں اور ماؤف مقام پر اس کا ضماد لگائیں۔ اور برگ انگور تازہ رکھ کر باندھ دیں۔ جب یہ ضماد خشک ہو جائے تو بدل کر دوسرا ضماد اور پٹی لگائیں۔ اس سے بہت حد تک فائدہ ہو جائے گا۔

اخلاط غلیظہ سے پیدا ہونے والے اورام

جو اورام غلیظ بلغمی اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اکثر و بیشتر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ مجھ کو عنفوان شباب میں اس قسم کا ورم ہوا تھا۔ اس کے پھٹنے سے قبل اور پھٹنے کے بعد ایک مدت تک میں سخت اذیت میں مبتلا رہا۔ پھر مکمل صحت ہوگئی۔ جب اس قسم کا ورم معمر لوگوں کو ہو تو مریض کو ہر ممکن طور پر لطیف غذائیں دی جائیں۔ جن میں قطعاً غلظت نہ ہو مثلاً حرف

خمیری روٹیاں بہت چھوٹے چوزوں کے شوربہ کے ہمراہ جس میں سرکہ ملایا گیا ہو دینا کافی ہے۔ نیز ۲۸ گرام قرصعنہ ۳۵۰ ملی لٹر پانی میں ملاکر جوش دیں جب پانی کا نصف حصہ رہ جائے تو صاف کرکے ۷۰ گرام شربت سکنجبین ملاکر روزانہ صبح کو پلائیں آرد جو، قرصعنہ اور بابونہ ہموزن ہر ایک کو علیٰحدہ علیٰحدہ کھرل کرکے پھر مجموعی طور پر چھان کر صاف کرلیں۔ پھر ان کو ایک ثلث سرکہ ملاکر گوندھ کر مقام ورم پر ضماد لگائیں۔ اور برگ انگور یا برگ چقندر رکھ کر باندھ دیں۔

جب ورم پک کر پھٹ جائے یا پھٹنے سے قبل اس کے پھٹنے کا یقین ہو جائے تو ورم کا منہ زیریں جانب کرنے کی کوشش کریں اور کبوتر کی بیٹ گھی میں ملاکر منہ پر رکھیں۔ جب پک کر پھٹ جائے تو اس میں ماء العسل ڈال کر صاف کرلیں۔ جب اچھی طرح پھٹے ہوئے ورم کی صفائی ہو جائے تو شہد میں روئی تر کرکے فتیلہ بنا کر رکھ دیں اس طرح ایک شب اس میں شہد ڈال کر رکھا جائے۔ پھر روغن گل مرہم نخلی میں ملاکر شہد جیسا قوام بنا کر روئی کا ایک فتیلہ اس میں لت پت کرکے پھٹے ہوئے ورم میں ایک شب رکھا جائے اس طرح دوسرے یوم صاف کرکے اس کو دوبارہ رکھا جائے۔ مریض کے لحم اور عضلات میں یبوست پیدا ہونے کے اعتبار سے زرد پھٹکری کا عنصر قلیل ہونا چاہیئے۔ اور مرہم میں زرد پھٹکری اور سبوس گندم شامل کرنے سے قطعی طور پر احتراز کرنا چاہیئے نیز مریض کے حالات اگر پریشان کن ہوں اور گوشت بھرنے میں دشواری ہو رہی ہو تو مذکورہ فتیلہ کو اس مرہم میں تانبہ کے برتن میں رکھ کر متعدد بار گھس کر اچھی طرح ملالیں اور پھٹی ہوئی کھال پر رکھ کر چپکا دیں۔ یہاں تک کہ زخم مندمل ہو جائے۔ اور اگر خلط بلغمی اس کا سبب ہو تو اس کے ساتھ بخار بہت تیز ہوتا ہے لیکن علاج آسان ہوتا ہے ایسی صورت میں ابتداء میں مریض کی فصد کھولیں اور ایک مناسب مقدار خون کی نکال دیں اور مقام ورم پر محلل اور رادع ادویہ کا ضماد لگائیں۔

اس کے لئے ایک مرکب دواء آرد باقلا، قرصعنہ، آرد بابونہ، سدا بہار، برگ کرم کلا ہر ایک ایک جز علیٰحدہ علیٰحدہ ہر ایک کو پیس لیں اور دوپٹے میں چھان کر فشردہ حصرم میں ملاکر گوندھ لیں۔ اور مقام ماؤف پر لگا کر برگ کرم کلا رکھ کر باندھ دیں۔ اور جب خشک ہونے لگے تو عرق گلاب اور دو حصہ عصارۂ حصرم سے تر کریں۔

اور اگر ورم پک جائے اور مواد پڑ جائے تو بلغمی اورام کے سلسلہ میں بیان کردہ علاج کیا جائے۔ البتہ دموی کی صورت میں ایسی دوائیں استعمال کرائیں جن میں قبضیت اور برودت اچھی طرح پائی جاتی ہو۔ جس طرح کہ بلغمی اورام میں ان ادویہ کا انتخاب کیا جاتا ہے جو قاطع اور محلل ہوں۔ اور اگر صفراوی ہو تو ابتداء میں مذکورہ ضماد کافی ہوتا ہے۔ البتہ اس میں مرہم نخلی موثر نہیں ہے۔ اس کے عوض میں ایسی دواء استعمال کرائیں جس میں ردع کی صلاحیت ہو اور سرکہ جیسی تیزی نہ ہو اور نہ ہی لطیف ہو۔ مثلاً قشر کندو اور ماء الدلاع اور اس کے مثل دوائیں استعمال کرائیں۔

عام لوگوں کی عادت ہے کہ ہر پھوڑے کو وہ نغلہ کہہ دیتے ہیں چاہے وہ جس خلط سے پیدا ہوا ہو حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ نغلہ خلط محترق سے پیدا ہوتا ہے جو علاج کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں نضج واقع ہوتا ہے اور اس کا بیان تفصیل سے گذر چکا ہے۔ اس کو یونانی لوگ سبوعی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ میرے والد صاحب کو اسی قسم کا خراج لاحق ہوا تھا جس میں

ان کی موت واقع ہوگئی تھی۔ یہ ایک خبیث قسم کا ورم ہوتا ہے مقام ماؤف کے آس پاس کا لحم بھی اس سے متاثر ہوجاتا ہے اور وہ حصہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اگر یہ کسی خصیص عضو میں واقع ہو تو بھی موت واقع ہوجاتی ہے چہ جائے کہ کسی شریف عضو میں واقع ہو۔

داخس گاہے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے اطراف میں اورام ہوجاتے ہیں جنہیں داخس* کہتے ہیں۔ اس کا علاج بہت آسان ہے، اس ورم پر اگر کان کا میل باندھا جائے یا خمیری روٹی چبا کر باندھی جائے تو اس سے جلد شفا ہو جاتی ہے۔ جسم اگر ملائم، ڈھیلا ڈھالا ہو تو آرد گندم چبا کر داخس پر باندھیں۔ اس سے شفا ہوجائے گی۔ اور مادہ پک جائے گا۔ اگر مویز یا انجیر کوفتہ کرکے اس پر باندھیں تو ان کا عمل بھی نافع ہوتا ہے۔ الغرض ان کا علاج سہل ہوتا ہے۔ اور دیگر پیچیدگیوں سے مامون ہوتا ہے۔ البتہ بعض داخس کی قسمیں ردی اور خبیث مادہ والی ہوتی ہیں۔ انگلیوں کے اطراف کے گوشت کو سڑا گلا کر کھا جاتی ہیں۔ گوشت کٹ کر گرنے لگتا ہے رفتہ رفتہ اچھے اور تندرست گوشت کو متاثر کردیتی ہے۔ بعض اوقات ہاتھ پیر کے بڑے حصے تک اس کے اثرات پہنچ کر گلنے لگتے ہیں۔ اسے آج کل داء الشوکہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جالینوس کے زمانے کے اطبا نے اس کا کوئی نام ذکر نہیں کیا البتہ اس کے اسباب اور علاج پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے اس کی امتیازی علامت یہ بتلائی ہے کہ یہ ورم گھٹتا اور بڑھتا ہوا طبیب کو محسوس ہوتا ہے چنانچہ تشخیص ہوجانے کے بعد مریض کی فصد کریں اور مسہلات کا استعمال کرائیں۔ اور خلط محترق کے اخراج کی کوشش کریں۔ اس کی مصلح ادویہ یہ ہیں۔ پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ ہندی، افتیمون اور بسفائج ہر ایک ۵ر۲ گرام سنا حرمی (سنا مکی) تخم خریق الاخرش ہر ایک ۵ر۷ گرام جملہ ادویہ اچھی طرح کوفتہ کرنے کے بعد گل نیلوفر اور گل بنفشہ ہر ایک جملہ ادویہ کا پانچواں حصہ شامل کریں۔ پھر شدید گرم پانی میں شب کو بھگو دیں صبح کو خوب اچھی طرح مل چھان کر صاف کریں۔ اور ۲۵۰ ملی لٹر اس خیسانده میں شربت اصل السوس اور شربت پوست ترنج ہر ایک ۵۲ گرام ملائیں۔ اور ۳۴ ملی گرام سقمونیا اور اس کے بقدر مصطگی کے ہمراہ استعمال کرائیں۔

اگر اتنی مقدار خوراک سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو مزید ۷۰ ملی گرام خیسانده مذکور میں ۵ر۷ گرام شربت سکنجبین ملا کر پلائیں دوا کا عمل پورا ہونے کے بعد مرغیوں کے چوزوں کے شوربے کے ہمراہ خمیری روٹیاں دی جائیں جس دن صبح کو مسہل دوا دی جائے اس کی گذشتہ رات کے کھانے کے بجائے بوقت عصر ہی چقندر کی سبزی کھانے کو دی جائے، غفلت کی وجہ سے ورم متقیح ہو کر پھٹ جانا خبیث شکل ہے۔ اس میں کوئی علاج کارگر نہیں خصوصاً ورم کے اطراف جب سیاہ ہو جائیں۔ جیسا کہ مرض سنقور میں ہوتا ہے یہ قطعاً لاعلاج ہوجاتا ہے۔

علی ابن یوسف کی قید سے رہائی پانے کے بعد میری توجہ اس کے علاج کی جانب مبذول کرائی گئی۔ معائنہ کے لئے میں گیا تو دیکھا کہ بہت سارے لوگ اور اطبا اس کے پاس جمع ہیں۔ میں نے پیر کو جس کو اطبا نے پتھر پر رکھوایا تھا دیکھا اس کے

---

* ناخن کے چاروں طرف ورم پک جاتا ہے۔ بعض اوقات ناخن گر جاتے ہیں

پیر کو سمیٹ کر معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ورم کے چاروں طرف گوشت فاسد ہو چکا ہے۔ میں نے کہہ دیا کہ یہ قابل علاج نہیں ہے۔ الا یہ کہ کسی جرّاح کے ذریعہ فاسد اور سیاہ گوشت نکال دیا جائے۔ اس مشورہ کو قبول کرنے پر اس کی طبیعت آمادہ نہیں ہوئی۔ حاضرین اطبا ر علی ابن یوسف (مریض) کی خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو خوش کرنے کی گفتگو کرنے لگے، اور اس نوعیت کے امراض میں اطبائے قدیم کی ترک مداہنت کی وصیت کو نظر انداز کر دیا۔ اور یہ کہنے لگے کہ کیا ادویہ کے ذریعہ اس قسم کے فاسد ورم اور مواد کا ازالہ ممکن نہیں ہے۔

جواباً میں نے کہا کہ نہ تو میں اس کا مشورہ دے سکتا ہوں اور نہ اس امر کو مناسب خیال کرتا ہوں کیونکہ ایسی کوئی دوا نہیں ہے جو کہ ورم کے مواد فاسدہ اور گلے ہوئے گوشت کو زائل کر سکے۔ اس قسم کا عمل حار ادویہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ فاسد گوشت تک نہیں پہنچ پاتی ہیں بلکہ ورم کے اطراف کو مزید فاسد اور خراب کر دیتی ہیں اور جاہل اطبّار سمجھتے ہیں کہ ادویہ صحیح طریقہ پر دی جا رہی ہیں۔ بہر حال میں یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس طریقہ علاج کو میں بہتر نہیں سمجھتا اور مجھے اس پر قدرت ہی نہیں ہے۔ جو لوگ وہاں پر حاضر تھے ان کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ پھر بھی کہنے لگے یہ شخص اپنی نفرت و اختلاف کو چھپا نہ سکا۔ حالانکہ میرا اختلاف اصل علاج کے اعتبار سے تھا۔ وہ مجھے بغور دیکھنے لگے نیز اللہ تعالیٰ کی مدد کے طالب بھی ہوئے۔ حالانکہ اس ورم میں ان کی طب سے بہت زیادہ نقصان اور خباثت کا ظہور ہوا جس کے نتیجے میں مقام ورم کا زیریں عظم فاسد اور سیاہ ہو گیا اور عظم پر صالح لحم باقی نہ رہا۔

اگر ہڈی کے اُوپر سے سیاہ اور فاسد گوشت کھرچنا ممکن ہو تو یہ عمل اختیار کیا جائے لیکن بہر حال یہ عمل انتہائی دشوار ہے۔ بعض اوقات اس عمل سے صحت بھی ہو جاتی ہے اگر کھرچنا ممکن نہ ہو تو صرف یہی کیا جا سکتا ہے کہ کسی ماہر جرّاح کے ذریعہ ہڈی کے اُوپر سے فاسد گوشت یا صرف فاسد گوشت کو جڑ سے صاف کرا دیا جائے پھر جراحت کی مضرات کو دفع کرنے کے لئے شہد میں آرد کرسنہ شامل کر کے لگایا جائے۔ زخم کے ارد گرد روغن گُل سُرخ معطر سے تدہین کرائی جائے۔

اس کے بعد لطیف ادویہ دی جائیں۔ عضوِ مجروح پر آرد کرسنہ کے ہموزن نیل پیس کر اور ان دونوں کا چوتھائی کندر سوختہ شامل کر کے لگائیں اس کے بہتر نتائج ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ عمل اس وقت اختیار کیا جائے جب مریض کا مزاج یابس ہو اور کہولت یا شیخوخت کی عمر میں ہو۔

حمیات

حمی کا اطلاق اس کیفیت پر ہوتا ہے جب حالت صحت میں حرارت ظاہر ہو کر انسان مرضی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حمیات سے قبل کسی سبب مرض کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں امراض ہوتے ہیں۔ ان اسباب میں سے بعض اخلاط بدن میں اور بعض روح میں پیدا ہوتے ہیں۔

"روح" سے مراد جوہر لطیف ہے۔ جو قلب میں ہوتی ہے۔ اعضار کے اندر جو چیز ہوتی ہے وہ مراد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہماری فہم و شعور سے ماورا ہے اس کا معاملہ مجہول ہے۔ اس کا کوئی واضح تصور پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس روح انسانی

کے تحت انسان بقید حیات باقی رہتا ہے۔

بہر حال روح سے مراد وہ بخار لطیف ہے جو قلب میں ہوتا ہے۔ اور اس طرح کی چیز اعضاء وغیرہ میں بھی ہوتی ہے۔ یہ حمیٰ اخلاط میں اور روح میں اور فی نفسہ اعضاء کے جوہر میں ہوتا ہے۔

روح کے اندر جو حمیات لاحق ہوتے ہیں میں انھیں سے ابتدا کرتا ہوں چنانچہ یہ حمیٰ زیادہ تر اسباب بادیہ کی وجہ سے جو خارجی طور سے انسان پر طاری ہوتے ہیں۔ طاری ہونے والے اسباب یہ ہیں:۔

(۱) شدید غضب (غصّہ)

(۲) ھمّ مفرط (غم و فکر کی بہتات)

(۳) سہر کی زیادتی

(۴) عادت سے زیادہ تکان

(۵) دھوپ میں زیادہ دیر تک رہنا

(۶) برد مفرط (شدید ٹھنڈک) میں انسان کا مبتلا ہونا

(۷) گدلے پانی سے حمام کرنا مثلاً زرد یا سفید پھٹکری وغیرہ کے پانی سے غسل کرنا

غصّہ قلب کی حرارت کو تیز کرتا ہے جب غضب بھڑکتا ہے تو روح بھی بھڑکتی ہے۔ خواہ وہ روح قلب کی ہو یا جمیع بدن کی۔ جس کے نتیجہ میں حمیٰ یوم عارض ہو جاتا ہے۔ کمیت یا مزاج یا جوہر کے لحاظ سے اخلاط معتدل ہوتی ہیں۔ بہر حال باذن الٰہی حمیٰ یوم کا اعادہ نہیں ہوتا لیکن شاذو نادر حمیٰ کا اعادہ ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ تین یوم تک طاری رہتا ہے۔ پھر بھی اصطلاحاً حمیٰ یوم ہی کہتے ہیں۔

پس اگر بدن کے مزاج یا جوہر یا اس کے اخلاط کی کمیت میں اعتدال کے برخلاف کسی امر کا ظہور ہو رہا ہو تو بسا اوقات حمیٰ یوم لاحق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اخلاط میں کسی نوعیت کا تعفن پیدا ہو سکتا ہے۔ جس کے باعث حمیٰ طاری ہوتا ہے۔ میں حمیات اخلاط کا آئندہ تذکرہ کروں گا۔

اس نوعیت کے حمیٰ کا علاج یہ ہے کہ مریض کے غیظ و غضب کو دور کیا جائے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے اس کا غیظ و غضب رفع ہو جائے۔ اور سکون پیدا ہو۔ غیظ و غضب کی تسکین و تبرید کی غرض سے شربت گاؤ زبان پلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ۲۵ ملی لٹر شربت مذکور ۷۵ ملی لٹر پانی اور عرق گلاب کے ہمراہ دیں۔ مریض کو مکمل سکون اور آرام سے رکھا جائے مریض اپنے بول کا معائنہ کرتا ہے۔ اگر اچھی و صحیح علامات نظر آرہی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ حمیٰ کے عود کرنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بہتر اور صحیح علامات یہ ہیں کہ بول میں سفید رسوب اور ثفل پائے جائیں۔ قارورہ کو حرکت دی جائے تو ثفل و رسوب بول کی بالائی سطح پر آجائیں، اس کے بعد قارورہ کی نچلی سطح پر رسوب جمع ہو جائیں۔ یہ علامات قطعاً غلط نہیں ہوتیں۔ اس لئے شفاء یقینی ہے۔

اگر مریض کے بول کی خصوصیات رنگت اور غلظت کے اعتبار سے طبعی سے مشابہ ہوں تو یقین کر لینا چاہیئے کہ حمی کا اعادہ نہیں ہوگا۔ یہی بات غم وفکر کی بنا ر پر ہونے والے حمیٰ میں بھی ہوتی ہے۔ حمیٰ غضب کے لئے جو علاج تجویز کیا گیا ہے وہی حمائے ہمّ (فکر سے ہونے والا بخار) میں بھی نافع ہے۔ اس طرح حمی سہر میں بھی اسی مشروب کا استعمال کرائیں۔ اس کے ساتھ مریض کو سونے کی ہدایت کریں۔ یہ اس کے لئے دوا ربھی ہے۔ نیز گل نیلوفر مریض اپنے ناک کے پاس رکھے۔ اور روغن تخم کدو وتخم خیار ناک پر لگائیں۔

میں نے حمیٰ کی جن علامات کا یقین کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس قسم کے حمیٰ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس حمیٰ میں شربت بنفشہ زیادہ موافق ہوتا ہے۔ اگر شربت گاؤزبان دیا جائے تو یہ بھی سودمند ہوتا ہے۔ اگر بہتر اور صحیح علامات ظاہر ہوں تو مرغیوں کے چوزے اور بکری کے بہت ہی چھوٹے بچّے کا گوشت پکا کر دیا جائے۔ یہی عمل حمیٰ ہمّ اور حمیٰ غضب کے مریضوں کے ساتھ بھی کرنا چاہیئے۔

حمیٰ تعب حمیٰ تعب کے مریضوں کے لئے حمیٰ غضب اور حمیٰ ہمّ کے ذیل میں جن امور کی جانب میں نے توجہ دلائی ہے۔ ان کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ یعنی اس کو شیریں پانی کے حوض میں داخل کیا جائے۔ اس کے لئے آب نیم گرم زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ انسان اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ نیز سوائے سر کے باقی سارے جسم کو آب خربزہ سے دھونے کا مشورہ دیا جائے اگر خربزہ دستیاب نہ ہو تو تخم خربزہ کوفتہ کر کے جسم کو دھوئیں تاکہ بدن کے مسامات کھل جائیں۔ اور دخانی بخارات کی گرمی تحلیل ہو جائے۔ علامات صحیحہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اگر واضح ہوں تو پورے اعتماد کے ساتھ سمجھ لینا چاہیئے کہ اب حمیٰ کا قطعاً اعادہ نہیں ہوگا۔ جن مشروبات کا ذکر گذرا ہے وہی اس وقت نافع ہوں گے۔

حمیٰ شمسی دھوپ کی تپش کی وجہ سے اگر کسی شخص کو بخار چڑھا ہو تو جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اس کو سایہ دار مقام پر رکھنے کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ اگر دھوپ کی تپش کے باعث سر میں گرمی ہو اور موسم، عمر اور مریض کے مزاج موافق ہوں تو روغن گل میں نصف شیریں پانی ملا کر سر پر نطول کیا جائے۔ بایں طور کہ ایک تنگ ٹونٹی دار برتن میں مخلوط روغن رکھ کر کسی بلند مقام سے سر پر پانی گرائیں تاکہ سرعت سے اس کا نفوذ سر پر ہو سکے۔ نیز مریض کے کمرے میں بانس کی پتیاں اور انگور کی شاخیں لٹکائیں اور ریحان گلاب کے پھول فرش پر بچھا دئے جائیں اور کمرہ کو پانی سے تر رکھا جائے۔ یہ تدبیر نفع بخش ہے۔ مریض کے بول کی جانچ بھی کرنی چاہیئے۔ اگر اس میں سفید رسوب وثفل ہوں تو پورے اعتماد کے ساتھ یقین کر لینا چاہیئے کہ آئندہ کسی حال میں بھی حمی کا اعادہ نہیں ہو سکتا۔

برد مفرط سے لاحق ہونے والا حمیٰ جس شخص کو شدید برودت کے باعث حمی لاحق ہوا ہو تو جس نوعیت کے حوض کا بیان اُوپر کیا گیا ہے اس میں آبزن کرانا اور تخم خربزہ سے تمام جسم کو دھونا باذن الٰہی نافع ہوتا ہے۔ ۳۵ گرام شربت سکنجبین میں ۱۴۰ ملی لٹر پانی ملا کر مستقل پلایا جائے عمدہ غذائیں مثلاً مرغیوں کے چوزے وغیرہ دیئے جائیں۔ بول میں رسوب وثفل کا ظاہر ہونا صحت کلی کی واضح علامت ہے۔

غسل سے لاحق ہونے والا حمیٰ

جس شخص کو بارد پانی میں یا ایسے پانی میں جو شدت سے قابض عروق ہوتا ہے حمام کرنے کے باعث حمیٰ لاحق ہوا ہو مثلاً پھٹکری کا پانی، اس صورت میں بدن کے مسامات کو کھولنے کی کوشش کریں۔ لہٰذا اس کے بدن کو آب خیار یا تخم خیار سے دھوئیں اور معتدل شیر یں پانی میں آبزن کرائیں۔ نیز بول کا برابر معائنہ کرتے رہیں۔ جب صحیح علامت ظاہر ہوں حمیٰ میں کسی قسم کا احتمال باقی نہ رہے تو مرغیوں کے جوان چوزے اچھی طرح پکا کر استعمال کرائیں۔ لیکن اگر اس نوعیت کے حمیات میں بول میں مذکورہ اوصاف کے مطابق اگر ثفل نہ پایا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے اور قطعاً شک وشبہ میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ حمیٰ کا اعادہ ضرور ہوگا۔ اور مریض کی جسمانی استعداد کے اعتبار سے مختلف اقسام میں سے کسی ایک قسم کی جانب منتقل ہو جائے گا۔

بایں طور کہ اگر بول کا ثفل مٹیالہ رنگ کا ہو یا سرخی لئے ہو یا بول کے بالائی سطح پر معلق ہو تو مریض کو ہر طرح کی احتیاط برتنی چاہیئے۔ چوزوں کا استعمال قطعاً نہیں کرنا چاہیئے۔ غذا میں آش جو پانی میں روٹیوں کے بھگوئے ہوئے ٹکڑے، خمیری روٹیوں کو دھو کر دیا جائے۔

لیکن اس قسم کے مریضوں کو لطیف غذائیں دینا قدماء پسند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ مریض کو بغیر غذا کے رکھنا ہی ان کے نزدیک بہترین تلطیف تھی نیز اگر ان کو بہت زیادہ تلطیف پسند نہ ہوتی تو صرف ماء العسل پلاتے تھے۔ قدماء اس کے استعمال کرانے کے عادی بھی تھے۔

یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ یہ مرض بھی از قسم حمیات یوم ہے۔ گاہے اس کا سبب بدن میں خالص خلط صفراوی ہوتا ہے۔ جب وہ عروق میں داخل ہوتی ہے تو خالص حمی غب لاحق ہوتا ہے۔ جس میں لرزہ قطعاً نہیں ہوتا۔ اس کے قلع قمع کی کوشش کی جائے تو صحیح طریقہ پر کامل قلع قمع نہیں ہوتا بلکہ کسی قدر مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ ناغہ کے ساتھ بخار چڑھنے کا سلسلہ ایک مدّت تک جاری رہتا ہے پھر شدّت سے بخار چڑھتا ہے اس میں تیزی، شدید سوزش اور شدید پیاس ہوتی ہے۔ بایں طور پر گرم مزاج بچّوں کو یہ حمی ہوا کرتا ہے۔ موسم گرما میں اس کا حملہ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے تک بخار چڑھا رہا ہے۔ پھر اتر جاتا ہے اور ناغہ دیکر آتا ہے۔ اس طرح حمی غب کا تسلسل قائم رہتا ہے تا آنکہ جسمانی قوت غالب ہو کر خلط مرض میں نضج پیدا کرکے اس کا مکمّل استیصال کر دیتی ہے اور صحت کامل حاصل ہو جاتی ہے۔ صحت سے قبل مریض کے بول میں علامت صحیحہ کا لازماً ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس علامت صحیحہ کے ظاہر ہونے کے بعد جو مخفی نہیں ہوتی اور یوم انذار (مرض سے نجات دلانے والا) ہوتا ہے۔ صحت سے پہلے والے دن ایسی علامات ظاہر ہوتی ہیں جو صحت ـــــ پر دلالت کرتی ہیں۔

ثفل پیشاب میں معلق ہو یا برتن کی گہرائی میں ہو یا سرخی مائل یا معلق ہو یا نیچے سرخ رسوب کی صورت میں جمع ہو اور علامت صحیحہ کا ظہور نہ ہو رہا ہو جو مرض سے نجات کو ظاہر کرتی ہے تو اس صورت میں مرض سے نجات اور انذار واقع نہیں ہوں گے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

حمیٰ یوم کا حمیٰ بلغمی کی طرف منتقل ہو جانا

بسا اوقات حمیٰ یوم حمیٰ بلغمیہ کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ صورت مریض کی بدنی قوت اور استعداد کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ اور یہ وہی بخار ہے جو باری کے ساتھ آتا ہے۔ یہ بخار بلغم میں عفونت سے لاحق ہوتا ہے اور اس قسم کا بخار عام طور پر زیادہ طویل ایام تک قائم رہتا ہے اور اس کی باری بھی زیادہ طویل ہوا کرتی ہے۔ بہ نسبت حمیٰ غب کے سست رفتاری سے اصلاح پذیر ہوتا ہے، البتہ تعفن کو جلد قبول کرتا ہے۔ اور اس کی باری وقفہ سے آتی ہے، اسی لئے اس سے جلدی راحت نہیں ملتی اور مریض کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس کی باری زیادہ طول اختیار کرتی ہے، لہٰذا اس کے علاج میں خلط مرض کے نضج و تقطیع، جلاء و تحلیل کی طرف توجّہ دینا ضروری ہے اس کے لئے شربت سکنجبین ۷۰ گرام منتقل پلایا جائے۔ بیخ ایرسا، بیخ بادیان ہر ایک ۵ ر۳ گرام، تخم خیارزہ، جعدہ، ہر ایک ۶۰ ر۱ گرام، قنطوریون رقیق ۸۷۵ ملی گرام اصل السوس مقشر تمام ادویہ کے ہموزن کوٹنے والی ادویہ کو خوب کوٹ کر ۲۵۰ ملی لیٹر پانی میں ڈال کر نرم آنچ میں پکائیں جب ایک تہائی پانی جل جائے تو صاف کر کے اس میں شربت سکنجبین ۷۰ گرام اضافہ کرے نہار منہ روزانہ صبح کو پلائیں، اور دوا کے ہضم ہونے کے بعد غذا میں خمیری روٹی چھوٹے چوزے کے شوربہ کے ساتھ دی جائے، جس میں سرکہ شامل کیا گیا ہو۔

مریض سے تاکید کر دیں کہ یہ حمیٰ طویل المدت ہوتا ہے، اور کم از کم ۲۰ دن یا ۲۱ دن تک رہتا ہے، کبھی اس کی مدت ۳۰ دن ہو جاتی ہے اور کبھی تو یہ ۶۰ دنوں تک طویل ہو جاتا ہے، مدت کی یہ طوالت خلط کی غلظت و لزوجت پر منحصر ہے، اس مرض سے چھٹکارے کے بعد اکثر آدمی استسقاء کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بالکل ہی شفا یاب ہو جاتا ہے۔

حمیٰ یوم کا حمیٰ دمویہ میں تبدیل ہونا

کبھی حمیٰ یوم حمیٰ دمویہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور یہ حمیٰ دموی ایک ہی نوعیت پر شروع سے آخر تک قائم رہتا ہے پھر یا تو مریض ٹھیک ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے یہ مرض زیادہ تر نوجوانوں کو ہوا کرتا ہے، جن کی عمر تیس سال سے متجاوز نہ ہو۔

علاج: اس کا علاج فصد کے ساتھ کیا جائے۔ یہاں تک مریض پر غشی طاری ہونے لگے۔ ایسا اس وقت کریں گے جب کہ یقین ہو جائے کہ حمیٰ دمویہ ہے۔ ایسا کرنے سے صحت کی پوری امید ہے۔

عام حالتوں میں اس کے بازوؤں کو نہیں باندھا جائے گا، مگر بازوؤں کو اس وقت باندھا جائے جب بخار اچانک کم ہو جائے۔ اکثر بخار کے ساتھ ایک یا دو حرکات صفراوی ہوتی ہیں۔ پس جب ایسا ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ علاج درست کیا گیا ہے۔

حمیٰ یوم کا حمیٰ ربع میں تبدیل ہو جانا

اور بسا اوقات حمیٰ یوم جو سوداوی ہوتا ہے حمیٰ ربع کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بخار حمیٰ ورد (نوبتی بخار) کے مقابل میں زیادہ مشکل سے نضج پاتا ہے۔ اور اس کی طرح ردی نہیں ہوتا۔ البتہ اس کی ساری برائی اس کے عسیر النضج ہونے کی ہے، اس مرض سے مکمل صحت موسم ربیع میں ہوتی ہے، اس میں نوبت چوتھے دن ہوتی ہے۔ اور دو دن کا غب (وقفہ) رہتا ہے۔ نوبتی بخاروں میں اس کی مدت سب سے

زیادہ طویل ہوتی ہے۔ میں نے ایسے مریض کو دیکھا ہے جس کو یہ حمیٰ گرمیوں میں شروع ہوا اور اس کی باری ربیع تک قائم رہی۔ کبھی اس کی مدت دو سال تک قائم رہتی ہے۔ اور یہ بخار عموماً بڑھاپے میں ہوتا ہے وہ بھی ان لوگوں میں زیادہ پایا جاتا ہے جو زیادہ گوشت خور ہوتے ہیں، اور خشک پنیر کھاتے ہیں اور اونٹ، بھیڑ، حمار وحشی، آبی حیوان اور ٹھہرے ہوئے پانی کی مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور بکثرت ان لوگوں میں بھی ہوتا ہے جو کسی بھی جانور کا خشک کیا ہوا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ یا زیتون یا بیگن کھاتے ہیں۔ بہرحال بالجملہ یہ بخار ان لوگوں کو ہوتا ہے جن میں سوداویت ہوتی ہے۔ خواہ سوداویت کی پیدائش خلقی طور پر ہو یا سوءِ تدبیر سے یا غذا کے ردی ہونے سے ہو یا ردی غذاؤں کا مسلسل استعمال رہا ہو۔

اس بخار میں مریض ایسا محسوس کرتا ہے کہ بدن ٹوٹ رہا ہے گویا اس کو پتھر سے مارا جا رہا ہو خصوصاً جب بخار تیز ہوتا ہے اور جب نوبت ختم ہونے والی ہوتی ہے اس کے بعد مریض کے بدن سے بخار اتر جاتا ہے۔ اس کے برخلاف حمیٰ بلغمیہ کی نوبت ہونے کے بعد فترہ کے وقت میں مریض کے بدن سے بخار پورے طور پر نہیں اترتا۔ اور ان بخاروں کا ذکر بلاشبہ میں نے الگ الگ کیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کے فہم میں بات قریب تر ہو سکے۔ پس بلاشبہ بہت کم بخار ایک خلط سے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی قوت و جوہر میں صفراوی ہو بلاشبہ صفرا کی قوت حار یابس ہے اور اس کا جوہر رقیق و لطیف ہے۔ اس کی پیدائش جگر میں ہوتی ہے اور یہ صفات اجتماعی طور پر صفرا میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔

وہ لوگ جن کو اس قسم کا بخار صفرا کے تعفن کی وجہ سے ہو اور یہ تعفن وریدوں میں مقید ہو تو ان میں بخار جاڑے سے نہیں چڑھتا۔ پیاس شدید ہوتی ہے۔ بدن بہت زیادہ جلتا ہے۔ اور اگر یہ تعفن ورید کے باہر ہے تو اس میں تیز جاڑے سے بخار آتا ہے۔ اور نوبت ختم ہونے کے بعد مریض کو پسینہ آتا ہے اور بخار کی یہ دونوں قسمیں بحران سے آگاہ کرتی ہیں کہ ساتویں اور چودھویں دن کے درمیان بحران ہوگا۔ اگر طبیب نے یا اس کے علاوہ دیگر معائنہ کرنے والے نے غلطی نہ کی ہو۔

اگر اس بخار میں نہ زیادہ حرارت ہو اور نہ زیادہ خشکی تو اس صورت میں بخار صفرا کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ خلط صفراوی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جو بخار اس صفت کا ہوگا اس کے عوارض زیادہ خفیف ہوں گے۔ اور اس کی باری طویل ہوگی۔ اور اس بخار کی مدت بھی زیادہ طویل ہوگی۔

اور بسا اوقات بخار کی حرارت و یبوست انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اس کا جوہر غلیظ ہو جاتا ہے ایسا یا تو صفرا کی معدہ میں زیادتی سے ہوتا ہے یا صفرا جگر میں زیادہ بنتا ہے۔ خواہ یہ صفرا زردی بیضہ کے مانند ہو یا کراثی (سبز) ہو یا زنجاری (سرخ رنگ کے مانند رنگ والا) ہو بہرحال صفرا محتبسہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے یہ خلط بلغمی کی آمیزش سے ہوتا ہے۔ اور آمیزش اس قدر ہوتی ہے کہ ان کی آپس میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس وجہ سے اس خلط کے احوال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کا نام صفرا نہیں رکھا۔ اور اس وجہ سے اس کو ہم نے صفراوی کہا ہے۔ یہ اس حیثیت سے کہ وہ اس خلط کے بعد پیدا ہوا ہے لہٰذا جو بھی خلط ہوگی وہ حقیقت میں صفرا ہی ہوگا۔ تو اس صورت میں بخار کی نوبت زیادہ طویل ہوگی اور اعراض

کی خباثت بھی زیادہ ہوگی اور جملہ مدت بخار بھی طویل ہوگی۔ اور کبھی بخار کی مدت اس کے احساس کے ساتھ ہوگی اور بخار کے ختم ہونے کے وقت اس کا احساس ہوگا اگر اس بخار میں صفرا محیہ ہے تو اس صورت میں بخار کی مدت طویل ہوگی اور کبھی بخار کی باری بار بار آئے گی اور بخار بہت دنوں تک باقی رہے گا۔ بہ نسبت حمیٰ غب خالص کے اس بخار کے عوارض میں پیاس کی شدت اور گرمی زیادہ ہوگی۔

علاج : مریض کو ایسی ادویہ پلائیں۔ جن میں تبرید کے ساتھ ادرار بول اور تعریق کی خصوصیات ہوں ان کے علاوہ ایسے سیال دیں جو قاطع و جالی ہوں۔

مرکب برائے آں
تخم خربزہ ۲۵ گرام، تخم خیار ۲۵ گرام، بابونہ کی کلیاں ۲۵ گرام، تخم کتاں (السی) ۵ر۱۰ گرام، حلبہ (میتھی) ۵ر۱۰ گرام، صعتر ۵ر۱۰ گرام، اذخر، سنبل، مصطگی، بادیان ہر ایک ۵ر۷ گرام۔

ان تمام ادویہ کو کوٹ کر تقریباً ۵ لٹر میٹھے پانی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں یہاں تک کہ نصف پانی رہ جائے۔ تو اس کو چھان لیں اور اس میں شہد خالص اور شکر ہر ایک ایک کلوگرام سرکہ ۵۰۰ ملی لٹر ڈال کر دوبارہ آگ پر رکھ کر پکائیں یہاں تک کہ شربت کا قوام بن جائے۔ اس شربت سے بقدر ۷۰ گرام، ۲۱۰ ملی لٹر پانی کے ساتھ ملاکر روزانہ صبح کو دیں۔

غذا میں چوزے، سرکہ انگوری یا معمولی سرکہ (جو گنّے کے رس سے تیار کیا جاتا ہے) کے ساتھ پکا کر دیں۔

حمیٰ یوم کا حمیٰ صفراویہ میں تبدیل ہو جانا
حمائے یوم کبھی حمی صفراوی کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ چاہے وہ صفرا کراثی ہو یا صفرا زنجاری، ان حمیات کے عوارض خراب ہوتے ہیں اور بہت کم ان سے نجات ملتی ہے۔ اور اگر نجات ملتی بھی ہے تو بہت طویل مدت کے بعد۔ اور اس بخار کی باری میں مریض بےچینی پیاس، ہذیان اور خوف محسوس کرتا ہے اور اس کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے، کلی اور جزوی نوبتوں کی مدت طویل ہو جاتی ہے۔ مریض کی نبض صلب، صغیر اور مختلف ہوتی ہے۔ اکثر یہ بخار مریض کے لئے خطرہ (برائی) کا پیش خیمہ ہوتا ہے، اور بہت کم مریض سے یہ بخار جدا ہوتا ہے۔ اور اگر جدا بھی ہوتا ہے تو بہت کوشش کے بعد۔ اور طویل مرض کے بعد، اور مریض عوارض خبیثہ وردیہ کا شکار ہو جاتا ہے، جو زندگی بھر باقی رہتے ہیں۔

مریض کا پیشاب سبزی یا سیاہی مائل ہوتا ہے کبھی ثفل بھی سبز اور سیاہ ہوتا ہے جب سیاہ ثفل تہ نشین ہو جاتا ہے تو اس حالت میں مریض جلد ہی مر جاتا ہے جیسا کہ طبیب سفیان کے سامنے علی ابن یوسف کے ساتھ واقعہ پیش آیا تھا۔ جب علی ابن یوسف بیمار ہوا (اور اسی مرض میں اس کی موت ہوئی) تو سفیان طبیب نے اندلس سے اس کے پاس پہنچنے میں بڑی عجلت کی، اس وقت سفیان بہت بوڑھے تھے۔ بڑی محنت اور مشقت برداشت کرکے وہاں پہنچے اور اس سے ملے، لیکن مرض کی شدت و غصہ کی زیادتی سے اس کے اخلاط بھی جل گئے تھے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو میں نے اس کو نہایت بے چین دیکھا۔ جب میں نے اس کا قارورہ دیکھا تو اس میں سیاہ ثفل تہ نشین تھا۔ میں نے ان سے (طبیب سفیان)

کہا کہ یہ ثفل جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا رائے ہے، انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بحران ہے۔ پھر میرے لیے ممکن نہ ہوا کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میری بات یا تو ان کی بات کو غلط ثابت کرتی یا مغالطہ میں ڈالتی، میں چونکہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا لہٰذا وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

حمیٰ صفراوی کے بحران میں پیشاب یقیناً کالا ہوتا ہے لیکن ثفل سیاہ نہیں ہوتا پیشاب کا کالا ہونا علامت ہے کہ قوت بدن نے مریض کے اندر مرض پیدا کرنے والی خلط ردی کو دور کر دیا ہے اور یہ مریض کے لیے ایک اچھی علامت ہے، البتہ ثفل کی سیاہی ایک بری علامت ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ قوت عاجز آچکی ہے اسی وجہ سے ثفل سیاہ ہوتا ہے یہ ایک بری علامت ہے اور اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ وہ جلد مر جائے گا جبکہ وہ ثفل تہہ نشین ہونے والا بھی ہو، اگر سیاہ رنگ کا ثفل قارورہ میں معلق ہے تو قارورہ میں ثفل کی گہرائی کے اعتبار سے تاخیر کے ساتھ موت واقع ہوگی۔

سفیان کے واقعہ کو برسبیل تذکرہ اور تجربہ لکھ دیا ہے۔ بہرحال بخاروں میں خلطوں کی آمیزش ہو سکتی ہے تو اس اعتبار سے بخار مخلوط ہوتا ہے یا یہ امتزاج اخلاط کے جوہر میں ہوتا ہے ان بخاروں کے عوارضات اور باریاں اسی اعتبار سے ہوتی ہیں بہرحال معالج پر بخاروں کی آمیزش اور ان کی کیفیات مخفی نہیں ہوتیں لہٰذا وہ علاج اور تدابیر میں اس کا لحاظ کرتا ہے اس کی تمام علامات کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور اب تمام حمیات کی علامات الگ الگ اور ان کی آمیزش کی مجموعی علامات ذکر کی جائیں گی تاکہ امتزاج کی صورت کا پتہ چلے۔

حمیٰ غب

حمیٰ غب کی علامات یہ ہیں کہ شدید حرارت (گرمی)، پیشاب کی شدت، زیادہ رقیق مواد اور ہذیان کی کیفیت پس اگر کوئی مرض پیدا کرنے والی خلط مریض کے عروق کے اندر گھسی ہوئی ہو اور بآسانی خارج نہیں ہو رہی ہو تو لرزہ نہیں ہوگا اور اگر مرض پیدا کرنے والی خلط تمام بدن میں ہو تو لرزہ ہوگا شدید لذاع خلط صفراوی کے گذرنے کی وجہ سے ان اعضاء میں ذکاوت حس پیدا ہو جائے گی۔ اس صورت میں جو عوارض پیش آئیں گے ان میں مریض ایسا محسوس کرے گا کہ گویا اس کے اوپر اچانک گرم پانی ڈالا گیا ہے۔ بس اس کی وجہ سے اس کو لرزہ محسوس ہوتا ہے۔ بعینہ اسی طرح جس کے جسم پر جراحت ہو اور کوئی اس کو چھو لے تو اسے لرزہ ہوتا ہے اور اس بخار کی نوبت بہت کم ہوتی ہے اور باری ایک دن کے بعد ہوتی ہے۔

حمیٰ سونوخس کا بیان

حمیٰ سونوخس میں باریاں مسلسل اور طویل ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ مریض کو پیاس کی شدت اختلاط عقل اور نیند نہ آنے کی شکایت ہوتی ہے مگر بدن کے اندر سے اٹھنے والے بخارات اتنے نہیں ہوتے جتنا حمیٰ صفراویہ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں صفراء کی وجہ سے شدید سوزش ہوگی۔

علامات حمٰی بلغمیہ یہ ہیں کہ بخار باری کے بعد آئے گا۔ اور اس بخار میں صرف ٹھنڈک ہی نہیں ہوتی، بلکہ قشعریرہ (کپکپی) بھی ہوتی ہے، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں گے۔ جمائی آئے گی، آنکھوں سے آنسو نکلیں گے۔ اور کبھی غشی حرارت طبعی (حرارت غریزی) کے اندر کی طرف مائل ہونے سے اور مرض پیدا کرنے والی خلط پر چھا جانے کی وجہ سے لاحق ہوگی۔ جمائی اور آنسو دوسری وجوہات سے بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ علامات ہوتی ہیں تو اس کی نوبت طویل ہوتی ہے۔ اور بخار ختم ہونے کے بعد بھی فترہ میں بدن سے بخار بالکل ختم نہیں ہوتا اور مریض کے معدہ میں اختلال ہوتا ہے۔ اور اس کو شدت عطش نہیں ہوتی اور اس کی نبض میں صلابت اور بظاہر اختلاف بھی نہیں ہوتا نیز حمٰی صفراویہ کی طرح سرعت بھی نہیں ہوتی اور نہ تواتر ہوتا ہے۔ اور اس کا پیشاب غلیظ ہوتا ہے اور بخار کے ختم ہونے کے بعد اس کا بدن صاف نہیں ہوتا۔ اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اس کے برخلاف جن کو حمٰی سوداویہ ہوتا ہے ان کے اندر معمول کے مطابق جاڑا محسوس ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کہ ہڈیوں کو ٹھنڈے پتھر سے توڑا جا رہا ہے۔ اس قسم کے بخار کی نوبت بھی طویل ہوتی ہے اور اگر یہ بخار اتر جائے تو اس کے آثار ختم ہو جاتے ہیں۔ حمٰی بلغمی کی طرح بخار کے اُترنے کے بعد اثرات باقی نہیں رہتے۔ کیونکہ ہر خلط اپنی نوعیت، قوت اور جوہر میں مختلف ہوتی ہے۔ بہر حال بلغم کی بہت سی اقسام ہیں۔ ایسے ہی صفراء کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ اسی طرح سوداء اور دم (خون) کی بہت سی قسمیں ہیں۔ خالص اخلاط کے اعتبار سے پیدا ہونے والے حمٰی کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ جن کی قوت ایک دوسرے میں منتقل نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے جوہر مختلف ہوتے ہیں۔ اور بہت کم اس قسم کے اخلاط کے انواع پائے جاتے ہیں اور اگر پائے جاتے ہیں تو وہمی طور پر پائے جاتے ہیں۔ (اور حقیقت نہیں ہوتی) تم کو ہر خلط کی علیحدہ سے حالت کا علم سکھلا دیا گیا ہے اس سے اخلاط کے مرکب ہونے پر جو حالت ہوگی اس کے بارے میں تم قیاس کر سکتے ہو اور میں نے تم کو ہر ایک مرض کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ اس لیے جب کبھی یہ صورت دیکھو کہ بخار دو متضاد خلطوں سے مرکب ہے، دونوں خلط چاہے قوت کے اعتبار سے ہوں یا جوہر کے اعتبار سے ملی ہوئی ہوں، لہٰذا دونوں خلط کے اعتبار سے علاج میں مرکب طریقہ اختیار کرنا چاہئے، خلط کے جوہر اور قوت کے اعتبار سے ایسی ادویہ بڑھائیں۔ جو خلط غالب کا مقابلہ کر سکیں یا قوت و جوہر پر غالب ہو سکیں علاج کی پہلے سے رعایت رکھیں۔ پس جب آپ اس طریقہ کو اختیار کریں گے اور تجربہ حاصل کر لیں گے تو آپ کو علاج کرنے میں بڑی آسانی ہوگی۔

حمٰی دق

حمیات کی ایک قسم جس کا میں نے اب تک ذکر نہیں کیا وہ حمٰی دق ہے۔ اور یہ بخار بہت کم مریضوں کو شروع سے واقع ہوتا ہے بلکہ اکثر یہ بخار طویل بخاروں کے بعد اس وقت واقع ہوتا ہے جب مریض کا بدن بہت لاغر اور دُبلا ہو جائے اور جملہ رطوبات بدن خشک ہو جائیں اور اکثر یہ بخار اس وقت لاحق ہوتا ہے جبکہ اعضاء اصلیہ میں گرمی و خشکی لاحق ہو جائے، اور بہت ہی نادر صورت میں حمٰی یوم کے بعد بھی یہ

بخار لاحق ہوجاتا ہے۔ جبکہ مریض کے مزاج میں اس کو قبول کرنے کی استعداد ہو اور خاص کر جرم قلب میں قبولیت مرض کی استعداد ہو ایسی صورت میں ایک ایسی حرارت اعضاء اصلیہ میں ہوگی جو انھیں خشک کر دیتی ہے۔ جیسا کہ آگ کی گرمی چیزوں میں شدید یبوست پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا جب ہم چونے کو چھوتے ہیں تو ٹھنڈے پن کا احساس ہوتا ہے لیکن جب اس پر پانی ڈالا جاتا ہے تو ہم کو واضح طور پر اس کی حرارت کا احساس ہوتا ہے جو کہ ذکی الحس انسان پر پوشیدہ نہیں ہے اور ایسا ہی جس کسی کو یہ بخار لاحق ہوتا ہے تو اس کے بدن میں حرارت کا احساس تو موجود ہوتا ہے لیکن یہ احساس زیادہ نہیں ہوتا جب مریض کچھ غذا کھاتا ہے، یہ غذا (بہ اعتبار طبیعت) چاہے گرم ہو یا ٹھنڈی دو گھنٹے سے تین گھنٹے یا اس سے کچھ زیادہ دیر تک باقی رہتی ہے۔ تو اس وقت مریض اپنے اندر حرارت کی زیادتی محسوس کرتا ہے۔ اور تنگی تنفس میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ تنگی تنفس کی زیادتی اور حرارت دونوں ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ حرارت مریض کے سارے بدن پر غالب آجاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں مریض کا تنفس تیز ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا تنفس متواتر سریع اور عظیم ہوجاتا ہے اور اس کی نبض صلب ہوجاتی ہے۔ اور مریض کے انقباض سے انبساط تیزی کے ساتھ واقع ہونے کا احساس واضح ہوجاتا ہے اور انبساط کے درمیان کا وقفہ انقباض سے زیادہ ہوتا ہے اور یہ احساس یہاں تک باقی رہتا ہے تاآنکہ غذا میں ہضم ثالث واقع ہوجائے۔ پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ اس میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

بہر حال اس بخار کا ابتدائی دور میں علاج کرنا بہت ہی آسان ہے۔ ایسی صورت میں مریض کو نیم گرم آب شیریں میں دن میں کئی مرتبہ آبزن کرائیں۔ اور مریض کی غذا میں جوان بکری کا دودھ دیا جائے جوان بکری کا دودھ تیر و اہا مریض کے بستر کے قریب ہی دوھے تاکہ ہوا کے لگنے سے دودھ فاسد نہ ہو اور ہضم کو نہ بگاڑے۔ ہوا چاہے سرد ہو یا گرم دودھ کے مزاج کو بدل دے گی اور اچھی غذا نہ رہے گی۔ دودھ زیادہ مقدار میں کبھی نہ دیں۔ ۲۵ ملی لیٹر سے ۲۵۰ ملی لیٹر تک تدریجی طور پر تھوڑا دیا جائے یہاں تک کہ مریض کے اعضاء اس مقدار کے عادی بن جائیں۔ اور اگر آپ زیادہ مقدار میں ایک ہی مرتبہ پلائیں گے تو اس سے ہاضمہ خراب ہوجائے گا۔ کبھی معدہ میں پنیر بن جائے گا اور کبھی حموضت لاحق ہوجائے گی اور کبھی اسہال لاحق ہوجائیں گے۔ پس اگر پنیر بن جائے جیسا کہ ہم اکثر پاتے ہیں تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ برتن میں تھوڑی مقدار میں شہد ملا کر دودھ کے برتن کو اچھی طرح ہلادیں اور پلائیں اس کا خیال رہے کہ جب مریض کو یہ دوا پلائیں تو ایسی حالت میں کوئی غذا مریض کو نہ دی جائے یہاں تک کہ عمدہ طریقے سے ہضم ہوجائے۔ پس جب اچھی طرح ہضم ہوجائے اور مریض دوسری غذا کی خواہش کرے تو وہی شہد ملا ہوا دودھ دیں۔ جب یہ پوری طرح ہضم ہوجائے تو اسی طرح دو ایک مرتبہ اور دودھ دیں۔ اگر مریض روٹی اور گوشت کا عادی ہے تو مریض کو اس سے روکنا دشوار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں دودھ صبح و شام دیں۔ جب ہضم عمدہ طریقے سے ہونے لگے تو اس کی عادت کے لحاظ سے خمیری روٹی اچھی طرح پکائی ہوئی مرغی کے شوربہ کے ساتھ کھلائیں۔ حمائے دق کے مریض کو خلوئے معدہ میں میٹھے پانی سے آبزن کرائیں، پھر اس کو غذا دی جائے، مذکورہ تدابیر سے تپ دق رفع ہوجانے کی امید ہے۔

یہ ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ حمائے دق جب طویل مدت تک قائم رہے تو مریض بالکل لاغر اور دبلا ہوجاتا ہے اس

مرض کے تین درجات ہوتے ہیں درجہ اوّل جوکہ علاج معالجہ کے لئے آسان ہوتا ہے کیونکہ اس درجہ میں مریض کے بدن کی رطوبات باقی رہتی ہیں۔ اور درجہ دوئم میں مریض کے بدن کی رطوبات جوکہ جوہر بدن میں شبنم کی طرح پھیلی ہوتی ہیں۔ بخار کی حرارت سے ختم ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس درجہ ثانیہ میں مریض کے لئے اچھی تدبیر اختیار کی جائے تو خداوند کریم کے حکم سے شفاء یابی مل سکتی ہے۔ اور درجہ ثالثہ میں جبکہ حمیٰ دق کی حرارت مریض کے اعضاء اصلیہ کے جوہر میں لاحق ہوجاتی ہے اور رطوبت کو فنا کر دیتی ہے تو اس درجہ میں مریض کا علاج مشکل ہو جاتا ہے اور اس کی صحت یابی بہت دشوار ہے۔ اور ہر ایک درجہ میں شدید عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ان عوارض کے اعتبار سے شفاء یا ہلاکت واقع ہوتی ہے۔

ایسے موٹے تازے مرغوں کے خصیے جن کو دودھ پلایا جاتا رہا ہو۔ لاغر جسم والوں کے لئے بہت مفید ہیں لیکن اگر ایسے مُرغ دستیاب نہ ہوں جن کی غذا دودھ رہی ہو تو بھی ان کے خصیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کبھی حمیٰ دق دوسرے بخاروں میں سے کسی ایک کے ساتھ مشترک ہو جاتا ہے اس وقت اس کی تمیز مشکل ہوتی ہے البتہ تجربہ کار معالج اس کو پوری طرح معائنہ کے بعد سمجھ لیتا ہے، حمیٰ دق، کبھی حمیٰ صفراویہ کے ساتھ، کبھی حمیٰ بلغمیہ، کبھی حمیٰ دمویہ اور کبھی حمیٰ سوداویہ کے ساتھ بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ حمیات اخلاط کی باہم آمیزش سے ہوتے ہیں اور اکثر یہ ایک ہی زمانہ میں ہوتے ہیں اور اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے کہ حمیٰ دق حمیٰ دموی کے ساتھ کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ حمیٰ دق یبوست و حرارت سے ہوتا ہے اور حمیٰ دم رطوبت کا حامل ہے۔ جیسا کہ اس کی علامات سے ظاہر ہوتا ہے اس اعتراض کا حل کرنا آسان ہے کیونکہ ایک ہی جسم میں ایک عضو میں مزاج یابس ہوتا ہے تو دوسرے عضو میں مزاج رطب ہوتا ہے اور کبھی ایک عضو میں مزاج حار ہوتا ہے اور اسی جسم کے دوسرے عضو میں مزاج مختلف ہوتا ہے۔ یعنی حار یا بارد مزاج دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں پس ایک عضو میں مزاج حار یابس ہے تو دوسرے عضو میں بارد رطب اسی طرح ایک میں مزاج حار رطب ہے تو دوسرے میں مزاج بارد یابس۔ چنانچہ آنکھیں بند کر کے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایک عضو میں اس کے جوہر کی وجہ سے حرارت و یبوست ہوتی ہے اور ان کی مجاور (قریبی) جوہر میں فضلہ بلغمی کی وجہ سے مزاج بارد رطب ہوتا ہے جیسا کہ ہم جرم معدہ اور ارحام میں دیکھتے ہیں رحم کے جوہر میں مزاج حار یابس واقع ہے حالانکہ اس کے اطراف میں بلغم گھرا ہوا ہے جو بارد رطب ہوتا ہے اور کبھی اس کا مزاج ذات جوہر کی وجہ سے بارد رطب ہوتا ہے تو اس میں خلط صفراوی کے انصباب ہونے کی وجہ سے حار یابس ہو جاتا ہے۔

حمیات میں جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کچھ حمیٰ کا تعلق روح سے ہوتا ہے وہ حمیٰ یوم ہے۔ اور کچھ بخار (حمیات) کا تعلق تعفن اخلاط سے ہے ان کو حمیٰ عفونیہ کہا جاتا ہے یہ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ صفراویہ دمویہ، سوداویہ اور بلغمیہ اور ان میں آپس میں آمیزش بھی ہوتی ہے پس کبھی یہ حمیٰ صفراویہ دمویہ ہوتا ہے اور کبھی صفراویہ سوداویہ ہوتا ہے کبھی حمیٰ صفراویہ بلغمیہ اور کبھی دمویہ سوداویہ ہوتا ہے اور کبھی حمیٰ دمویہ بلغمیہ ہوتا ہے۔ اور کبھی حمیٰ سوداویہ بلغمیہ ہوتا ہے اور ہر ایک ان میں سے ایک دوسرے سے متصل

ہوتے ہیں۔ البتہ ان میں سے ایک متعفن خلط داخل عروق ہوتی ہے جو پورے طور پر ختم نہیں ہوتی۔ اور دوسری جو کہ خارج عروق ہوتی ہے وہ بآسانی نکل جاتی ہے اور اس کی باری بھی آتی ہے اور یہ حمیات اس طرح ہوتے ہیں کہ ان کی خلطیں داخل عروق ہوتی ہیں جس سے یہ پورے طور پر ختم نہیں ہوتے اور کبھی کبھی یہ خلطیں خارج عروق ہوتی ہیں جس سے بخار پورے طور پر ختم ہو جاتا ہے اور کبھی ایک خلط سے زیادہ سے بخار ہوتا ہے اور کبھی حمیٰ صفراوی میں صفرا، کے داخل عروق ہونے سے بخار بآسانی نہیں اترتا اور وہ بخار جو کہ بلغم کے خارج عروق ہونے سے ہوتا ہے بآسانی اتر جاتا ہے یا پھر اس کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اور اتصال اور آمیزش ان تمام حمیات کی اقسام میں ممکن ہے لہٰذا ضروری ہے ان مرکب حمیات کی علامات بھی مرکب ہوں حمیات کے اس امتزاج اور ان کی باریوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ بآسانی اتر جانے والے بخار کی آمیزش نہ اترنے والی قسم کے ساتھ اور اس کے علاوہ دوسری قسم جو بآسانی اترتی ہو دوسرے بآسانی اتر جانے والے بخار کے ساتھ آمیزش اور نہ اترنے والے بخار کی آمیزش دوسرے نہ اترنے والے بخار کے ساتھ اور اترنے والے بخار کی ترکیب دوسری نوعیت کے بخار کے ساتھ واقع ہو سکتی ہے ان کو سمجھنے کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے صرف غور و فکر کے ذریعہ ہی ان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ تجربہ اور مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

حقیقتاً یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کتاب میں اس کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا جا سکے کبھی حمیٰ مقلعہ کبیرہ (بآسانی اتر جانے والا بخار جو کہ خلط کی بڑی مقدار سے واقع ہوا ہو) حمیٰ غیر مقلعہ صغیرہ جو اسی خلط کی نوع سے واقع ہوا ہو آپس میں مل جاتے ہیں اور کبھی ترکیب پانے والے دونوں بخار بڑے ہوتے ہیں۔ اور کبھی دونوں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور اس کے برعکس بھی معاملہ ہوتا ہے پھر کبھی مختلف انواع کے حمیات مقلعہ کبیرہ (بآسانی اترنے والے بخار) حمیات مقلعہ صغیرہ (بآسانی اترنے والے چھوٹے بخار) سے مل جاتے ہیں۔ اور کبھی آپس میں ملنے والے دونوں حمیات بڑے ہوتے ہیں اور کبھی دونوں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور کبھی ایسی خلط جو حمیٰ مقلعہ پیدا کرنے والی ہو اس کے ساتھ حمیٰ کی دوسری قسم ملی ہوتی ہے جو کہ غیر مقلعہ ہوتی ہے۔ اور حمیٰ غیر مقلعہ کی اقسام بھی آپس میں ملی ہوتی ہیں اور اس طرح حمیٰ مقلعہ کی اقسام میں سے کسی قسم کی بھی آمیزش ہو سکتی ہے۔ پس ان کی باریاں اور عوارض آپس میں مل جاتے ہیں۔ یہ حمیات (جن کی آمیزش آپس میں ہوتی ہے) سب کے سب بڑے ہو سکتے ہیں اور یا چھوٹے بھی۔ یا ان میں کے بعض بڑے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے۔ جب تم سنو کہ حمیٰ کبیرہ (بڑا) ہے تو تمہیں حمیٰ پیدا کرنے والے مادّہ کی کثرت باری کی حالت میں سمجھنا چاہیئے۔ اور جب سنو کہ حمیٰ صغیرہ (چھوٹا) ہے تو باری کی حالت میں حمیٰ پیدا کرنے والے مادّہ کی مقدار کی قلت ذہن میں ہونا چاہیئے۔ مرض پیدا کرنے والی خلط کے مزاج اور اس کے جوہر کے اعتبار سے اور تجربہ کی بنیاد پر ان حمیات کے بارے میں خیال کیا جائے گا۔ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس خلط کا مزاج اور جوہر دونوں بدل تو نہیں گئے ہیں یعنی خلط صفراوی غلیظ الجوہر تو نہیں ہو گئی۔ اور خلط بلغمی رقیق الجوہر تو نہیں ہو گئی۔ جب مزاج طبعی ہو اور خلط کا جوہر اپنی حالت پر قائم رہے تو جو باری ہو گی انہیں اخلاط کے اعتبار سے رفع ہو گی۔ اور اس کے بعد یہ خیال کریں کہ حمیات مقلعہ (بآسانی اترنے والے بخار) حمیات غیر مقلعہ (بآسانی نہ اترنے والے بخار) کی باریاں کیسے ترکیب پاتی ہیں۔ ایک ہی قسم کے بخاروں کی آپس میں آمیزش یا مختلف قسم کے حمیات صغیرہ (چھوٹے بخار) اور حمیات کبیرہ (بڑے بخار) کی باریوں میں آمیزش ہوتی ہے چاہے یہ بخار بآسانی اترنے

والے ہوں (مقلعہ) یا بآسانی نہ اترنے والے ہوں (غیر مقلعہ) یہ بھی غور کریں کہ ترکیب پانے والے بخار ایک حمیٰ کی اقسام ہیں یا دو مختلف حمیات ہیں یا دوسرے زیادہ حمیات (اعراض) ہیں۔ مختلف امراض بھی جن میں حمیٰ (بخار) بطور عرض ہوتا ہے آپس میں ترکیب پا سکتے ہیں جیسا کہ یہ اعراض کسی ایک حمیٰ (بخار) کے ہو سکتے ہیں جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے یا دو یا دو سے زیادہ۔ بخاروں (حمیات) سے ملے ہوئے ہیں بہر حال حمیٰ (بخار) عرض ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر کسی انسان کو ایک ہی خلط سے، ایک یا دو یا دو سے زیادہ بخار ایک ساتھ لاحق ہوں سب اس مرض کے عرض ہی ہوں گے۔

جب بخار، ذات الجنب یا ذات الریہ یا ذات الحجاب کی وجہ سے لاحق ہو تو اس صورت میں ان کی باریاں اور ان کے عوارض و علامات آپس میں مل جاتی ہیں جسے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ اور بغیر تجربہ کے اس کو سمجھنے میں مشکل پیش آئے گی۔ اور جو لوگ اس کو نہیں سمجھ پاتے ان کے لئے اس کا سمجھنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بعض معالجین ان حمیات کو ایک ہی باب میں تذکرہ کرتے ہیں اور حمیات اور ان کی آمیزش کو سمجھنا جب تک حمیٰ مفرد خالص کی کیفیات اور اخلاط کے جوہر میں تبدیلی کو نہ جان لیں۔ ان کا سمجھنا بہت مشکل ہے اس لئے سادہ آمیزش اور بخار کے زمانوں کے بارے میں معلومات ہونی چاہئے۔ اور پھر زیادہ واقع ہونے والے اقتران (ایک ہی مدت میں واقع ہونے والے بخار) اور زیادہ تر ہونے والے امتزاج حمیات کا جاننا بھی ضروری ہے۔ جب تک ان کے اندر مہارت حاصل نہ ہو جائے ان امراض سے بحث کرنا آسان نہیں۔

حمیات کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا وہ ایک معالج کے لئے کافی ہے اب میں قبل اس کے کہ بحرانات اور اندارات کے سلسلے میں کچھ کہوں اس سلسلے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر بخار کمزوری کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ جبکہ طبیب کی نادانی بھی شامل ہو کیونکہ وہ غذا کی اتنی مقدار تجویز کر دیتا ہے کہ جس کو مریض کے قویٰ متحمل نہیں ہوتے۔ اور اس کے ٹھیک طور سے ہضم و نضج پر قادر نہیں ہوتے۔ بس بخار لاحق ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غذا متوازن ہو اور بخار کے اترنے کے بعد بھی دوبارہ بخار کے خوف سے غذا میں زیادتی نہ کریں۔ بلکہ اسی خوراک پر اکتفا کریں۔ پھر اس کی مقدار میں بقدر ۵ ر ۳ گرام زیادتی کی جائے اور یہ مقدار کچھ مدت (کم از کم ۵ یوم) باقی رہے پھر اس کی مقدار ۵ ر ۳ گرام تک بڑھائی جائے اس طرح اس مقدار پر کچھ دن تک رکھا جائے۔ پھر تھوڑی سی زیادتی کی جائے۔ یعنی یہ سلسلہ برابر جاری رہے اور بتدریج ۷ گرام۔ برابر اضافہ ہوتا رہے جب مریض اس تدبیر پر عمل کرے گا تو مرض خدا کی قدرت سے نہیں لوٹے گا۔

اور آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بخار کے مریض کے لئے کونسا گوشت سرعت سے خلط متعفن کی طرف بڑھنے والا ہے جس طرح اس گوشت کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ جس کی حفاظت خدا نے کی ہے جب وہ بے جان ہو جاتا ہے تو بہت جلد متعفن ہو جاتا ہے۔ یہی حال کیموس کا داخل بدن ہے کہ جب بدن کی قوت اس کے استحالہ پر قادر نہیں ہوتی اور اس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتی تو وہ جلد تعفن کی طرف بڑھتا ہے اس لئے کہ جن اعضاء میں اخلاط متعفن ہوتے ہیں ان کے باقی ماندہ تعفن کی مثال اس خمیر جیسی ہے جو اعضاء میں وارد ہونے والی اشیاء میں فساد پیدا کر دیتا ہے یہاں تک کہ بدنی قوت اس پر غالب آ کر اس کو دفع کر دیتی ہے اور اعضاء سے اس کو دھو دیتی ہے۔ حمیات کے سلسلے میں ایک مناسب معلومات میں نے فراہم کر دی ہے، جس کو میں کافی سمجھتا ہوں اب حمیات میں ہونے والے بحران کا ذکر کرتا ہوں۔

بحران اور انذار

بحران سے میری مُراد یہ ہے کہ وہ ایک عظیم حرکت ہے جو بدن کے قویٰ سے مرض پیدا کرنے والی خلط کے دفع کرنے کے لیے واقع ہوتی ہے۔ پس اگر خلط میں حدت زیادہ ہو یا موسم گرما یا بہار کا زمانہ ہو اور سنِ شباب (جوانی) کا ہو اور مقام معتدل یا حار ہو اس وقت قویٰ کی حرکت مرض پیدا کرنے والے مواد کے نضج (پکانے) کے لیے اور اس کے دفع (اخراج) کے لیے تیز ہوتی ہے تاکہ جلد سے جلد یہ مواد بدن سے باہر خارج ہو جائیں۔ چنانچہ مرض کے شروع ہونے کے بعد چوتھے دن یا زیادہ سے زیادہ ساتویں دن بحران واقع ہوتا ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ہر بحران کے لیے ایک یوم انذار کا بھی ہو جس میں قوتیں حرکت پذیر ہوتی ہیں۔ اور ان کی شدت پیشاب میں دکھائی دیتی ہے مثلاً سفید ثفل جو برتن کے وسط میں معلق نظر آتا ہے۔ پس طبیب یہ جان لیتا ہے کہ بحران واقع ہونے والا ہے۔ اگر ثفل دوسرے دن دکھائی دے تو بحران چوتھے دن واقع ہونے والا ہوتا ہے۔ اور اگر انذار (مثلاً پیشاب میں معلق ثفل کی موجودگی) چوتھے دن ظاہر ہو تو طبیب یہ سمجھ لیتا ہے کہ بحران ساتویں دن واقع ہوگا۔ (اس طرح اگر انذار ساتویں دن واقع ہو تو طبیب جان لیتا ہے کہ بحران چودھویں دن واقع ہوگا۔ اگر انذار پانچویں دن ظاہر ہو تو بحران نویں دن ظاہر ہوگا۔ اور اگر نویں دن انذار ہو تو امید یہ کی جاتی ہے کہ گیارھویں دن بحران واقع ہوگا۔ اگر انذار گیارھویں دن واقع ہو تو بحران سترھویں دن ہوگا۔ اگر انذار سترھویں یا اٹھارھویں دن ہو تو بیسویں یا اکیسویں دن بحران ہوگا۔ اور انذار و نضج بیسویں دن ظاہر ہو تو طبیب کو اس کی امید ہوتی ہے کہ بحران پچیسویں یا ستائیسویں دن ہوگا پھر اس کے بعد تو قویٰ بدن میں مرض پیدا کرنے والی خلط سے مقاومت اتنی کم ہو جاتی ہے کہ مرض بحران پر ختم نہیں ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ تحلل پر ختم ہوتا ہے یا کمزور قسم کا بحران چالیسویں دن ہوتا ہے۔ بقراط نے اس سے زیادہ دنوں کے بعد بحران ساٹھویں دن دیکھا ہے اور اس کے بعد ضعفِ مقاومت بڑھتی ہی جاتی ہے اور مزمن امراض میں بحران کئی مہینے بعد بھی بیان کیا گیا ہے اور کبھی کئی سال بعد بھی دیکھا گیا ہے۔

یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بحران کے اسباب کیا ہوتے ہیں۔ بحران درحقیقت قویٰ بدن اور خلط مرض کے درمیان کشمکش کا نام ہے، پس نوبت (باری) یوم بحران اور یوم انذار میں شدید ہوتی ہے اور مریض کی حالت اس وقت زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے خصوصاً ایسے مرض حاد میں دیکھا جاتا ہے جس میں ہذیان اور اختلاطِ عقل جیسے عوارض ہوتے ہیں اور آنکھوں میں مختلف تصاویر چھا جاتی ہیں اور مریض بالوں کو ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ جو اس کے خیال میں ہوتے ہیں اور وہ اپنے کپڑوں سے روئیں کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ وہاں رُواں نہیں ہوتا۔

مریض کو جمائی آتی ہے۔ وجع الرقبہ (گردن میں درد) اور وجع الراس (دردِ سر) عارض ہوتا ہے اور مریض کی ناک میں تاکّل (بوجہ نزلہ جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں) ہو جاتا ہے۔ جب یہ علامات ظاہر ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ انذار اب ہونے والا ہے۔

ان علاماتِ منذرہ کے ساتھ جب پیشاب میں ثفل ابیض معلق ہو یا پیشاب کی مائیت میں غلظت (گاڑھا پن) ہو جو اس سے پہلے نہیں تھی یا اگر تم یہ دیکھو کہ سرخی مائل ثفل نیچے اُتر رہا ہے تو شفا ہو جاتی ہے اور کبھی یوم انذار میں استفراغ

کی علامات ظاہر ہوتی ہیں جن سے نجات حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے۔ مثلاً ناک سے خفیف سا خون کا بہنا اور مریض کی ناک میں تاکل کا ہونا یوم انذار کو ظاہر کرتا ہے۔ جب یہ علامت ہو تو پھر شک کی کوئی گنجائش نہیں اور بحران متعین دن ہونے والا ہے۔ البتہ اس کا ضرور شبہ ہو جاتا ہے کہ رعاف کی صورت میں بحران ہوگا۔ اور ایسا چند اعراض کے بعد بخار (حمیٰ) شدت سے ہوتا ہے یا اعراض کے اچانک رک جانے سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ پس اگر یوم انذار سے پہلے علاماتِ محمودہ ظاہر ہوں تو یہ اس بات کی خوشخبری ہے کہ جس دن رعافِ کثیر (ناک سے زیادہ خون بہنا) کے ساتھ بحران ہوگا اسی دن بخار (حمیٰ) اتر جائے گا۔

اور اگر عمر جوانی کی ہو تو بحران رعاف جیسے عارضہ سے شاذ و نادر ہی واقع ہوتا ہے۔ پس اگر اچھی علامات ظاہر ہوں تو جان لو کہ بحران محمود ہے۔ مثلاً بیمار کے بطن کا نرم ہونا، تلیین اگر ساتویں دن ہو تو امید ہے کہ اس کا مرض یومِ بحران میں اسہال کے ذریعہ ختم ہوگا۔ اور یومِ انذار بھی اس کی بشارت دے رہا ہوگا۔ اور اس طرح اگر تم یہ دیکھو کہ یومِ انذار میں قارورہ کی مائیت میں اچھی علامات بہت ہیں اور یومِ انذار میں مریض کو پسینہ آیا ہے تو تم جان لو کہ مادۂ مرض کا اخراج بحران کے دن ہوگا۔ جس میں بکثرت پسینہ آئے گا اور کبھی اسہال کے ذریعہ بحران ہوگا۔ اور کبھی تعریق و اسہال دونوں ایک ساتھ ہوں گے۔ اور اسی طرح اگر آپ دیکھیں کہ یومِ انذار میں ایسی علامات واقع ہوئی ہیں جو قئے پر دلالت کرتی ہیں اور مریض بہ سہولت قئے کرے یا مریض کے نچلے ہونٹ میں پھڑکن واقع ہو تو جان لو کہ بخار (حمیٰ) بحران کے دن قئے کے ذریعہ اترے گا۔ ایسا اس وقت ہوگا جبکہ مرض پیدا کرنے والی خلط جو ہر معدہ میں گھسی ہوئی ہے اور معدہ اس کے دفع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

اور اگر یومِ انذار میں ایسی علامات دیکھیں جو نفخ پر دلالت کرتی ہوں اور مریض کان کے پیچھے درد محسوس کرے یا کسی اور مقام پر درد محسوس کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بحران ورم کے ذریعہ واقع ہونے والا ہے۔ اور یہ ورم درد کے مقام پر واقع ہوگا۔ اور اگر ورم غیر اہم جگہوں پر ہو تو زیادہ فکر کی ضرورت نہیں۔ اور اگر شریف و اہم مقام پر واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو ان جگہوں پر ایسی ادویہ لگائی جائیں جو تقویت دیتی ہوں۔ مثلاً روغنِ گل اور اس کے مثل دوسری اشیاء گلاب کے پھول سے بھی ضماد کیا جا سکتا ہے۔ ورم کے مادے کو شریف اعضاء سے خسیس اعضاء کی طرف پھیرنے کی کوشش کی جائے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ روزانہ اس جگہ پر مالش کی جائے یہاں تک کہ وہ مقام سرخ ہو جائے، مقامِ مالش پر ورم پیدا ہو جائے گا اور اگر بدن کی قوتوں اور مرض کے درمیان جنگ و مجاہدہ ان ہی ایام میں ظاہر ہو جن کا ذکر میں نے کیا ہے نام کے ساتھ تو خوشخبری سمجھنا چاہیے کہ بحران مکمل اور محمود ہوگا اور اسی طرح مذکورہ ایام میں انذار اگر ہوا تو یہ بحران محمود کی خوشخبری دیتا ہے کہ جو بحران کے دن واقع ہوگا جس کی نسبت (یومِ انذار) پہلے دی گئی ہے۔

اور اگر جنگ ان ایام کے علاوہ میں ہو مثلاً چھٹے دن، یا آٹھویں دن، یا دسویں دن، یا بارھویں دن، یا سولھویں دن، یا

اٹھارھویں دن، یا بائیسویں دن، یا چھبیسویں دن، یا اٹھائیسویں دن تو ان تمام دنوں میں انذار کا ہونا اس نسبت سے بحران ردی کو پیدا کرتا ہے۔ اگر قوت کمزور ہو تو مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اگر بحران ناقص ہو تو مرض دوبارہ لوٹ کر آسکتا ہے اور اس کا حشر اس کے مقدر پر مبنی ہوتا ہے۔

اگر ان ایام میں انذار واقع ہوتا ہے تو اس کا حال ایسے ہی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اور بحران بھی ایسے ہی ہوتا ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اور کچھ لوگ اس کے اسباب کو ستاروں سے منسوب کرتے ہیں اور خصوصاً چاند سے لیکن طبیب اپنے طبیب ہونے کے اعتبار سے ایام اور ان تبدیلیوں کے اعتبار سے جو ان ایام میں ہوتی ہیں غور و فکر کرتا ہے اور تجربہ کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ بحران اچھا ہوگا یا خراب، مکمل ہوگا یا ناقص۔ اور اسی طرح ایام منذرات کے سلسلے میں بھی اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔

اور اگر بخار خالص صفراوی کبدی نہ ہو تو اس صورت میں بحران حمیٰ حاد خالص کبدی کے مقابلہ میں دیر سے ہوگا۔ اور اسی طرح اگر عمر جوانی سے اوپر پہنچ جائے تو اس کے حمیٰ کا بحران تاخیر سے ہوگا اور اسی اعتبار سے موسم سرما اور خریف میں بحران دیر میں ہوتا ہے۔

بہت کم حمیٰ صفراویہ کا بحران بیس دن سے کم میں ہوتا ہے اور حمیٰ دموی (جس کو سونوخس کہتے ہیں) میں ابتدا میں بخار شدید ایک ہی باری کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر یا تو استفراغ کے ذریعہ بالکل اتر جاتا ہے۔ جو اکثر رعاف (نکسیر) کے ذریعہ اترتا ہے۔ یا پھر مریض ہلاک ہو جاتا ہے یا طبیب اس کی فصد کھولتا ہے۔ جس سے غشی طاری ہو جاتی ہے۔ بہرحال حمیٰ دمویہ اور خالص حمیٰ صفراوی کبدی میں مریض کو برف (ٹھنڈک) سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی پینے کی ہدایت کی جائے اور صرف ماء الشعیر ٹھنڈا کیا ہوا بھوک لگنے پر استعمال کرنے کی نصیحت کی جائے۔

اور اگر وقت سخت گرمی کا ہو اور جوانی کی عمر ہو تو دلاع (بطیخ فلسطینی) کھلائی جائے اور اسی کا پانی پلایا جائے۔ تو اس سے یہ دونوں بخار جلد ختم ہو جائیں گے۔ اور کبھی صرف ایک بخار کم ہوگا۔ یہاں تک کہ شدید لرزہ واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اخلاط حساس اعضاء کی طرف مندفع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ وریدوں میں احساس کی قوت نہیں ہوتی۔ پس اگر کوئی جالینوس کے اس قول کی بنا پر اعتراض کرے کہ "عروق کے منہ خون کے لذع کے باعث کھل جاتے ہیں" تو اعتراض باطل ہے۔ کیونکہ حس سے میری مراد حس حیوانی ہے جو عصب کے ذریعہ عضلات تک پہنچتی ہے۔ البتہ عروق میں جو احساس ہوتا ہے وہ حس طبعی ہوتا ہے جس طرح پودے سورج کی روشنی (دھوپ) کا احساس کرتے ہوئے اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جدھر سورج کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کلیاں سورج کے بلند ہونے تک نمایاں اور کھلی ہوتی ہیں اور رات میں اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں۔ ان کلیوں میں یہ سب احساس ان کے فطری شعور کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حمیٰ بلغمی میں نضج اور یوم انذار کی علامات بیس دن سے پہلے ظاہر نہیں ہوتیں۔ یہ علامات بیس دن کے آس پاس ظاہر

ہوتی ہیں لیکن ان کا یوم انذار بھی بیس دن کے بعد بلغم کی مناسبت سے ہوتا ہے اور کبھی نضج اور انذار کی علامات اس مدت کے کافی دن بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن حمیٰ سوداوی جس کو حمیٰ ربع کہتے ہیں۔ ان کی علامات نضج اکثر مہینوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ (صرف مہینہ کا پتہ ہوتا ہے دن کا نہیں) اور اس کا اختتام استفراغ کے بجائے تحلل کے طریقہ پر ہوتا ہے۔ اس بخار میں طبیب کو چاہیے کہ ادویہ میں ترتیب کا ضرور خیال رکھے۔ جب یہ جان لے کہ نضج واقع ہو چکا ہے تو طبعی استفراغ کا انتظار نہ کرے بلکہ دوائے مسہل دے جو اس خلط (سودا) کا استفراغ کر دے۔ پس میں اس مسہل کے بارے میں بالکل احتیاط نہیں کرتا۔ جیسا کہ میں دوسرے مسہل کے بارے میں احتیاط برتتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ خلط میں ہیجان ہو اور ہیجان کے معنی سرعت حرکت کے ہیں۔ پس حقیقت میں میں نے یہ نام حیوان کی سرعت حرکت سے استعارہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دوا کے پلاتے وقت طبیب کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس بخار کی ابتدا میں تریاق پلائے کیونکہ تریاق فاروق کا فعل بخار کو بڑھا دے گا۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ مریض کو ہلاک کردے گا۔ لیکن جب بخار کے شروع ہونے کے بعد کچھ زمانہ گزر جائے اور موسم بہار قریب ہو تو اس وقت ضروری ہے کہ تریاقِ فاروق پلایا جائے اور اس میں زیادتی نہ کی جائے۔ اس کی مقدار ۸۷۵ ملی گرام سے ۱٫۷۵ ہو جو پانی کے ہمراہ تھوڑا تھوڑا کرکے دیا جائے۔ یہ نضج اور تلطیف کی طرح ترطیب بھی پیدا کرتا ہے۔

میرے جدِ امجد عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ حمیٰ ربع کا علاج مشکل سمجھتے تھے۔ ایک بیمار کو انھوں نے حکم دیا کہ وہ دس دن تک روزانہ تین دانے شفتالو کھایا کرے۔ پھر انھوں نے دوائے مسہل پلائی۔ مریض کُلّی طور پر شفایاب ہوگیا۔ اس پر معاصر اطباء تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ اس کے بارے میں شیخ ابوالمطرف ابن وافد رحمۃ اللہ علیہ اور میرے دادا کے درمیان خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا تو ابوالمطرف کو انھوں نے اس کی حقیقت کے بارے میں آگاہ کیا۔ جو کچھ انھوں نے تدبیر کی اور مریض کے اندر جو کیفیات رُونما ہوئیں اور جو کچھ تبدیلیاں ظاہر ہوئیں سب تفصیل سے لکھیں اور اس علاج کا مقصد بھی واضح کیا۔ پس یہ کام قابلِ تحسین بنا۔ یہ خطوط لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ ان حمیات بسیطہ میں سے کسی کا علاج اب مشکل نہیں رہا۔ لیکن جب ایک خلط دوسری کے ساتھ مل جائے یا اخلاط کا مزاج ان کے جوہر کے تقاضوں سے مختلف ہو جائے تو اس صورت میں ان کا سمجھنا اور علاج کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ میں حمیات اور ان کی آمیزش و اختلاط کے بارے میں بیان کر چکا ہوں۔ جب ایسی حالت میں افراط ہو جاتی ہے تو عقلِ انسانی اس کی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا اندازہ اور اس کے رفع کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ اور اللہ سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اللہ سبحانہٗ کے فضل سے رہنمائی کی امید کی جا سکتی ہے اور وہی اس کو روک سکتا ہے۔ اور اللہ کی توفیق ہی سے مدد مل سکتی ہے۔ اور طبیب ان اخلاط کے امتزاجات کو جس حد تک سمجھ سکے گا اسی اعتبار سے علمِ طب میں اس کا مقام ہوگا اور لوگ اسے تعجب بھری نگاہ سے دیکھیں گے۔

اور وہ طبیب بُرا ہے جو مریض میں علامات شدیدہ کو دیکھ کر ڈر جائے اور پریشان ہو جائے۔ حالانکہ اس کو یہ معلوم

ہے کہ بحران محمود کے دن میں علامات میں شدت ہوتی ہے اور اس سے پہلے یومِ انذار میں اس نے اچھی علامات مثلاً قارورہ کے رسوب اور نبض سے عنقریب ہونے والے استفراغ کی نشاندہی اور صحت کے ساتھ قوت کی بشارت دیکھی ہوں گی اور طبیب ہے کہ پریشان ہو رہا ہے۔ کیونکہ شدتِ مقاومت بخارات کے فم معدہ پر یا اطبار کی اصطلاح میں فواد پر لذع سے غشی طاری ہو رہی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ علامات اسے دکھائی دیں جبکہ نبض صحت کی خوش خبری دے رہی ہو۔ اور قارورہ میں سفید رسوب موجود ہو تو اس شدتِ مجاہدہ سے اسے غشی سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور نہ اس کے علاوہ کسی (شدید علامات) سے۔ ایسی علامات میں وہ کچھ دیر انتظار کرے۔ جبکہ انتظار کرنے کی ضرورت ہو جیساکہ میں نے علی بن یوسف کے مرض میں میں نے طریقہ اپنایا تھا جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ ہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ قوت کا بھی اندازہ کر لیا جائے۔ تاکہ (ضعف سے) نقصان کا خطرہ نہ رہے۔ تو اعراض کو سکون بخشنا چاہیے۔ معدہ میں خلط حار کی موجودگی سے اگر مریض کو غشی طاری ہو اور مریض کو قے کی حاجت ہو تو ایسی صورت میں ایسی دوائیں دیں جو کہ قے پر اعانت کرنے والی ہوں اور کئی دواؤں کو ملا کر مرکب دوا تیار کریں جس کے ذریعہ اس کی قوت بھی محفوظ رہ سکے۔ لہٰذا قے کے لیے عارضی تدابیر اختیار کی جائیں نیز تقویتِ معدہ کے لیے عصارۂ سفرجل میں تھوڑی مصطگی کا اضافہ کر کے یا عصارۂ انگور میں ملا کر کھلائیں۔ اور اگر حرارت زیادہ ہو تو عصارۂ سفرجل کے ساتھ عوسج کے پوست کا عصارہ یا کچے انگور کے عصارہ کے اضافہ سے دیں۔ اگر تم یہ نسخہ استعمال کراؤ اور معدہ کو تقویت پہنچاؤ تو معدہ اپنی طبعی حالات پر لوٹ آئے گا۔ اور جو کچھ اس میں ہے یعنی لذع پیدا کرنے والے مواد اسے اسہال یا قے کے ذریعہ خارج کر دے گا۔ یا قے یا اسہال دونوں ایک ساتھ واقع ہوں گے۔ ایسا نہ کریں جیسا کہ بہت سے لوگ مولی کو شہد کے ساتھ استعمال کرا کے خطرہ مول لیتے ہیں کیونکہ کبھی مریض اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں اور کبھی نقصان اس قدر پہنچ جاتا ہے کہ قوت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں شدید غشی لاحق ہوتی ہے۔

بحران کے اسباب اور حمیات اور ان کی اقسام و آمیزش سے بھی زیادہ اہم امراض وبائیہ کا تذکرہ ہے۔ جو انشاء اللہ آگے آنے والا ہے۔

وبائی امراض اور ان میں لاحق ہونے والے حمیات

حمیٰ صیفی وبائی امراض جن کا تذکرہ کرتے ہوئے بقراط نے اپنی کتاب "ابیذیمیا" میں ایک مرض "حمیٰ صیفی" کے بارے میں لکھا ہے کہ حمیٰ صیفی شہر قراثیون کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ سخت گرمی میں بارش کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے اور سارے موسم گرما میں رہتا ہے۔ لوگوں کو جب یہ لاحق ہوتا ہے تو آگ سے جلنے کی مانند سوزش محسوس ہوتی ہے۔ خارش (کھجلی) اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ مریض اپنی جلد تک چھیل ڈالیں۔ اس مرض میں فائدہ باآسانی نہیں ہوتا کیونکہ ان کی جلد کے نیچے پیپ بھری ہوتی ہے۔ بقراط کا بیان ہے کہ بہتیرے مریضوں کے ہاتھ مونڈھے سے الگ

ہوکر گر گئے تھے اور ران بھی الگ ہوگئی تھی، بہت سے مریضوں کے عضلات و ہڈیاں اور دوسرے اعضا گل سڑ کر الگ ہو چکے تھے۔ اس سے ہم پر یہ امر واضح ہوگیا کہ مضر ہوائیں جو حار رطب ہوتی ہیں۔ جب اس مزاج کی وجہ سے متعفن ہو جاتی ہیں تو اس مرض کا باعث ہوتی ہیں۔ خصوصاً جب ہواؤں میں خشکی نہ پائی جاتی ہو۔ اور یہ ہوائیں فضا میں رُکی ہوئی ہوں۔ اس لیے مغرب سے آنے والی ہوائیں مذموم اور شمال سے آنے والی ممدوح ہوتی ہیں، کیونکہ اس کے اندر خشکی پائی جاتی ہے۔

اور اس کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایسی ہواؤں سے تیز حمیات بھی عارض نہیں ہوتے۔ بلکہ معمولی بخار (حمیات دقیقہ) ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بخار اکثر مخفی ہوتے ہیں۔ یہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور آپ کا ذہن بھی اس کو ملنے گا کہ اس کے سبب کو معلوم کرنے کے لیے مختلف بیماریوں کے مزاج مختلفہ کا تجربہ ضروری ہے۔ اور یہ بات علم میں آچکی ہے کہ مزاج مستوی کسی مرض بارد کا سبب نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب سردی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس وقت اچانک آگ کے قریب یا گرم مقام میں داخل ہوں تو اس سے ایسے اوجاع (درد) لاحق ہوتے ہیں جو برداشت سے باہر ہوتے ہیں۔ اور کبھی شدتِ الم (درد کی شدت) سے ہلاکت بھی واقع ہوتی ہے۔ اور یہ باتیں سب کو معلوم ہیں۔ یہاں تک کہ دیہات کے لوگ بھی جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ آگ کے قریب ہونے سے بچتے ہیں۔ اور یہ بخار بہت ہی بُرے ہوتے ہیں اور بہت کم ٹھیک ہوتے ہیں۔ ان حمیات میں بحران بھی وقت پر نہیں ہوتا۔ چاہے اس کا سبب پانی کی خرابی ہو یا غذاؤں کی۔ ایسا شدید فساد کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر فساد شدید نہ ہو تو یہ اعراض ہلکے ہوتے ہیں۔ لیکن بقراط کے زمانے سے اب تک (ابن زہر کے زمانے تک) ان شدید عوارضات کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکا۔

حکہ، جرب، قروح، و دمامیل

طاعونی اورام کے بخاروں کے مریضوں کی کثیر تعداد کا میں نے معائنہ کیا ہے اور ان کا علاج بھی کیا ہے۔ ان میں اکثر تو ٹھیک ہو گئے اور بعض مریض جن کی موت کا وقت قریب آچکا تھا وہ مر بھی گئے اور کوئی تدبیر ان کے لیے کارگر نہ ہوئی۔

جن مریضوں کو میں نے دیکھا ان میں ایک نوجوان طاعون کا مریض بھی تھا۔ میں نے اس کے علاج کے لیے حتی المقدور کوشش کی۔ میں نے اس کے علاج کی ابتدا اس طرح کی کہ پہلے بدن کا استفراغ فصد کے ذریعہ کیا۔ پھر اس کے بعد عضو کی تقویت کا خیال رکھا کیونکہ ان کا شمار اعضائے خسیسہ میں نہیں ہوتا جس سے خراب مادوں کے تنقیہ کے بعد جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ اور ایسی ادویات استعمال کرائیں جس کے پینے کے بعد اچھی علامات رونما ہوں۔ مثلاً گلِ مختوم اور اس کے بعد مشر ودیطوس کا استعمال کرایا جس سے حالت صحیح ہونے لگی۔ اور اس کا ورم بھی ردی غذاؤں کے پرہیز کے نتیجے میں اپنی اصلی حالت پر آنے لگا۔ اور اس حالت پر کچھ دن رہنے کے بعد میں نے سمجھا وہ ٹھیک ہوگیا۔ پھر اچانک اس کے ورم میں شدید درد لاحق ہوا جو کسی طرح بھی کم نہیں ہوا اور مریض موت کا شکار ہوگیا۔

ان میں سے ایسے مریض بھی میں نے دیکھے جنھیں معمولی بخار (حمیاتِ دقیقہ) لاحق ہوئے پھر وہ اچانک مر گئے۔ اور وہ

گمان بھی نہیں کرتے تھے کہ انھیں بخار ہے سوائے طبیب کے کسی کو بخار کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ان میں سے بعض کے لیے تدابیر مفید بھی ثابت ہوئیں جبکہ ان کے رہنے کی جگہ کو ٹھیک کیا گیا اور یبوست و تبرید کی تدابیر کی گئیں۔ اور بارد و یابس غذائیں خوب استعمال کرائی گئیں جس سے مریض ٹھیک ہوگیا اور کوئی بُرا انجام نہیں ہوا۔

مرکب برائے اسہال کبوتر کی خشک بیٹ، صبر سقوطری، غاریقون ابیض، بسفائج تازہ، ایرسا۔ ہر ایک ۵ر۳ گرام۔ اسطوخودوس ۴ر۲ گرام، نمک طعام، خربق سیاہ ہر ایک ۵ر۷ گرام، عصارۂ علقم (کھگر بیل، قثاء الحمار) شحم حنظل، برگ حنظل ہر ایک ۵۰۰ ملی گرام۔ حنظل کو باریک کاٹ لیں اور بادام شیریں اس کے ہم وزن پیس کر ادویہ میں ملائیں۔ تمام ادویہ کو الگ الگ باریک کرلیں۔ سب ادویہ کے سفوف کو گائے کے گھی میں خوب اچھی طرح چرب کرلیں۔ اور شربت سکنجبین میں ملاکر معجون بنالیں۔ اور اس معجون سے ۵ر۷ گرام چند گھونٹ ماء الجبن کے ساتھ کھلائیں۔ اتنی مقدار خوراک کم ہو تو ۲۵ر۵ گرام مزید معجون کا اضافہ کرکے استعمال کرائیں۔ مسہل کے استعمال کے بعد تبرید کا نسخہ پلائیں۔ اور دوا کے استعمال کے درمیان وقفہ دیں۔ اور پھر مسہل کا اعادہ کرائیں۔ اس طرح انشاء اللہ شفائے کلی حاصل ہوجائے گی۔ قوت کے اعتبار سے مسہل کی مقدار میں کمی یا زیادتی کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے مریض کے حالات کا اندازہ لگانا ضروری ہے۔ اور تاکید کی جائے کہ مریض کے کمرہ میں تازہ برگ ریحان بچھادی جائے۔ اور مستقل قطران کی دھونی دی جائے۔ اس کے علاوہ گھر میں سرکہ جو خوب ترش ہو چھڑکیں۔

اگر گھر کے دروازوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہو تو اسے بدل دینا ضروری ہے۔ کیونکہ نقصان دہ ہے۔ اس حالت میں غذا کی تلطیف ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے گیہوں کی خوب پکی ہوئی روٹی جو اچھے خمیر والے آٹے سے تیار کی گئی ہو اور جس میں آٹا گوندھتے وقت سرکہ ملالیا ہو، سادہ ترکاریوں کے ساتھ دیں۔ مثلاً چقندر سرکہ میں پکا کر دیں۔ ان حالات میں گوشت سے بالکل اجتناب ضروری ہے۔

ہوائے محیط میں فساد صرف مذکورہ صورتوں ہی میں نہیں ہوتا بلکہ جب کبھی یہ فساد قرب و جوار میں نعشوں کے سڑنے کے بعد ہواؤں کے رُکنے یا تالاب و نالوں میں گندہ پانی جمع ہوجانے سے بھی ہوا میں فساد واقع ہوتا ہے۔ اسی لیے قدماء قبروں کے آس پاس رہنے سے احتیاط کرتے تھے۔ کیونکہ ان مقامات پر نعشوں سے اٹھنے والے بخارات ہوتے ہیں۔

وباء، موتیں اور علاج کا طریقہ ان تمام امراض میں کیا ہوگا سب ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے علاج میں تبرید، تلطیف، جلاء، اخلاط ردیہ کا استفراغ اور ان سب سے پہلے عام و مکمل استفراغ بذریعہ فصد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی حسنِ تدبیر، ہلکی اور ٹھنڈی غذاؤں کا استعمال، امتلاء پیدا کرنے والے اسباب سے اجتناب ضروری ہے۔ ان تدابیر سے بہت سے مریضوں کو ہلاکت سے بچایا جاسکتا ہے۔

بعض مرتبہ خارجی ہوا کے اعتدال سے ہٹنے کی وجہ سے بھی وبائیں واقع ہوتی ہیں۔ ایسا بارش وقت پر نہ ہونے سے ہوتا ہے۔ مثلاً رمد اور کھانسی کی مختلف اقسام۔ سمع، بحت الصوت، بواسیر خونی یا کسی بھی مقام سے نزف الدم کی استعداد واقع ہوسکتی ہے۔ بالجملہ جب ہوا غیر طبعی ہوجائے گی تو بلائیں اس تناسب سے واقع ہوں گی۔ جتنا کہ ہوا اپنے طبعی مزاج سے

ہٹی ہے۔ اپنی کوشش سے مزاج کو آہستہ آہستہ اعتدال پر لاؤ۔ بے اصولیوں سے احتیاط برتو کیونکہ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

علم طب میں خاص طور سے بارش کے رکنے کی وجہ سے ہوا کے تغیر کے بارے میں توجہ دی جاتی ہے۔ حالانکہ میں نے اس کو آخر میں بیان کیا ہے۔ کبھی اس سے وبائی طور پر اموات واقع ہوتی ہیں۔ اس سے وبائی امراض کے علاوہ دوسرے امراض بھی واقع ہوتے ہیں۔ پچھلا بیان جو میں نے تحریر کیا ہے، وہ بقراط کا بیان کردہ تھا، جس کو اس نے بہتر طریقہ سے بیان کیا ہے۔ اگر پانی رکا ہوا ہو یہاں تک کہ اس میں بدبو اور تعفن پیدا ہو جائے اور کوڑا کرکٹ گندگی کی وجہ سے پانی گدلا (مکدّر) ہو جائے تو اس صورت میں حمیات دقیہ وبائی طاعون وغیرہ اور وہ وبائی بیماریاں جن کا ذکر بقراط نے کیا ہے، واقع ہوتی ہیں۔ اور کبھی خراب پانی کی کثرت ہو جاتی ہے۔ پس یہ سُدّوں کے ذریعہ جگر کے فعل کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بلاؤں (بیماریوں) کی مختلف قسمیں واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً استسقاء کی مختلف اقسام مرض کو قبول کرنے کی استعداد کے اعتبار سے واقع ہوتی ہیں۔ اور طحال اور گردوں میں بھی خرابی لاحق ہوتی ہے۔ مثلاً غلظت اور سُدے اور کبھی ردی پانی گردہ اور مثانہ کی پتھری کا باعث بھی بنتا ہے۔

ہوا کی خرابی سے واقع ہونے والی آفات (امراض) پانی کے فساد سے واقع ہونے والے امراض سے زیادہ سخت نہیں ہوتیں، سوائے ایک صورت کے۔ اور وہ ہے اچانک موت۔ اس میں فاسد ہوا تنفس کے ذریعہ قلب تک پہنچتی ہے۔ جو قلب کے طبعی مزاج کو بگاڑ دیتی ہے۔ پھر قلب عمر کے اعتبار سے جیسا ہونا چاہیے نہیں رہتا۔ اور قلب ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ بہت بڑی عمر والے کا ہو۔ جب قلب اس طرح بڑا ہو جاتا ہے یا اتساع واقع ہوتا ہے تو اس کا مریض اچانک مر جاتا ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ سارے بدن پر قلب ہی کی حکومت ہے۔ جالینوس اس بارے میں یہ کہتا ہے کہ کوئی جاندار اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کا قلب نہ رک جائے۔ اور ارسطو فلسفی کی رائے میں قلب جسم کا رئیسِ اعظم (سردار) ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ زندگی کا مبداء یہی عضو ہے۔ جالینوس کے قول کے مطابق قلب حرکاتِ طبعی کا مبداء ہے اور دماغ حس و حرکاتِ ارادیہ انتقالیہ کا سرچشمہ ہے۔ ان دونوں اطباء کی آراء سے متعلق اس مختصر کتاب میں بحث کرنا ممکن نہیں ہے۔ قلب کا وجود ہی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ حرکاتِ انتقالیہ طبعیہ کا مبداء ہے اور دماغ حرکاتِ ارادیہ نقلیہ کا سرچشمہ ہے۔ ہر حال میں قلب زندگی کو باقی رکھنے والا عضو ہے۔ اور اس وجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر انسان کنویں میں اترے جہاں کی ہوا رکی ہوئی ہو یا زمین میں دفن کر دیا جائے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے، قبل اس کے کہ وہ حالات کا جائزہ لے سکے اور اگر وہ بہت زیادہ دیر تک وہاں موجود رہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ بات لامحالہ ہوائے موذی کے اچانک موت کا سبب ہونے پر گواہی دیتی ہے۔ اور انسان کچھ دن اس حال میں زندہ رہتا ہے کہ وہ غذا سے محروم رہے لیکن تنفس کے بغیر نہیں رہ سکتا اور بہت جلد موت واقع ہوتی ہے۔

ایک بات جو دیکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ کھایا یا پیا جاتا ہے اس سے بدن کو تغذیہ پہنچتا ہے اور تنفس کی

ہَوا سے روح کو تغذیہ پہنچتا ہے۔ جبکہ بخارات دخانیہ کا اخراج بھی برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہ ہَوا جو اندر داخل ہوتی ہے وہ بدن کے تعفن کو روکنے کے لیے کام بھی کرتی ہے۔ ہوا تنفس کے ذریعہ دماغ کے شبکتہ العجیبہ میں پہنچ کر روح نفسانی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

فساد ہوا سے لاحق ہونے والے وبائی امراض جن کا تذکرہ بقراط نے کیا ہے۔ ان ہی سے گردن کے مہروں (فقرات عنق) کا جھک جانا بھی ہے۔ اس مرض میں ذبحہ کی انتہائی بری قسم لاحق ہوتی ہے جس سے چھٹکارہ پانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور حمیاتِ دقیقہ بھی جن کا ذکر کیا گیا ہے ان کے ساتھ ہوسکتے ہیں اور کبھی جرب، حکہ، طاعون اور تعفن بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کبھی یہ سب کے سب اس ذبحہ (درد) کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور کبھی ان میں سے بعض ہوتے ہیں۔

حمیاتِ دقیقہ کے بارے میں یہ عرض کرنا ہے کہ امراضِ وبائی کے شدت کے وقت حمیاتِ دقیقہ کا موجود ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ذبحہ وانخزال الفقار اور وہ ذبحہ جو گردن کے مہرہ (عمود الفقرات) کے ٹل جانے کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ رباطات ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ جب عمود الفقرات اندر کی طرف مُڑ جاتا ہے تو حلق میں تنگی پیدا ہو کر ذبحہ عارض ہو جاتا ہے۔ بقراط نے اس بیماری سے صحت پانے والے کسی مریض کا ذکر نہیں کیا ہے۔

گردن کے عمود الفقرات سے کسی مہرہ کا اپنے مقام سے ہٹ جانے اور اسی طرح پُشت کے عمود الفقرات کے مُڑ جانے کا سبب بھی وبائی ہَوا ہے۔ چونکہ تمام پشت کے فقرات جو گردن کے نیچے ہیں پسلیوں سے بندھے ہوتے اور ان کے عضلات دبیز ہوتے ہیں اور گردن کے مہرے عضلات کے ہلکے ہونے کی وجہ سے نمایاں ہوتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لیے فقرات کے دونوں طرف کوئی ساخت نہیں ہوتی جس سے مل کر ان کی حفاظت ہو جیسا کہ پشت کے مہروں کو سہارا دینے والی ساختیں پسلیاں ہوتی ہیں۔

اس کے علاج کے سلسلے میں اگرچہ بقراط نے کسی شخص کے صحت یابی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، پھر بھی طبیب کو اپنی مہارت سے کوئی نہ کوئی حُسن تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ اور میں نے امراضِ وبائیہ کے تحت جو علاج تجویز کیا ہے وہی اس مرض میں بھی اختیار کریں، کیونکہ وبائی امراض کے سلسلہ میں یہ ایک واضح طریقہ کار ہے۔ مختصر یہ کہ جب یہ ذبحہ جڑ پکڑ لیتا ہے تو اس وقت اس کا کوئی علاج ممکن نہیں البتہ ابتدا میں جڑ پکڑنے سے پہلے علاج سے شفایابی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے تلطیف و تجفیف کی تدابیر جس کو میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے اختیار کی جائیں اور خارجی طور پر فقرات کے مقام پر لطیف و مجفف روغنیات لگانے سے اس مقام کو قوت حاصل ہوتی ہے مثلاً روغنِ گل، روغنِ چنبیلی، کشنیز سبز (ہرا دھنیا) کا عصارہ لگایا جائے اور مالش کی جائے اور اگر گلِ مختوم کا سفوف، عصارۂ کزبرہ (کشنیز سبز) کے ساتھ گوندھ کر مڑے ہوئے فقرے پر ضماد کیا جائے تو اس سے قطعی فائدہ ہوتا ہے جبکہ انخزال زیادہ سخت نہ ہو اور اگر ہَوائے عفونی وبائی کسی کے جسم میں پوری طرح اثر انداز ہو جائے اور غایت درجہ انخزال ہو جائے تو

شفا کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

اور کبھی پشت کے عمود الفقرات میں انحراف (کسی مہرہ کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا) واقع ہوتا ہے۔ تو اس سے اُبھار (حدبہ) کی شکل نظر آتی ہے۔ اگر یہ انحراف صدمہ یا ضربہ سے ہوا ہو تو اس کا علاج مشہور ہے۔ بعض جاہل اپنی ناواقفیت کے باوجود چوٹ سے متاثر مریضوں کا علاج کرنے میں سبقت کرتے ہیں، اور بسا اوقات اپنی اس کوشش میں وہ مریض کی جان بھی لے لیتے ہیں۔ پھر بھی ان کے لیے علاج ممکن نہیں ہوتا۔

جب حدبہ بچوں میں واقع ہوتا ہے تو بچہ زندہ نہیں رہ پاتا۔ کیونکہ اگر حدبہ بڑا ہوتا ہے تو تنفس کی احتیاج جو سینہ کے جوف کے تنگ ہونے سے ہوگی، موت کا باعث ہوتی ہے۔ اور حدبہ جب کسی بڑے شخص کو عارض ہوتا ہے تو مریض زندہ رہتا ہے لیکن اس کی ہیئت بگڑ جاتی ہے۔

اور کبھی انحراف پشت کے بالائی حصہ میں اور کبھی نچلے حصہ میں غلیظ بخارات کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ یہ بخارات تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ اور کھنچاؤ پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے بعض فقرات اپنی جگہ سے ہٹ کر عمود الفقرات میں موڑ پیدا کرتے ہیں۔ ان کو لوگ ریاح الحدبہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مرض ریاح الحدبہ جوانوں، بچوں اور عورتوں میں بھی واقع ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کیونکہ غلیظ بخارات کثیر مقدار میں وہاں سے حرکت کرتے ہیں تو فقرات کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جہاں بھی وہ ابخرات حرکت کرتے ہیں اس جگہ کی ساخت کو پھاڑ دیتے ہیں، اور وریدوں کو بھی پھاڑ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اکثر سینہ اور پھیپھڑوں سے نفث الدم لاحق ہوتا ہے اور مرض سل کا وقوع بھی ہو جاتا ہے، ابخرات اور ریاحوں سے تھیلیوں کے پھٹ جانے کا مشاہدہ خارجی طور پر بھی کیا جاتا ہے، جبکہ کسی تھیلی میں عصارۂ انگور یا دوسرے کسی میوے کا عصارہ بھر کر اس کا مُنھ باندھ کر کچھ عرصہ کے لیے رکھ دیا جائے، جب اس میں غلیان ہوگا تو اس کو پھاڑ دے گا، اور یہی ریاحیں جب اندرونِ جسم ہوتی ہیں تو اوّلاً درد پیدا کرتی ہیں پھر اختلاج کا سبب بنتی ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ لطیف مجفف اور کم مقدار میں غذاؤں کا استعمال کریں۔ اور ثقیل اور دیر ہضم اغذیہ سے پرہیز کیا جائے۔ اور جسم کی نرم ہاتھوں سے خشک مالش کی جائے۔ اس قسم کے مریض کو مندرجہ ذیل ادویہ کا جوشاندہ پلائیں۔

ایرسا، پرسیاؤشاں، تخم خربوزہ، ہلیون کی جڑ، عصارۂ کرفس، عصارۂ سونف۔ تھوڑے سے سکنجبین کے اضافہ کے ساتھ دیں۔

اس مرض کے لیے مرکب نسخہ	تخم خربزہ اور ایرسا، پرسیاؤشاں، بیخ ہلیون، مصطگی ہر ایک ۲۵ر ۵ گرام، ساذج ہندی، اذخر، ہر ایک ۲۵ر ۲ گرام۔

تمام ادویہ کوٹ لیں اور ۵۰۰ ملی لٹر پانی ڈال کر آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب ایک تہائی پانی جل جائے تو اس کو چھان لیں۔ اور صاف کر کے شربتِ سکنجبین ۳۵ گرام اور سونف کا عصارہ اور جنگلی کرفس کا عصارہ ہر ایک ۸ ملی لٹر

جوشاندے میں ملالیں اور نہار منھ ۷ گرام معجون دبید الورد عشاری کے ساتھ لیں۔ غذا سے قبل معتدل قسم کی حرکت لازمی ہے اور بعد غذا مکمل طور پر سکون ضروری ہے۔ ان امراض وبائی میں جو کچھ ممکن تھا علاج کے بارے میں اس کا ذکر ترتیب وار گزر چکا ہے۔ اور انخزال فقرات کا علاج جو کہ بغیر وبائی سبب کے ہو، ذکر ہو چکا ہے۔

اب میں ان امراض کی طرف رجوع کرتا ہوں جو کہ وبائی ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے موت واقع ہوتی ہے۔ ہوائے وبائی کے علاج کے سلسلے میں جو باتیں ضروری تھیں ان کا بھی ذکر کر چکا اور متقدمین نے ان کا جو علاج ذکر کیا تھا ان کو بھی بیان کر دیا۔ اب پانی سے پھیلنے والے وبائی امراض کا ذکر کروں گا۔

اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ اگر بعض بڑے معجون تھوڑی مقدار میں روزانہ صبح کو استعمال کر لیے جائیں تو خراب پانی کے اثرات سے حفاظت رہتی ہے مثلاً معجون فربیون یا مثرودیطوس یا مثلاً تریاق فاروق اس سے روزانہ علی الصباح ۵-۸ ملی گرام سے حسبِ برداشت مقدار میں استعمال کریں اور ظہر تک کوئی غذا نہ استعمال کریں اور یہ ساری چیزیں ہوا کے ذریعہ پھیلنے والے وبائی امراض میں بھی ان شاء اللہ نفع بخش ہوں گی۔ اگر پینے والے پانی کے برتن میں تھوڑی بیخ انجبار ڈال دیں تو مفید ہے۔ اسی طرح پانی میں سرکہ ملا کر پینا بھی نافع ہے۔ اگر سرکہ کے ہمراہ شہد بھی ملائیں جس کو عام طور پر لوگ سکنجبین کہا کرتے ہیں۔

اور ایسا ہی اطبا نے ذکر کیا ہے کہ پیاز کا استعمال ان لوگوں کے لیے زیادہ سودمند ہے جو کثیف پانی کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی لہسن کے لیے بھی کئی فوائد بتائے جاتے ہیں۔ لیکن میں پیاز کے استعمال کرنے کو برا سمجھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیاز معدہ میں بدبودار غلیظ خلط پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے استعمال سے منھ میں ایک قسم کی بدبو پیدا ہوتی ہے۔ میرے خیال میں کھٹ مٹھا انار کا استعمال زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص سبز دھنیا کھانے کے وقت استعمال کرے تو اس سے بھی ملوث پانی کی مضرتوں سے محفوظ رہے گا۔ اس کے بالمقابل مچھلی کے استعمال سے کثیف پانی کی مضرتوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ میں بذاتِ خود بارہا مشاہدہ کر چکا ہوں کہ دودھ چاہے میٹھے ہوں یا کیفیت میں تبدیلی پیدا ہو کر ترش ہو گئے ہوں کثیف پانی کی مضرتوں میں زیادتی پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح مشاہدہ کر چکا ہوں کہ کچے انگور اور کاغذی لیموں اور ترش ترنج کے چھلکے اور اس کے بیج کثیف پانی کی مضرتوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسی طرح بادیان اور اس کے تازہ برگ و بار بھی فائدہ مند ہیں اور اصل القرصعنہ (بیخ درخت ابراہیم) اور ورق قاتل ابیہ (بداشقان کے پتے) اور اسطوخودوس اور ان جملہ ادویہ کو بغرضِ علاج جب بھی استعمال کریں تو گندے پانی کے استعمال سے قبل استعمال میں لانے کی کوشش کریں تاکہ اس پانی کی مضرتوں سے آپ محفوظ رہیں۔ پس اگر مریض کو خفیف سا بخار اور خارش اور چوٹ لگنے کی وجہ سے ورم لاحق ہو گیا ہو اور اس کے نتیجہ میں عفونت پیدا ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں مریض کے عمومی علاج کے لیے بذریعہ فصد استفراغ بدن بھی کرائیں۔ پھر دوا مسہل جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس کا استعمال کرایا جائے۔ اور اس مقام پر کبوتر کی بیٹ کے

استعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر سب اطباء متفق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ اخلاط غلیظہ کے لیے مسہل ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہمیں اچھی طرح سے ان حالات سے واقفیت ہے کہ کبوتر کی بیٹ غلیظ اخلاط کے جوہر سے فضلۂ بدن کی مشابہت رکھتی ہے اور اخلاط کے جوہر میں تعفن کے ذریعہ پہنچنے والی خراب ہوا سے پیدا ہوتا ہے۔ پانی کی خرابی سے بھی اسی قسم کے امراض اور آفات پیش آتی ہیں، لہٰذا جب یہ وبا عام ہو تو مذکورہ تدابیر اختیار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ جب ورم لاحق ہو تو مناسب علاج کرنے میں جلدی کریں اور مریض کی آرام گاہ کی اصلاح کریں۔ اور اسی طرح نگہداشت کرنے میں جلدی کریں۔ اور اس قسم کے مریض کے لیے ان غذاؤں کی پابندی کریں جن کو میں نے گذشتہ صفحات میں لکھا ہے۔ مریض کو تمام قسم کے گوشت سے قطعی پرہیز کرائیں۔ بہرحال ایسی غذائیں دی جائیں جو قوت پہنچانے والی ہوں خصوصاً وہ غذائیں جن میں ترتیب و تسکین ہو انشاءاللہ نفع بخش ثابت ہوں گی۔

اور ایک معالج کے لیے ضروری ہے کہ مریض کے ان حالات کو اپنی نظر میں رکھے۔ مریض کی قوت عمر اور مزاج کا خیال رکھے۔ جیسا کہ میں نے اس سے قبل ذکر کیا ہے کہ بچے اور بوڑھے ان ادویہ کو برداشت نہیں کر سکتے جو کہ جوان اور ادھیڑ عمر کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ ایسا ہی وہ لوگ جو طبیعت کے اعتبار سے نازک ہوں اور آرام و سکون سے رہنے کے عادی ہوں اور نرم بدن والے ہوں ان دواؤں کے متحمل نہیں ہو سکتے جنھیں دیہات میں رہنے والے اور جن کے بدن سخت اور مضبوط ہوتے ہیں برداشت کر لیتے ہیں۔ کم بال والوں کے لیے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں خشکی کی بہ نسبت دیہات میں رہنے والوں سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ایسی صورت میں مزاج کو طبعی حالت پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور کم بالوں کا طبعی مزاج دیہات میں رہنے والوں کے بہ نسبت زیادہ رطب ہوتا ہے۔ اسے ہمیشہ دھیان میں رکھنا چاہیے۔ اور اس وقت تک علاج نہیں کرنا چاہیے جب تک نفس مطمئن نہ ہو جائے۔

وبائی امراض اس طرح سے بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ کسی نے غذا کے طور پر کثرت سے کھجور اور دودھ ملا کر استعمال کیا ہو یا کبھی لوگوں نے حالت اضطرار میں ردی قسم کے اناج استعمال کر لیے ہوں اور وہ دانے اپنے جوہر کے اعتبار سے خراب ہوں۔ ان میں فساد اس صورت میں لاحق ہوتا ہے کہ لوگ اس اناج کے اوپر سے چلتے پھرتے ہیں یا وہ اناج ایسی جگہوں پر رکھے گئے ہوں جہاں عفونت پیدا ہو رہی ہو چنانچہ ان حالات میں اگر اس اناج کو استعمال کیا جائے تو وبائی مرض کی شکل لاحق ہونے کے قوی امکان ہوتے ہیں۔ یا انسان خراب قسم کا گوشت استعمال کرے۔ خواہ گوشت کے جوہر میں خرابی لاحق ہو گئی ہو یا اس ہانڈی میں لاحق ہو گئی ہو جس میں گوشت رکھا ہوا ہو تو وبائی امراض لاحق ہوتے ہیں۔ عموعی طور پر عوام الناس اس قسم کے وقعت میں مبتلا ہو کر وبائی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا مشاہدہ میں نے اس وقت کیا تھا جب میں علی ابن یوسف کے جیل خانے میں مقید تھا۔ اس جیل کی اس منزل میں کچھ قیدی باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے چھت سے نیچے کی جانب اترتے پھر سبز گھاس کو کھانے لگے۔ ہر ایک ان میں سے شدت بھوک کی وجہ سے خراب قسم کی گھاس کھا رہا تھا۔ اور ہر دن ان لوگوں میں سے کم و بیش دس آدمی موت کا

شکار ہو رہے تھے۔ پھر خدا کی مدد سے جب میں اندلس پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ بھوک کی شدت کی وجہ سے مٹر کے دانے کھا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان لوگوں کے شکم میں شدید قسم کا درد لاحق ہو رہا تھا اور کچھ لوگوں کی طرف میری نگاہ پڑی تو دیکھا کہ وہ لوگ بھوبھل کی بنی ہوئی روٹی اور فیجالہ کھا رہے تھے۔ اور میں نے مراکش میں کچھ لوگوں کا مشاہدہ کیا جو بھوک کی شدت سے مراکش کے ایک کنویں میں سے مُردار خشک ہڈی کو توڑ رہے تھے اور اس کا گُودا نکال کر کھا رہے تھے۔ پھر ان لوگوں پر بہت جلد موت آ پہنچی۔ اس طرح کی غذاؤں سے جتنی مقدار میں ان لوگوں نے کھایا تھا اس اعتبار سے امراض اور بلاؤں میں مبتلا ہوئے لہٰذا جس شخص کے اندر جتنی قوتِ مدافعت کم ہوتی ہے مرض جلد لاحق ہوتا ہے چنانچہ ان لوگوں کو مختلف قسم کے مرض لاحق ہوتے گئے تھے جن کا ذکر کرنا ممکن نہیں اور میرے نزدیک ایک واضح اور صاف حقیقت یہ ہے کہ خداوند کے حکم کے ساتھ ان مہلک امراض میں جو ردی غذاؤں سے واقع ہوتے ہیں۔ تریاق اور مثرودیطوس اور معجون فرفیون نہایت مفید ثابت ہوں گی بشرطیکہ ان مذموم غذاؤں سے وہ بچے۔ اس کے بعد یہ غذائیں استعمال کرے مثلاً گندم کی تنوری روٹی مرغ کے گوشت کے ہمراہ اور بکری کے بچے اور مرغ کا شوربہ جو پھولوں کی خوشبو کے ساتھ تیار کیا ہوا ہو تو ان آفات سے نجات مل جائے گی۔ اگر مریض کی بدنی قوت میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس مذموم غذا سے خراب خلط پیدا ہو گئی ہے اور بدن ان ہی خلطوں سے نشو و نما پاتا ہے تو پہلے ان اخلاط سے بدن کا تنقیہ کرائیں۔ اس طرح کی ادویہ کا ذکر میں کر چکا ہوں جو اخلاطِ غلیظہ کو بدن سے پاک کر دیتی ہیں۔ لہٰذا ان دواؤں کو یہاں تحریر نہیں کر رہا ہوں۔ وہ ادویہ استعمال کرنے سے قبل اس کی قوت اور جملہ شرائطِ استعمال پر خصوصی نظر رکھیں۔ مخصوص ادویہ کے رب یا مثلاً دوا رقاتل ابیہ اور زمرّد بھی اس میں مفید ہے یا بڑے معالجین جو پہلے بیان کیے جا چکے ہیں، اور تریاقِ فاروق وغیرہ استعمال کرنا چاہو تو استعمال کراؤ۔ اور تمھارا کام صرف غور و فکر اور کوشش ہے، اور شفاء اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔

مذکورہ مسہل میں گھی کا ذکر اتفاق سے چھوٹ گیا ہے۔ دراصل گھی مکھن ہی ہے۔ اس میں بعض تغیر کے بعد تبدیلی آجاتی ہے اور وہ تبدیلی راحت پہنچاتی ہے اور اخلاط سے تعفن دور کرنے میں اس کے مخصوص فعل پر تم کو اعتماد کرنا چاہیے۔ اب میں عمومی و بائی امراض اور اس کی اقسام کا بیان کر چکا ہوں۔ بلکہ یہی اہم باتیں اس میں نادر اور فوائد سے بھرپور ہیں۔

انسان کی پیدائش

مذہب جالینوس کے مطابق انسان کی تخلیق اللہ کی قدرت کے ساتھ ماں باپ کی منی سے ہوئی ہے اور ابتدائے حمل سے اس نے رحم میں آنے والے خون سے غذا حاصل کی ہے۔ اور جالینوس اس خون کو حیض کا خون کہتا ہے۔ اور علم طب کے اکثر ائمہ کا یہی خیال ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ جالینوس نے دیگر اطباء یونان کی عادت کے مطابق رحم سے آنے والے ہر خون کو

حیض کہا ہے۔ جیسا کہ اطبائے یونان کی یہ عادت بھی رہی ہے کہ ہر وہ ورم جو حلق میں لاحق ہوتا ہے چاہے وہ خلط صفراوی سے ہو یا خلط سوداوی سے یا خلط بلغمی ہو یا خلط دموی کی وجہ سے، اس کو ذبحہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اسی طرح پسلیوں کے اندر استر کرنے والی جھلی کے ہر ورم کو شوصہ کہتے ہیں۔ اسی طرح پیروں میں ہونے والے ہر ورم کو نقرس کہتے ہیں چاہے وہ جس خلط سے ہو۔ بالکل اسی طرح اطبا کی یہ بھی عادت رہی ہے کہ رحم تک آنے والے ہر خون کو حیض کہتے ہیں۔ حالانکہ طمث حقیقی وہ خون ہے جس سے عورت کے بدن کا تنقیہ ہوتا ہے۔ اگر اس خون کے ذریعہ جنین غذا حاصل کرے تو وہ یقیناً زندہ نہیں رہ سکتا۔ جنین کا تغذیہ تو ماں کے بہترین خون سے ہوا کرتا ہے۔

طمث حقیقی ماں کے خون میں شامل ہو کر سارے بدن میں پھیل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے چہرے پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں۔ کھانے کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور کاہلی آجاتی ہے۔ نیز ردی غذا کھانے کی خواہش ہوتی ہے مثلاً کوئلہ اور دوسری مختلف انواع کی چیزیں، اس میں کسی قدر اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے اور زیادہ تر عوارضات اس وقت تک باقی رہتے ہیں یہاں تک کہ ولادت ہو جائے اور ولادت کے بعد ان تمام چیزوں کا استفراغ ہو جاتا ہے۔ ولادت کے بعد اگر استفراغ معتدل نہ ہو تو اس سے مختلف قسم کے عوارضات لاحق ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات ہلاکت بھی ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ جنین ماں کے اچھے خون سے غذا حاصل کرتا ہے۔ لیکن جب رحم تنقیہ بدن کے لیے خون کو دفع کرتا ہے تو رحم کے اندر اس کی کچھ مقدار ضرور رہ جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں رحم میں یہ خراب خون اس طرح رہ جاتا ہے جیسا کہ خارجی اشیاء میں خمیر رہ جاتا ہے مثلاً شیشے کے کسی برتن میں بظاہر تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی ہے لیکن جب عرصہ دراز تک کوئی معجون اس میں رکھا رہے تو اس معجون میں خمیر پڑ جائے گا۔ جب آپ اس برتن کو خوب دھوئیں اور دوبارہ اس برتن میں معجون کو رکھیں جس میں خمیر دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن پھر بھی میں نے اس برتن میں رکھے معجون میں خمیر دیکھا جو معجون میں حرکت پیدا کر رہا تھا۔ اس کے برخلاف ایسے برتن میں معجون رکھا جائے جس میں کبھی خمیر موجود نہیں تھا تو اس میں خمیر نہیں پیدا ہوگا۔ اس طرح جنین کے تغذیہ میں خونِ حیض کا بھی دخل ہوتا ہے اگرچہ معمولی ہی سہی۔ جب جنین کی قوت اور فعل ہضم کے تحریک ہونے کی صورت میں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور جنین کی ولادت ہوتی ہے اور وہ زندہ رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں قوت مستقل ٹھکانہ پکڑ لیتی ہے اور اس کی حرارتِ غریزیہ بھی بڑھ جاتی ہے اور ان اخلاط کے اندر صاف خون داخل ہونے کے ساتھ ساتھ اعضا بھی اللہ کی قدرت سے قوی ہو جاتے ہیں۔ وہ خراب مادہ زائل ہو جاتا ہے جو خمیر کی مانند اس خون میں تھا اور خاص کر اس وقت جبکہ انسان سن بلوغت کو پہنچتا ہے۔ اس وقت اگر وہ مادہ زیادہ رقیق ہو تو طبیعت اس کو تکلیف، بے چینی اور بخار کے بعد (جلد کی طرف) دفع کرتی ہے۔ اس کو لوگ حصبہ (خسرہ) کا نام دیتے ہیں۔ اور اگر مادہ ردی غلیظ ہو خمیر کے مانند اور خون اس خلط سے گھر گیا ہو تو غلیظ ہونے کے سبب مادہ ظاہر بدن کی طرف دفع ہو جاتا ہے اور اس کو لوگ جدری اور چیچک کہتے ہیں۔ اور یہ مرض بے چین کر دینے والے شدید بخار کے بعد نکلتا ہے۔ اکثر تم لوگوں کو دیکھتے ہو کہ دودھ متھتے وقت مکھن اور دودھ میں تمیز نہیں ہو پاتی جب تک کہ

خوب متھ نہ لیں۔ اسی طرح خسرہ اور چیچک میں کوئی شخص تمیز نہیں کرسکتا کیونکہ شدید بخار اور بے چینی دونوں میں ہوتی ہے۔ اور میں نے اس کتاب میں خسرہ اور چیچک کا ذکر اور اس کا علاج بیان کر دیا ہے۔ اپنی کوشش کے مطابق میں نے ان دونوں باتوں کا ذکر وہیں کیا ہے جہاں پر مائی وغذائی خرابی سے پیدا ہونے والے وبائی امراض کا ذکر کیا ہے اور چونکہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا حیض کا خون ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی فرق اور اس کی کوئی تفصیل اس سے قبل بیان نہیں کی گئی تھی جس کو میں نے بیان کیا ہے اور خسرہ اور چیچک کی بیماریوں کا تعلق وبائی امراض ہی سے ہے۔ اس لیے میں نے اس کا ذکر دہرایا نہیں ہے۔ پھر علاج بھی وہیں پورا پورا بتا دیا ہے تو اس کے دہرانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا مجھے اتنا بتا دینا کافی ہے کہ تمام نمکین اور میٹھی چیزوں سے پرہیز رکھنا چاہیے اور لوگوں کو ہدایت کریں کہ پینے میں خالص پانی کا استعمال کریں۔ غذا میں ماء الشعیر کا استعمال کریں اور دوسری اشیاء کی طرح وہ دست آور اشیاء کے استعمال سے بھی پرہیز کرائیں۔ ان دونوں حالتوں میں دست آور اشیاء سے پرہیز اس وقت تک لازم ہے جب تک مرض انحطاط کے درجے کو نہ پہنچ جائے لیکن اگر جدری اور حصبہ کا بخار موجود ہو اور خلط مرض کا کثیر حصہ خارج ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں ادویہ ملینہ کے ذریعہ اس کے استفراغ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کا مزاج اور جوہر حدت حمیٰ کو نافع ہے جیسے زلال ونقوع تمر ہندی جس سے مرض پیدا کرنے والی بقیہ خلط کا استفراغ ہو جائے۔ اس وقت استعمال کریں جب اس کی ضرورت محسوس ہو، کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ساری خلط مرض خارج ہو جائے۔ جب میں اپنے قصد کو مکمل کر چکا تو گفتگو کو مکمل کرتا ہوں۔ اور توفیق اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف سے ہے "کتاب التیسیر فی مداوات والتدبیر" پوری ہو چکی۔

Kitab al-Taisir

fil-Mudawat wat-Tadbir

by

ABU MARWAN IBN ZOHR
(AVENZOAR)

(1092 — 1162 A.D.)

Urdu Translation

CENTRAL COUNCIL FOR RESEARCH IN
UNANI MEDICINE
(MINISTRY OF HEALTH AND FAMILY WELFARE)
GOVT. OF INDIA
NEW DELHI.